

# زمرہ اہل سنت

اُردو شرح

رایض الصالحین

ابن حجر عسقلانی (مؤلف) ابن حجر عسقلانی (مؤلف)

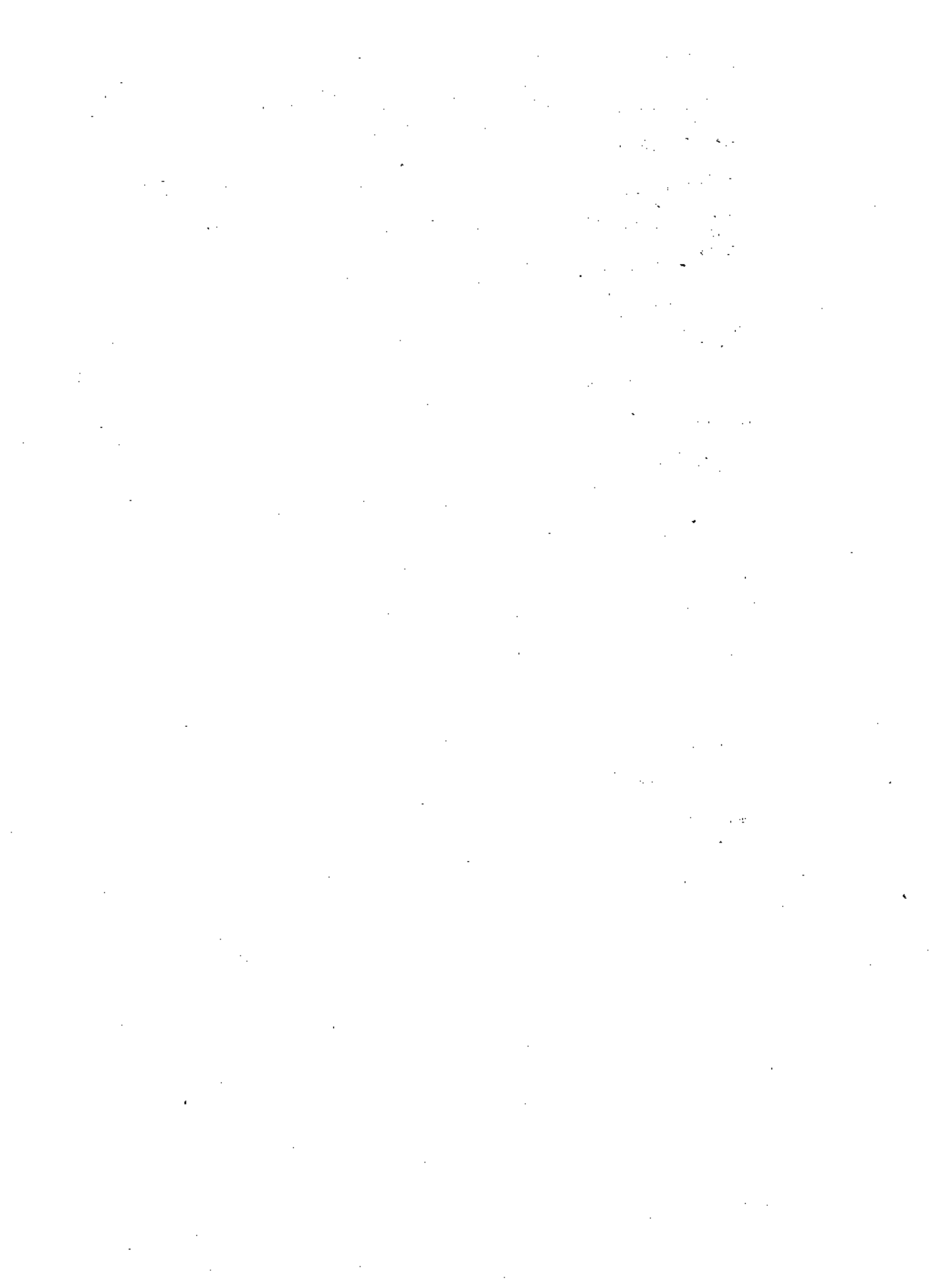
دوم

مؤلفین: ڈاکٹر مصطفیٰ سعید نخن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی

ترجمہ و فائدہ: مولانا شمس الدین نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان



مکتبۃ المسلم  
۱۸- اردو بازار • لاہور • پاکستان





# تذکرہ اصحابین

## اردو شرح ریاض الصالحین

امام محمد بن ابی ذرین اور کنایہ بن شریف رضوی اللہ تعالیٰ عنہما

دوم

مؤلفین، ڈاکٹر مصطفیٰ سعید مخن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغامی الدین مستو۔ علی الشریکی۔ محمد امین لطفی

● ترجمہ فوائد: مولانا شمس الدین ● نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان

۱۸- اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

7231788-7211788

مکتبۃ العلم  
ناشر



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

تاج کتاب ..... نذرینہ المتقین اردو شرح ریاض الصالحین

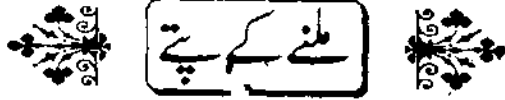
مؤلفین: { ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخن، ڈاکٹر مصطفیٰ البغا }  
محی الدین مستوی، علی الشربجی، محمد امین لطفی

ترجمہ و فائدہ: مولانا شمس الدین

نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان

طابع: خالد مقبول

مطبع: افضل شریف پرنٹرز



7224228 - کتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

7221395 - مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

7211788 - آتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور



### کتاب عیادۃ المریض

مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا اس کی نماز  
جنازہ ادا کرنا اور اس کے دفن میں شرکت اور دفن کے بعد اس  
کی قبر پر کچھ دیر رکنا ..... ۱۵  
مریض کے لئے دُعا کی جائے ..... ۱۸  
مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب  
ہے ..... ۲۳  
زندگی سے مایوس کیا دُعا پڑھے؟ ..... ۲۴  
بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان - ۲۴  
اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح  
قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم ..... ۲۵  
مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں  
ہوں، سخت درد یا بخار ہے، ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے  
صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو ..... ۲۵  
فوت ہونے والے کو لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کی تلقین کرنا ..... ۲۷  
مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟ ..... ۲۷  
میت کے پاس کیا کہا جائے اور میت کے گھر والا کیا

کہے؟ ..... ۲۸  
میت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و مین نہ ہو ..... ۳۱  
میت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا  
میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا، اس کی  
فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے کی  
کراہت ..... ۳۳  
جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان  
کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی - ۳۵  
نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟ ..... ۳۶  
جنازہ کو جلد لے جانا ..... ۴۰  
میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن و دفن  
میں عجلت کرنا، مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت  
کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے ..... ۴۱  
قبر کے پاس نصیحت ..... ۴۲  
دفن کے بعد میت کے لئے دُعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس  
دُعا و استغفار و قراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا ..... ۴۳  
میت کی طرف سے صدقہ کرنا ..... ۴۴  
لوگوں کا میت کی تعریف کرنا ..... ۴۷

- جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟ ..... ۶۶
- مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے ..... ۶۷
- اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہئے رات کو بلا ضرورت گھر آنے کی کراہت ..... ۶۸
- جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟ ..... ۶۸
- سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب ..... ۶۹
- عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت ..... ۶۹

### کتاب الفضائل

- قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت ..... ۷۱
- قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان ..... ۸۶
- قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست اور توجہ سے سننا ..... ۷۷
- خاص آیات و سوره پر آمادہ کرنا ..... ۷۹
- قرآات کے لئے جمع ہونے کا استحباب ..... ۸۷
- وضو کی فضیلت ..... ۸۹
- اذان کی فضیلت ..... ۹۳
- نمازوں کی فضیلت ..... ۹۷
- نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت ..... ۱۰۰
- مساجد کی طرف جانے کی فضیلت ..... ۱۰۳

- اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں ..... ۴۷
- ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار ..... ۴۹

### کتاب آداب السفر

- جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا ..... ۵۰
- رفقاء سفر کا تلاش کرنا اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب ..... ۵۱
- سفر میں چلنے، سستانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھالینے کا جواز اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے ..... ۵۳
- رفیق سفر کی معاونت ..... ۵۷
- سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟ ..... ۵۹
- مسافر کو بلندی پر چڑھتے، تکبیر اور گھاٹیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت سفر میں دعا کا استحباب ..... ۶۲
- جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا دعا کرے ..... ۶۵

کرنا ..... ۱۳۸  
 نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے  
 اور وقت کا بیان ..... ۱۳۱  
 نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر اور اوسط کی  
 وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب ..... ۱۳۲  
 چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے  
 مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے اور خوب دوپہر ہونے کے  
 وقت ہے ..... ۱۳۳  
 تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار  
 دیا گیا خواہ اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں یا فرائض و  
 سنن ادا کئے ہوں ..... ۱۳۵  
 وضو کے بعد دو رکعتوں کا استحباب ..... ۱۳۵  
 جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب اور اس کے لئے غسل کرنا اور  
 خوشبو لگانا اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا اور  
 پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیت دُعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد  
 کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ..... ۱۳۶  
 ظاہری نعمت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا  
 استحباب ..... ۱۵۳  
 قیام اللیل کی فضیلت ..... ۱۵۵  
 قیام رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے ..... ۱۶۶  
 لیلۃ القدر کی فضیلت اور اُس کا سب سے زیادہ امید والی  
 رات ہونا ..... ۱۶۷

انتظار نماز کی فضیلت ..... ۱۰۷  
 باجماعت نماز کی فضیلت ..... ۱۰۸  
 صبح و عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب ..... ۱۱۲  
 فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اور ان کے چھوڑنے میں سخت  
 وعید و تاکید ..... ۱۱۳  
 صف اول کی فضیلت پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی  
 برابری اور مل کر کھڑے ہونا ..... ۱۱۸  
 فرائض سمیت سنن راتہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں  
 سے تھوڑی اور کامل اور جو ان کے درمیان ہو اس کا  
 بیان ..... ۱۲۵  
 فجر کی دو سنتوں کی تاکید ..... ۱۲۶  
 فجر کی سنتوں کی تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا  
 بیان ..... ۱۲۸  
 فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ  
 اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ ..... ۱۳۱  
 ظہر کی سنتیں ..... ۱۳۲  
 عصر کی سنتیں ..... ۱۳۳  
 مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں ..... ۱۳۵  
 عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں ..... ۱۳۷  
 جمعہ کی سنتیں ..... ۱۳۷  
 سنن راتہ اور غیر راتہ کی گھر میں ادا ہونے کی فضیلت اور  
 نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ



- سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب ..... ۲۰۴
- ہرمہینے میں تین دن کے روزے کا استحباب ..... ۲۰۵
- جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے ..... ۲۰۸

### کتاب الاعتکاف

- اعتکاف کا بیان ..... ۲۱۰

### کتاب الحج

- حج کا بیان ..... ۲۱۱

### کتاب الجہاد

- جہاد کی فضیلت ..... ۲۱۸
- آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں ..... ۲۲۸
- آزادی کی فضیلت ..... ۲۵۰
- غلاموں سے حسن سلوک ..... ۲۵۱
- اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے ..... ۲۵۲
- جنگ و جدال اور فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان ..... ۲۵۵

- سواک اور فطرت کے خصائل ..... ۱۷۰
- زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات ..... ۱۷۵
- رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان ..... ۱۸۳
- رمضان المبارک میں سخاوت اور نیک اعمال کی کثرت اور آخری عشرہ میں مرید اضافہ ..... ۱۸۹
- نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ رکھنے والے کو روزے کی ممانعت ..... ۱۹۰
- چاند دیکھنے کی دُعا ..... ۱۹۲
- سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو ..... ۱۹۲
- جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار ..... ۱۹۳
- روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلاف شرع باتوں سے روکے رکھنا ..... ۱۹۷
- روزے کے مسائل ..... ۱۹۸
- محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت ..... ۲۰۰
- ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت ..... ۲۰۲
- یوم عرذما شوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت ..... ۲۰۳
- شوال کے چھ روزوں کا استحباب ..... ۲۰۴

۳۰۴ ..... نیند کے وقت کیا کہے؟

### کتاب الدعوات

۳۰۸ ..... دُعا کی فضیلت

۳۲۱ ..... پس پشت دعا کرنے کی فضیلت

۳۲۲ ..... دعا کے متعلق چند مسائل

۳۲۵ ..... اولیاء اللہ کی کرامات اور ان کی فضیلت

### کتاب الامور المنہی عنها

۳۳۷ ..... غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم

غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید و انکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

۳۳۵ ..... جو غیبت مباح ہے

چغلی کی حرمت، چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے

۳۵۱ ..... لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت بلا فساد انگیزی وغیرہ کے حکام

۳۵۳ ..... تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان

۳۵۴ ..... منافق کی مذمت

۳۵۵ ..... جھوٹ کی حرمت

۳۶۲ ..... کذب کی قسم جو جائز ہے

۳۶۴ ..... قول و حکایت میں بات پر چغلی کی ترغیب

۳۶۵ ..... جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت

اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول

میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور

مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی

۲۵۶ ..... فضیلت کا بیان

### کتاب العلم

۲۶۱ ..... علم کی فضیلت

### کتاب حمد اللہ تعالیٰ وشکرہ

۲۶۹ ..... اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

### کتاب الصلوٰۃ

۲۷۲ ..... رسول اللہ ﷺ پر درود شریف

### کتاب الاذکار

۲۷۸ ..... ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

□ اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے، بیٹھنے، لیٹنے، بلا وضو جنابت کی

حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت

۲۹۵ ..... قرآن مجید جنبی اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

نیند کے وقت اور اس سے بیداری کی وقت کیا کہے؟

۲۹۶ ..... ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے اور ان سے بلا وجہ جدائی اختیار

کرنے کی ممانعت

صحیح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا

۳۱۰ ..... اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے۔  
 مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ  
 لباس اور حرکات و سکنات میں مشابہت حرام ہے۔ ۳۱۲ .....  
 شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے۔ ۳۱۳ .....  
 مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو رنگنے کی  
 ممانعت ..... ۳۱۵ .....  
 سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے  
 لئے تمام بال منڈانے کی اجازت البتہ عورت کے لئے  
 اجازت نہیں ..... ۳۱۶ .....  
 مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانٹوں کا باریک کرانا حرام  
 ہے ..... ۳۱۷ .....  
 مرد کا ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا بے ریش کا ڈاڑھی  
 کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے ..... ۳۲۱ .....  
 دائیں ہاتھ سے استنجاء اور شرمگاہ کا بلاعذر چھونا مکروہ  
 ہے ..... ۳۲۲ .....  
 ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلاعذر چلنا مکروہ ہے۔ ۳۲۳ .....  
 اور جوتا اور موزہ بلاعذر کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے۔ ۳۲۴ .....  
 تکلف کی ممانعت قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں  
 مصلحت نہ ہو ..... ۳۲۵ .....  
 میت پر فوجہ کرنا رخصار بیٹینا، گزیبان پھاڑنا، بال نوچنا اور  
 منڈوانا، ہلاکت و تباہی کا وایلا کرنا حرام ہے۔ ۳۲۶ .....  
 کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، ریلوں اور کنکریاں اور جو

۳۲۶ ..... کسی معین شخص یا جانور کو لعنت کرنا حرام ہے۔  
 ۳۲۰ ..... غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت کرنا جائز ہے۔  
 ۳۲۱ ..... مسلمان کو ناحق گالی دینا حرام ہے۔  
 بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام  
 ہے ..... ۳۲۳ .....  
 کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا ..... ۳۲۴ .....  
 باہمی بغض، قطع تعلقی اور بے رخی کی ممانعت ..... ۳۲۵ .....  
 حسد کی ممانعت ..... ۳۲۶ .....  
 جاسوسی (نوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے سے روکتا ہو  
 کہ کوئی اس کی بات سنے ..... ۳۲۶ .....  
 بلا ضرورت مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی ممانعت ..... ۳۲۸ .....  
 مسلمانوں کی حقیر قرار دینے کی حرمت ..... ۳۲۸ .....  
 مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت ..... ۳۸۱ .....  
 ظاہر شرع کے لحاظ سے جو نسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام  
 ہے ..... ۳۸۲ .....  
 کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان ..... ۳۸۲ .....  
 مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں مال دار کا مال منول  
 کرنا حرام ہے ..... ۳۹۸ .....  
 جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق ریاء کا خیال ہو جائے جو  
 واقعہ میں ریاء نہ ہو ..... ۴۰۶ .....  
 اجنبی عورت اور خود بصورت بے ریش بچے ..... ۴۰۶ .....  
 کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے ..... ۴۰۶ .....

ہونا ممنوع ہے مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر ..... ۴۴۸

جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا ..... ۴۵۰

جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں ..... ۴۵۰

مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ، آسمان، باپ، دادا، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبضہ کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے ..... ۴۵۱

جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت ..... ۴۵۳

جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت ..... ۴۵۳

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یہی مستحب ہے ..... ۴۵۵

لغو قسمیں معاف ہیں اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ..... ۴۵۵

لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو مثلاً لَا وَاللّٰهِ بَلٰی وَاللّٰهِ وغیرہ ..... ۴۵۶

خرید و فروخت میں قسمیں اٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو ..... ۴۵۷

اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ ..... ۴۵۷

دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا

پھینک کر منتر کرنے والوں پرندہ اڑا کر بدشگونئی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس جانے کی ممانعت ..... ۴۳۱

حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درہم، پچھونا، دینار یا نیکی وغیرہ پر حرام ہے اور دیوار، چھت، پردے، کپڑی، کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے۔ ان تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم ہے ..... ۴۳۷

کٹار کھنے کی حرمت مگر شکار، چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے ..... ۴۴۲

سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی باندھنا مکروہ ہے ..... ۴۴۲

اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے ..... ۴۴۲

گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت سھرا اور کراہت سے پاک ہے ..... ۴۴۳

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو ڈور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے، گندگیوں سے مسجد کو صاف سھرا رکھنے کا حکم ..... ۴۴۳

مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا، خرید و فروخت، اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں ..... ۴۴۶

لہسن، پیاز، گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو، اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل



انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے ..... ۴۶۹

جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت ..... ۴۷۰

عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت ..... ۴۷۱

جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اس کے نہ جانے کی حرمت ..... ۴۷۲

عورت کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے ..... ۴۷۳

امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت ..... ۴۷۴

نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت ..... ۴۷۴

کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آجانے اور پیشاپ و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت ..... ۴۷۵

نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت ..... ۴۷۵

نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت ..... ۴۷۶

قبور کی طرف نماز کی ممانعت ..... ۴۷۶

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت ..... ۴۷۷

جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے ..... ۴۷۷

تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں ..... ۴۷۷

جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت ..... ۴۷۸

روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا

جائے ..... ۴۵۸

کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا ..... ۴۵۹

کسی فاسق و بدعتی کو سید وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے ..... ۴۶۰

بخار کو گالی دینے کی کراہت ..... ۴۶۰

ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟ ..... ۴۶۱

مرغے کو گالی دینے کی کراہت ..... ۴۶۲

یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ..... ۴۶۳

کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے ..... ۴۶۴

نفس و بدکلامی کی ممانعت ..... ۴۶۴

گفتگو میں بناوٹ کرنا اور باچھیس کھولنا، قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت ..... ۴۶۵

میرا نفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت ..... ۴۶۷

انگور کو کرم کہنے کی کراہت ..... ۴۶۷

کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرض شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے ..... ۴۶۸

ممانعت ..... ۳۹۰  
 مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے نکلنے کی کراہت  
 مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے ..... ۳۹۲  
 بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت ..... ۳۹۲  
 منہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے جس کے خود پسندی  
 میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو  
 اس کے حق میں جائز ہے ..... ۳۹۳  
 اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت)  
 جہاں و باء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے و باء ہو وہاں آنے کی  
 کراہت ..... ۳۹۵  
 جادو کی حرمت میں شدت (سختی کا بیان) ..... ۳۹۵  
 قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی  
 ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ  
 ہو ..... ۳۹۸  
 کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے  
 برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت ..... ۳۹۹  
 مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت ..... ۵۰۰  
 دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت ..... ۵۰۱  
 اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا  
 کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی  
 حرمت ..... ۵۰۲

اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ  
 کھائے پئے ..... ۳۷۹  
 قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی  
 ممانعت ..... ۳۸۱  
 غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت  
 حرمت ..... ۳۸۱  
 لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر  
 پاخانہ کرنے کی ممانعت ..... ۳۸۳  
 کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت ..... ۳۸۳  
 والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں بہہ میں ایک دوسرے پر  
 فضیلت دینے کی کراہت ..... ۳۸۳  
 کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ  
 اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے ..... ۳۸۵  
 شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا قافلوں کو آگے جا کر  
 ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی مکئی پر مکئی کرنے  
 کی حرمت مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا تڑو کرے ..... ۳۸۶  
 شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی  
 ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی  
 ممانعت ..... ۳۸۹  
 کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی  
 ممانعت خواہ مراہا ہو یا قصداً اور تنگی تلوار لہرانے کی

## کتاب الاستغفار

ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے  
جنت میں تیار فرمائی ہیں ..... ۵۵۵

## تعارفِ راویان

خاتمہ کتاب ..... ۶۰۸

جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہو

اس کے ارتکاب سے بچنا ..... ۵۰۳

جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے اور

کہے ..... ۵۰۵

## کتاب المنثورات

# کِتَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ

۱۱۴: بَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ

وَتَشْبِیْعِ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ  
وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَالْمَكْثِ عِنْدَ  
قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ

باب: مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا

اس کی نماز جنازہ ادا کرنا  
اور اس کے دفن میں شرکت

اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر رکنا

۸۹۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے، جنازے کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے، قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۸۹۴: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِيَادَةِ الْمَرِیضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْبِیْعِ الْمَيِّتِ وَالْمَقِيسِ وَالْمُظْلُومِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَالْفَتَاءِ السَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: تقدم شرح و تخریجه فی کتاب السلام رقم ۸۴۷/۳

۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) مریض کی عیادت کرنا، (۳) جنازوں کے پیچھے جانے، (۴) دعوت کا قبول کرنا اور (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

۸۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِیضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْبِیْعُ الْمَيِّتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: تقدم و شرحه فی باب تعظیم حرمت المسلمین رقم ۲۴۰/۱۷

اللَّحَائِشُ: حق المسلم على المسلم خمس: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے سلسلہ میں جن کا خیال کرنا چاہئے۔ الدعوة: دعوہ۔

قوائد: (۱) روایت میں مذکورہ امور کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہیں۔ (۲) ان حقوق کا خیال کرنے



سے باہمی محبت و الفت بڑھتی ہے اور اخوت و بھائی چارے کے تعلقات مضبوط تر ہوتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ واجب حقوق ہیں۔

۸۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا؟ جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اسے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔ (مسلم)

۸۹۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوْجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطَعْتَكَ فَلَمْ تَطْعَمْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطَعَمَكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تَطْعِمْهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْجَدْتَّ ذَلِكَ عَبْدِي؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتَكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فَلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوْجَدْتَّ ذَلِكَ عَبْدِي! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض

اللَّحْمَانِ: ان اللہ عزوجل یقول: یہ حدیث قدسی ہے۔ کیف اعوذک: اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب بیماری سے پاک ہیں تو عیادت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔ اس سے خود دراء الواراء ہوئے۔ اما: یہ حرف تشبیہ ہے۔ مخاطب کو مابعد والی بات کی اہمیت دلانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ لوحد تنی عنده: تو مجھے اپنی عیادت کو جاننے والا پاتا پھر میں تمہیں اس پر ثواب دیتا۔ استطعمتک: میں نے اپنے سائل بندے کے لئے تجھ سے کھانا طلب کیا۔ لوجدت ذلك عندی: اس کا کئی گنا اضافی ثواب میرے پاس پالیتا۔ استسقیئتک: میں نے تجھ سے پانی طلب کیا یعنی اپنے بندے کی زبان سے۔

فوائد: (۱) مریض کی عیادت کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور یتیم کو پانی پلانے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خود اجر و ثواب کے کفیل بن جاتے ہیں۔ (۲) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ عیال کے ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ احسان کرنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے کو اجر جزیل اور عطاء عظیم کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔

۸۹۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "عُودُوا الْمَرِيضَ وَأَطِعُوا الْجَنَائِعَ ، وَفُكُوا الْعَانِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - "الْعَانِي" : الْأَيْسِرُ -

۸۹۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ"۔ (بخاری)

الْعَانِي: قیدی۔

**تخریج:** اخرجہ البخاری فی کتاب المرضى، باب وجوب عیادة المریض

**التَّخَارُجَاتُ:** ہکوا: گردن آزاد کرو، بعض اوقات العانی سے مراد مقروض بھی ہوتا ہے۔ النہایہ میں علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔ جس نے عاجزی اور ذلت اختیار کی اور جھکاؤہ عانی ہے۔ یہ باب عنا یعنی فہو عان سے ہے۔

**قوائد:** (۱) گزشتہ نوآمد کو ملحوظ رکھا جائے۔ نیز اس روایت میں قیدیوں کو آزاد کرنے، مقروض افراد کے قرضہ جات ادا کرنے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہونے والے کو اس سے آزادی حاصل کرنے میں تعاون یہاں ہم اسلامی فریضہ ہے۔ (۲) اسلام ایسا دین ہے جو تعاون باہمی کی تعلیم دیتا ہے حدیث کے اندر جتنے امور مذکور ہیں یہ سب تعاون کا ذریعہ ہیں۔ ارشاد الہی ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوی: "کہ تم نیک اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔"

۸۹۸: وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي حُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ قَبْلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "بِحَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۸۹۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔ وہ واپس لوٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بحرفۃ الجنۃ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے تازہ پھل چننا!۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض

**التَّخَارُجَاتُ:** اخاه: اسلامی بھائی۔ حرفة: اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو پودے پر لگتے ہی توڑ لیا جائے۔ الجسی: اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو چننا توڑا جائے اور وہ تازہ حالت میں ہو۔

۸۹۹: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا عُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يَضْحَى ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ

۸۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت اس کی عیادت کرتا تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

”الْخَرِيفُ“ : الْقَمْرُ الْمَخْرُوفُ : آي

الْخَرِيفُ: پنے ہوئے پھل۔

الْمُجْتَنِي۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الجنائز، باب ما جاء فی عیادة المریض۔

اللَّحَائِثُ: غَدْوَةٌ: صَاحُ كِي نَمَازٍ وَرُطُوعِ آفَتَابِ كِي دَرَمِيَانِ وَالْوَقْتُ۔ صَلِي عَلِيهِ: اسْتِغْفَارُ وَرَحْمَتِ كِي دَعَا كَرْتِي هِي۔  
عشية: دن کا پچھلا حصہ مراد ان دونوں اوقات سے عمومی وقت ہے۔

فوائد: قابل والے لفظ کو پیش نظر رہیں۔ نیز بتلایا کہ مریض کی عیادت بہت بڑی افضل چیز ہے۔ اس کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کیا جاسکے۔

۹۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ نبی اکرم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ”تو مسلمان ہو جا“ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا۔ اس نے کہہ دیا تو ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا“۔ (بخاری)

۹۰۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَضَ فَتَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُهُ فَعَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: ”أَسْلِمَ“ فَظَنَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟ فَقَالَ: أَطْعَمَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل ليصلي عليه۔

اللَّحَائِثُ: غلام: نابالغ لڑکا۔ مجازی طور پر یہ لفظ بڑے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام عبدالقدوس تھا۔ انقذه: اس کو بچایا، نجات دی۔

فوائد: (۱) کافر کی عیادت کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ (۲) آپ ﷺ کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے اور نفوس و قلوب میں آپ کے اخلاص و شفقت کی بنا پر اثر پذیری نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت کی فضیلت اور اس کے ثمرات کا آخرت سے قبل دنیا ہی میں ظہور ثابت ہو رہا ہے۔ (۴) کفار اور فساق و فجار کے متعلق ہمیشہ ہدایت کی طمع کرتے رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی مایوسی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ (۵) والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ہدایت اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ نہ کہ ان میں سے بعض امور پر خود بھی کار بند ہوں۔

باب: مریض کے لئے دُعا کی جائے

۱۴۵: بَابُ مَا يُدْعَى بِهِ لِلْمَرِيضِ

۹۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم سے

۹۰۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

﴿ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّىْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْصِبُهُ هَكَذَا وَوَضَعَ سَفِيَانُ بْنُ عِيْنَةَ الرَّأْيِ سَبَابَةَ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرم اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے: "بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی"۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب' باب رقیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام' باب اصحاب الرقیة من العین والنملة

**التَّخْرِيْجَاتُ:** اشتكى: یہ شکایت سے باب افعال کا صیغہ ہے اور شکایت مرض کو کہتے ہیں۔ القرحة: پھوڑا، چھسٹی یا جلنے کا اثر۔ القرح: زخم کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قال باصبه: انگلی سے اس طرح کرتے۔ یہاں فعل کو قول سے تعبیر کیا گیا۔ سفیان: یہ پختہ عالم ہیں، تبع تابعین میں سے ہیں ان کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔ سبابہ: انگشت شہادت۔ قال: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تربة: مٹی۔ بریقة: جوتھوک سے ٹٹی ہو۔ سقیمنا: ہمارا بیمار۔

**ہواشد:** (۱) آپ ﷺ بیماریوں کے لئے شفاء کے امیدوار ہوتے اور اپنے لعاب دہن اور مٹی سے علاج فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء حاصل ہو جاتی۔ یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ (۲) اسباب یعنی اور یہ کے ساتھ علم والے لوگوں سے دریافت کر کے ہونا چاہئے اور دل میں یہ اعتقاد پختہ ہو کہ شفاء دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

۹۰۲: وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوذُ بَعْضَ أَهْلِهُ بِمَسْحِ بِيَدِهِ الْيَمْنَى وَيَقُولُ: "اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ، أَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ، شِفَاءٌ لَا يَغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دائیاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے: "اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ" اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرمایا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب' باب رقیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام' باب استحباب رقیة المریض۔

**التَّخْرِيْجَاتُ:** بعض اہلہ: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔ یمسح: آپ دست اقدس کو مریض کے چہرے پر پھیرتے۔ رب الناس: نعمتوں سے تربیت کرنے والا اور عدم سے ان کو جو دینے والا۔ الباس: ہر چیز کی سختی اور تکلیف اور باس کا لفظ بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ الشافی: شفاء بخشنے والا۔ لا شفاء: شفاء ثابت نہیں ہو سکتی۔ یغادر: وہ ترک کرے۔ سقماً: مرض۔



**ہوائد:** ریاض الصالحین میں یعویذ ہے یعنی (عبادت کرتے) لیکن بخاری شریف میں یعویذ ہے جس کو حافظ ابن حجر بیہ نے یرقی کے ہم معنی قرار دیا ہے یعنی دم کرتے۔

مذکورہ روایت سے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دم کرنا ثابت ہے اس لئے دم کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

تاہم اس کے لئے یہ بات از حد ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے ہو یا معوذات و سورۃ فاتحہ وغیرہ قرآنی سورتوں اور آیات سے ہو۔

مزید تفصیل اگلی احادیث میں آ رہی ہے۔

۹۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت رحمۃ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسولؐ کا بتایا ہوا دم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انسؓ نے اس طرح پڑھا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے، دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

۹۰۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِفَاتِمَةَ رَحِمَتُهَا اللَّهُ: "أَلَا أَرَيْكَ بِرُحْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلَى، قَالَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبِ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**التَّحْرِيَاتُ:** ثابت: یہ ثابت بنانی طلیل القدر تابعی ہیں۔ الا: یہ لفظ گزارش اور اشتہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ برقیۃ تبعویذ یا مریض اور آفت زدہ پر جو دم پڑھا جاتا ہے۔ بلی: یہ حرف جواب ہے۔

**ہوائد:** (۱) کسی بھی مصیبت کی وجہ سے اگر دم کیا جائے تو وہ تین شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ شرط اول قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے ساتھ کیا جائے۔ شرط دوم۔ عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں اس کا معنی معلوم و معروف ہو۔ شرط ثالث: اعتقاد یہ ہو کہ بذات خود تبعویذ مؤثر نہیں بلکہ اس کا اثر تقدیر باری تعالیٰ سے مرتب ہوگا۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ احادیث میں وارد شدہ الفاظ کے ساتھ۔

۹۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

۹۰۴: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، والبخاری فی کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال

بالنیۃ والحسبۃ

**ہوائد:** (۱) جس کو دم کیا جا رہا ہو اس کا نام لے کر شفا طلب کرنا جائز ہے اور آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے۔

۹۰۵: حضرت ابو عبد اللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰہِ ..... پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

۹۰۵: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَكَاَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «صَعُ يَدَكَ عَلَى الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَلَا تَأَلَمُ» - وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقَدْرَتِهِ ، مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ ، زَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب السلام باب استحباب رقیۃ العریض

اللِّحْيَانِ : یجدہ : محسوس کرتے۔ اَعُوذُ : میں پناہ میں آتا ہوں۔ مضبوطی سے تھامتا ہوں۔ احاذر : احتیاط کرتا ہوں۔ الحذر: خوف والی چیز سے بچنا۔  
فوائد: (۱) ان کلمات سے اپنے آپ کو دم کرنا مستحب ہے۔

۹۰۶: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمارداری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے: "اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ....." میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداؤد ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

۹۰۶: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَخْضُرْ أَجَلَهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، اَنْ یَشْفِیَکَ : اِلَّا عَافَاہُ اللّٰہُ مِنْ ذَلِکَ الْمَرَضِ " زَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیثٌ حَسَنٌ ، وَقَالَ الْحَاکِمُ : حَدِیثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرِطِ الْبِخَارِیِّ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الطب صححہ الحاکم

اللِّحْيَانِ : ہا یہی حاضر اجلہ: اس کی مدت کا وقت نہیں آتا۔ اور اس کی موت عمر پوری نہیں ہوئی۔ العظیم: وہ ذات جس پر کوئی مقصور و مشکل نہیں۔ عافاہ اللہ: اللہ تعالیٰ مرض سے شفاء اور صحت عنایت فرمائے گا۔  
فوائد: (۱) مریض کے پاس دعا کرنا افضل ہے اور اگر یہ دعا سچائی اور بھلائی کو پیش نظر رکھ کر سچے دل سے صادر ہوگی تو یقیناً شفاء حاصل ہوگی۔

۹۰۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم

۹۰۷: وَعَنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دَخَلَ عَلَى عَرَبِيٍّ يَعُوذُ ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَنْ يَعُوذُ قَالَ : لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: ”کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب المرضی باب عیادة الاعراب

**اللَّخَائِذُ:** طہور: تمہارا یہ مرض تمہارے نفس کے لئے گناہوں سے پاکیزگی کا باعث ہوگا۔

**ہوائند:** (۱) مستحب یہ ہے کہ مریض کو ایسی دعا دو جس میں اس کو اجر کی خوشخبری دی گئی ہو اور اس سے گفتگو اس انداز کی ہو۔ کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہو کر سرور سے بھر جائے۔

۹۰۸ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَبْرِيلَ أتى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "يَا مُحَمَّدُ اسْتَكْبَيْتَ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ ، اللَّهُ يَشْفِيكَ ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۹۰۸: حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا ”اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب السلام باب الطب والمرض والرقي

**اللَّخَائِذُ:** یوذیک: تمہیں تکلیف پہنچائے۔ کل نفس: سے مراد غضبیت برائی کی طرف مائل ہونے والا نفس۔ عین حاسد: وہ لوگ جو تمہارے پاس موجود نعمتوں پر حسد کرنے والے ہوں گے۔

**ہوائند:** (۱) مرض سے اکتاہٹ کا اظہار کرنے کے بغیر اس مرض کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (۲) ان کلمات سے دم کرنا مستحب ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی بشریت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو وہ چیزیں پیش آتی تھیں جو انسانوں پر آتی ہیں جیسے مرض اور لوگوں کی ایذا سے متاثر: نااحسد کیا جانا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء و عافیت کی ضرورت تھی۔

۹۰۹ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : "مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا آتَا وَأَنَا أَكْبَرُ - وَإِذَا قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، قَالَ يَقُولُ :

۹۰۹: حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي - وَإِذَا  
قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ  
وَهُوَ الْحَمْدُ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لِي  
الْحَمْدُ وَلِي الْمُلْكُ - وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ، قَالَ :  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي -  
وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ نَمَّ مَاتَ لَمْ  
تَطْعَمَهُ النَّارُ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ  
حَسَنٌ -

شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی  
کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں۔ میرے  
سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام  
تعریفیں۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے  
ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں  
میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی  
طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے۔ آپ فرماتے جس نے بھی  
بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو اس کو  
جہنم کی آگ نہ کھائے گی۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: أخرجه الترمذی فی ابواب الدعوات ما يقول العبد اذا مرض

اللغائت: لم تطعمه: اس نے نہیں کھایا۔ یہ عدم دخول جہنم سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) یہ جملہ کہنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کی توحید، تعظیم اور نعمتوں پر شکر یہ کے  
خاص ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (۲) ہر چیز میں اسی ذات کی پناہ لینی چاہئے اور اس پر کمال بھروسہ کرنا چاہئے۔ (۳) مریض کو یہ  
کلمات کہنے اور کثرت سے زبان پر لانے چاہئیں۔ اگر اس کے بعد موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسن خاتمہ کی دلیل ہے۔

باب: مریض کے گھر والوں سے مریض کے

متعلق پوچھنا مستحب ہے

۱۴۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤْلِ اَهْلِ

الْمَرِيضِ عَنْ حَالِهِ

۹۱۰: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ  
عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوَفِّيَ  
فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ  
بَارِنًا - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۹۱۰: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت  
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس  
بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپ نے وفات پائی۔ ان سے  
لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی  
رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں  
صبح کی۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاستئذان باب السعائفة

اللغائت: باؤبا: یہ ابرو سے اسم قائل ہے۔ صحت کے قریب کو اپنے گمان سے یا بطور خوش گمانی کے صحت یاب کہا۔

فوائد: غلبہ مرض کی وجہ سے جب مریض کی عیادت ممکن نہ ہو تو مریض کے متعلق اس کے متعلقہ لوگوں سے سوال کر لینا

چاہئے۔ (۲) اس سے مریض کو خوشی حاصل ہوگی۔ (۳) جس شخص سے مریض کے متعلق سوال کیا جائے وہ ایسا جواب دے جس سے سائل و مریض کو خوشی حاصل ہو اور دونوں کے دل مطمئن ہوں۔

باب: زندگی سے مایوسی

کیا ڈعا پڑھے؟

۱۴۷: بَابُ مَا يَقُولُهُ

مَنْ آيَسَ مِنْ حَيَاتِهِ!

۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ كَمَا اَعَى اللّٰهُ مَجْهِيْ بِخَشٍ دَعَا رَجْحٍ بِرَحْمٍ فَرَمَا اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری، مسلم)

۹۱۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَبِدٌّ إِلَيَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ وَالْحَقِيْبِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلَى "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

تخریج: رواه البخاری فی کتاب المرضی، باب تمنی المریض للموت، مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقیة المریض

اللَّحْنَانِ: الرفیق الاعلیٰ: بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری مراد ہے کیونکہ الرفیق بھی اسماء باری تعالیٰ میں سے ہے۔ بعض نے کہا ملائکہ، مقرب انبیاء، شہداء اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے: ﴿وَالْحَقِيْبِيْ بِالصَّالِحِيْنَ﴾ فوائد: (۱) جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو دل کو دنیاوی تعلقات سے بالکل فارغ کر دینا چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کو اس کی رحمت و مغفرت کا امیدوار بن کر طلب کرے اور یہ طلب آپ کے لئے رفع درجات کا سبب تھا نیز اس سے مقصود امت کی تعلیم تھی۔ اس کا معنی آپ کے متعلق گناہ کا وقوع نہیں کیونکہ آپ معصوم تھے۔

۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔ اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: "اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔" (ترمذی)

۹۱۲: وَعَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهُ قَدْ حَفَّ فِيْهِ مَاءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدْحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى عَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الحنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت

اللَّحْنَانِ: بالموت: اس کی علامت سے متصل۔ غمرات: جمع عمرة سكرات موت کی شدت کو کہتے ہیں۔ سكرات: جمع سكرة ہے یہ لفظ موت کی اس شدت پر بولا جاتا ہے جو اس کو گم کر دے۔

فوائد: (۱) انبیاء علیہم السلام کو مرض کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔ تکلیف کی سختی اپنے بارے میں محسوس کرتے ہیں۔ اس میں آپ کی حالت لوگوں جیسی تھی۔ (۲) وہ تکلیف جو آپ کو پہنچی وہ شدید بخار تھا۔ (۳) آپ اس کی گرمی کو کم کرنے کے لئے چہرے پر بار بار ٹھنڈا پانی ملتے تھے۔ (۴) جسم سے روح کی جدائی شدت و تکلیف سے خالی نہیں۔ اس کی آسانی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

باب: بیمار کے گھر والوں

اور

خدا کو مریض کے اس احسان

اور

تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا  
اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم

۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرم نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے پٹروں کو اس پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

۱۴۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ

أَهْلِ الْمَرِيضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ

بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ وَالصَّبْرِ عَلَى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهِ وَكَذَا الْوَصِيَّةِ بِمَنْ قُرِبَ سَبَبُ مَوْتِهِ بَحْدٍ أَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

۹۱۳: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّانَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَّهُ عَلَيَّ، فَلَاعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَيْهَا فَقَالَ: «أَحْسِنِ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَتِينِي بِهَا» فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا «رَوَاهُ مُسْلِمٌ»

تخریج: زواہ مسلم فی کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی

اللَّخَائِذُ : من جھینہ: قبیلہ جہینہ سے۔ اصبت حدًا: یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جس پر حد لازم آتی ہے اور وہ زنا ہے۔ ولیہا: وہ قرہبی رشتہ دار جو اس کے معاملہ کا ذمہ دار تھا۔ رجعت: سنگسار کی گئی۔  
فوائد: (۱) امام نووی نے ترجمہ الباب میں جو لکھا ہے۔ (۲) حاملہ عورت پر حد قائم نہیں کی جائے گی جب تک وضع حمل نہ ہو۔ (۳) حد لگادینے سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس پر جنازہ لازم ہے۔

باب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے

کہ میں تکلیف میں ہوں

سخت درد یا بخار ہے

ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ

یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

۱۴۹: بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيضِ:

أَنَا وَجِعٌ، أَوْ شَدِيدٌ الْوَجَعُ أَوْ

مَوْعُوكَ أَوْ «وَأَرَأْسَاهُ» وَنَحْوِ ذَلِكَ

وَيَبَيِّنُ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ إِذَا لَمْ

يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَأَظْهَرَ الْجَزَعِ

۹۱۴: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَعَكًا شَدِيدًا - فَقَالَ: أَجَلُ إِنِّي أُوَعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ، مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

حضور ﷺ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب المرضی، باب شهادة المرضی و مسلم فی البر والصلة والادب، باب ثواب المؤمن فيما لصيبة من مرض و اعود بذک اللِّخَائِش: الوعك: بخاری کی درد اور تکلیف **قوائد:** (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے ان کے درجات بڑھتے ہیں۔

۹۱۵: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ نَبِيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعُوذِي مِنْ وَجَعِ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِي مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرُونِي إِلَّا ابْنَتِي، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ - مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب المرضی، باب قول المرضی و مسلم فی کتاب الوصية باب الوصية بالثلث۔

**اللِّخَائِش:** بلغ بی ماتری: مرض کا شدید حملہ ہے یہاں تک کہ اس کا اختتام کو پہنچانا ہے۔ **قوائد:** (۱) مریض کو یہ کہنا جائز ہے کہ میرے مرض اور درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ (۲) آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کی کس طرح جانچ پڑتال فرماتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ فرماتے۔ یہ آپ کی ان سے خصوصی شفقت و محبت کی علامت ہے۔ (۳) ثلث مال کی وصیت مساکین کے لئے درست ہے اور اس کو کم کرنے کے اشارہ کرنا بھی درست ہے۔ آپ نے فرمایا: ((الثلث والثلث کثیر)) کہ "تیسرا حصہ اور تیسرا حصہ بہت ہے"۔

۹۱۶: وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَأَرَأَيْتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "بَلْ أَنَا وَأَرَأَيْتَهُ" وَذَكَرَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۱۶: قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ "ہائے! میرے سر کا درد۔" اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں۔ "ہائے! میرے سر کا درد۔" اور حدیث ذکر کی ہے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب المرضیٰ اباب قول المريض الی وجع او والرأسه اللغزات: وارساء: یہ الفاظ تکلیف زدہ آدمی سردرد کے وقت کہتا ہے۔

**ہوائد:** مریض کو اپنے مرض کا تذکرہ کرنا جائز ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سردرد کی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سردرد کی شکایت کی۔

باب: فوت ہونے والے کو  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنا

۱۵۰: بَابُ تَلْقِينِ الْمُخْتَصِرِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۹۱۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد و حاکم) یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

۹۱۷: عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحُ الْأَسْنَادِ.

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الحنائن، باب من التلقين و المستندك للحاكم

**ہوائد:** (۱) "لا الہ الا اللہ" کی گواہی کی افضلیت کا ذکر اور اس شخص کا جس کا آخری کلام "لا الہ الا اللہ" ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ ابتدا داخل ہو یا اپنی غلطیوں کی سزا بھگتنے کے بعد غرضیکہ وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۹۱۸: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

۹۱۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَلْقِنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الحنائن، باب التلقين المولى "لا الہ الا اللہ"

**ہوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ قریب المرگ آدمی کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کی جائے تاکہ موت سے قبل یہ چیز اس کی زبان پر پختہ ہو جائے۔ (۲) بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے اس لئے انہوں نے میت کو شہادتین کی تلقین موت کے بعد اور دفن کے بعد سوال کے وقت میں بھی کرنے کا قول کیا ہے۔ (مگر جمہور کا مسلک پہلا ہے)

باب: مرنے والے کی

آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

۱۵۱: بَابُ مَا يَقُولُهُ

عِنْدَ تَضْمِيضِ الْمَيِّتِ

۹۱۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ پھر

۹۱۹: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصْرَهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ:



فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔“ پس ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے نفسوں کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔“ پھر فرمایا ”اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

”إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ البَصَرُ“ فَصَحَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ : لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْتَمِنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ“ ثُمَّ قَالَ : ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ“ وَأَرْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ“ وَأَخْلَفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ“ وَأَغْفِرْ لَنَا وَكَأَنَّ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ“ وَأَفْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنُورًا لَهُ فِيهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب فی اغماض الميت والدعاء اذا حضر

الجنائز: شق بصره: آنکھیں پتھرا گئیں۔ صبح الناس من اہلہ: زور سے روئے اس کے گھر والوں میں سے بعض افراد۔ واخلفہ: اس کے لئے خلف بن جا۔ عقبہ: ان میں جو اس کے پیچھے اہل میں سے رہ گئے۔ الغابرين: باقی ماندہ۔ وافسح: وسعت عنایت فرما۔

قوائد: (۱) میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں تاکہ کھلی نہ رہ جائیں۔ (۲) نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے۔ (۳) اپنے متعلق بددعا کرنا ممنوع ہے جبکہ اپنے اہل و عیال سے کسی کی موت کا صدمہ پیش آئے کیونکہ اس وقت فرشتے اہل میت کے منہ سے نکلنے والے کلمات پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۴) اہل فضیلت کو اپنے عزیزوں کی عیادت کے لئے جانا اور ان کے لئے موت کے وقت اور موت کے بعد دعا کرنی چاہئے۔ (۵) قبر میں نعمتیں ملنے اور دعا سے میت کو فائدہ حاصل ہونے کا تذکرہ بھی اس روایت میں ہے۔

باب: میت کے پاس کیا کہا جائے

اور میت کے گھر والا کیا کہے؟

۹۲۰: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ

۱۵۲: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا

يَقُولُهُ مَنْ مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ

۹۲۰: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْتَمِنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ“ قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ”قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَكَأَنَّ وَأَغْفِرْ لِي مِنْهُ عَفْوَ حَسَنَةً“ فَقُلْتُ: فَأَعْفَبِي

اللَّهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ : مُحَمَّدًا ﷺ - عنایت فرمادیے۔ (مسلم) مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا : "إِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ  
أَوْ الْمَيِّتَ عَلَى الشَّكِّ ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
وَعِیْرُهُ . "الْمَيِّتَ" بِالْشَّكِّ .

جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ۔ شک کے الفاظ کے ساتھ  
روایت کیا اور ابو داؤد نے شک کے الفاظ کے بغیر روایت کی ہے۔  
"الْمَيِّتَ" : بلا شک۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض و المیت ابو داؤد فی کتاب الجنائز ما  
یستحب انہ یقال عند المیت من الکلام

**الذَّخَائِرُ :** واعقبی : مجھے عوض اور بدلے میں دیا۔

**فوائد :** (۱) مریض کو اچھی بات کہنی چاہئے اور اس کے اور دوسروں کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اس کے پاس سورہ یاسین کی  
 تلاوت بھی ہونی چاہئے۔ (۲) بڑی باتیں اور اپنے متعلق بددعا کے کلمات حرام ہیں کیونکہ فرشتے اس وقت اہل میت کے کلمات پر آمین  
 کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۳) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ "اللہم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منها" : کہ اے  
 اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر عنایت فرما اور اس سے بہتر نایب عنایت فرما۔

۹۲۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 يَقُولُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ  
 فَيَقُولُ : إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ : اللَّهُمَّ  
 أَوْجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلَفْ لِي خَيْرًا  
 مِنْهَا : إِلَّا أَجْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُصِيبَتِهِ  
 وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ : فَلَمَّا تَوَقَّفَى أَبُو  
 سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۹۲۱ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول  
 اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں  
 کہے : اِنَّا لِلَّهِ... کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی ہی کی طرف  
 لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس  
 سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس  
 کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے  
 ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی  
 طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے  
 بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرمادیے۔ (مسلم)

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة

**الذَّخَائِرُ :** اجرنی : مجھے اجر عنایت فرما۔ و اخلف لی : اس سے بہتر عوض عنایت فرمایا۔ الا اجرہ : اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیں گے۔

**فوائد :** سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز مصیبت میں بہتر بدلے کا وعدہ ہے خواہ وہ بدلہ دنیا میں ملے یا آخرت میں۔

۹۲۲ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : إِذَا مَاتَ وَكَدَّ الْعَبْدُ  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكِهِ : قَبَضْتُمْ وَكَدَّ

۹۲۲ : حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے  
 تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے

بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔ تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے ایک گھر بنا دو جنت میں اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھ دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ - فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الحسان، باب فضل المصيبة اذا احتسب

**اللتخانیات:** قبضتم: تم نے لیا۔ ثمره فواده: بول کا پھول، انا لله وانا اليه راجعون" کہا۔

**فوائد:** مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ رضادقہ پر راضی ہو جائے تو مناسب ہے۔ (۲) صبر اور رضا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم جزاء اور عمدہ وعدہ کیا گیا ہے۔

۹۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کے لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کر لے کہ میں اس کو جنت دوں۔ (بخاری)

۹۲۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَمْ أَحْتَسِبْهُ إِلَّا الْجَنَّةَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الرقاق، باب العمل الذی یتغنی به وجه اللہ

**اللتخانیات:** صفیه: مخلص دوست کیونکہ وہ اس سے خالص محبت کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مصیبت کے وقت صبر پر اجر کی امید رکھنے کا حکم دیا گیا اور اس پر جنت کا وعدہ کیا گیا۔

۹۲۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ ﷺ نے پیغام لانے والے کو فرمایا: تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو یوں کہو: "أَنَّ لِلَّهِ تَعَالَى..... الاسمه کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اسی کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے

۹۲۴: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْسَلْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا - أَوْ ابْنًا - فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَمَرَّهَا فَلْتَضْمُرُ وَالصَّحْتَسِبُ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ مُتَّفَقًا

عَلَيْهِ۔ اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی۔ (بخاری و مسلم)۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب قول الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء

اہلہ و مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت

**الْحَنَائِزُ:** احدى بنات البنى: وہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اجل مسمیٰ: مقررہ وقت وہ ہے جو نہ بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔

**فوائد:** (۱) مصیبت کے وقت مبرک تین مستحب ہے۔ اس روایت کی شرح باب المصبر ۲۹۸/۵ میں گزر چکی ہے۔

**باب: میت پر رونے کا جواز مگر**

اس میں نوحہ و بین نہ ہو

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ۔ رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعہ ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جواز ان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۹۲۵: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے، پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

۱۵۲: **بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ عَلَى**

**الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ**

أَمَّا النِّيَاخَةُ حَرَامٌ وَسَيَأْتِي فِيهَا بَابٌ فِي كِتَابِ النَّهْيِ ' إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى - وَأَمَّا الْبُكَاءُ فَجَاءَتْ تِلْكَ أَحَادِيثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَأَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ ' وَهِيَ مَتَّوَلَةٌ أَوْ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَنْ أَوْصَى بِهِ ' وَالنَّهْيُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَاءِ الَّذِي فِيهِ نَذْبٌ أَوْ نِيَاخَةٌ وَالذَّلِيلُ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا :

۹۲۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ' فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ' فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَكَوْا - فَقَالَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ ' وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَوْ يَرْحَمُ" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض، مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی

المیت۔

**قوائد :** (۱) میت پر رونایا تم کرنا یہ دونوں مباح ہیں ان میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس بات میں ہے کہ انسان سے کوئی ایسی چیز صادر ہو جس کو شرع نے حرام قرار دیا ہو مثلاً ندب یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بن کرنا۔ نوحہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بلند آواز سے رونایا رونے کی آواز میں مبالغہ کرنا۔ (۲) اس طرح قضا و قدر سے ناراضگی اور اکتاہٹ کا اظہار عمل و زبان ہر دو سے حرام ہے۔ (۳) میت سے ندب و نوحہ پر تو مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ اگر مرنے سے پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد لوگ نوحہ کریں گے اور اس نے منع نہ کیا تو مجرم ہوگا۔

۹۲۶: وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ إِلَيْهِ ابْنُ ابْتِهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ: مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۲۶: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ وسلم فی کتاب الجنائز باب المکاء علی المیت

**التحذیر :** ابن ابنتہ۔ زینب کا بیٹا۔ فاضت عینا: آنسو اس قدر زیادہ ہوئے کہ بہنے لگے۔ ماہذا: یہ سوال رونے کے سبب کو دریافت کرنے اور اس کی حکمت کو معلوم کرنے کیلئے ہے۔ ہذہ رحمۃ: میت پر رونا رحمت کے باعث ہے اور دلی شفقت کا نتیجہ ہے۔ **قوائد :** (۱) چیخ و پکار کے بغیر میت پر رونا جائز و درست ہے کیونکہ رونا دل کی رقت اور رحمت کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۲۷: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَدْرِفَانِ ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ : وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ فَقَالَ : "يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى ، فَقَالَ : "إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا نَقُولُ"

۹۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرتبہ رو پڑے اور فرمایا: "بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل

غملگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔  
بے شک تیری جدائی پر اسے ابراہیم! ہم غم زدہ ہیں۔ (بخاری) اور  
مسلم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔  
اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابی لبحر و نون۔ و مسلم فی کتاب الفضائل باب رحمۃ اللہ علیہ وسلم الخبیان و العیال و تواضعہ  
الذخائر: یحود بنفسہ: اس کو نکال رہا تھا۔ آخری سانس میں تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کے دو سو سال  
پیش آئی اس وقت ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ یہ ابراہیم ہاریہ قبیلہ کے بطن سے تھے۔ تذر فان: آنکھیں آنسو پکارتی تھیں۔  
فوائد: سابقہ فائدہ ملاحظہ ہوں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تفسار و تکرر کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔ آنکھ سے رونے  
اور دل سے غم کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کوئی حرکت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جزع و فزع کو ظاہر کرنے والی نہ ہو۔

باب: میت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر

زبان کو اس کے بیان سے روکنا

۹۲۸: حضرت ابو رافع سلم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں وہ  
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے  
کسی میت کو غسل دیا پھر اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو  
چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور  
کہا مسلم کی شرط پر یہ صحیح ہے۔

۱۵۴: بَابُ الْكَفِّ عَنِ مِمَّا يَرَى مِنَ

الْمَيِّتِ مِنْ مَكْرُوهِ

۹۲۸: عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَسْلَمَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: "مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَكَنَّمْ عَلَيْهِ عَفْرَهُ اللَّهُ لَهُ  
أَرْبَعِينَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحٌ  
عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

**تخریج:** رواہ الحاکم فی مستدرکہ و صححہ

الذخائر: فکنم علیہ: اس کی کوئی جسمانی کمزوری دیکھ کر اس کو چھپایا اور بیان نہیں کیا۔

**فوائد:** (۱) میت کی پوشیدہ باتوں کو چھپانا ضروری ہے۔ اگر اس نے کوئی چیز دیکھی مثلاً چہرے کی سیاہی یا خلیجی بد صورتی وغیرہ۔  
(۲) اگر میت کا وہ عیب اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ یہ دیں گے کہ چالیس مرتبہ اس کا وہ گناہ جو بار بار کیا جانے والا ہو معاف کر  
دیا جائے گا۔

(۳) میت کے حالات کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ فاسق و فاجر ہوتا کہ اس کا فسق و بدعت دوسرے اختیار کرنے سے باز  
رہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اس کے چہرے کا چمکانا۔

(۴) میت کی خوبیاں۔

باب: میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا  
اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے  
کی کراہت

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی جنازے پر اس کی نماز  
پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو  
دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط۔“ آپ سے عرض کیا گیا  
قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو بڑے پہاڑوں  
کے برابر۔“ (بخاری، مسلم)

۱۵۵: بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ  
وَتَشْيِيعِهِ وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ  
اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ  
وَلَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيعِ

۹۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ شَهِدَ الْجَنَائِزَةَ  
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا  
حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ“ قِيلَ: وَمَا  
الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ”مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ“  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب من انتظر حتى تدفن و مسلم فی کتاب الجنائز باب فضل الصلاة

على الجنائز و اتباعها

الْقِيرَاطَانِ: قیراط: یہ راتق کا نصف ہوتا ہے اور راتق درہم کا چھنا حصہ ہوتا۔ درحقیقت انسان قیراط کا استعمال کرتا اور اس کو پہچانتا  
ہے اس کے ذہن کو قریب کرنے کے لئے جو عمل وہ کرتا ہے اس کو اس کے مقابلے میں لاکر مثال دی تاکہ انسان اپنے عمل کو جان لے  
ورسہ قیراط کی تفسیر جیسا کہ حدیث میں آئی ہے وہ بہت بڑی چیز ہے۔

فوائد: (۱) ترغیب دی گئی کہ جنازہ کے ساتھ جانا چاہئے اور میت کو دفن کرنا بڑے ثواب والا عمل ہے۔ نہ فرض کفایہ البتہ حق مسلم میں  
ہے۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو کسی مسلمان کے جنازے  
کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور  
دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط  
اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے اور جس نے نماز پڑھی اور  
دفن سے پہلے لوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

۹۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ”مَنْ اتَّبَعَ  
جَنَائِزَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ  
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُقْرَعَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ  
يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ  
أَحَدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ  
تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان

الْقِيرَاطَانِ: ایماناً: اس وعدہ کی تصدیق جو اس کے بارے میں ہے۔ احتساباً: خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی

اتباع کرتے ہوئے۔ طلباً اللہواب: فقط ثواب آخرت مقصود ہو۔ کوئی دنیا کی دیگر غرض نہ ہو۔

فوائد: (۱) جنازہ کے ساتھ گھر سے نکلنے سے لے کر دفن تک ساتھ رہے۔ اس میں بہت اجر ہے اور اہل میت کی زیادہ دلجوئی ہے۔

۹۳۱: وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعَزِّمْ عَلَيْنَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَمَعَاهُ: وَلَمْ يُشَدِّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدِّدُ فِي الْمَحْرَمَاتِ۔  
۹۳۱: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔ (بخاری، مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات سے روکنے میں کی جاتی ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنائز و مسلم فی کتاب الجنائز باب نهی النساء عن اتباع الجنائز

فوائد: (۱) جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہ جانا چاہئے کیونکہ عورتوں کو عدم اختلاط اور ستر لازم ہے اور جنازہ کے ہجوم میں اختلاط و بے پردگی کے مواقع ہیں۔ (۲) عورتوں کو جنازہ کے پیچھے جانا مکروہ ہے جبکہ کسی حرام کارکناب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

۱۵۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ الْمُصَلِّينَ عَلَى جَنَازَةٍ وَجَعَلِ صُفُوفَهُمْ ثَلَاثَةً فَأَكْثَرَ  
باب: جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی

۹۳۲: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيُ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْتَعُونَ مِائَةَ كُفْلِهِمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۹۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلی علیہ مائة شفّعوا فیہ

اللَّعْنَةُ: امة: جماعت، گروہ۔ شفّعوا: ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ شفاعت میت کے لئے طلب مغفرت کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ شفیع معنی جوڑا بنانا۔ ایک کو دوسرے مرتبہ کے ساتھ ملانا کہ مقصد حاصل ہو۔

فوائد: (۱) میت پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہونی چاہئے کیونکہ کثرت دعا کی وجہ سے میت کا اس میں فائدہ ہے۔

۹۳۳: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ  
۹۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک



رَجُلًا لَا يَشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلی علیہ اربعون شفعوا فیہ

**حواشی:** (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) شفاعت ایمان والوں کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں کیونکہ سفارش کا اہل شفاعت میں سے ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح جس کے لئے شفاعت کی جائے وہ بھی مستحق سفارش ہو تو کبھی ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔ عذاب قبر سے نجات کے لئے عذاب آخرت سے نجات کے لئے یا عذاب آخرت سے تخفیف کے لئے۔ واللہ اعلم

۹۳۴: وَعَنْ مَرْثِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْبِيِّ قَالَ : كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَاءَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ ثَلَاثَةً صُفُوفٍ فَقَدْ أُرْجِبَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۹۳۴: حضرت مرثد بن عبد اللہ الکرزبی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت پر نماز ادا کرنے لگتے۔ پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود پر جنت کو واجب کر لیا۔ (ابوداؤد ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب الصلوة علی الجنائز و الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء فی الصلاة علی الجنائز و اشفاعاة للمیت  
**اللحائز:** تقال الناس: ان کو قلیل خیال کیا۔ جزاہم ثلاثة اجزاء: ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین صفیں بنا دیں۔ اوجب: اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

**حواشی:** (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تین صفیں ہوں یا زیادہ۔ اگر تھوڑے ہوں تو تین صفیں بنانے سے وہ بھی بارگاہ الہی میں کثیر معلوم ہوں گی اور وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے شفاعت طلب کریں۔ (۲) وہ احادیث جن میں ایک سویا چالیس کی تعداد مذکورہ ہے۔ ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم مقصود نہیں بلکہ مقصود کثرت تعداد ہے۔

باب: نماز جنازہ میں

کیا پڑھا جائے؟

جنازہ میں چار تکبیرات کہے۔ پہلی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے پھر فاتحہ الکتاب پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۵۷: بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ

الْجَنَازَةِ

يُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ: يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْأُولَى، ثُمَّ يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، ثُمَّ يَكْبُرُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يَصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ

افضل یہ ہے کہ مکمل حَمِيدٌ مَجِيدٌ تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی **يَا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ** نہ پڑھے۔ اگر اس نے اس آیت پر اکتفاء کیا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ پھر تیسری تکبیر ہے اور میت کے لئے دعا کرے اور مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے۔ بہتر دعا یہ ہے: **اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ وَاغْفِرْ لَنَا وَكَهْ** اور بہتر بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفیٰ جو باب میں آرہی ہے ان شاء اللہ ہم اس کو ذکر کریں گے۔ عام لوگوں کی طرح نہ کرے۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں۔ ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آرہی ہیں)۔

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ - وَالْاَفْضَلُ اَنْ تَتِمَّمَهُ بِقَوْلِهِ : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ - اِلٰى قَوْلِهِ - حَمِيدٌ مَجِيدٌ - وَلَا يَقُولُ مَا يَفْعَلُهُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعَوَامِ مِنْ قِرَاءَةِ يَهُمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ الْاَيَّةَ - فَاِنَّهٗ لَا تَصِيْحُ صَلَوَتُهُ اِذَا اَقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَكْبِرُ النَّالِفَةَ وَيَدْعُوْا لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَنَدُ كُرَّهُ مِنَ الْاِحَادِيْثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، ثُمَّ يَكْبِرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوْا - وَمَنْ اَحْسَبِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ وَاغْفِرْ لَنَا وَكَهْ وَالْمُحْتَارُ اَنَّهُ يَطْوِلُ الدُّعَاءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يُعْتَادُهُ اَكْثَرُ النَّاسِ : لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الَّذِيْ سَنَدُ كُرَّهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى - وَاَمَّا الْاُدْعِيَّةُ الْمَثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ النَّالِفَةِ فَمِنْهَا :

۹۳۵ : عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاَعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نَزْوَاهُ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالنَّارِ وَالْبُرِّدِ ، وَتَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا تَقَيَّتْ التُّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِزَّهُ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتّٰى تَسْتَبِيْتَ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتُ -

۹۳۵: حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ مجھے آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ..... وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ** کہ "اے اللہ! اس کو بخش دے" اس پر رحم فرما، اس کو عذاب سے امن دے، معاف فرما، اس کی اچھی مہمانی فرما، اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی برف اور اولوں سے صاف کر دے۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرمایا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا۔" میں نے

یہ تمنا کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم) رواہ مسلم۔

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاة

اللَّحَائِنُ : جنازہ : چار پائی پر جو میت ہو۔ نزولہ : اس کو مہمانی اور معافی اور اجر سے نواز دے۔ مدخلہ : قبر۔ واغسلہ : اس کے گناہوں کو پانی برف اولے کے ساتھ دھو ڈال۔ اس سے مقصود گناہوں سے عمومی پاکیزگی ہے جو تیری رحمت و مغفرت کی تمام اقسام کے ساتھ پائی جائے۔ ونقہ : اور اس کو پاک کر دے۔ الدنس : میل۔ وابدلہ : اس کو عوض و بدلہ عنایت فرما۔ اعذہ : اس کو بچا اور خلاصی عنایت فرما۔

فوائد : (۱) نماز جنازہ فرض ہے اور ان الفاظ مسنونہ سے دعا کرنا سنت ہے کیونکہ یہ دعا خیر کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ (۲) دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ عذاب قبر اور آرام قبر پر برد و برحق ہیں۔

۹۳۶ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي  
إِبْرَاهِيمَ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أَبِيهِ - وَأَبُوهُ  
صَحَابِي - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ  
صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ : "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا  
وَمَمَاتِنَا ، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا ، وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا ،  
وَشَاهِدِنَا وَعَانِينَا ، اللَّهُمَّ مِنْ أَحْيَيْنَا مِنْ قَاحِيهِ  
عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْ قَتَوْتَهُ عَلَى  
الْإِيمَانِ ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ ، وَلَا تَقْتِنَا  
بَعْدَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ  
وَالْأَشْهَلِيِّ ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي  
هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ - قَالَ الْحَاكِمُ : حَدِيثٌ  
أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ  
وَمُسْلِمٍ ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ : قَالَ الْبُخَارِيُّ : أَصَحُّ  
رِوَايَاتٍ هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْأَشْهَلِيِّ - قَالَ  
الْبُخَارِيُّ : وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ  
حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ -

۹۳۶ : حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور ابو ابراہیم الأشہلی نے اپنے  
والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے  
ایک جنازے پر نماز پڑھی اور یوں دعا کی : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَمَمَاتِنَا  
وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا ، وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا ، وَشَاهِدِنَا وَعَانِينَا ، اللَّهُمَّ مِنْ  
أَحْيَيْنَا مِنْ قَاحِيهِ عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْ قَتَوْتَهُ عَلَى الْإِيمَانِ ،  
اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ ، وَلَا تَقْتِنَا بَعْدَهُ۔ اے اللہ ہمارے زندہ اور  
مردہ کو بخش دے چھوٹے اور بڑے مرد و عورت موجود اور غائب  
سب کو بخش دے اے اللہ جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت  
پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت  
فرما اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد  
آزمائش میں نہ ڈال۔ ترمذی نے ابو ہریرہ اور الأشہلی کی روایت  
سے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ اور ابو قتادہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔  
حاکم نے کہا کہ ابو ہریرہ والی روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح  
ہے۔ ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح  
روایت الأشہلی والی ہے اور کہا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح  
حدیث عوف بن مالک کی ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما یقول فی الصلاة علی السیت ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب

**اللَّحَائِشُ** : شاہدنا : موجودین۔ لا نحرمنہ اجرہ : مصیبت پر صبر کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما۔ لا تفتننا : ہمیں مشقتوں اور مصیبتوں میں مت ڈال۔

**فوائد** : (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) دعائیں اس طرح لیگی ہوئی چاہئے جو زندوں اور مردوں سب کو شامل ہو اور یہی دعائیت کے لئے سب سے بہتر تھ ہے جس کے ذریعہ اس کا اکرام کیا جاتا ہے یعنی زندگی بھی اسلام پر کار بند ہو کر گزرے اور موت بھی ایمان کے ساتھ ہو اور فتنوں سے حفاظت رہے۔

۹۳۷ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 ۹۳۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا : ”جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو  
 يَقُولُ : ”إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَاخْلُصُوا لِي  
 تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔“  
 الدَّعَاءَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -  
 (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابو داؤد فی کتاب الحنائز، باب الدعاء للمیت

**اللَّحَائِشُ** : اخلاص والہ الدعاء : اس کے لئے اچھی دعا کرو اور وہ دعا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے ہو۔ مختصر سے مختصر وہ  
 ”اللهم اغفر لي“ ہے یعنی ”اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور بخش دے۔“

**فوائد** : میت کے لئے دعا واجب ہے اور اگر دعا نہ کی جائے تو نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی۔ (کیونکہ مقصد جنازہ سے خالی ہے)

۹۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ  
 ۹۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی  
 عَلَى الْجَنَائِزَةِ ”اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا ، وَأَنْتَ  
 اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی : اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا .....  
 خَلَقْتَهَا ، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ ، وَأَنْتَ  
 فَاغْفِرْ لَهَا“ ”اے اللہ تو سب کا رب ہے تو نے اس کو پیدا فرمایا، تو نے  
 اُسے اسلام میں ہدایت دی، تو نے ہی اس کی روح قبض کی، تو ہی اس  
 قَبَضْتَ رُوحَهَا ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا  
 کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے، ہم اس کے سفارشی بن کے  
 وَعَلَانِيَتِهَا ، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهَا فَاغْفِرْ لَهَا“  
 آئے ہیں۔ پس تو اس کو بخش دے۔ (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابو داؤد فی کتاب الحنائز، باب الدعاء للمیت

**اللَّحَائِشُ** : ربہا : ثوانعامات سے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ ہدیتہا : تو نے اسلام تک اس کی راہنمائی کی اور پہنچایا۔  
 قبضت : تو نے اس کی روح کو نکالا۔ روح : وہ جسم لطیف ہے جو بدن کے ساتھ جان کی طرح لپٹا ہوا ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ اس  
 کی حقیقت سے واقف و مطلع ہیں۔ بسرہا : جو ایمان و نیت وغیرہ دل میں چھپاتا تھا۔ علانیہ : وہ عمل و طاعت جو ظاہر کرتا رہا۔ جنسا  
 : ہم حاضر ہوئے۔ شفاء : سفارشی

۹۳۹ : وَعَنْ وَالِئَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 ۹۳۹ : حضرت وائلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ الرَّحِيْمَ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا لے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنِ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِي جِوَارِكَ فَفِيهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدُ، اللَّهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ وَأَرْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت

الْجَنَائِزُ: فی ذمتك: تیری ذمہ داری اور مہم میں ہے۔ حبل جوارك: تیری حفاظت اور بخشش کا طالب ہے۔ فتنہ القبر: اس کو عذاب قبر سے بچا اور نجات عنایت فرما۔ اهل الوفاء و الحمد: آپ شکرے اور عطا کے اہل ہیں۔ فوائد: آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی بھائی کی حرض میں جامع دعاؤں کا انتخاب فرمایا اور امت کو ان دعاؤں کی تعلیم دی۔

۹۴۰: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر لڑی کہ جتنا دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے، پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے، ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۴۰: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَتِهِ لَهَا أَرْبَعُ تَكْبِيرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرٍ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرَتَيْنِ يَسْتَعْفِرُ لَهَا وَيَدْعُو لَهَا قَالُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ هَكَذَا وَفِي رِوَايَةٍ: "كَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَتْ سَاعَةً حَتَّى طَلَبْتُ أَنَّهُ سَى كَبِيرٌ خَمْسًا ثُمَّ سَلِمَ عَنْ تَمِيمِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَزِيدُكُمْ عَلَى مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ أَوْ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواه الحاکم فی المستدرک ۳۶۰

باب: جنازہ کو جلد لے جانا

۹۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

۱۵۸: بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

۹۴۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنازہ میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔" (بخاری و مسلم)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنَّ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا عَلَيْهِ".

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب السرعة بالجنازہ و مسلم فی کتاب الجنائز باب الإسراع بالجنازہ

فوائد: (۱) جنازہ جلدی لے جانا مستحب ہے۔ البتہ ساتھ چلنے والوں کا لحاظ رکھے اور گرانی میں مبتلا نہ کرے اور نہ اتنا تیز چلے کہ میت کو چارپائی پر حرکت آنے لگے۔ (۲) اس میں میت کا خیر و شر والا جو حال ہے۔ وہ بیان کیا گیا اور یہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ (عالم برزخ کا معاملہ ہے)

۹۴۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیں، اگر وہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بری ہے تو کہتی ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔" (بخاری)

۹۴۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِمُونِي ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا : يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری باب کتاب الجنائز باب حمل الرجال الجنازة دون النساء

اللحائذ: باویلہا ہائے اس کی ہلاکت۔ لعصق ان پر نشی طاری ہو جائے یا ہلاک ہو جائیں۔  
فوائد: (۱) میت کو موت کے بعد خاص قسم کا ادراک ہوتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

باب: میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن و دفن میں عجلت کرنا، مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

۱۵۹: بَابُ تَعْجِيلِ قِضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى تَجْهِيزِهِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ "فَجَاءَ" ، فَيُتْرَكُ حَتَّى يَتَيَقَّنَ مَوْتَهُ

۹۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۹۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: "حَدِيثٌ حَسَنٌ".  
 اکرم ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔"  
 ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفس المؤمن معلقة بدینہ اللجنائز: معلقة: موقوف کر دی جاتی ہے۔ یقضی: ادا کر دیا جائے۔

**ہوائد:** (۱) میت کا قرض اس کے ترکہ میں سے جلد ادا کرنا چاہئے کیونکہ تمیز و تکفین کے بعد اس کے ترکہ سے متعلق جتنے حقوق ہیں ان میں قرض سب سے مقدم ہے۔ (۲) مؤمن کی جان اپنے معزز مقام سے اس وقت تک روک دی جاتی ہے اور اس کی نجات و ہلاکت کا معاملہ طے نہیں پاتا جب تک قرض کی ادائیگی نہیں کر دی جاتی۔ (۳) بعض لوگوں نے اس میں قرض کو گناہ کی خاطر لئے جانے والے قرض پر محمول کیا ہے یا جان بوجھ کر ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کے متعلق کہا ہے اور یہ بات اس کے خلاف نہیں جو روایات میں آئی ہے کہ آپؐ کی ذرہ ایک یہودی کے ہاں گھریلو خرچہ کے سلسلہ میں رہن رکھی ہوئی تھی کیونکہ رہن مرتہن کے ہاتھ میں اس کے حق کے قائم مقام ہے۔ گویا رہن کی موجودگی میں اس کے ذمہ قرض ہے ہی نہیں۔

۹۴۴: وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرَّضَ، فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ: "إِنِّي لَا أُرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَادْنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا بِهِ فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِحَيْفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تَحْسَبَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِي" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
 ۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہا۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب التعجل بالحنازہ و کراہیۃ جسہا

اللجنائز: يعودة: اس کی زیارت و عیادت کرے۔ حدیث فیہ الموت: اس کے نزع کا وقت آ گیا ہے۔ اذنونہ: جب میں مر جاؤں تو مجھے بتا دو۔ حیفۃ: مردہ جسم  
**ہوائد:** (۱) وفات کا یقین ہونے پر تمیز کا فوراً انتظام کرنا چاہئے اس میں بلاوجہ تاخیر حرام ہے۔

باب: قبر کے پاس نصیحت

۱۶: بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقہ کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس

۹۴۵: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي بَنَاءِ رَوْفِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَاتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پھر بھروسہ نہ کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مَخْصَرَةٌ فَكَسَسَ وَجَعَلَ يَنْكُثُ بِمَخْصَرَتِهِ - ثُمَّ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَسْكَلُ عَلَى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ : "اعْمَلُوا فِكُلُّ مُيسِرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجنائز باجموعۃ السحدث عنه القبر و مسلم فی اوائل کتاب القدر

اللجنات: بقیع العرقدا: اہل مدینہ کا قبرستان عرفہ کا نئے داردرخت ہے۔ مخصرہ: نیزھے سرو والا ڈنڈا۔ نکس: آواز آہستہ کی۔ ینکست: کریدنا۔ زمین پر مارنا۔ کتب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے یا لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ نسکل: جو نکسا ہے اس پر اعتماد کر لیں۔ میسر لما خلق: انسان عمل کے لئے پیدا ہوا ہے۔ جس عمل کا وہ ارادہ کرتا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے خواہ وہ عمل خیر ہو یا شر۔ سعادت مند سعادت کے راستہ پر چلنے اور گامزن ہوتے ہیں اور بد بخت بد بختی کی راہ کو اپناتے ہیں۔

ہواند: (۱) قبر کے پاس نصیحت مستحب ہے کیونکہ اس وقت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ موت کو دیکھنا دل کو نرم کر دیتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ لوگوں کی سعادت و شقاوت کو جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم اعمال میں جبر کے مترادف نہیں ہے بلکہ وہ علم سابق ہے کہ فلاں شخص اپنے اختیار سے صالحین کے اعمال اختیار کرے گا۔ مگر نتیجہ وہ اشیاء میں سے ہوگا۔ جب تک کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہے۔ اس وقت تک یہ طرز عمل صحیح نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے علم پر بھروسہ (جو ظاہر ہے انسان کو قطعی طور پر معلوم نہیں) کر کے عمل کو ترک کرے۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان بھلائی کمانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی قدرت و طاقت دی ہے اور عمل کو اس پر لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس اختیاری عمل پر محاسبہ فرمائے گا۔ اس عمر پر محاسبہ نہ ہوگا کہ یہ بندہ فلاں کام کرے گا۔

باب: دفن کے بعد میت کے لئے دُعا کرنا  
اور اس کی قبر کے پاس دُعا و استغفار و قراءت  
کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

۹۴۶: حضرت ابو عمرو بعض نے کہا ابو عبد اللہ بعض نے کہا ابو لیلیٰ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن سے فارغ ہو جاتے، قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: "اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال

۱۶۱: بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ  
وَالْقُعُودِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةً لِلدُّعَاءِ لَهُ  
وَالِاسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

۹۴۶: عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَقِيلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
وَقِيلَ أَبُو لَيْلَى عُمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فُرِعَ مِنْ دَفْنِ  
الْمَيِّتِ وَقَفَّ عَلَيْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوا  
لِأَخِيكُمْ وَسَلُّوا لَهُ النَّبِيَّتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ"



ہوگا۔“ (ابوداؤد)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

**تخریج:** رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي كِتَابِ الْجَنَائِزِ بَابِ الْاسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْانْصِرَافِ  
**اللَّحَائِظِ:** اسلوالہ الثبت اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے کبیرین کے سوال کے موقع پر ثابت قدمی کی دعا کرو۔  
**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس میت کے لئے ثابت قدمی کی دعا کر لے۔ جبکہ فرشتے اس سے سوال کریں  
 گے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ جو اب البام فرمادیتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ ربی الاسلام دینی محمد نبی مگر کافر اور منفق کہتا ہے  
 ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ (۲) سوال کبیرین قبر میں برحق ہے۔

۹۴۷: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُونِي فَأَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي  
 قَدْرَ مَا تَنْحَرُ جَزْوَرٌ وَيَقْسَمَ لَحْمُهَا حَتَّى  
 اسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رَسُولَ  
 رَبِّي - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -  
 ۹۴۷: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
 جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ایک  
 اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ میں تم سے  
 انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اللہ کے قاصدوں کو کیا جواب  
 دوں۔ (مسلم)

وَقَدْ سَبَقَ بَطْوَلُهُ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ  
 : وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ  
 وَإِنْ خَشِمُوا الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَانَ حَسَنًا۔  
 یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گزری۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے  
 فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یا سارا قرآن  
 پڑھے تو مناسب ہے۔

**تخریج:** رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ بَابِ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَلِكَ الْهَجْرَةَ وَالْفَتْحَ وَقَدْ تَقَدَّمَ رَقْمُ

۷۱۱

**اللَّحَائِظِ:** استانس میں انس حاصل کروں۔ اراجع بہ: جواب دیتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) میت اپنے عزیز و اقارب کی دعا سے مانوس ہوتا ہے۔ جب وہ قبر کے قریب دعا کرتے ہیں۔

**باب: میت کی طرف سے**

**صدقہ کرنا**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ جو لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں:  
 اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں  
 نے ایمان میں ہم سے پہلے کی۔“ (حشر)

**۱۶۲: بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ**

**وَالدَّعَاءُ لَهُ**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ  
 بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ  
 سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ [الحشر: ۱۰]

**حلی الآیات:** من بعد ہم: تابعین پیغمبر جو صحابہ کرام صحیحہ کے بعد آئے۔

۹۴۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

۹۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمَّيْ افْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ . فَهَلْ لَنَا مِنْ أَجْرٍ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ "بے شک میری والدہ اچانک وفات پاگئی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ فرمایا "ہاں"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب موت الفحاة و مسلم فی کتاب الزکوٰۃ باب وصول ثواب الصدقات المیت الیہ

**الذخائر:** الفتلت: جلدی سے روح کا نکلنا مراد اچانک موت ہے۔

**فوائد:** میت کی طرف سے صدقہ جائز ہے اور اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات اس ارشاد باری تعالیٰ کے خلاف نہیں۔ اَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى: کیونکہ آیت کفار کے متعلق ہے اور انسان کا لفظ یہاں عام ہے مگر مراد اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان کے لئے تو وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔ اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ باقی فضل کا معاملہ اس سے الگ ہے اللہ تعالیٰ عظمت و جلال والے اور گنہ کو معاف کرنے والے ہیں۔ شان فضل الگ ہے۔ اس سے نیکی کو کئی گنا بڑھا کر مومن کو وہ ثواب دیتے ہیں جو اس کے لئے دوسرے مسلمان بھائی کرتے ہیں اور اقارب جو صدقہ کرتے ہیں۔ جب والد اپنے بیٹے کے ظاہری وجود کا سبب ہے تو گویا نیک کے عمل خود اس کا عمل ہے اور اس کے اپنے فعل پر ثواب ملتا رہے گا۔ اس معنی کی تائید اس ارشاد نبوی ﷺ سے ہوتی ہے: ((اذا مات ابن آدم انقطع عمله.....)) یعنی "موت کے بعد تین عمل جاری رہتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع مند علم (۳) نیک و صالح جینا جو باپ کے لئے دعا کرتا ہے۔"

۹۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۹۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: "جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الوصیة، باب ما يلحق من الثواب لمنیت بعد فاته

**الذخائر:** انقطع عمله: موت کی وجہ سے وہ مکلف نہ رہا اور عالم دنیا سے نکل کر وہ عالم برزخ میں داخل ہو گیا۔ پس اب عمل اور تکلیف کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ صدقہ جاریہ: مسلسل قائم رہنے والا صدقہ۔

**فوائد:** (۱) ان تین کاموں سے میت کو ثواب پہنچتا ہے کیونکہ یہ اس کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے چلے جانے کے باوجود یہ اعمال زائل نہ ہوتے۔ (۲) ایسا عمل کرنا چاہئے جو موت کے بعد بھی باقی رہے۔ (۳) علم اور اس کا پھیلانا اور تعلیم دینا اتنا بڑا عمل ہے کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

## باب: لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

۹۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گذر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی“ پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی“ عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

۱۶۳: بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ  
 ۹۵۰: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجِبَتْ" ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنُوا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجِبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا وَجِبَتْ؟ فَقَالَ: "هَذَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" وَهَذَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجِبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری کتاب الجنائز باب ثناء الناس على الميت و مسلم فى كتاب الجنائز باب فيمن يثنى عليه

خبر او شر من الموتى

الذخائر: اثنوا عليه شر یہ مجاز مرسل ہے اور اس میں علاقہ تضاد ہے۔ شاید کہ وہ کھلفس یا بدعت میں مبتلا ہو کیونکہ تعریف تو خیر کے کام میں ہوتی ہے۔

فوائد: (۱) خلص ایمان والوں کا تعریف کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ اس کا باطن اچھا اور ظاہر حسین تھا۔ اگر وقتاً بھی وہ ایسا ہو تو وہ جنتی ہے۔ (۲) اگر کسی کے متعلق خرابی کی گواہی دیں کہ اس کا اندر خراب اور ظاہر بدتر تھا تو یہ دلیل ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہے کیونکہ سچے ایمان والے خواہشات کے پیچھے نہیں چلتے وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اور ان کی گفتگو سچی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو صحیح بات کا الہام فرماتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؐ ترکیہ و پاکیزگی میں انتہائی مقام کو پہنچنے والے ہیں۔ (۳) باقی فاسق و فاجر لوگوں کا کسی کے متعلق بھلائی کی گواہی دینا یا شر کی گواہی دینا ناقابل اعتبار ہے۔ آپؐ کا ارشاد: (( اذکروا محاسن موتاكم وکفوا عن مساویہم )) یہ ایمان والوں سے متعلق ہے۔ کافر یا کھلے طور پر فسق کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے برے اعمال کا اس لئے تذکرہ کرنا کہ لوگ برے اعمال سے باز رہیں یہ حرام نہیں ہے۔

۹۵۱: ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ

۹۵۱: وَعَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَثْنَى عَلَيَّ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجِبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَثْنَى عَلَيَّ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ:

عند نے کہا: واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ ابولاسود کہتے ہیں میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِالْقَائِلَةِ فَاتَّبَعِي عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت

الْمُتَخَاتِبِ: وجبت جو اس کے متعلق کہا گیا واجب ہو گیا ثابت ہو گیا اور اس پر اچھے برے بدلے کا وہ حق دار بن گیا۔

ہوائد: سابقہ ہوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) علماء رحمہم اللہ نے فرمایا۔ مستحب یہ ہے کہ جس کے پاس سے گزرے اور وہ اس کے لئے دعا کرے اور اچھی تعریف کرے جبکہ میت اس کی مستحق ہو اور اس کے دکھلاوا مقصود نہ ہو۔

باب: اس شخص کی فضیلت جس کے

چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

۹۵۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا"۔ (بخاری، مسلم)

۱۶۴: بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ

لَهُ أَوْلَادٌ صِغَارٌ

۹۵۲: عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَلْفُوا الْجَنَّةَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ"

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب فضل من مات له و لا فا حتسب و من حدیث انس رضی اللہ عنہ

مسلم فی کتاب البر و الصلۃ، باب فضل من یموت له ولد فیحسبه من روایۃ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ہوائد: جس کے چھوٹے بچے فوت ہوئے اور اس نے اس سے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی۔ تو جس طرح اس کی شفقت و مہربانی ان بچوں پر زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرمائیں گے اور اپنے خصوصی فضل سے ان چھوٹے بچوں کے سبب ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۹۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے تین بچے فوت ہو جائیں

۹۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِّنْ

تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ : مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ

الَّذِينَ آوَارِدُهَا : وِدُوْدُ : پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت میں رکھے۔

الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَالِدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ“ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ وَالْوَرُوْدُ : هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَى الصِّرَاطِ ، وَهُوَ جَسْرٌ مَنصُوبٌ عَلَى طَهْرٍ جَهَنَّمَ عَافَاةً اللَّهُ مِنْهَا۔

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولا فاحسب و مسلم فی کتاب البر والنسب باب فضل من يموت له ولا فيحتسبه

الْجَنَائِزِ : تحلة القسم: یہ حلال البسین کا مصدر ہے جب اس کا کنارہ ادا کر دے۔ مطلب یہ ہوا کہ آگ پر گزر ہوگا۔ تاکہ آیت میں وارد قسم ثابت ہو جائے۔ ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ الاية

ہو اشد : (۱) جس مؤمن کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اور وہ مہر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے تو اس کو آگ نہ چھوئے گی اور پل صراط عبور کرتے ہوئے جہنم کی لپٹ اس کو تکلیف نہ پہنچائے گی۔ اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوگا تو ان کا گزر پل صراط سے پک چھپنے میں ہو جائے گا۔

۹۵۴ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں لے گئے۔ پس آپ اپنی ذات کا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرمادیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور دو بھی۔ (بخاری و مسلم)

۹۵۴ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ نُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ . قَالَ : اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا“ فَاجْتَمِعْنَ ، فَاتَاهُنَّ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ : مَا مِنْكُمْ مِنْ امْرَأَةٍ تَقْدِمُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَالِدِ إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ : وَأَتَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”وَأَتَيْنِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولا فاحسب و رواه مسلم فی کتاب البر والنسب باب من يموت له ولا

اللِّغَاظِ: فاجعل لنا: ہمارے مقرر کردہ۔ تقدم ثلاثه من الولد: ان کا دُفن پہلے ہو چکا۔ ان کے مرنے کے بعد۔ ولد: پیدا ہونے والے کو کہتے ہیں خواہ بچہ ہو یا بچی دونوں میں بولا جاتا ہے۔

فوائد: علم کے متعلق عورت کا بھی حق ہے کیونکہ وہ بھی شرعاً مکلف ہے اور علم اس پر واجب ہے تاکہ اس علم سے وہ اپنی دینی اصلاح و درستگی کر کے معاشرے کا نیک اور فائدہ مند فرد بنے۔ (۲) آپ کی توضیح ملاحظہ ہو کہ عورت کی استدعا کو قبول فرمایا اور عورتوں کے متعلقہ امور میں آپ نے کسی قدر رغبت سے ان کو تعلیم دی۔ (۳) اس عورت کو جنت کی بشارت دی گئی جس کے دو یا تین بیٹے بیٹیاں تاباں بنیں بیٹیاں فوت ہو جائیں۔ (۴) عورت کو ایسی تعلیم دینا جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور فتنہ کے اسباب سے دور اور خالی ہو۔

باب: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ

مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی

کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا

اور

اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

۹۵۵: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ ”یہ قوم شومد کا علاقہ ہے۔“ تم ان معذب قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقام حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

۱۶۵: بَابُ الْبِكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ

الْمُرُورِ بِقُبُورِ الظَّالِمِينَ

مَصَارِعِهِمْ وَأَظْهَارِ الْإِفْتِقَارِ إِلَى

اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّحْذِيرِ مِنَ الْعُقْلَةِ

عَنْ ذَلِكَ

۹۵۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ - يَعْنِي لَمَّا

وَصَلُوا الْحِجْرَ: دِيَارَ نَمُودَ - "لَا تَدْخُلُوا

عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذِّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ

فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا

يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي

رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحِجْرِ

قَالَ: "لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ

تَكُونُوا بَاكِينَ" ثُمَّ قَعَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَارَ الْوَادِيَّ-

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مواضع الخف العذاب ومسلم فی کتاب الزهد، باب

لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم

**اللَّحَائِشُ:** الحجرو: شام و مدینہ کے درمیان قوم غزوہ کا علاقہ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ یہ اھک بات ہے کہ جب آپ غزوہ تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں سے گزر ہوا۔ قنع رأسہ: آپ نے سر ڈھانپ لیا۔ حجاز الوادی: وادی کو طے کیا اور عبور کیا۔ **فَوَاسِدُ:** انسان کا گزر جب کسی کافر قوم کے علاقہ میں سے ہو۔ جن پر عذاب الہی اترا، تو ہر جلد سے اس مقام کو عبور کر لینا چاہئے اور اپنے دل میں یہ سوچ و فکر ہو کہ جو عذاب ان پر اترا کہیں مجھ پر نہ اترا پڑے۔ اس وقت اس کی کیفیت رونے والی ہونی چاہئے۔ اگر ہم ان کے اس انجام کو سوچ کر گزرتے ہوئے رونے کی کیفیت ظاہر نہ کریں گے تو گویا ہم فساد قلب اور اعمال میں ان کے ساتھ مشابہت اختیار والے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالموں کے ساتھ رہنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی ممانعت کر دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْخَمُوا النَّارُ﴾ "ظالموں کی طرف مت جھکاؤ اختیار کرو ورنہ تمہیں آگ چھولے گی۔"

باب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے

اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

۹۵۶: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرمانے لگے۔ (بخاری، مسلم)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

۱۶۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ

يَوْمَ الْخَمِيسِ وَاسْتِحْبَابِهِ أَوَّلَ النَّهَارِ

۹۵۶: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْخَمِيسِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب من ارادہ غزوة فوری بغیرھا۔

**فوائد:** جمعرات کو سفر مستحب ہے خواہ سفر جہاد ہو یا کوئی دوسرا سفر۔

۹۵۷: حضرت سحر بن وداعة الغامدي صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت سحر تاجر تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے حصے میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۹۵۷: وَعَنْ صَخْرِ ابْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُورِهَا" وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب الابتکار فی السفر، و انترمذی فی ابواب المیوع، باب ما جاء فی التکبیر فی التجارۃ

**اللُّغَاتُ:** بَارِكْ: اس میں برکت عنایت فرما۔ برکت اضافہ اور نمو کو کہتے ہیں۔ بکورا: جمع ہے، مصدر بکرو ہے۔ شروع دن میں سفر کرنا۔ البکرہ: یہ غدوہ کی طرح ہے۔ دن کی ابتداء میں جانا۔ سوریۃ: الشکر کا حصہ۔ فائوری: نالدار ہونا۔  
**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ صبح سویرے سفر کے لئے جائے خواہ جمعرات ہو یا کوئی دوسرا دن۔ (۲) صبح جلدی جانے اور دن کے پہلے حصہ سے تجارت اور کاروبار میں فائدہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح دیگر تمام مصالح کو بھی صبح کے وقت میں حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) دن کی ابتداء میں کام میں جستی رہتی ہے اور کام جلد سمٹتا اور زیادہ مقدار میں نفع اور چیز میسر آتی ہیں اور اس وقت میں برکت میسر ہوتی ہے۔

باب: رفقاء سفر کا تلاش کرنا

اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

۹۵۸: حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کا نقصان اتنا جان لیتے جتنا میں جانتا ہوں کبھی کوئی سواری کو اکیلا سفر نہ کرتا۔ (بخاری)

۱۶۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرَّفِيقَةِ وَ

تَأْمِيرِهِمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُونَهُ  
۹۵۸: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ  
مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُوا مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ  
وَاحِدَةٍ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب السیر وحده۔

**اللُّغَاتُ:** الْوَحْدَةُ: اکیلا سفر کرنا۔ ما اعلم: جو نقصان اس کا جانتا ہو۔ یہ انداز تعمیر اکیلے سفر سے روکنے کیلئے اختیار فرمایا۔ راکب: مسافر اگرچہ پیدل ہی ہو۔ راکب سے تعبیر اس لئے فرمائی کیونکہ مسافر عام طور پر سواری کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہلیل: رات سے مقید اس لئے کیا کیونکہ اس میں ضرر اور بڑھ جاتا ہے۔ ایک طرف رات اور دوسرا اندھیرا نہ مراد مطلقاً سفر ہے۔

**فوائد:** (۱) ساتھیوں کے بغیر اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے۔ اس کی حکمت اس قدر ظاہر اور واضح ہے کہ معمولی عقل والا بھی ادنیٰ غور سے جان سکتا ہے۔ خاص کردہ آدمی جس کو سفر سے واسطہ پڑتا رہتا ہو۔ (۲) اکیلے سفر میں دینی و دنیوی نقصانات ہیں۔ مثلاً جماعت کی نماز سے محرومی، خطرات و وحشت پر اپنے آپ کو پیش کرنا، دوست و غم خوار کا فقدان وغیرہ۔

۹۵۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی نے صحیح

۹۵۹: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ”الرَّايِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّايِكَانِ شَيْطَانَانِ،  
وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ،



وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ ، وَقَالَ سَنَدُوهَا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي حَسَنٍ -  
 وَالتِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ -  
 ترمذی نے کہا یہ روایت حسن ہے۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد، باب الرجل یسافر وحده، و الترمذی والنسائی فی النکبیری  
**اللَّفْحَانُ:** جدہ: ان کے والد کے دادا اور ان کا نام عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ہے۔ شیطان: شیطان اس کا ساتھی بن کر اس کو اغواء  
 کرتا ہے۔ ركب: اصلاً اس جماعت میں بولا جاتا ہے جو اونٹوں پر سواری کرے۔ بعد میں ہر مسافر جماعت پر بولا جائے گا۔  
**فوائد:** (۱) سفر کے ساتھی کم از کم تین ہونے چاہئیں اور نفرت اس سے دلائی گئی ہے جو اس سے کم ہوں کیونکہ شرعی مصلحت تین سے  
 پوری ہو جاتی ہے، قساویگزار فرغ ہو جاتا ہے اور بسا اوقات دو میں سے ایک کو تکلیف پہنچ جاتی ہے تو دوسرا پھر اکیلا رہ جاتا ہے۔

۹۶۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا  
 خَرَجَ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ -  
 ۹۶۰: حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تین آدمی سفر پر جائیں تو  
 ایک کو وہ امیر بنا لیں۔“ حدیث حسن ہے۔  
 ابو داؤد نے احسن سند سے روایت کی ہے۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد، باب فی القوم یسافرون یومرون احدہم  
**فوائد:** مسافروں میں ایک کو اپنا امیر بنا لینا مستحب ہے۔ تمام سفر کے معاملات میں اس کی اتباع کریں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ  
 امیر کچھ بوجھ احتیاط اور حالات سفر کے متعلق اطلاع میں سب سے فائق ہو۔ علامہ حاوردی نے الحاقی میں فرمایا کہ یہ واجب ہے۔

۹۶۱: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
 النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ  
 الْمَسْرُومَاتِ أَرْبَعٌ مِائَةً ، وَخَيْرُ الْجِيُوشِ أَرْبَعَةُ  
 الْآلِفِ ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ لَأَلْفًا مِنْ قَلِيلَةٍ"  
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ -  
 ۹۶۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین  
 چھوٹے لشکر چار سو کا ہے، بہترین بڑے لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا  
 لشکر محض تعداد کی کمی سے ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔“ (ابو داؤد)  
 ترمذی نے کہا حدیث احسن ہے۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد، باب فیسا یسحب من الجیوش و الترفقاء و التمرات و الترمذی فی ابواب  
 التمرات، باب ما جاء فی اسرایا  
**اللَّفْحَانُ:** الصابہ: جمع صاحب یا یہ اسم ہے جو صحب سے بنا ہے، بمعنی صحبت استعمال ہوتا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں آیا ہے۔  
 من احق الناس بحسن صحابتی۔ یہاں صحابہ بمعنی صحبت ہے۔ من قلة: قلت تعداد کے سبب و باعث۔  
**فوائد:** (۱) رفتہ چار سفر کریں یہ سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے مختلف ضروریات

میں مشورہ کی ضرورت ہوگی جو چار سے زیادہ پوری ہو سکتی ہے اور اس طرح ان کو تعاون علی الخیر بھی میسر ہو جائے گا۔ (۲) جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو پھر بھی شکست کھا جائے تو یہ شکست تعداد میں کمی کے باعث نہیں بلکہ دیگر اسباب کی بناء پر ہوگی۔

باب: سفر میں چلنے، سستانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور

جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز اور

اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

۹۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

أَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا: چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تاکہ سفر کے دوران چر سکے۔

نَفَيْهَا: مغز اور گودہ پہ نون کے ساتھ اوراق کے سکون اور اس کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تاکہ تم منزل تک ان کا گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے ختم ہوتا ہے۔

تَعْرِيسُ: رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

۱۶۸: بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُولِ وَالْمُبِيتِ وَالنُّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السَّرَايِ وَالرَّفْقِ بِالذَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلِحَتِهَا وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّائِبَةِ إِذَا كَانَتْ تُطِيقُ وَأَمْرٍ مِنْ قَصْرِ فِي حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا

۹۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْبَحْصِ فَاعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَبَادِرُوا بِهَا نَفَيْهَا، وَإِذَا عَرَسْتُمْ فَاجْتَبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الذَّوَابِّ وَمَاوَى الْهُوََامِ بِاللَّيْلِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَى "اعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ" أَيْ ارْفُقُوا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعَى فِي حَالِ سَيْرِهَا، وَقَوْلُهُ "نَفَيْهَا" هُوَ بَكْسُ التُّونِ وَأَسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْيَاءِ الْمُنْتَهَا مِنْ تَحْتِ وَهُوَ الْمَخُّ، مَعْنَاهُ اسْرِعُوا بِهَا حَتَّى تَصْلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ أَنْ يَذْهَبَ مَخُّهَا مِنْ صَنْدِ السَّيْرِ۔

"وَالتَّعْرِيسُ" النَّزُولُ فِي اللَّيْلِ۔

**اللَّحَائِشُ:** الخصب: اسم مصدر ہے۔ یہ اخصب المسکان سے بنا ہے۔ جب گھاس پیدا ہو۔ حظها: اس کا حصہ۔ الجذب: فشکی۔ المحل: بارش کا نہ برسنا اور زمین کا خشک ہونا۔ فاجتنبوا الطريق: راستہ میں مت آرو۔ اس سے ایک طرف ہو کر آرو۔ ماوی الہوام: کبڑے کوڑوں کی پگاہ گاہ مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ اور اس میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) حیوانات سے نرمی برتنی چاہئے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ان کو پورا چارہ دیا جائے۔ جبکہ گھاس اور کھجوریں اس میں نظر آئیں۔ (۲) جہاں ان کے چرنے کی گھاس نہ ہو وہاں ان کو زیادہ دیر نہ ٹھہرایا جائے۔ (۳) وحشت ناک مقامات سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور اس طرح خطرے کے مقامات کو نہ جھانکنا چاہئے۔

۹۶۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَمَّانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَسَ بِلَيْلٍ أَضْطَجَعَ عَلَيَّ يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَسَ قُبِيلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَيَّ كَفِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِتَلَا يَسْتَعْرِقَ فِي النَّوْمِ فَتَقُوتَ صَلَاةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا۔

علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی صرا ز کرنا اس لئے تھا تاکہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب قضاء الصلاة الغائبة واستحباب تعجیل قضاءها۔

**اللَّحَائِشُ:** نصب ذراعہ: اپنا ہاتھ پھیلا یا۔

**فوائد:** دائیں پہلو سونا مستحب ہے کیونکہ یہ شرافت والی جانب ہے اور نیند سے قبل سونے کی ضرورت پیش آئے تو نماز کے لئے احتیاط اس میں ہے کہ دائیں پہلو سوائے۔ (۲) نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے سونا جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ اگر وقت نکلنے سے قبل جاگنے کی توقع نہ ہو۔ البتہ نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے۔

۹۶۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِالذَّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم رات کو سفر کرو اس لئے کہ زمین رات کو پلٹ دی جاتی ہے"۔ (ابوداؤد)

صحیح سند سے۔

الذَّلْجَةُ: رات کو سفر کرنا۔

"الذَّلْجَةُ" السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجهاد باب فی الریحة۔

**اللَّحَائِثُ:** علیکم: یہ اسم فعل ہے۔ اس کا معنی الزموا ہے۔ نطوی: یہ طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے مجاز استعمال کیا گیا کیونکہ چوپائے رات کی ٹھنڈک سے خوب چست ہو کر چلتے ہیں۔

**ہوائند:** (۱) سفر میں رات کو چلنا مستحب ہے خصوصاً جبکہ رات کا پچھلا حصہ ہو۔ اس لئے کہ یہ مسافت کو طے کرنے اور جسم کی چستی کے لئے خوب مددگار وقت ہے۔

۹۶۵: حضرت ابو ثعلبہ نضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھائیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا یہ وادیوں اور گھائیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔“

اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

۹۶۵: وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُثَيْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنَزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ تَفَرَّقْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذَلِكَ مَنَزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر و سنتہ۔

**اللَّحَائِثُ:** منزلوں میں اترنے کی جگہ۔ الشعاب: جمع شعب کی پہاڑی راستہ۔ من الشیطان: شیطان کے اغواء اور دوسرے اندازی ہی سے۔

**ہوائند:** (۱) سفر میں منفرد اور الگ مقام پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (۲) سفر میں جمع ہونا مستحب ہے تاکہ تعاون و انیسیت زیادہ ہو۔ اس لئے کہ سفر خود ایک مستقل سامان وحشت ہے جو پہلے سے موجود ہے۔

۹۶۶: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحظلیہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹھ سے لگی ہوئی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ۔ اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

۹۶۶: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِيلَ سَهْلُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْحَظْلِيِّ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبِعْمِرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُّوهَا صَالِحَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب ما یؤمر بہ، من القیام علی الدواب و البہائم

اللَّحَائِشَ: بیعت الرضوان: حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے ہونے والی بیعت۔ اسی کے متعلق ارشاد ربانی ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ ..... الا یہ۔ بعیر: اونٹ نذکر و موٹ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ العجمہ: جو بات نہ کر سکتے ہوں کہ اپنے دکھ ذکر کر سکیں۔ صالحہ: جبکہ سواری کے لئے مناسب ہوں اور گوشت کھانے کے لئے بھی مناسب ہوں۔ لحق ظہرہ ببطنہ: اس کی پشت پیٹ سے مل گئی یہ انتہائی کمزوری سے کہنا یہ ہے۔

فوائد: (۱) حیوانات اور چوپایوں سے نرمی اور ان کو تنگ نہ کرنے کی تاکید کیونکہ وہ تکلیف زدہ تو ہوتے ہیں مگر اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتے۔ (۲) اموال کی حفاظت و نگرانی کرتے رہنا چاہئے اور اس کو تلف و ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

۹۶۷: حضرت ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی۔ جو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈ سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسلم نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت کیا ہے علامہ برقانی سے مسلم کی روایت میں حائش نخل کے لفظ قدخل حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کئے۔ پھر آپ انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو گزر گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے اسی وقت ایک انصاری نوجوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکاتا ہے۔ ابو داؤد نے برقانی جیسی روایت کی ہے۔

”ذفرأه“: یہ لفظ ذال کے کثرہ اور فا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد و موٹ ہے۔

۹۶۷: وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَأَسَرَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشٌ نَخْلٍ - يَعْنِي حَائِطٌ نَخْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا مُخْتَصِرًا، وَزَادَ فِيهِ الْبُرْقَانِيُّ بِإِسْنَادٍ مُسْلِمٍ هَذَا بَعْدَ قَوْلِهِ: حَائِشٌ نَخْلٍ - فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا فِيهِ حِمْلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَرَجَرَ وَدَرَقَتْ عَيْنَاهُ، فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ - أَيْ سَنَامَهُ - وَذَفْرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: ”مَنْ رَبُّ هَذَا الْحِمْلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْحِمْلُ؟“ فَجَاءَ فَنِي مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هَذَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: ”أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُرُ إِلَى آتِكَ تُجِيعُهُ وَتُدْبِيئُهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ كَرَرًا فِي الْبُرْقَانِيِّ -

قَوْلُهُ ”ذَفْرَاهُ“ هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاسْكَانِ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُوْتٌ -

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الدَّفْرَى: الْمَوْضِعُ الَّذِي - اہل لغت نے کہا کہ یہ اہل لغت کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں  
يَعْرِفُ مِنَ الْعَبِيرِ خَلْفَ الْأُذُنِ - وَقَوْلُهُ جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔  
"تَذْنِبُهُ" أَي تَعْبَهُ۔ تَذْنِبُهُ: تَحَاكِيهِ۔

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب النظارة باب ما یستر بہ نساء و الحاجة و ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یؤمر من القيام علی الذواب و البہائم۔

اللُّغَاةُ: اردنی: مجھے پیچھے سوار کیا۔ لا احداث بہ ظاہر یہ ہے کہ یہ عام شریعت کے احکام سے متعلق نہیں۔ ورنہ اس کا چھپانا جائز نہیں۔ لحاجۃ: اس کے پورا کرنے کے وقت۔ مصرف: ہر بلند چیز۔ الحانط: باغ۔ البرقانی: امام حافظ فقیر احمد ثاویب صالح ابو بکر احمد بن احمد بن غالب البرقانی الحواری۔ جو جو حلق میں آواز کا لونانا۔ ذرفت: آنسو بہنا۔ سرء: تہ ہر چیز کی پشت اور اس کا بلند حصہ۔ رب الجممل: اونٹ والا۔

فوائد: (۱) اونٹ پر پیچھے دوسرے آدمی کو بٹھانا جائز ہے جبکہ وہ مضبوط و توانا ہو۔ (۲) جانور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ ان کو خوب چارا کھلایا جائے اور ان سے نرمی برتی جائے۔ (۳) حیوانات کا آپ ٹٹلے سے کلام اور ان کی بات کو سمجھنا آپ کا معجزہ ہے۔ (۴) مخلوقات کی وقفا و تقارر اپنائی کرتے رہنا چاہئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے ساتھ اچھائی و بہتری والا معاملہ کریں۔

۹۶۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مِنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتَّى نَحِلَّ الرَّحَالَ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی مقام پر تو ہم اس وقت تک نقلی نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے پالان نہ اتار لیتے۔ ابو داؤد اپنی سند اور شرط مسلم کے ساتھ بیان کیا۔ لَا نُسَبِّحُ: ہم نقلی نماز ادا نہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو کبھی ووں اور جانوروں کو آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فی نزول السنابل۔

اللُّغَاةُ: نحل الرحال: جانور کی پشت سے کجاوہ اتارنا۔ الرحال جمع رحل ہے اور اصل میں سفر کے لئے جو اسباب تیار کئے جاتے ہیں۔ ان تمام پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً سواری وغیرہ۔

فوائد: (۱) جانوروں کو آرام پہنچانا مستحب ہے اور آرام کے مواقع میں سامان کو ان سے اتار لینا چاہئے۔ لدا سوار ہونے میں مشقت۔ جو مناسب نہیں۔ (۲) سفر میں نواہل مستحب ہیں۔

باب: رفیق سفر کی معاونت

۱۶۹: بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيقِ

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں

فِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيثِ

مَثَلًا وَاللَّهِ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ (الحديث) اور حدیث ”ہر نیکی صدقہ ہے“۔

اور اسی طرح دیگر روایات۔

۹۶۹: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفر خرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفر خرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

”وَاللَّهِ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ آخِيهِ“ وَحَدِيثُ : ”كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَأَشْبَاهِهِمَا :

۹۶۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَيَّ رَاحِلَةً لَهُ ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصْرَةَ يَمِينًا وَيَسْمَلًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَيَّ مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ زَادَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَيَّ مَنْ لَا زَادَ لَهُ“ ، فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مَنَّا فِي فَضْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اللقضاء باب استحباب المورساة بفضول الاموال۔

اللُّخَائِصُ: بصرف بصرہ: اپنی نظر پھیرے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون معاونت کرتا ہے۔ فضل ظہر: ضرورت سے زائد سواری اہل لغت نے اس کو اونٹ سے خاص کیا ہے۔ فلیعد بہ: مقابلیں میں لکھا ہے کہ عاد فلاں بمعروفہ یہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ احسان کر کے اس میں وہ اضافہ کرنے۔ زاد کھانا۔ اصناف المال: سواری کے علاوہ مالدار بنانے والی چیزیں اور کھانا۔ رأینا: ہم نے گمان کیا۔ لاحق: کوئی حق نہیں۔ فضل: ضرورت سے زائد چیز۔

فوائد: ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا اور مسلمانوں میں باہمی کفالت کا لحاظ سختی اور سختی کے موقعوں پر خاص کر رکھا گیا۔ (۲) مسلمانوں میں باہمی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ سختی میں تعاون تو عام مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ اور صاحب حیثیت لوگوں پر فرض عین ہے۔ (۳) فقط کھانے پینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ زندگی کی تمام ضروریات میں تعاون کرے۔

۹۷۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”اے مہاجرین و انصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک دو دو یا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

۹۷۰: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوا فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ، إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ ، فَلْيُضْمَ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوْ الثَّلَاثَةَ ، فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ

يَعْنِي أَحَدِهِمْ قَالَ: فَصَمَّمْتُ إِلَيَّ النَّسِينَ أَوْ  
ثَلَاثَةَ مَالِي إِلَّا عَقْبَةَ كَعْبَةَ أَحَدِهِمْ مِنْ  
جَمَلِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -  
فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔  
میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی  
ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب الرجل يتحمل بمال غیر بغزو

اللخائن: معشر: جماعت۔ عشيرة: قبیلہ جو جو اس سے تعاون کرے۔ فليضم اليه اس پر خرچ کرنے اور زاوراء اور سواری  
مہیا کرے۔ عقبه: باری

۹۷۱: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُرْجَى الضَّعِيفُ  
وَيُرْدَفُ وَيَدْعُو لَهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ  
حَسَنٍ -  
۹۷۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے اور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے  
بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب فی لزوم الساقه

باب: سواری پر سوار ہوتے  
وقت کیا کہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تمہارے لئے کشتیاں اور  
چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے  
ان انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو  
پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان  
کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے  
والے ہیں۔“

۹۷۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے۔ پھر تین دفعہ  
اللہ اکبر کہتے پھر کہتے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا لِهَذَا...  
لِمُنْقَلِبُونَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع  
کر دیا، ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے بے شک ہم نے اپنے رب  
کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی

۱۷: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ  
لِلسَّفَرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَجَعَلْ لَكُمْ مِنَ الْفَلَكِ  
وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ - لَتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ  
ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ  
وَتَقُولُوا: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ  
مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

[الزحرف: ۱۲-۱۳]

۹۷۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ  
خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَثِيرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ  
الَّذِي سَخَّرْنَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا  
إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ - اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي  
سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالنَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا



اور تقویٰ مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سفروں کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو اس سفر کا ساتھی ہے اور اہل کا تو ہی خلیفہ ہے۔ اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں منظر کی پریشانی سے مال میں بڑی تبدیلی سے اہل اور اولاد میں بڑی تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے۔ ”ہم سفر سے لوٹنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں۔“ (مسلم)

مُقْرِئِینَ : طاقت رکھنے والے اور الْوَعَاءِ : اوپر بزرگ عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور الف مدہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْکِتَابَةُ : مد کے ساتھ۔ کم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔ مُنْقَلَبُ : بوٹا۔

تَرْضَى - اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَالِدِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ : «اَبُوْنَ تَابُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَى «مُقْرِئِیْنَ» مُطْبِقِیْنَ - «وَالْوَعَاءِ» بَفَتْحِ الْوَاوِ وَاسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالْفَاءِ الْمُنْقَلَبَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِيَ : الشِّدَّةُ وَالْكَتَابَةُ بِالْمَدِّ وَهِيَ : تَغْيِرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَنَحْوِهِ - «وَالْمُنْقَلَبُ» : الْمَرْجِعُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول اذا ركب الی سفر الحج وغیرہ۔

اللُّغَاتُ : یتفقوا : اعوذ باللہ پڑھے۔ الحوذ : کمی۔ غشاء : سفر : سفر کی پریشانی۔

فوائد: (۱) ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے کیونکہ سفر میں عام طور پر اس قسم کی چیزیں پیش آ جاتی ہیں۔ (۲) سفر سے پہلے زیادتیوں کی معافی مانگے۔ مظلوم کبھی بدعا کرتا ہے تو اس کی بدعا سفر میں قبول ہو کر شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ (۳) سفر میں کسی کو ظلم نہ کرنا چاہئے مثلاً معاونت سے روکنا مزدوری کم دینا یا اسی طرح کی چیزیں۔

۹۷۳: حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی ناپسندیدہ واپسی کمال کے بعد زوال مظلوم کی بدعا اہل و عیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔ الْحُوْرِ بَعْدَ الْكُوْنِ تَرْنَدِيْ اور نسائی میں اسی طرح ہے۔

ترندی نے کہا یہ الْكُوْرُ کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

۹۷۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْآءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحُوْرِ بَعْدَ الْكُوْنِ ، وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - هَكَذَا هُوَ فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : «الْحُوْرِ بَعْدَ الْكُوْنِ» بِالتَّوْنِ ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَيُرْوَى

علماء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کمی کی طرف ہے۔

علماء نے فرمایا کہ راو الا لفظ تَكْوِيْرُ الْعِمَامَةِ سے لیا گیا جس کا معنی لیٹنا اور جمع کرنا ہے۔

نون والی روایت میں وہ الْكُوْنِ کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

”الْكُوْرُ“ بِالرَّاءِ وَكِلَاهُمَا لَهٗ وَجْهٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَمَعْنَاهُ بِالنُّونِ وَالرَّاءِ جَمِيْعًا : الرَّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوْ الزِّيَادَةُ اِلَى النَّقْصِ : قَالُوْا : وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَاخُوْذَةٌ مِنْ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ ، هُوَ كَقَوْلِهَا وَجَمْعُهَا ، وَرِوَايَةُ النُّونِ مِنَ الْكُوْنِ ، مُصَدَّرٌ كَمَا يَكُوْنُ كَرْنَا : اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ -

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الحج باب استحباب الذکر اذا اسلک دابته سفر حج و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما یقول اذا خرج مسافرا والنسائی فی کتاب الاستعاذه باب الاستعاذه من النحور بعد الکور

۹۷۴: حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ آپ نے رقاب میں پاؤں رکھ کر کہا۔ بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ۔ پھر کہا ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾۔ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو سخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں۔“ پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔ پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ..... اَلَا اَنْتَ - اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشے والا نہیں۔ پھر آپ بنے۔ آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ کیوں بنے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ بنے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں بنے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک تمہارا رب اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔ جب وہ یوں کہتا ہے کہ ”اے اللہ میرے گناہ مجھے

۹۷۴: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ : شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّى يَدَابِتُهُ لِيُرِكَبَهَا . فَلَمَّا وَصَعَ رَجُلَهُ فِي الرَّقَابِ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ . ثُمَّ قَالَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ صَلَّى فَقِيلَ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ وَصَحَّحْتَ؟ قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَّ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ صَلَّى فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ وَصَحَّحْتَ؟ قَالَ : اِنَّ رَبَّنَا سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ اِذَا قَالَ : اَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

وَالْتَرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَفِي بَعْضِ النُّسخِ: حَسَنٌ صَحِيحٌ ' وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ۔  
بخش دے۔ ' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔ (ابوداؤد ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔ یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا ركب و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما ذکر فی دعوة المسافر

**اللَّحَائِشُ:** علی بن ربیعہ بن نضله ابو البی الكوفی: یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ الوکاب: زمین پر سواری کے لئے جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔ ظلمت نفسی: میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ میں نے تیری بہت سی نعمتوں پر شکر یہ ادا نہ کیا۔ یعجب پسند آئے۔ وضحکہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ نے اسے اور یہ ہنسنا اللہ تعالیٰ کے ثواب اور رضامندی کو دیکھ کر تھا۔  
**حوادث:** (۱) سواری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیٹھنا چاہئے کیونکہ عموم احادیث اسی بات کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بہت حمد و تعریف اور تعظیم و تہنیز بیان کرنی چاہئے۔ خصوصاً جبکہ اس کی بے شمار نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہو۔ (۳) کثرت سے استغفار کرنا چاہئے اور خاص کر جب کہ کوتاہی بھی ہوئی ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا مزید فضل حاصل ہو۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کی گئی۔ آپ ﷺ مسلمانوں کی نجات اور بارگاہ خداوندی میں ان کی مقبولیت کے لئے بہت ہی خواہش کرنے والے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اقتداء کے کس قدر شائق تھے۔

باب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے، تکبیر

اور

گھاٹیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے  
تسبیح کرنا اور تکبیر تسبیح میں آواز کو بلند

کرنے کی ممانعت

۹۷۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ پڑھتے۔ (بخاری)

۱۷۱: بَابُ تَكْبِيرِ الْمَسَافِرِ إِذَا

صَعِدَ الْغَنَائِيَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيحِهِ

إِذَا هَبَطَ الْأَدْوِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ

عَنِ الْمَبَالِغَةِ بَرَفِ الصَّوْتِ

بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ

۹۷۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا

صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا - رَوَاهُ

الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد باب التسبیح اذا هبط و ادیا۔

**اللَّحَائِشُ:** صعدا: بلندی پر چڑھتے۔ نزلنا: گہری جگہ اترتے۔ سبحنا: ہم سبحان اللہ کہتے۔

۹۷۶: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: : ۹۷۶: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی  
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوْا الْغَنَائِيَا  
اکرم ﷺ اور آپ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے

كَبُرُوا، فَإِذَا هَبَطُوا سَبْحُوا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ ابو داؤد نے صحیح سند کے بإسناد صحیح۔ ساتھ روایت کیا ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا مسافر و اصلہ فی صحیح مسلم  
اللُّغَاتُ: علوا الضمایا: گھاٹی کے اوپر ہوتے۔ الضمایا: جمع شئیہ بلندی۔ ہبطوا: اترتے۔

**فوائد:** (۱) جب کسی بلندی پر چڑھے۔ تو تکبیر مستحب ہے۔ تاکہ علوی پر علوی کی بلندی ظاہر ہو۔ (۲) نچان میں اترتے ہوئے تسبیح کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو باتیں لائق و مناسب نہیں یعنی نقائص و عیوب ان سے اللہ کی پاکیزگی بیان کرے جبکہ نقص کے قریب تر چیز کے حاصل ہونے کا احساس ہو۔

۹۷۷: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے، جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لا الہ الا اللہ..... و حده تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔  
اَوْفَى: بلند ہونا۔ فَدَّوْدُونَ فَاِزْرُورِ دَالِ سَاكِنِ هِے۔  
اوپنی زمین اس کا معنی ہے۔

۹۷۷: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ كَلَّمَ أَوْفَى عَلَى نَيْبَةٍ أَوْ قَدْ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» أَيُّونَ نَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَيْوُثِ أَوْ السَّرَايَا أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ -

قَوْلُهُ: "أَوْفَى": أَيِ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهُ "فَدَّوْدِي" هُوَ بَفَتْحِ الْفَاءِ بَيْنَ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَأَخْرَجَهُ دَالٌ أُخْرَى وَهُوَ: الْعَلِيظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ -

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب ما یقول اذا رجع من الحج او العمرة او الغزو۔ و مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج وغیره۔

اللُّغَاتُ: قفل: لوٹے، وعدہ: جو اس نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا۔ عبرہ: نبی اکرم ﷺ۔ ہزم: رسوا کیا۔ الاحزاب: یہ تہذیب سے ہے۔ حق کے ساتھ مقابلہ کے لئے جمع ہونے والے گروہ۔

**فوائد:** سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) بلندی پر چڑھتے وقت ذکر مستحب ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبان سے اظہار ہو

جائے اور اس کے اعزاز پر شکر یہ بھی ادا ہو اور اس کی مہربانیوں کا اعتراف ہو اور نئے سرے سے طاعت و عبادت اور توبہ میسر ہو جائے۔

۹۷۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسَافِرَ فَأَوْصِيْنِي، قَالَ: "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ، فَلَمَّا وَاَلَى الرَّجُلُ قَالَ: "اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۹۷۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔" جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ "اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔" (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات۔

اللِّغَاظُ: عليك تم پر لازم ہے۔ شرف: بلندی۔ ولی: چلا گیا

فوائد: سفر سے پہلے آدمی کو اس شخص کے پاس جانا چاہئے جس کے علم و فضل پر اعتماد ہے تاکہ اس سے راہنمائی طلب کرے اور دعا کروائے۔ (۲) مسافر کو تقویٰ کی نصیحت کرنی چاہئے اور آداب سفر کی بھی۔ (۳) مسافر کے لئے ایسی دعا کرے جو سفر میں مفید ثابت ہو اور مشقت و تکلیف کو دور کرے۔

۹۷۹: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَكْنَا وَكَثَرْنَا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۷۹: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔" (بخاری و مسلم)

"ارْبِعُوا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمَوْخَذَةِ: آئی "ارْبِعُوا" با کے زبر کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی اپنے آپ کو آرام پہنچانا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب والجهاد، باب ما یکره من رفع الصوت فی التکبیر۔ و مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب استحباب خفض الصوت بالذکر

اللِّغَاظُ: اشرفتا ہم بلند ہوئے۔ هللنا: ہم لا الہ الا اللہ زور سے کہتے۔

فوائد: (۱) ذکر میں آواز نہ بلند کرنی چاہئے۔ (۲) آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ (۳) اللہ تعالیٰ

اپنی قدرت کے اعتبار سے ایمان والوں کے کتنا قریب ہیں۔ (۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی توجیہات بیش از بیش پانے والے تھے اور ہر وقت ان کو صحبت نبوی کی شدید حرص رہتی تھی۔

باب: سفر میں دُعا کا

استحباب

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے

فرمایا: ”تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں:

(۱) مظلوم کی دعا

(۲) مسافر کی دعا

(۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔“ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں علیٰ وکدہ کے الفاظ ہیں۔

۱۷۲: بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي

السَّفَرِ

۹۸۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «ثَلَاثٌ دَعَوَاتٍ

مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ

وَدَعْوَةُ الْمَسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَكِدِهِ»

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ

حَسَنٌ - وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ : «عَلَى

وَكِدِهِ»-

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء نظر الغیب الترمذی فی اوائل ابواب البر و الصلۃ باب ما

جاء فی دعوت الوالدین۔

اللُّغَاتُ: لا شك فيهن ان کے مقبول و منظور ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

فوائد: (۱) مسافر کو اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا کو اس لئے جلد قبول فرماتے ہیں

کیونکہ وہ سفر کی مشقت و تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۳) ظلم والدین کی نافرمانی اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اس لئے کہ اس

کی بددعا مسترد نہیں ہوتی۔ اسی طرح والد کی ہر دعا بھی۔

باب: جب لوگوں سے خطرہ ہو

تو کیا دُعا کرے

۹۸۱: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا

پڑھتے: «اللَّهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ ..... شُرُورِهِمْ» تک اے اللہ

! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر پہ تیری پناہ مانگتے

ہیں۔ (ابوداؤد نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۳: بَابُ مَا يَدْعُو إِذَا خَافَ

نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ

۹۸۱: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا

قَالَ: «اللَّهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ

بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ-

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول الرجل اذا احاف قوما و السنن الكبرى للنسائی۔

**اللِّغْزَانِ:** نحو رحم: جمع نحو یہ خلق میں ذبح کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنی مدد کو ہمارا بچاؤ بنا دے اور ان کے مکر کو ان کے طلق کی طرف واپس کر دے۔ نعوذ: ہم مضبوطی سے تھامتے ہیں۔

**قَوَائِد:** اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے اور ہر مصیبت میں اسی کی ذات پر کامل اعتماد و بھروسہ ہونا چاہئے۔ ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے یہ دعا کرتا رہے خاص طور پر سفر میں کیونکہ وہ خوف و خطر کا موقعہ ہے۔

باب: جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟

۹۸۲: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترا۔ پھر یہ دعا پڑھ لی: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ "تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

۱۷۴: **بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مِنْزِلًا**

۹۸۲: عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مِنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ يَصْرُءْ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنزِلِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فی التعوذ من سوء القضاء و درک الشفاء وغیرہ

**اللِّغْزَانِ:** بکلمات اللہ: اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی صفات۔ التامات جن کی طرف کوئی نقص جھانک بھی نہیں سکتا۔ من شر ما خلق: شر والوں کے شر سے۔

**قَوَائِد:** (۱) دن رات جہاں اترے یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

۹۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آجاتی تو یوں دعا فرماتے: "يَا أَرْضُ ..... مَا وَلَدَ: "کہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں" میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد)

الْأَسْوَدُ: سے مراد شخص ہے۔

خطابی نے کہا سَائِحِ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن ہیں جو زمین پر رہتے ہیں اور بَلَدُ زَمِينِ کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں

۹۸۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: "يَا أَرْضُ ارْتَبِي وَرَبِّكَ اللَّهُ" أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ، وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ، وَمِنْ سَائِكِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدِهِ وَمَا وَلَدَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

"وَالْأَسْوَدُ": الشَّخْصُ - قَالَ الْخَطَّابِيُّ: "وَسَائِكِ الْبَلَدِ": هُمُ الْحَيُّ الْبَدِينُ هُمْ سُكَّانُ الْأَرْضِ - قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ مَا كَانَ

مَأْوَى الْحَيَوَانِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلٌ خِوَاهُ وَهَانَ تَعْمِيرُهَا وَمَكَانَاتُهَا لَمْ يَكُنْ هِيَ وَالْبَيْدُ مِنْ مَرَادِ الْبَيْسِ  
قَالَ: وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" إِبْلِيسُ: أَوْ وَكَذَلِكَ مِنْ مَرَادِ الشَّاطِئِينَ هُوْنَ -  
"وَمَا وَكَذَلِكَ الشَّاطِئِينَ"

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد' باب ما یقول الحرل اذا نزل المنزل۔

اللَّحْيَانِ: لاقبل الليل: رات آگئی اور آپ ﷺ ایک مقام پر اترے۔ ربی و ربك اللہ: میرا اور تیرا رب اللہ ہے اور جو اس طرح ہو تو وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ شرك: تیرے شر سے اور یہ گڑھے میں گرنے کی طرح ہے یا بلندی سے نیچے گرنے کی طرح ہے۔ ما فيك: جو تجھ میں ہیں یعنی ایذا پہنچانے والی چیزیں۔ و ما خلق فيك: جو تجھ پر پیدا کی گئیں۔ مثلاً ان سے ٹکراتا یعنی درخت وغیرہ۔ ما يدب: جو حرکت کرنے والا کبڑا ہو۔ اعوذ بك: یہ غائب سے خطاب کو لوٹنا کر مخاطب کیا گیا۔ الاسود: بعض نے کہا بڑا سانپ اور غیبی ترین سانپ (کالاناگ)

فوائد: (۱) رات کو انسان جہاں اترے وہاں یہ کلمات پڑھے۔

(۲) رات کو دن کی بہ نسبت تکلیف پہنچنے کا احتمال زیادہ ہے کیونکہ موذی جانور اندھیرے میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۳) جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی سلامتی یقینی ہوگی۔

باب: مسافر کو اپنی ضرورت پوری

کر کے

جلدی لوٹنا مستحب ہے

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔" جب تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے چاہے کہ وہ اپنے گھر جلدی لوٹے۔ (بخاری، مسلم)

"نَهْمَةٌ": مقصد۔

۱۷۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ

الْمُسَافِرِ الرَّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا

قَضَى حَاجَتَهُ

۹۸۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ

الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ،

وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ

فَلْيَعْجَلْ إِلَى أَهْلِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"نَهْمَةٌ": نَهْمَةٌ "مَقْصُودَةٌ"

تخریج: رواه البخاری فی کتاب العمرة 'باب السفر قطعة العذاب و مسلم فی کتاب الامارة' باب السفر قطعة من

العذاب۔

اللَّحْيَانِ: قطعة من العذاب: عذاب کا ایک حصہ اس لئے فرمایا کیونکہ سفر میں مشقت اور احباب سے جدائی پائی جاتی ہے۔

يمنع احدكم: تم میں سے ہر ایک روک دیتا ہے۔ یعنی کمال لذت و آرام کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔



باب: اپنے گھر میں سفر سے دن

میں واپس لوٹنا چاہئے

رات کو بلا ضرورت گھر آنے کی کراہت

۹۸۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو گھر سے غائب ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔“ ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ رات کو آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة، باب لا یطرق اہلہ اذا بلغ البہدینۃ و مسلم فی کتاب الامارۃ، باب کراہۃ الطروق و هو الدخول لیلاً عن ورد من سفر۔

۹۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)

الطَّرُوقُ: رات کو آنا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة، باب الدخول بالعشی و مسلم فی کتاب الامارۃ، باب کراہۃ الطروق و هو الدخول لیلاً لمن ورد من سفر۔

**قوائد:** پہلے نو اہم ملاحظہ ہوں۔ (۱) سفر سے رات کو آنا مکروہ ہے جبکہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ سفر سے دن کے پہلے حصہ یا آخری حصہ میں واپس لوٹے۔ (۳) تاکہ اہل و عیال پریشانی میں مبتلا نہ ہوں یا کوئی ایسی چیز دیکھنے میں نہ آئے جو اس کو ناپسند ہو۔ (۴) اگر گھر والوں کو واپس کا علم ہو تو کراہت نہ ہوگی یا اور کوئی مجبوری ہو تو تب بھی کراہت باقی نہ رہے گی۔

باب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے

تو کیا پڑھے؟

اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب تکبیر المسافر إذا صعد الفیاء میں گزری۔

۹۸۷: حضرت انس سے روایت ہے کہ ہم حضور کی معیت میں سفر سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپ نے یہ دعا فرمائی:

۱۷۷: بَابُ مَا یَقُولُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا

رَأَى بَلَدَهُ

فِیْهِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِیْ بَابِ تَكْبِیْرِ الْمَسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الْفِیَاءَ۔

۹۸۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا

بَطْهَرِ الْمَدِينَةَ قَالَ: "اَيُّونَ قَاتِبُونَ عَابِدُونَ  
لِرَبِّنَا حَمِيدُونَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى  
قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں تو یہ کرنے اور تو یہ کرانے والے  
ہیں عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے  
ہیں" آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج، باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج

اللُّحَاثُ: مظهر المدینہ: ایسی جگہ جہاں سے مدینہ شریف نظر آ جاتا تھا۔

فوائد: (۱) وطن میں پہنچ کر یہ کلمات کہے یا اس کے جو مشابہ ہوں کیونکہ اس میں سلامتی کی نعمت کے بالمقابل توبہ اطاعت اور شکر کا  
عزم بالجزم ہے۔

باب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا

اور

اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

۹۸۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب  
رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور  
اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ

الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جَوَازِهِ  
وَصَلَاتِهِ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ

۹۸۸: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ  
بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجهاد، باب الصلوة اذا قوم من سفر۔ و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب

استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدمه

فوائد: (۱) گھر سے قریبی مسجد میں کم از کم دو رکعت نماز گھر داخل ہونے سے قبل مستحب و مسنون ہے۔ (۲) اس میں حکمت یہ ہے کہ  
اپنے شہر کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شروع ہو۔

باب: عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت

۹۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور  
آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے  
کرے۔" (بخاری و مسلم)

۱۷۹: بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحَلَّهَا

۹۸۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَوَكُّمٌ  
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ  
إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلوة باب تقصير الصلاة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔

اللُّحَاثُ: لا یحل: جائز نہیں۔ مسیرة یوم و لیلة: ایک رات دن کا سفر۔ اس سے مستفید کرنے کی وجہ سے عام عادت کے  
لحاظ سے ہے۔ مع ذی محرم: محرم سے مراد وہ رشتے دار جس سے نکاح جائز نہ ہو۔ مثلاً باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، اسی طرح

رضاعی رشتہ دار داماد یا خاندان بھی محرم کی طرح سفر میں ساتھ جا سکتا اور لے جا سکتا ہے۔

۹۹۰. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً، وَإِنِّي أَكْبَيْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: "انْطَلِقِي فَحُجِّي مَعَ أُمَّرَأَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۰. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔" ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟ فرمایا: "تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل ما مرآة الاذ و محرم و مسلم فی کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج و غیرہ

**الذَّخَائِرُ:** لا یخلون: علیحدگی اختیار نہ کرے۔ علیحدگی میں نہ بیٹھے۔

**قوائد:** ما قبل فوائد پیش نظر ہوں۔ (۱) عورت کے لئے حرام ہے کہ وہ حج و عمرہ کے علاوہ سفر غیر محرم یا خاندان کے بغیر کرے۔ جمہور فقہاء نے فرمایا جس کو سفر طویل یا قصد کہتے ہیں اس میں محرم کے بغیر سفر منع ہے۔ احناف نے فرمایا کہ ایسا طویل سفر جس میں قصر جائز ہے۔ عورت کو اس سفر سے بغیر محرم کے روکا جائے گا۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ سفر حج و عمرہ جو کہ فرض ہیں ان کو محرم کے بغیر حرام نہیں۔ بشرطیکہ اس کو اپنے اوپر کامل اعتماد ہو۔ حنفیہ اور امام احمد کی رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تحجن امرأة الا ومعها ذو محرم)) رواہ دارقطنی۔ (۲) جمہور نے فرمایا جو عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو تو خاندان اور محرم کو ساتھ نکلنا واجب نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں خاندان یا محرم کو عورت کے ساتھ سفر لازم ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور جانے والا نہ ہو۔ (۳) ضرورت کے اوقات کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً قافلے منقطع ہو جانا یا دشمن کا خطرہ۔ (۴) اسلام نے عورت کے سلسلہ میں کسی قدر توجہ دی ہے اور اس کی حفاظت کا خیال کیا اور اس کو شک و زیادتی والے مقامات پر پیش ہونے سے بچایا۔ (۵) عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ اس سے شک پیدا ہوتا اور بے حیائی کا راستہ کھلتا ہے۔

# كِتَابُ الْفَضَائِلِ

باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۱۸۰: بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

۹۹۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔“ (مسلم)

۹۹۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِصَحَابِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرین باب فضل قراءة القرآن۔

اللَّخَائِذُ: شَفِيعًا: سفارشی اور ساتھیوں کے لئے مغفرت کا طالب۔ لا صحابہ اس قرآن کو پڑھنے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی ہدایت پر چلنے والے۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کی تلاوت بڑی فضیلت اور شان والی عبادت ہے۔ (۲) قرآن مجید اپنے قاری اور عامل کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

۹۹۲: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔“

۹۹۲: وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِنشَاءُ عِمْرَانَ“ تَحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبَيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الصلاة المسافرین۔ باب فضل قراءة القرآن۔

اللَّخَائِذُ: تقدمه: یہ تقدمہ ہے آگے آگے چلنا۔ يتحاججان: جھگڑا کریں گے۔ عن صاحبها: سورہ البقرہ اور آل عمران پڑھنے والا جو تدبر و عمل کے ساتھ پڑھے۔

فوائد: (۱) تلاوت قرآن مجید کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) سورہ البقرہ اور آل عمران کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ یہ دونوں پڑھنے

والے کے لئے جھگڑا کریں گی۔ یہاں تلاوت والے سے مراد وہ شخص ہے جو اس پر عامل ہو اور جن باتوں سے ان میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے والا ہو۔

۹۹۲: وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۹۳: حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب خیر کم من تعلم القرآن و علمه فواحد: (۱) قرآن مجید کی تعلیم کی افضلیت اور اس میں کامل تجویذ یا بعض تجویذ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (۲) قرآن مجید کے احکام و آداب اور اخلاق پر عمل ضروری ہے۔

۹۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعُّعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن انک انک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دو گنا اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر تفسیر سورة عبس و مسلم فی کتاب المسافرین' باب الماهر بالقرآن والذي يتتفع فيه۔

**الذخائر:** ماہر بہ: عمدہ طریقے سے تلاوت کرے اور اس کے احکام کو بھی اپنے اوپر لاگو کرے۔ السفرة بلاكه جو پیغام لاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات رسولوں تک پہنچانے والے ہیں یا لکھنے والے فرشتے جو اعمال شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لکھنے کی وجہ سے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان بمنزلہ سفید ہیں۔ الکرام: معزز یعنی گناہوں کی گندگی اور میل پچیل سے پاک۔ البراة: فرمان بردار یہ لفظ بر سے بنا ہے اور بر اطاعت و احسان کو کہتے ہیں۔ يتتفع: قراءت کرتے ہوئے انکنا اور قرات کا اس کی زبان پر بھاری ہونا۔

**فواحد:** (۱) اس آدمی کی فضیلت بتلائی گئی ہے جو عمدہ تلاوت قرآن کرتا ہے اور اس کی قرات پختگی سے کرتا ہے کہ آخرت میں اس کا مقام سفراء فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ (۲) جو شخص قرآن مجید انک کر پڑھتا ہے اس کو اس طرح پڑھنے پر اجر ملتا ہے اور انکھنے کے باوجود پڑھتے رہنے کا حکم دیا گیا۔

۹۹۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْجَبِيِّ:"

۹۹۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال تریجن جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور

ذائقہ عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کجور جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ بیٹھا ہے اور منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے، نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔

عَلَيْهِ

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر و المنافق و اصوتهم و تلاوتهم لا تجاوز من جهرهم و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن۔

الذخائر: الانرجحة: یہ ایک پھل ہے دیکھنے میں خوب صورت خوشبو عمدہ ہے۔ جیسا سگترا، سیب، آڑو۔ التمرۃ: کجور۔ الریحانة: ہر وہ بھری جس کی خوشبو اچھی ہو۔ مثلاً گلاب (نیاز بو) ریحان، چینلی۔

ہو اشد: (۱) حاصل قرآن اور عامل قرآن بلند درجات میں ہوں گے اور اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اچھائی کے ساتھ ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اچھائی کے ساتھ ہے۔ (۲) وہ مومن جو قرآن نہ پڑھے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ (۳) جو منافق قرآن مجید پڑھتا ہے۔ اس کا ظاہر اچھا اور باطن خبیث ہے۔ (۴) وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کا ظاہر خبیث اور باطن بھی خبیث ہے۔

۹۹۶ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ الْوَأَمَّا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سر بلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن و یعلمہ۔

الذخائر: یضع: جھکاتے ہیں۔

ہو اشد: اللہ تعالیٰ کی کتاب کا اہتمام تلاوت، فہم حفظ اور عمل سے کرنا چاہئے۔ اس کی تاکید کی گئی کیونکہ جس نے قرآن مجید کو تمام لیا اس کی شان بڑھ گئی، جس نے اس سے اعراض کیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی اور نہ اس پر ایمان لایا وہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کے غار میں جا گرا۔

۹۹۷: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ

۹۹۷: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
"الْآتَاءُ": السَّاعَاتُ۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رشتک دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔ جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو"۔ (بخاری و مسلم)

"الْآتَاءُ": گھڑیاں، اوقات۔

**تخریج:** رواه البخاری و مسلم حدیث کی شرح و تحریج باب انکرم و الحدود رقم ۵۴۴ و فی باب فضل الغنی الشاکر رقم ۵۷۲ میں ہو چکی۔

**حوادث:** قرآن مجید کے حفظ کی تمنا کرتے رہنا چاہئے اور اس کی تلاوت کا اہتمام نہ بروقت فکر کے ساتھ کرنا اور اس کے اوامر و نواہی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۹۹۸: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ قَرْسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطْنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو، وَجَعَلَ قَرْسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا - فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ لِلْقُرْآنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری"۔ (بخاری و مسلم)

"السُّطْنُ": شین کا فتنہ اور ط نقطہ کے بغیر رستی۔  
"السُّطْنُ": يَفْتَحُ الشَّيْءَ الْمُعْجَمَةَ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةَ: الْحَبْلُ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن و باب فضل سورة الكهف و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب نزول السكينة القراءة القرآن۔

**اللُّغَاةُ:** فَتَغَشَّتْهُ: اس پر غالب آ گیا یہاں تک کہ اس کو ڈھانپ لیا۔ السكينة: الطمینان و رحمت۔

**حوادث:** سورہ کہف کی تلاوت کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) نیک لوگوں سے خرق عادت افعال بطور کرامت ظاہر ہوتے ہیں۔

۹۹۹: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ:

۹۹۹: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ میں نہیں کہتا

آلَمْ حَرْفٌ ، وَلَكِنَّ أَلْفَ حَرْفٌ وَلَا مَ حَرْفٌ ، کہ الم ایک حرف لیکن الف ایک حرف لام دوسرا حرف اور میم ومیم حروف رواہ الترمذی وَقَالَ حَدِيثٌ تیسرا حرف ہے۔ (ترمذی) حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ثواب ابواب باب ما جاء فی من قراء حرفا من القرآن ما له من الاجر۔

**فوائد:** (۱) تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنا چاہئے۔ قاری کے لئے ہر حرف کے بدلے جس کی وہ تلاوت کرتا ہے ایک نیکی بڑھا کر دی جاتی ہے۔

۱۰۰۰: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْحَرَبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۰۰۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبیت الحرب

**اللغزات:** لیس فی جوفہ: کچھ بھی قرآن مجید کا حصہ یا نہیں۔ کالبیت الحرب: وہ گھر جو بھلائی اور سائنین سے خالی ہو۔  
**فوائد:** (۱) قرآن مجید کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی اور اس میں طرز عمل کیا ہونا چاہئے وہ بتلایا گیا۔ (۲) قرآن مجید کا حال بھلائی سے پر اور احسانات سے ڈھپا ہوا ہے۔

۱۰۰۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: يُقَالُ لِمَصَاحِبِ الْقُرْآنِ: أَفْرَأُ وَأَرْتَقِي وَرَتَّلْتُ كَمَا كُنْتُ تُرْتَلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنَزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۰۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: "قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور پڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب استحباب الترتیل فی القراءة و الترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب

الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبیت الحرب

**اللغزات:** صاحب قرآن: حافظ قرآن یا بعض حصے کو یاد کرنے والا اور اس کی تلاوت کو تدرک کے ساتھ لازم رکھنے والا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا اور اس کے آداب سے فائدہ اٹھانے والا۔ وارتق: توجنت کے درجات میں اتنا پڑھ جتنا تجھے قرآن یاد ہے۔



ورتل: جنت میں لذت کے لئے پڑھو کیونکہ وہاں نہ تکلیف وہ زندگی ہے نہ عمل کا مقام۔

**حواشی:** قرآن والے کے درجات جنت میں اتنے ان گنت ہوں گے۔ جتنی آیات قرآن مجید یاد کرے گا۔

**فائدہ خاصہ:** (۱) قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت جو تدریجاً اور عمل کے ساتھ ہو۔ اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) قرآن مجید کے حفظ کرنے کی ترغیب دلائی گئی اور ختم قرآن پر آمادہ کیا گیا اور اس کے آداب کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر اس موضوع پر مزید معلومات میں اضافہ مطلوب ہو تو میری کتاب الاذکار اور امام نووی کی کتاب التبیان ملاحظہ ہوں۔

۱۸۱: **بَابُ الْأَمْرِ بِعَتِيدِ الْقُرْآنِ**

باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے

اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

وَالْتَّحْذِيرِ مِنْ تَعْرِضِهِ لِلنِّسْيَانِ

۱۰۰۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

فرمایا: ”اس قرآن کی حفاظت کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے

”تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ

بِيَدِهِ لَهْوٌ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِيهَا“

تیز ہے جو رسی میں بندھا ہو (اور نکل جائے)۔“ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم کتاب صلاة المسافرين، باب الامر

بتعد القرآن

**اللَّحْيَانِ:** تعاهدوا هذا القرآن: اس قرآن پر مواظبت کرو اس کی تلاوت کی نگہبانی کرو۔ نفلتاً: چھوٹا۔ فی عقلها: جمع

عقال اونٹ کے پاؤں میں ڈال کر جس رسی سے اس کو باندھا جائے۔

**حواشی:** (۱) حافظ قرآن جب قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرتا ہے تو اس کے دل کی تختی پر وہ محفوظ رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے کیونکہ

قرآن مجید بھولنے میں اونٹ کے بھاگنے سے تیز ہے۔

۱۰۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۰۰۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن والے کی مثال رسی

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ

سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی

الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ

تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا۔“

عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ“ مُتَّفَقٌ

(بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب

الامر بتعد القرآن

**اللَّحْيَانِ:** الابل المعقلة: عقال سے بندھے ہوئے اونٹ۔ امسکها: اس کو قائم رکھا اور تھامے رکھا۔

**ہوا شد:** (۱) صاحب قرآن کو اونٹ والے سے تشبیہ دی گئی کہ اگر وہ اونٹ کو باندھ کر رکھے تو وہ ان کی نگرانی کر سکے گا اور وہ اونٹ بھاگنے سے باز رہیں گے اور اگر وہ ان کو کھلا چھوڑ دے گا تو اونٹ ضائع ہو جائیں گے اور ان کا ڈھونڈنا مشکل ہو جائے گا۔ دونوں میں وجہ شبہ جلدی لوٹنا اور ضائع ہونا ہے۔

**باب: قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب**  
اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست

اور توجہ سے سنانا

۱۰۰۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتا جس طرح اس خوش آواز پیغمبر کی طرف کان لگاتا ہے جو قرآن کو با آواز بلند پڑھتا ہو“۔ (بخاری و مسلم)

اذن اللہ: کان لگانا اشارہ قبولیت و رضامندی کی طرف ہے۔

۱۸۲: **بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْإِسْتِمَاعِ لَهَا**  
۱۰۰۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا آذَنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ إِلاَّ مَا آذَنَ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
مَعْنَى "اذن اللہ": ائى استمع وهو اشارة الى الرضا والقبول۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن 'باب من لم يتغن القرآن و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين' باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن

**اللحاحات:** ما اذن النبي: ما مصدرية ہے بہتر یہ ہے کہ مانا فیہ مانا جائے۔ تقدیر عبادت اس طرح ہوگی۔ اذنه: ان کی اجازت یعنی اس کا سنا۔ يتغنى: نہایہ میں ہے کہ بجہرہ کی تفسیر يتغنى ہے۔ یعنی تحسین صورت سے پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی تحسین قراءت اور رقت سے تلاوت کرنا ہے اور اس کی دوسری روایت شہادت دیتی ہے۔ زینو القرآن باصواتکم: ہر وہ جس نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اس کی موافقت کی۔ عربوں کے ہاں بلند آواز کو غنا کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی چیز سے نہیں سنتے ایسا سنا جو پسندیدہ ہو جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ کی بات کی طرف توجہ فرماتے ہیں یا ان کے علاوہ نیک لوگ جو قرآن والے ہیں اور قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھتے ہیں۔

**ہوا شد:** (۱) اللہ تعالیٰ اچھی آواز پر بہت زیادہ اجر عنایت فرماتے ہیں۔ اور وہ اچھی آواز جو قرآن مجید کی تلاوت کے لئے صرف کی جاتی ہے۔ (۲) ایسا ترنم جس میں حسن صوت ہو مگر قرآن مجید کے الفاظ میں کمی زیادتی واقع نہ ہوتی ہو وہ ترنم جائز ہے۔

۱۰۰۵: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جہیں داؤد علیہ السلام کے سروں میں سے ایک سُرُطلی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۰۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَقَدْ أَوْثِيَتْ مِنْ مَمَارًا مِنْ مَزَامِيرٍ إِلَى دَاوُدَ مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: "لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَةِ تِلْكَ الْبَارِحَةِ"۔  
 مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن۔

**اللَّخَائِذُ:** مزمار: آپ ﷺ نے خوش آواز دی اور سر کی مٹھاس کو مڑھا کر آواز سے تشبیہ دی۔ آل داؤد: مراد داؤد علیہ السلام ہیں اور آل لفظ زائد ہے کیونکہ آپ کی اولاد میں کسی کی بھی اس طرح حسن صوت نہ ملی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ لورایتنی: اگر تو مجھے دیکھتا تو کا جو رب محذوف ہے۔ اگر تو مجھے دیکھتا تو یہ بات تمہارے لئے مزید خوشی کا باعث ہوتی۔  
**فوائد:** قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی حلاوت و شربنی اور دل پر اثر پذیری میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر ایسی سر ہو جس سے قرآن مجید اپنی اصل وضع سے نکل جائے تو ایسی سحر حرام ہے۔

۱۰۰۶: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَيْتِ وَالزَّيْتُونَ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۰۰۶: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالْبَيْتِ وَالزَّيْتُونَ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کبھی نہیں سنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الاذان، باب القراءة و فی مسلم فی کتاب الصلاة، باب القراءة فی العشاء۔

**اللَّخَائِذُ:** بالبتین والزیتون: سورہ تین تلاوت فرمائی۔  
**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ قرآن مجید کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام محاسن میں درجہ کمال عنایت فرمایا تھا۔

۱۰۰۷: وَعَنْ أَبِي كُبَابَةَ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔  
 ۱۰۰۷: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔" (ابوداؤد)

عبدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔  
 مَعْنَى "يَتَغَنَّ" يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ۔  
 يَتَغَنَّ: قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب استحباب فی القراءة وله شواهد عند البخاری۔

**اللَّخَائِذُ:** فليس منا: ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں۔

**فوائد:** (۱) آپ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ قراءت قرآن کے لئے خوش آواز اختیار کی جائے کیونکہ تیسری صوت سے قرآن مجید کا حسن اور تاثیر مزید بڑھ جائے گی۔

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا ”مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ آپ پر قرآن اترا؟ فرمایا ”میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔“ چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ... شَهِدًا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔“ آپ نے فرمایا ”اب تم بس کرو۔“ جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر، باب فكيف اذا جننا و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضل استماع القرآن

**فوائد:** (۱) عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت طلب کرنا مستحب ہے اور اس پر تدریس سے کان لگانے چاہئیں۔ (۲) آپ ﷺ امت پر کس قدر شفقت و رحیم تھے۔ (۳) اہل علم و فضل کے ساتھ تواضع برتنا اور ان کا مرتبہ و مقام خوب بڑھانا چاہئے۔

**باب: خاص آیات و سورہ پر آمادہ کرنا**

۱۰۰۹: حضرت ابوسعید رافع بن المعلى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا ”یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔“ (بخاری)

**۱۸۳: بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورٍ وَآيَاتٍ مَّخْصُوصَةٍ**

۱۰۰۹: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمَعْلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لِأَعْلَمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ“

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فاتحه الكتاب و فی اول کتاب التفسیر

**اللَّخَائِذُ:** الحمد لله رب العالمین: سورہ فاتحہ مراد ہے۔ السبع ثانی: یعنی وہ سات آیات جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ کتاب نہ پڑھی۔ والقرآن العظیم: یہ سورہ فاتحہ کا نام ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی آیت کی تفسیر ہے۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ الاية۔  
**فوائد:** سورہ فاتحہ قرآن مجید کی عظیم الشان سورہ ہے کیونکہ قرآن مجید کے تمام مقاصد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے اور اس سورت میں وہ مضامین اجمالاً پائے جاتے ہیں جو باقی سورتوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اس میں اجمالاً عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عبادت وعدہ وعید، گزشتہ زمانہ کے سعادت مند اور گمراہ لوگوں کے واقعات و حالات کی نشاندہی کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔ ابو داؤد ترمذی نے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ ام القرآن ہے۔

۱۰۱۰: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ”بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے“۔ ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے“۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: ”ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے“۔ (بخاری)

۱۰۱۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "أَكْبَحُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثَلَاثِ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" اللَّهُ الصَّمَدُ: ثَلَاثُ الْقُرْآنِ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد

**اللَّخَائِذُ:** قل هو الله احد: یعنی وہ سورت جس کا نام اس کی پہلی آیت سے رکھا گیا ہے اور اس کا نام سورہ اخلاص بھی کیونکہ ان میں خالص توحید ہے۔ والذی نفسی بیدہ: آپ ﷺ اس اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم اٹھاتے جو آپ کا مالک ہے۔ اس قسم کا مقصد تاکید اور اہتمام ظاہر کرنا ہے۔ بیدہ: اس کی قدرت کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کا وہ ہاتھ جو مخلوق جیسا نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثل اور بے مثال ہے۔ لتعدل ثلاث القرآن: ثواب قراءت و تلاوت کے لحاظ سے اور اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور تعظیم پر مشتمل ہے۔ ایسا یطيق ذلك: ہم میں سے کون قرآن مجید کا تیسرا حصہ برابر اس کے ہر حرف کو اس کا حق ادا ہوگی دے کر پڑھ سکتا ہے۔ الصمد: وہ جو حاجات میں اکیلا مقصود ہو۔

۱۰۱۱: وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَهُ

۱۰۱۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔

جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ (بخاری)

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالِبُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ نُلَّتِ الْقُرْآنَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد۔

**اللغزات:** اصبح صبح کرنا۔ یرددها: اس کی قراءت کو لوٹاتے اور دہراتے۔ يتقالمها: اس کو عمل و ثواب میں قلیل سمجھے۔

۱۰۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ”یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ (مسلم)

۱۰۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: ”إِنَّهَا تَعْدِلُ نُلَّتِ الْقُرْآنَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب المسافرین، باب فضل قراءة قل هو الله احد۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔“ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔  
بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

۱۰۱۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ: ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ قَالَ: ”إِنَّ حُبَّهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَوَاحِبِهِ تَعْلِيْقًا۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب ثواب القرآن، باب ما جاء فی سورة الاخلاص۔ رواه البخاری فی کتاب الصلاة

باب الجمع بین السورتین و قوله تعلیقاً ای حذف اول اسنادہ۔

**حوادث:** اس روایت سے پہلی تین روایات قل هو الله احد کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس بات کو مزید تقویت دیتی ہیں کہ اس کا ایک مرتبہ پڑھنا شکر قرآن کے برابر درجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے قرآن مجید کے تین علوم (۱) توحید (۲) احکام (۳) اخلاق اور علم توحید کی مکمل طور پر تعلیم قل هو الله میں پڑھی جاتی ہے۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟“ کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی۔“ اور ”کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی۔“ (مسلم)

۱۰۱۴: وَعَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلْتُ هَذِهِ آيَةَ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلْئِی وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلمہ فی کتاب صلوة المسافرین باب فضل قراءة المعوذتين

**اللَّخَائِذُ:** الم تر: یہ کلمہ تجب کو ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ لم ير مثل من: ایسی اور آیات نہیں پائی گئی جو تمام کی تمام پناہ کو ظاہر کرنے والی ہوں۔ سوائے ان دو سورتوں کے۔ اعوذ: میں پناہ طلب کرتا ہوں تمہا متاہوں۔ الفلق: صبح۔

۱۰۱۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى تَزَلَّتِ الْمُعْوِذَتَانِ فَلَمَّا تَزَلَّتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۰۱۵: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی)

یہ حدیث احسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الطب باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتين

**اللَّخَائِذُ:** يتعوذ من الجان وعين الانسان: نبی اکرم ﷺ جنات کی ایذا اور حسد کرنے والی انسانی آنکھ کی ایذا سے پناہ طلب کرتے ہیں اور استعاذہ کی دعا اپنے الفاظ میں اس طرح ادا فرماتے۔ اللهم اني اعوذ بك من الجان وعين الانسان۔ اس وقت تک سورہ ناس اور فلق نہیں اترتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ نازل ہوئیں اور وہ دو سورتیں فلق و ناس ہیں ان کو معوذتین اس لئے کہا گیا کیونکہ ہر ایک ان میں سے قل اعوذ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اخذهما و ترك ما سواهما تعوذ کے لئے ان کو اختیار فرمایا کیونکہ ان میں ہر اس تکلیف دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جو کائنات میں پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ معوذات کو ترک کر دیا۔

**قواعد:** ماقبل روایات کے فوائد بھی طوطر ہیں۔ مزید یہ ہیں۔ (۱) سورہ فلق و ناس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) ان دونوں سورتوں کے متعلق مذکور ہوا کہ تعوذ کے لئے حضور ﷺ نے ان کو خاص کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتیں مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ پر مشتمل ہیں یعنی جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے اور جس سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ (۳) جنات کی ایذا اور حسد و کینہ رکھنے والے انسان کی آنکھ سے خصوصاً پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ ان دونوں کا ضرر بہت بڑا ہے۔ جن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کی گئی ہے وہ ازالہ ضرر کا سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔ (۴) نظر لگ جاتی ہے۔ اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۱۰۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ" وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي دَاوُدَ: "تَشْفَعُ".

۱۰۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔ (ابو داؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد کی روایت میں تَشْفَعُ ہے یعنی سفارش کرے گی۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب فی عدد الذی والترمدی فی ابواب ثواب القران باب ما جاء فی فضل سورة المسک

**اللَّحَازِنُ:** ثلاثون اية: یہ ہتھکڑیاں ہیں، یعنی وہ تیس آیات ہیں۔ شفعت: قیامت کے دن یہ اپنے بڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور ماضی کے لفظ سے مستقبل کو ذکر کرنے کا مخلص اس کا یقین پیش آنے کو بیان کرنا اور اس کی طرف رغبت دلانا ہے۔  
**فوائد:** (۱) سورۃ الملک کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کو یاد کرنے اور تلاوت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) سورۃ الملک اپنے بڑھنے والے کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی بخشش کرا دے گی۔

۱۰۱۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ "قَالَ مَنْ قَرَأَنَا بِالْأَيِّتِينَ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ مَتَّقٌ عَلَيْهِ."  
۱۰۱۷: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ اس کے لئے رات بھر کفایت کریں گی۔" (بخاری و مسلم)  
بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔ بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔  
قِيلَ: كَفَّتَاهُ الْمَكْرُوهَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقِيلَ كَفَّتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی و فی فضائل القرآن باب من لم يرباسا ان يقول سورة بقره وسوره كذا وكذا و مسلم فی صلاة المسافرين باب فضل سورة فاتحه و حور تيم سورة بقره  
**اللَّحَازِنُ:** الايتان من آخر سورة البقرة: یہ آیتیں امن الرسول سے لے کر آخر سورۃ تک ہیں۔  
**فوائد:** (۱) جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں کافی ہو جائیں گی اور ہر شران کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔ (۲) بعض نے کہا یہ تہجد یا ایمان کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی پائی جاتی ہے۔ (۳) بعض نے کہا یہ آیات بہت سی دعاؤں کی بجائے کافی ہیں کیونکہ ان میں پائی جانے والی دعا دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَجْعَلُوا بِيُوتِكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تَقْرَأُ فِيهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۰۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المسافرين باب استحباب صلاة الفاضلة فی بيته  
**اللَّحَازِنُ:** لا تجعلوا بيوتكم مقابر: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ یعنی اپنے گھروں کو اعمال اور قراءت کے ساتھ خالی مت چھوڑو کہ تم ان میں مردوں کی طرح بن جاؤ۔ ینفر: اعراض کرنا اور دور ہونا۔



ہو اُنند: (۱) سورہ بقرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور تدبر کے ساتھ اس کی قراءت اور احکامات کی پیروی شیطان کو دور کرتی اور گمراہی اور ضلالت سے بچاتی ہے۔ (۲) علامہ ابن عثمان رحمۃ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید میں کوئی ایسی سورت نہیں جس میں احکام اور نعمتوں کی تفصیلات اور عجیب واقعات، معجزات کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص اور منتخب بندوں کا تذکرہ اور شیطان کی رسوائی و ذلت اور اس بات کا انکشاف جس سے شیطان آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پھسلانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں ایک ہزار اور امر، ایک ہزار نواہی، ایک ہزار حکمتیں اور ایک ہزار خبریں مذکور ہیں۔ (۳) گھر میں نقلی نماز مستحب ہے اور عبادات ناقلہ گھروں میں کثرت سے ادا کرنی چاہئے۔

۱۰۱۹: وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا الْمُنْدِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَصَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْدِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو المنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین، باب فضل سورۃ الکہف و آیۃ الکرسی

اللَّخَائِذِ: ابا المنذر: یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم: اس سے مراد آیت الکرسی ہے جو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے۔ القیوم: ہمیشہ رہنے والا اور اپنی مخلوق کے تمام کاموں کو بنانے والا۔ لیہنک العلم: اللہ تعالیٰ تمہارا علم تمہیں مبارک کرے اور تمہارے لئے نفع بخش بنائے اور تمہارے تذکرے کو بلند کرنے والا بنائے۔

ہو اُنند: (۱) قرآن مجید کے بعض حصوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ (۲) آیت الکرسی عظیم آیات میں سے ہے۔ اسلئے کہ یہ عظیم الشان مقاصد پر مشتمل ہے۔ (۳) اگر خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو تو آدمی کی تعریف اس کے سامنے کرنا درست ہے۔

۱۰۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَانَتِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَتَأْتِيُنِي آتٍ فَيَجْعَلُ يَحْتَوُوا مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَا رَفْعَتِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُنْتَجِعٌ وَعَلَى عِيَالٍ، وَبِئْسَ حَاجَةً شَدِيدَةً - فَحَلَيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ يَا

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت تھی، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپ نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال

داری کا عذر کیا لہذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ”اس نے تم سے جھوٹ بولا“ وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔“ پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا۔ میں نے کہا ”وہ کیا؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہو گا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: ”تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟“ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا ”اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ - فَقَالَ : "إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ" فَعَرَفْتُ أَنَّ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَرَصَدْتُهُ - فَبَجَاءَ يَحْفُوا مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ دَعَيْتِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُمْ وَخَلَيْتُمْ سَبِيلَهُ - فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُمْ وَخَلَيْتُمْ سَبِيلَهُ فَقَالَ : فَرَصَدْتُهُ الْبَارِحَةَ - فَبَجَاءَ يَحْفُوا مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ إِنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ لِمَ تَعُودُ! فَقَالَ : دَعَيْتِي فَإِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا ، قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلِمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ : مَا هِيَ؟ " فَقُلْتُ : قَالَ لِي : إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَرْبَعِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ : "اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ، وَقَالَ لِي : لَا يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَنْ يَقْرُبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَا إِنَّهُ قَدْ

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، تَعَلَّمُ مَنْ تَخَاطَبُ مِنْذُ ثَلَاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ : لَا - قَالَ : ذَاكَ شَيْطَانٌ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

تمہارے قریب ہرگز نہیں آئے گا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اچھی طرح سنو بے شک اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے“ اے ابو ہریرہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوکالة کمالاً ، باب اذا وکل رجل فترك الوکیل شیفاً فاجازہ الموکل فهو جائز ورواہ مختصراً فی کتاب فضائل القرآن و بدءہ ایحلق

**اللغزات:** زکوٰۃ رمضان: اس سے مراد صدقہ الفطر ہے۔ یحسوا: دو ہاتھوں سے کھانا لے رہا تھا۔ فرصدتہ: میں نے اس کا انتظار کیا۔ اذا اویت الی فراشک: جب تم اپنے بستر پر جاؤ جو سونے کے لئے بچھایا گیا ہو۔ آیۃ الکرسی: اس کو آیت الکرسی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں کرسی کا تذکرہ ہے۔

**ہوائند:** (۱) آیۃ الکرسی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جب یہ کسی گھر میں اخلاص سے شام کو تلاوت کی جائے تو وہ شیاطین سے اس رات محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۲) آیت الکرسی کو سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۲۱ : وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنَ الدَّجَالِ" وَفِي رَوَايَةٍ : "مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْكَهْفِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۰۲۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یاد کر لیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیات۔ دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين ، باب فضل سورة الكهف

**اللغزات:** سورة الكهف: وہ سورۃ جس میں کہف کا تذکرہ ہے۔ ولبسوا فی کھفہم ثلاثہ منۃ سنین وازدادوا تسعا۔ عصم: محفوظ رہے گا۔ الدجال: وہ مسیح کذاب ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور اس کا ظہور لوگوں کے لئے بہت بڑے فتنے کا باعث ہوگا۔ اس لئے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ دار ہوگا اور اس کے ہاتھوں پر بعض خارق عادت انفعال بھی ظاہر ہوں گے اسی وجہ سے ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس کے فتنے سے خبردار کیا۔

**ہوائند:** (۱) جو شخص سورہ کہف کی اول دس آیات صبح و شام تلاوت کرے گا وہ مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (۲) اسی طرح جس نے اختتامی دس آیات حفظ یا دیکھ اور ان کی قراءت پر صبح و شام پیشگی اختیار کی۔ جن کو اللذین سوا و عملوا الصالحات سے آخر سورت تک ہے وہ بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ شاماً ، اختیار کرنے کی وجہ یہ ہو کہ یہ آیات دل میں ایمان کی قوت کو بہت ابھارتی اور انسان کو یہ سبق دیتی ہے کہ آزمائش یافتہ کتنا ہیوں نہ ہو ایمان سے ہٹنا نہ چاہئے۔

۱۰۲۲ : وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۱۰۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دورا

حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سرا اور پراٹھایا اور کہا۔ ”یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس ہے ایک فرشتہ اترنا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اتر چنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا ”حضور ﷺ آپ کو ان دونوں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (۱: سورة الفاتحہ ۲) اور سورة البقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔

النَّبِيُّ: آواز

قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ لَرَفَعِ رَأْسَهُ فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَفُتِحَ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَتَزَلَّ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزُلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ. وَقَالَ: ابْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيْتَهُمَا لَمْ يُوْتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْهَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ رِوَاةٌ مُّسْلِمٌ.

”النَّبِيُّ“: الصَّوْتُ.

تخریج: رواه مسلم في صلاة المسافرين باب فضل الفاتحة و خواتيم سورة البقره.

اللَّخَائِذُ: فرفع رأسه: سياق سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ضامن جبریل علیہ السلام کی طرف لوتی ہیں اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آسمانوں سے متعلق ان کی معلومات زیادہ ہیں اور یہ بات ظاہر کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ان امور غیبیہ کو بیان کرنا نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے ہی ہو سکتا ہے مگر واضح ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ ابشیر بنودین: تم دو روشنیوں پر خوش ہو جاؤ کیونکہ ان میں سے ہر ایک سورت کی آیات تلاوت کرنے والے کے لئے قیامت کے دن وہ نور ہوں گی اور اس کے آگے آگے دوڑیں گی۔

فوائد: سورة فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جس شخص نے ان کو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو وہ ہدایت بخشے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی سعادت ان میں مستور ہے۔ وہ ان کو عنایت فرمائیں گے۔

باب: قراءت کے لئے

جمع ہو۔ نہ کا استجاب

۱۸۴ بَابُ اسْتِجَابِ

الاجتماعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ

۱۰۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے

۱۰۲۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَعَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ“ رِوَاةٌ

مُسْلِمٌ۔ ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن و علی الذکر اللّٰحِقَاتِ: ما اجتمع: نہیں اکٹھے ہوتے۔ یہ الفاظ پہلے بھی باب قضاء حوائج المسلمین میں گزر چکے۔ بتدار سونہ: آپس میں ایک دوسرے کو سنا تے اور سنتے ہیں یعنی دور کرتے ہیں۔ غشیتہم الرحمة: ان پر رحمت اترتی ہے۔ حفنہم الملائكة: فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ فبمن عنده: مراد فرشتے ہیں۔

**ہوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کے گھروں میں جمع ہونا اور تلاوت قرآن مجید کرنا اور اس کا دور کرنا امر مستحب ہے کیونکہ اس سے اطمینان میسر ہوتا ہے اور رحمت اترتی ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ان جمع ہونے والے سے راضی ہوتے ہیں اور آسمان میں ان کے اس مبارک عمل کی وجہ سے ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

### باب: وضو کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ..... آیت کے آخر تک..... اللہ نہیں چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ“۔ (المائدہ)

### ۱۸۵: بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ..... إِلَى قَرْبِهِ ..... مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ، وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [المائدة: ۶]

**حل الآيات:** من حرج: سختی اور تنگی۔

۱۰۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”میری امت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کر سکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْإِثَارِ الْوُضُوءِ ، فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ“ متفق عليه۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من اثر الوضوء و مسلم فی کتاب

الطهارة، باب استحباب الطهارة الغرة والتعجيل

**اللّٰحِقَاتِ:** امتی: مراد امت محمد ﷺ ہے امت کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) امت دعوت: یعنی وہ تمام لوگ جن کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔ (۲) امت اجابت: وہ امت جنہوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا۔ اس روایت میں امت اجابت ہی مراد ہے۔ يدعون: مقام حساب یا مقام میزان کی طرف بلایا جائے گا۔ غرًّا: جمع اغر ہے سفیدی کے نشان والے۔ غرافة: ماتھے پر

سفید کا نشان یہاں مراد نور ہے جو ان کے چہروں پر چمکے گا جس سے ان کی پہچان ہوگی۔ اس روایت میں چہرے کے نور کو گھوڑے کی سفید پیشانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ محجلین: یہ تعیل سے ہے۔ یہ گھوڑے کی چاروں پنڈلیوں یا تین پنڈلیوں پر پائی جانے والی سفیدی کو کہتے ہیں اور حدیث میں مراد وہ نور ہے جو وضو میں دھوئے جانے والے مقامات یعنی ہاتھوں پاؤں وغیرہ پر پھیلنے والا ہوگا۔ من آثار الوضو: کسی چیز کے بقیہ نشان کو اثر کہا جاتا ہے۔ الوضو: کالفظ وضاعت سے بنا ہے۔ وضاعت حسن و لطافت کو کہتے ہیں۔ وضو: وضوء کرنا وضو: وہ پانی جس سے وضو کیا جاتا ہے اور یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ غرہ اور تعیل یہ غسل سے پیدا ہوتے ہیں پانی سے۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک طرف کرنا درست ہے۔

**ہوائند:** سنت یہ ہے کہ ماتھے کی سفیدی اور پاؤں کی سفیدی کو بڑھا دیا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں کے واجب حصہ سے زائد کو بھی دھویا جائے۔ غرہ اور تعیل یہ اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق سیما کالفظ بھی آتا ہے جس کا معنی علامت ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں لیست لاحد غیر کم: کہ تمہارے علاوہ اور کسی امت کے لئے نہیں۔

۱۰۲۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ  
 ۱۰۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا ”مؤمن کا زیور (جنت میں) وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب تبلغ الحیلۃ حیث یبلغ الوضوء۔

**اللُّغَاتُ:** خلیلی: خلیل اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کی محبت دل میں اتر جائے۔ الحیلۃ: زینت

**ہوائند:** (۱) اس میں غرہ اور تعیل پر آمادہ کیا گیا کیونکہ جنت میں مؤمن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضوء کا پانی۔

۱۰۲۶: وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ  
 ۱۰۲۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں حتیٰ تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب خروج ابطاعیا مع ماء الوضوء۔

**اللُّغَاتُ:** فاحسن الوضوء: ایسا وضو کیا جو تمام آداب و سنن وضو پر مشتمل تھا۔ خرجت خطایاہ: اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق چھوٹے گناہ مراد ہیں۔ خروج: مغفرت کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوا۔

**ہوائند:** اس روایت میں آداب و شرائط وضو کو سیکھنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پر عمل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ رخصت کی طرف نہ جائے بلکہ ایسا وضو کرے جو تمام علماء کے نزدیک تمامیت و کمال والا ہو۔ پس بسم اللہ نیت، مضمضہ، ناک میں پانی ڈالنا اور ناک صاف کرنے اور اسی طرح کے جتنے احکام آداب وضو سے متعلق ہیں ان کو بجالائے۔

۱۰۲۷: وَعَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْرَ وَضُوئِي ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَمَشِيئَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَالِدَةً.  
 ۱۰۲۷: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر رواہ مسلم ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارة، باب فضل الوضو والوصولۃ عقبہ

فوائد: وضو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق صغیرہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ مسجد کی طرف چلنے اور اس میں نماز ادا کرنے بہت سی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۰۲۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ» أَوْ الْمُؤْمِنُ - فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا عَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
 ۱۰۲۸: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جب مسلم یا مومن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جس کی طرف چل کر گیا پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارة، باب خروج ابھطابا ماء الوضوء۔

اللَّحَائِشُ: او المؤمن بیداروں کو شک ہے کہ خرج من وجهه کل خلعيته: غلطی کی بخشش و مغفرت سے کنایہ ہے۔ قطر: جمع قطرہ، یعنی پانی کے آخری قطرات کے ساتھ۔ بطشتھا: جو اس کے ہاتھوں نے کیا۔

فوائد: (۱) وضو کے فوائد میں سے یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں سے معافی مل جاتی ہے۔ جس طرح کہ وضو ظاہری میل پکیل اور گندگی کا ازالہ کرتا ہے۔

۱۰۲۹: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْتَنَا إِخْوَانًا، قَالُوا: أَوْلَيْتَنَا  
 ۱۰۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: ”سلام ہو تم پر اے مومن گھر والو بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ

إخوانك يا رسول الله؟ قال: "أنتم أصحابي، وإخواننا الذين لم يأتوا بعد" قالوا: كيف تعرف من لم يأت بعد من أميك يا رسول الله؟ فقال: "أرأيت لو أن رجلاً له خيل غر محجلة بين ظهرى خيل دهم بهم ألا يعرف خيلته؟" قالوا: بلى يا رسول الله. قال: "فإنهم يأتون غرًا محجلين من الوضوء، وأنا فرطهم على الحوض" رواه مسلم.

کے بھائی نہیں؟ فرمایا: ”تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا ”تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیان گھوڑے ہوں، کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدان محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبال ہوں گا۔“ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ و التعلیل

اللحائذ: اتی المقبرۃ: مقبرہ سے مراد مدینہ کا قبرستان بقیع ہے۔ ارایت: تم مجھے بتلاؤ۔ خیل غر: جن گھوڑوں کے چروں ہاتھوں پر سفیدی ہو۔ محجلۃ جن کی پنڈلیوں پر سفیدی ہو۔ دھم: جمع الحکم جس کا معنی سیاہ ہے۔ الاہمۃ: کا معنی سیاہ۔ فرطہم علی الحوض: حوض پر ان کا استقبال ہوں گا۔ حوض: مقام حساب میں وہ مقام ہے جہاں جنت کی نہر کوثر کا پرنا لاگرتا ہے۔ وہ آپ کی تکریم و تشریف کے طور پر آپ کو دیا جائے گا جس نے اس سے پیا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

هوآئند: (۱) اخوان النبی ﷺ وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انما المؤمنون اخوة﴾ صحابہ کرام کو بعد والوں پر صحابیت کا زائد شرف حاصل ہے۔ (۲) اس امت کے لئے بشارت ہے کہ رسول اللہ ان سے آگے آگے حوض پر قیامت کے دن تشریف لے جائیں گے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو قیادت و سیادت میسر ہوگی۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کو موقف حساب میں کوثر نہر کا پانی عطا کر کے آپ کی تکریم کی جائے گی۔

۱۰۳۰: وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں ایسی بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب اسباغ الوضوء علی المسکارہ وقد تقدم شرفہ فی باب بیان کثرة



طریق ابحیر۔ ۱۳۱/۱۵

اللَّحَائِثُ: اسباغ الوضوء: وضو مکمل کرنا۔ علی المسکوارہ: طبیعت کی مخالفت کے باوجود مثلاً سخت سردی وغیرہ۔ فذلکم الرباط: کسی چیز پر روکنے کو کہتے ہیں۔ گویا اس نے اپنے آپ کو اس کی اطاعت پر روک کر رکھا۔ اس عبارت کو دوبارہ لایا گیا تاکہ اس کی شان و عظمت اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔“ (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب المرجا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

۱۰۳۱: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الطَّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بَطْوَلُهُ فِي بَابِ الصَّبْرِ - وَفِي بَابِ حَدِيثِ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي أَحْوَرِ بَابِ الرَّجَاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ مُسْتَمَلٌ عَلَى جَمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب فصل الوضوء و حدیث عمرو بن عبسہ رواہ فی کتاب صلوة المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسہ۔

اللَّحَائِثُ: الطہور: خوب پاکیزگی۔ شطر نصف۔

قوائد: نماز کے صحیح ہونے کے لئے طہارت شرط ہے۔ طہارت کو شطر کے لفظ سے تعبیر کر کے اس کی عظمت و شان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں جو آدمی وضو کرے، مکمل وضو کرے پھر کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ..... آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔“ (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ زائد ذکر کئے: ”اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے۔“

۱۰۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ - أَوْ فَيَسْبِغُ الْوُضُوءَ - ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ ابْوَابُ الْجَنَّةِ اللَّمَّانِيَّةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ»

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء والترمذی فی ابواب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء۔

**اللَّحْنَانِ:** يسع وضوءك واجبات ومستحباتك كالمثل كرتا ہے۔ النواہین: جو بہت زیادہ سچی توبہ کرتے ہیں۔ المطہرین: گناہوں اور غلطیوں سے خوب پاکیزگی حاصل کرنے والے۔  
**فوائد:** (۱) وضوء کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی اور وضوء کے بعد یہ دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

## ۱۸۶: بَابُ فَضْلِ الْآذَانِ

## باب: اذان کی فضیلت

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اول وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھنٹوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۳۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”تَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبِدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَأَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَأَسْتَبْقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا“

”الِاسْتِهَامُ“: الْاِثْتِرَاعُ۔ ”وَالْتَهَجِيرُ“:

الِاسْتِهَامُ: قرعہ اندازی۔

التَّهَجِيرُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الاذان، باب استهام فی الاذان و مسلم فی کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف  
**اللَّحْنَانِ:** النداء: اذان۔ الصف الاول: نماز میں پہلی صف یہ وہ صف ہے جو امام کے قریب ہو۔ علیہ اذان اور صف اول پر۔ لاستبقوا: نماز میں حاضری کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ المعتمه: نماز عشاء۔ حبواً: ہاتھوں پر چلنا جس طرح بچے چلتے ہیں یا گھنٹوں کے بل چلنا۔

**فوائد:** (۱) اذان کی رغبت دلائی گئی کیونکہ یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اسلام کے طریق میں سے ایک طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤذن کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (۲) نماز کی پہلی صفوں کی طرف رغبت دلائی کیونکہ صف اول والے اول وقت میں نماز کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور اس لئے بھی کہ رحمت کے فرشتے سب سے پہلے امام کے لئے دعا کرتے ہیں پھر پہلی صف والوں کے لئے پھر دوسری صف والوں کے لئے اور اسی طرح آخر تک۔ (۳) جماعت کی نماز اور تکبیر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۴) فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری کی تاکید کی گئی کیونکہ فجر کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کو ظاہر کرنے والی جبکہ عشاء کی نماز منافقین اور گمراہوں پر سب سے بھاری اور بوجھل نماز ہے۔

۱۰۳۴: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ... حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ اعْتِنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اذان دینے والوں (یعنی مؤذن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب فضل الاذان

**التعلیقات:** جمع عنق مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لوگوں میں سب سے زیادہ جھانکنے والے ہیں۔ بعض نے یہ معنی مراد لیا ہے کہ ان کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ تاکہ؟ ان تک نہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ ان کی گردنوں کی لمبائی اس دن کے مرتبے اور شرف کو ظاہر کر رہی ہوگی۔

**ہوا شد:** قیامت کے دن مؤذِنوں کو اعلیٰ مرتبہ و مقام ملے گا اس کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ مؤذن نماز کی طرف بلا ۳ اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس نے بھلائی کی طرف راہنمائی کی اس کو بھلائی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

۱۰۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: "إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْعَتَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بِأَدْبَتِكَ فَأَذْنَتَ لِلصَّلَاةِ فَرَأَيْتَ صَوْتَكَ بِالْبَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ حِينَ" وَلَا أَنْسُ ، وَلَا شَيْءٌ ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ -  
۱۰۳۵: حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا: "میں تمہیں دیکھتا ہوں تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے ہو لہذا جب تم اپنی بکریوں میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کر لو مؤذن کی آواز کی حد تک۔ جو بھی جن انسان یا کوئی اور چیز اس کو سنے گی تو قیامت کے دن اُس کی گواہی دیں گے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب رفع الصوت بالنداء۔

**التعلیقات:** البادية: جمع بواہ۔ جنگل اور دیہات یہ حضر کا عکس ہے۔ مدی صوت المؤذن: جس حد تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے۔ لاشئ: یہ خاص کے بعد عام ظاہر کرنے کے لئے ہے تمام جمادات تک کو بھی شامل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن بولنے اور مؤذن کی گواہی دینے کی طاقت عنایت فرمائیں گے۔

**ہوا شد:** (۱) وہ مؤذن جو اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور واحدانیت کو بیان کرتا ہے اور اس کی فضیلت بتلائی گئی کہ ہر چیز اس کی اذان کو سنتی ہے اور قیامت کے دن اس کی گواہی دے گی۔ اس گواہی کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن مؤذن کو بڑا بلند مرتبہ اور فضیلت حاصل ہوگی۔ (۲) منفرد کو اذان مستحب ہے اور اس کو بلند آواز سے اذان دینی چاہئے۔

۱۰۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی ہے تاکہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تاکہ آدمی اور اس کے دل میں دوسوہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو! فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری و مسلم)

”التَّوْبُ“: اقامت۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ وَكَهْ صُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْدِينَ، فَإِذَا قُضِيَ التَّيْدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا نُوبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكَرُ كَذَا - وَذَكَرُ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكَرْ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَذُرِي كَمَا صَلَّى“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”التَّوْبُ“: الإِقَامَةُ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان، باب فضل التَّأْدِينَ و مسلم فی کتاب الصلوة، باب فضل الاذن و هرب الشیطان عند سماعه

الذَّكَرَاتِ: ادبر الشیطان: شیطان دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جوڑوں سے چرچکی آواز نکلتی ہے۔ صراط سے تعبیر کرنا۔ انتہائی تیزی کے ساتھ بھاگ جانے سے نکلا ہے جب وہ مؤذن کی بات سنتا ہے اور اس کی تائید مسلم کی روایت کرتی ہے۔ ولہ حصاص یعنی تیز دوڑ بھاگنے سے اور تیزی کرنے کو صراط سے تعبیر قباحت کے لئے کیا گیا ہے۔ یخطر: وہ دوسوہ ڈالتا ہے۔ فواءند: اذان کی فضیلت اور اس کی وجہ سے شیطان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ اس طرح شیطان کا بھاگنا اور پھر اس کا اس بات پر حسرت و افسوس کے ساتھ لوٹنا مذکورہ ہے کہ عقیدہ توحید کے اظہار اور شعائر دین کے اعلان میں اذان پر امت کا اتفاق و اتحاد ہے۔ (۲) نماز میں خشوع و استغراق پر آمادہ کیا گیا اور حتی الامکان شیطان و وساوس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۰۳۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے ویسے کا سوال کرو، یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے ویسے کا سوال کیا اس کے لئے میری

۱۰۳۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”إِذَا سَمِعْتُمُ التَّيْدَاءَ فَفُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَارْجُوا أَن أَكُونَ أَنَا هُوَ“ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ

شفاعت حلال ہوگی۔ (مسلم)

الشَّفَاعَةُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: النداء: اذان مراد ہے۔ صلی اللہ علیہ صلاۃ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت کو کہتے ہیں۔ الوسیلة: وہ طریقے جس سے انسان اپنی اشیاء کو پہنچ سکے یہاں اس سے مراد تفسیر نبوی کے مطابق ایک بلند و عالی شان مرتبہ ہے۔ ضمن سال فی الوسیلة: یعنی جس نے اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کیا کہ وہ مجھے جنت کا یہ بلند مرتبہ عنایت کر دے۔ حلت له: لازم ہو جاتی ہے۔ الشفاعۃ: گناہوں سے تجاوز کرنے کا نام دیا یا دوسرے آدمی سے کسی دوسرے کے لئے خیر طلب کرنا۔ مراد و غلم: نبی اکرم ﷺ کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ عنایت کیا جائے گا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مقام شفاعت کا سوال کیا جائے جس کے لئے وہ اجازت مرحمت فرمائیں۔

**ہو اذند:** اذان کے ہر کلمہ کو مؤذن کے بعد اسی طرح دہرانا چاہئے اور حی علی الفلاح اور حی علی الصلوٰۃ پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ (۲) اذان کے بعد انہی الفاظ سے جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوتے ہیں ان ہی سے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے بہت بڑا شرف حاصل ہوتا ہے اور یہ درود ہر سماع اور مؤذن کے لئے ہے۔ (۴) فضیلت والے کو منقول کی دعا سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ثواب ہر دو کو ملتا ہے۔

۱۰۳۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ" متفقٌ عَلَيْهِ

۱۰۳۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادي و مسلم فی کتاب الصلوٰۃ، باب القول مثل قول المؤذن

۱۰۳۹: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النَّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّامِيَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغِي لِي مِنْ رَحْمَتِكَ مَا تَشَاءُ وَارْحَمْنِي يَا رَبِّ إِنَّكَ رَحِيمٌ رَحِيمٌ" متفقٌ عَلَيْهِ

۱۰۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر یہ دعا کی: "اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّامِيَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغِي لِي مِنْ رَحْمَتِكَ مَا تَشَاءُ وَارْحَمْنِي يَا رَبِّ إِنَّكَ رَحِيمٌ رَحِيمٌ" اس کا مل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے تو محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقام محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔" اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء

اللَّحَائِشِ: الدعوة اصل میں اس کا معنی طلب ہے اور یہاں مراد اذان کے الفاظ ہیں کیونکہ ان ہی کے ذریعے نماز کی طرف بلا یا جاتا ہے۔ النامة: کامل یعنی وہ جن میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان میں کوئی نقص ہے کیونکہ وہ تمام عقائد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے۔ الصلوة القائمة: یعنی وہ نماز و اذان کے بعد قائم ہوگی۔ یا قیامت تک باقی رہنے والی۔ الوصلية: جنت میں ایک بلند مرتبہ ہے۔ الفصلة: یہ تقییمہ کا عکس ہے مگر یہاں وہ مرتبہ مراد ہے جو تمام مخلوق کے مراتب سے برتر اور اعلیٰ ہے وہ صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو دیا جائے گا۔

فوائد: (۱) اذان سے فراغت کے بعد دعا کرنا افضل ہے اور اس حد بندی کی حکمت دراصل وقت کی فضیلت ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے نبی اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا: لا یرو الدعاء بین الاذان و الاقامة: کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا مسترد نہیں کی جاتی۔ (۲) اذان کے بعد دعا میں پیشگی اختیار کرنا وہ نہ صرف یہ کہ بھلائی کو جمع کرنے کا سبب ہے بلکہ انسان کو شفاعت کا حقدار بھی بنا دیتا ہے۔ (۳) مقام محمود وسیلہ اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن یہ تینوں مراتب ہمارے رسول کے لئے خاص ہوں گے۔

۱۰۴۰: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" رَضِيَ اللَّهُ بِهِ رِثًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۴۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے مؤذن سے اذان سن کر یہ کلمات کہے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" رَضِيَ اللَّهُ بِهِ رِثًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ" اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوة باب النقول من قول المؤذن

۱۰۴۱: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔" (ابوداؤد ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوة باب ما جاء فی الدعاء بین الاذان و الاقامة و الترمذی فی ابواب الصلوة

باب ما جاء فی ان الدعاء لا یرد بین الاذان و الاقامة رقم ۲۱۳

فوائد: اذان و اقامت کے درمیان پایا جانے والا وقت نہایت افضل ہے اس میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبولیت عنایت فرماتے ہیں۔

باب: نمازوں کی فضیلت

۱۸۷: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَأَنَّهَا رِجْوَاءُ لِقَوْمٍ يُرْتَابُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں

سے روکتی ہے۔“ (العنکبوت)

الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴿۱۵۵﴾ العنکبوت: ۱۵۵

**حل الآيات: الصلوة:** سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ تنہی عن الفحشاء و المنکر: نماز گناہوں سے روکتی ہے۔

۱۰۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَنْفِي مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ؟" قَالُوا: لَا يَنْفِي مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ قَالَ: "فَلَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة: باب الصلوات الخمس كفارة. و مسلم فی کتاب المساجد: باب المشى الى الصلوة تمحى به الخطايا و ترفع الدرجات۔

اللَّخَائِشُ: ذرنة: میل: يمحوا: زائل کرتے ہیں۔ الخطايا: گناہ۔

**فوائد:** (۱) پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جو شخص ان پانچوں نمازوں کو مکمل شرائط آداب و ارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہوں کے لئے تو یہ ضروری ہے۔ (۳) ترغیب دلانے اور گفتگو میں متوجہ کرنے کا یہ طرز معلوم ہو رہا ہے کہ مقاصد کو قریب کرنے کے لئے مثالوں کو بیان کیا جائے اور محکم کو طاعت و عبادت کی رغبت دلائی جائے۔

۱۰۴۳: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمِثْلِ نَهْرٍ غَمْرٍ جَارٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔“ (مسلم)

”الْغَمْرُ“: بفتح الغين الْمُعْجَمَةِ: الْكَثِيرُ۔

الْغَمْرُ: غین کی زبر کے ساتھ اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد: باب المشى الى الصلوة تمحى به ترفع الدرجات

**فوائد:** (۱) اس روایت میں بھی سابقہ روایت کی طرح نمازوں کی ادائیگی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ نمازیں گناہوں سے اس طرح ازالے کا ذریعہ ہیں جس طرح پانی میل کچیل کو دور کرتا ہے۔ (۲) نمازوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں آدمی کو خوب ضراص ہونا چاہئے۔

۱۰۴۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ.....﴾ آخر تک۔ اور تم نماز قائم کرو دن کے دنوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔“ اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۴۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قِبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: "اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ؛ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" لَقَالَ الرَّجُلُ: إِلَى هَذَا؟ قَالَ: "لَجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی باب التفسیر سورہ ہود و مسلم فی کتاب التوبہ؛ باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات۔

اللَّخَائِذُ: اصاب: چھوا اور پکڑا۔ قبلۃً: بوسہ۔ اقم الصلوة طرفی النهار: صبح اور مغرب کی نمازیں جو دن کے دنوں طرف ہیں۔ زلفا من الیل: مغرب اور عشاء۔ ان الحسنات یذهبن السیئات: بھلائی کے کام گزشتہ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہیں۔ الایۃ: سے مراد سورہ ہود کی آیت ۱۱۳ ہے۔ الی هذا؟ کیا یہ گناہوں کی معافی والا حکم فقط میرے لئے ہے۔ لجمیع امتی کلہم: یہ تمام امت کے لئے عام حکم ہے۔

ہواشد: (۱) نمازوں کی ادائیگی بڑا افضل عمل ہے۔ اس سے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) عورت غیر محرم کو بوسہ دینا گناہ ہے اور اسی طرح مصافحہ کرنا بھی محصیت ہے۔

۱۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔“ (مسلم)

۱۰۴۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تَغْشَ الْكِبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الطہارۃ؛ باب الصلوات ابحمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بین ما اجتبت الکبائر۔

اللَّخَائِذُ: الجمعة الی الجمعة: نماز جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک کفارہ۔ لما بین ہن جو صغیرہ گناہ ان کے درمیان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ کفارے کا باعث ہے۔ تغشی: ارتکاب کرنا۔ الکبائر: بڑے گناہوں مثلاً شرک والذین کی نافرمانی، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی یتیم کا مال کھانا پاک دامن سادہ لوح عورتوں پر تہمت وغیرہ۔

ہواشد: (۱) یہ روایت بھی نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت کو بیان کر رہی ہے۔ (۲) جو نماز جمعہ ادا کرتا ہے اس کے اگلے جمعہ تک کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳) کبیرہ گناہ کے کفارے کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔



۱۰۳۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضاء کو عمدہ طریقے سے مکمل دھونا) سے وضو کرے اور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

۱۰۴۶: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَمْرِيٍّ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَيَحْشُو عَظْمَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تَوْتْ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُمَّلَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء و الصلوۃ عقبہ۔

اللُّحَائِشُ: من الذنوب: یہاں صغائر مراد ہیں۔ مثلاً خندہ پیشانی سے نہ ملنا محسن کے احسان کی قدر نہ کرنا۔ کبیرہ: بڑا گناہ۔ مکتوبہ: فرض۔

فوائد: (۱) فرض نماز کی طرف خصوصی توجہ کی علامت وضو کو عمدہ طریقہ سے کرنا ہے اور اس کی ادائیگی میں خشوع اور اس کے ارکان یعنی رکوع و سجود وغیرہ میں الطینان اختیار کرنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نماز بن جائے اور ایسی نماز ہی بلاشبہ اپنے ماقابل کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

### باب: نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

۱۰۳۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“ (بخاری و مسلم)

الْبُرْدَانُ: صبح اور عصر کی نماز۔

۷۸: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ! ۱۰۴۷: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْبُرْدَانِ“: الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل صلوۃ الصبح و العصر و المحافظة علیہا انظر فی باب بیان کثرہ طریق النجیر ۱۶/۱۳۲

فوائد: (۱) اس مقام پر اس آدمی کے حسن خاتمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نماز کی پابندی کرنے والا ہے۔ تمام نمازوں میں صبح و عصر کو خاص کرنے کی وجہ ان کے مزید اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ صبح کی نماز نیند کے پسندیدہ وقت میں ہے اور عصر کی نماز کام کے پسندیدہ وقت اور تجارت کے نفع مند وقت میں ہے۔

۱۰۳۸: حضرت ابو زہیر عمارہ ابن رویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

۱۰۴۸: وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عَمْرَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: "لَنْ يُلَاحِظَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا" يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الصبح والعصر المحافظۃ عنہا اللّٰحِظَاتِ: یلح داخل ہوتا ہے۔

فوائد: نماز عصر اور صبح کی محافظت کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بتلایا کہ ان کی پابندی کرنے والا آگ سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ بقیہ نمازوں کو چھوڑ کر فقط یہی جنت میں داخلے کا باعث ہوں گی بلکہ تمام نمازوں کی پابندی بے حیائی برائی کے کاموں سے پرہیز اور ظلم سے گریز ضروری ہے۔ ان دونوں نمازوں کا تذکرہ تو ان کی طرف مزید توجہ دلانے کی غرض سے ہے۔

۱۰۴۹: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَاَنْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ"۔

۱۰۴۹: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے پس دیکھ لے اے ابن آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے۔“ (مسلم) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعہ

اللّٰحِظَاتِ: ذمۃ اللہ: اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہے۔ لا یطلبک: صبح کی نماز میں ہونے والی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز محاسبہ نہ کرے اس آدمی کو تکلیف دینے کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے کیونکہ نماز کی برکت سے تم اس کو تکلیف پہنچا ہی نہ سکو گے۔

فوائد: (۱) جماعت سے جو شخص صبح کی نماز ادا کرتا ہے اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور اس کو ایذا پہنچانے سے خبردار کیا گیا۔

۱۰۵۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَتَمَقَّبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يُعْرَجُ إِلَيْهِمْ بَأْتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يَصَلُّونَ" وَأَيَّاهُمْ وَهُمْ

۱۰۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں، حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں، کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس

يُصَلُّونَ - متفق عليه۔ گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی المواقیت و توحید و بدء الحلق و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الصبح العصر و المحافظة علیها۔

**اللَّحَائِشُ:** يتعاقبون: باری باری آتے ہیں تاکہ تمہاری نگرانی کریں۔ يعرج: چڑھتے ہیں۔ ترکناہم يصلون: فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتیناہم: وہ ہم يصلون: یعنی عصر کی نماز ادا کر رہے تھے۔

**قوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر مہربانی اور شفقت ملاحظہ ہو کہ فرشتوں کا آنا اور جانا عبادت کے اوقات میں مقرر فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا ملائکہ سے سوال فرمانا نمازیوں کی عظمت کو ظاہر کرنے اور ان کی عبادت کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے ہے۔

۱۰۵۱: وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَلِّيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَظَّرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا“ متفق عليه. وفي رواية: “فَتَنَظَّرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعِ عَشْرَةَ“

۱۰۵۱: حضرت جریر بن عبد اللہ جلی سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم کے ساتھ تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”بے شک تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی وقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو ضرور (ادا) کرو۔“ (بخاری و مسلم) ایک روایت ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ ﷺ نے دیکھا۔

**تخریج:** رواه البخاری فی المواقیت، باب فضل صلاة الفجر و التفسیر و التوحید۔ و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاتی الصبح و العصر و المحافظة علیہما

**اللَّحَائِشُ:** لیلۃ البدر: چودھویں کا چاند۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ چاند اس میں جلدی طلوع ہوتا ہے۔ لاتضامون: تمہیں مشقت و تکلیف پیش نہ آئے گی۔

**قوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے بلا کیف بغیر حد بندی کے ثابت ہے۔ وہ دیدار اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے جولائق ہے۔ باقی کفار تو اس دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے اور پردے میں کر دیئے جائیں گے۔ (۲) صبح و عصر کی نماز کی پابندی پر امید کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے گا اور جنت کی تمام لذتوں میں یہ سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۰۵۲: وَعَنْ بَرِيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۲: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی مواقیب الصلوة باب من ترك صلاة العصر و'باب التکبیر بالصلوة فی یوم غیب۔

**اللَّخَائِذُ:** حبطه علمه: اس کا تو اب باطل ہو جائے گا۔

**قوائد:** (۱) نماز کا چھوڑنا حرام ہے۔ خاص کر نماز عصر۔ نماز عصر کا خصوصی تذکرہ اس کی طرف مزید توجہ اور عنایت کی وجہ سے ہے۔ اس کا چھوڑنا ایسا کبیرہ گناہ ہے۔ جو اعمال کے ثواب کو باطل کر دیتا۔ انسان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے۔ علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ جس نے نماز کا ترک اس کو حلال سمجھ کر کیا کیونکہ یہ کفر ہے اور عمل کے بطلان کا سبب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد اس کے اس دن کے عمل کا ضائع ہونا ہے۔ مقصد اس سے شدت بیان کرنا ہے کہ گویا اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

۸۹: بابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ باب: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

۱۰۵۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ عَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا مِثْلَمَا عَدَا أَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۰۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الاذان باب فضل من غدئ الى المسجد و من راح و مسلم فی المساجد باب المشی

الى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات۔

**اللَّخَائِذُ:** غدا: زوال سے پہلے جلد۔ راح: زوال کے بعد چلا۔ نزولاً: مہمان کی خدمت میں پیش کیا جانے والا کھانا۔

**قوائد:** جو صبح و شام نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا اکرام کس قدر فرمائیں گے کیونکہ وہ سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ اخلاص سے نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں فرماتے۔

۱۰۵۴: وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بَيْتَاتِ اللَّهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ كَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْآخَرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی المساجد باب المشی الى الصلوة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات

**اللَّخَائِذُ:** تطهر: نماز کے لئے وضو یا غسل کیا۔ ليقضى: تاکہ وہ ادا کر لے۔ خطواته: جمع خطوة دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ۔ خطوة: ایک دفعہ کا قدم اٹھانا۔ تحط: زائل ہوتے اور مٹتے ہیں۔

**قوائد:** نماز کی ادائیگی کے لئے جو مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے حقوق اللہ میں سے ایک گناہ صغیرہ مٹا دیتے ہیں اور ہر حرف کے بدلہ میں ایک درجہ جنت میں بلند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو وسیع فضل والے اور عظیم عطاء والے ہیں۔ باقی کہا براہِ حقوق

العباد تو ایسی توبہ کے محتاج ہیں جو تمام و کمال اپنی شروط کے ساتھ پائی جائے۔

۱۰۵۵: حضرت اَبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اُس کا، مگر اس کی ایک نماز بھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر سوار ہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آسکے (تو بہت مناسب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔“ (مسلم)

۱۰۵۵: وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَهُ تَخَطُّهُ صَلَوةٌ لِقَبْلِ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتُ حِمَارًا لَتَرَكْتُهُ فِي الظُّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ لِي مَسْأَلِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم في المساجد باب فضل كثرة الخطاء الى المساجد۔

اللُّغَاتُ: لا تخطفه: اس سے فوت نہیں ہوتی۔ الظلماء: سخت اندھیرا۔ الرمضاء: سخت گرمی۔

فوائد: (۱) مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ کسی انسان کا مکان جتنا مسجد سے دور ہوگا اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جائے گا۔ (۲) عمل میں صحیح قصد و اخلاص عظیم اجر کا باعث ہے۔

۱۰۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے خالی ہوئے تو بنو سلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔“ انہوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ، ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اے بنو سلمہ! تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔“ انہوں نے عرض کیا: پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

۱۰۵۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَلَبَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: «بَلِّغْنِي أَنْتُمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا أَرَدْنَا ذَلِكَ فَقَالَ: «يَنْبِي سَلَمَةَ دِيَارَكُمْ تَكْتُبُ آثَارَكُمْ» دِيَارَكُمْ تَكْتُبُ آثَارَكُمْ» فَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا إِنَّا كُنَّا نَحْوَلُنَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مَعْنَاهُ

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ۔

تخریج: رواه مسلم في كتاب المساجد باب فضل كثرة الخطاء الى المساجد والبخاری الى بعنائه في باب

احْتِسَابِ الْأَثَارِ مِنْ كِتَابِ الصَّلَاةِ وَفِي فِصْلِ السَّيِّئَةِ آخِرِ السَّنَةِ۔

**اللَّحَائِشُ**: حلت فارغ ہو گئے۔ البقاع جمع۔ بقعة زمین کا ٹکڑا۔ بنو سلمہ: انصار کا ایک خاندان۔ دیار کم: اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منسوب ہے۔ آثار کم: تمہارا مسجد کی طرف کثرت سے آنا جانا۔  
**فوائد**: (۱) جو دور سے مسجد کی طرف چل کر جائے اس کو زیادہ فضیلت ملتی ہے۔ (۲) مکان کا مسجد کے قریب ہونا بہتر نہیں جب کہ اس کی وجہ سے شہر کی کوئی جانب خالی ہو جاتی ہو یا کوئی شخص مسجد کی طرف چلنے کی تکلیف سے آرام پانے کا طالب ہو کیونکہ ثواب تو تکلیف کی مقدار سے ہے۔ (۳) زمین پر جو چل گیا جائے وہ اس پر لکھا جاتا ہے اور ثبت ہو جاتا ہے۔

۱۰۵۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَعَدَّهُمْ إِلَيْهَا مَمْشَى فَبَعْدَهُمْ - وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمَ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيَهَا ثُمَّ يَتَأَمُّ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."  
 ۱۰۵۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے پھر سو جائے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج**: رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب فصل صلاة الفجر جماعة و مسلم فی المساجد، باب فضل كثرة الخضاء الى المساجد۔

**فوائد**: (۱) جتنی مسجد سے دوری ہوگی اتنے قدم زیادہ ہوں گے اور مشقت بڑھ جائے گی اور یہی چیز اجر میں اضافے کا باعث بنے گی۔ نماز کو امام کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جماعت کے انتظار میں بیٹھنا ازل وقت میں اکیلے نماز پڑھ کر سو جانے سے افضل ہے کیونکہ جماعت کی نماز بہت افضل ہے۔ (۲) جب تک کوئی انسان نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ اس کو نماز کا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۵۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَشِّرُوا الْمَشَائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔  
 ۱۰۵۸: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔" (ابوداؤد ترمذی)

**تخریج**: رواه ابو داؤد فی الصلوة، باب ماء فی المشی الى الصلوة فی الظلم۔ و الترمذی فی الصلوة، باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی الجماعة۔

**اللَّحَائِشُ**: بشرور: بھلائی کی خوشخبری سناؤ۔ المشائین: چلنے والے۔ فی الظلم: جمع ظلمہ: یہ عشاء اور فجر دونوں کو شامل ہے۔ بالنور القام: یعنی ایسی روشنی جو صراط کے تمام اطراف کو ان کے لئے روشن کر دے گی۔ روایت میں آتا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اعمال کے لحاظ سے نور پانے والے ہوں گے۔

**ہوائند:** (۱) نماز کی طرف چل کر جانا افضل عمل ہے خاص طور پر عشاء اور فجر کی نمازیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس پر ہدایت کرنے والے ہیں قیامت کے دن کامل طور سے بدلہ عنایت فرمائیں گے جو بل صراط پر ان کے لئے روشنی کرے گا۔

۱۰۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أَدْلِكُكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَتَكْفِيرَةُ الْخَطَا إِلَى الْمَسْجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۹: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔ آپ نے فرمایا: "مشقتوں کے باوجود وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے۔ پس یہی رباط ہے۔ (مسلم) اسْبَاغُ وَضوءِ دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا، مسح پورا کرنا، وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ غلٹی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المسکاکہ و تقدم شرحہ فی "باب بیان طرق۔ ۱۳۱ و فی باب فضل الوضوء رقم ۱۵۳۵/۷

**اللِّحَازَاتُ:** اسباغ الوضوء: دھونے میں تمام اعضاء وضو کا احاطہ کرنا۔ علی المسکاکہ: مشقتوں کے باوجود۔ الرباط: ملک کی حدود کی دشمنی سے حفاظت کرنا اور آپ ﷺ کا فرمانا: ذلکم الرباط: یہ بطور تشبیہ ہے جس کو رباط قرار دیا گیا۔

**ہوائند:** (۱) مساجد سے دور والے مکانات کی فضیلت ذکر کی گئی کیونکہ اس سے مسجد کی طرف آنے میں زیادہ قدم اٹھانے پڑتے ہیں (۲) جو آدمی تکلیف و مشقت کے باوجود وضو کرے جیسا کہ سردی میں وضو کرنا وغیرہ اس کی فضیلت ذکر فرمائی۔ (۳) نماز کا انتظامیہ رباط حقیقی ہے کیونکہ یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور یہ نفس جہاد جہاد اکبر ہے اور نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۱۰۶۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ" قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّمَا يَعْمرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" الْآيَةُ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۶۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو۔" کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: "بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر، باب من سورۃ توبہ

**اللِّحَازَاتُ:** يعتاد المسجد: مسجد سے بہت تعلق ہے اور جماعت کو لازم کرنے والا ہے۔ فاشهدوا: اس کے متعلق ایمان کی

گواہی دو۔

**ہواشد:** (۱) مسلمان کی ظاہری حالت پر اس کے ایمان کی گواہی درست ہے۔ (۲) مساجد میں نماز پڑھنا بہت افضل عمل ہے اور اس کی طرف چل کر جانا اور ان سے محبت کرنا محبوب عمل ہے۔ (۳) مساجد کی تعمیر کرنا، انہیں روشن کرنا، ان میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو یاد

## ۱۹۰: بَابُ فَضْلِ اِنْتِظَارِ الصَّلَاةِ

## باب: انتظار نماز کی فضیلت

۱۰۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ لَا يَمْتَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ مَتَّقَ عَلَيْهِ۔"

۱۰۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب من جلس فی المسجد منتظر الصلاة و فضل المساجد و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة۔

**اللَّحَائِشُ:** ترجمہ: اس کو گھر کی طرف آنے سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ ینقلب: وہ لوٹتا ہے۔

**ہواشد:** نماز کا انتظار افضل ہے اور انسان جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے بشرطیکہ اس کو اور کوئی دنیوی غرض بھی نہ ہو تو فضیلت و ثواب کے لحاظ سے وہ حکماً نماز میں ہی ہے۔

۱۰۶۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيٰ عَلَيَّ عَلَىٰ أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَضَلَّاهُ الَّذِي صَلَّىٰ فِيهِ مَا لَمْ يُحَدِّثْ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں: "اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة و فی المساجد، باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة

**اللَّحَائِشُ:** تصلى الملائكة: فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگتے، استغفار اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ وصلاة نماز کی جگہ۔ ما لم يحدث: جب تک خروج ریح وغیرہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ بعض نے کہا کہ جب تک وہ ایسا کلام نہ کرے جس کا کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً خرید و فروخت اور غیبت وغیرہ۔

**ہواشد:** (۱) نماز کے قیام پر زیادہ دیر بیٹھنا پسندیدہ عمل ہے۔ اس سے بندہ فرشتوں کی دعا کا مستحق بن جاتا ہے۔

۱۰۶۳: وَعَنْ أَبِي رَافٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَىٰ

۱۰۶۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک



شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلَّى فَقَالَ: "صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَهَرْتُمُوهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 مؤخر کی پھر ہماری طرف نماز کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا: "لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو۔" (بخاری)

تخریج:

اللَّحَائِشُ: شطر اللیل: آدھی رات۔ صلی الناس: لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ آپ کے ساتھ نماز کا انتظار کرنے کے بغیر۔ اقدوا: وہ سو گئے۔

فوائد: (۱) عشاء کی نماز کو نصف لیل تک مؤخر کرنے کی اجازت ہے، جماعت کا انتظار کیلئے جلدی نماز اور کرنے والے سے افضل ہے۔ (۲) اول وقت میں جلدی نماز جماعت کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ قبیل کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ قبیل کو انجام دیا اور بھی آپ سے تاخیر بھی واقع ہوئی اور یہ بات اس کے مخالف نہیں۔ ان کو انتظار نماز کا ثواب زیادہ ملا۔ پس نماز کا انتظار تو اس کے لئے عبادت اور ثواب کا باعث ہے۔

باب: باجماعت نماز کی فضیلت

۱۹۱: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

۱۰۶۴: حضرت مہد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جماعت سے نماز الگ نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے۔"

۱۰۶۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَدْيِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً" مَقْفُودٌ عَلَيَّ۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب فضل صلاة الجماعة

اللَّحَائِشُ: فضل: ثواب میں بڑھ کر ہے۔ العدا: کیا

فوائد: (۱) جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ جماعت سے ادا کی جانے والی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ ہے۔ (۲) اس روایت میں پچیس درجہ والی روایت میں موافقت ان طریق سے کی گئی ہے (ب) بعض نے کہا قلیل کثیر کے معنی نہیں گویا پچیس ستائیس کے اندر داخل ہے (ب) بعض نے کہا پہلے آپ کو پچیس کی اطلاع دی گئی پھر زیادہ کی تعلیم دی گئی۔ (۳) بعض نے کہا یہ نمازیوں کی نماز کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے۔ خشوع، بیعت و آداب کی پابندی میں لوگوں کے احوال مختلف ہیں۔

۱۰۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کی جماعت سے نماز اس کے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جب آدمی نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف گیا۔ اس کو نماز کے

۱۰۶۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَضَعُ عَنْهُ صَلَاتَهُ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ حَسْرًا... رَجُلًا يَتَوَضَّأُ إِذَا

سوا کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ”اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما“ اے اللہ اس پر مہربانی فرما“۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحَدِّثْ تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ - وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا انتظر الصَّلَاةَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ -

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب فضل صلاة الفجر جماعة و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الجماعة۔

**فوائد:** (۱) فضل صلاة الجماعة کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ البتہ علماء نے اس فضیلت کے حاصل ہونے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ ہر جگہ کی جماعت میں ثواب ہے یا خاص مسجد کی جماعت کا۔ بعض نے پہلے قول کو اختیار کیا اور بعض نے دوسرے کو۔ (۲) وضو کو کامل طور پر کرنا افضل ہے۔ (۳) نیت خالص رضا باری تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اس میں نماز کا باعث کوئی دوسرا سبب نہ ہونا چاہئے۔

۱۰۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔ اس نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا: ”کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔ (مسلم)

۱۰۶۶: وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقْدُمُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وُلِّيَ دَعَاَهُ فَقَالَ لَهُ: ”هَلْ تَسْمَعُ الْإِدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟“ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: ”فَاجِبٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم فی المساجد، باب يجب تبيان المسجد على من سمع النداء

**اللَّعْنَاتُ:** رجل اعشى: یہ ابن ام مکتوم ہیں اس کا نام عبد اللہ تھا۔ بعض نے عمر و کہا۔ جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ یوخص: اس کو رخصت دی جائے اور اس سے درگزر کی جائے۔ تو یوخص و رخصت: جگہ کو مشکل سے آسانی کی طرف کسی عذر کی وجہ سے لے جانا۔ النداء اذان: فاجب: قبول کر اس میں رخصت نہیں۔

**فوائد:** جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اس آدمی کے لئے جو اذان سنے اور حصول جماعت کے لئے معمولی مشقت پیش آئے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

۱۰۶۷: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس، جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں، سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کبڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تو حتیٰ علی الصلوٰۃ (یعنی آؤ نماز کی طرف) اور حتیٰ علی الفلاح (یعنی آؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔“ (ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

حَيْهَلًا تَوَّأ -

۱۰۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بِأَبْنِ أُمِّ مَكْتُومِ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسَّبَاعِ؟ فَقَالَ: رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: "تَسْمَعُ حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيْهَلًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ -

وَمَعْنَى "حَيْهَلًا" تَعَالَى -

تخریج: رواه ابو داؤد فی الصلاة، باب فی التشدید فی ترک الجماعة

اللُّغَاتُ: جمع هامة، تكليف ده حشرات الارض مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔ السباع ورنڈے، مثلاً بھڑیا، کائٹے والا کتا۔  
 فوائد: گزشتہ روایت کی طرح اس میں بھی نماز سے جماعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے حاصل کرنے میں اگر کچھ مشقت ہو تو اسے برداشت کرنا چاہئے۔ (۲) اعذار یہ ہیں مثلاً سخت سردی، بارش، سخت اندھیرا، دشمن یا درندے کا خطرہ، مرض کا ڈر اور جس کی خدمت کرتا ہے اس کی بیماری کے اضاغے کا خدشہ جبکہ دوسرا کوئی خدمت گزار بھی نہ ہو۔

۱۰۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ لکڑیاں لانے والے کو حکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمْرِبَ حَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ نَمْرٌ بِالصَّلَاةِ فَيُرَدَّنَ لَهَا نَمْرٌ رَجُلًا فَيَوْمَ النَّاسِ نَمْرٌ أَحْخَفَ إِلَى رِجَالِ فَأَخْرَجَ عَلَيْهِمْ بِيوتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج: رواه البخاری فی صلاة الجماعة و فی الخصومات و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الجماعة

اللُّغَاتُ: هممت: میں نے پکارا ارادہ کیا اور قصد کیا۔ فیحطب: وہ لکڑیاں جمع کرے۔ اخالف: نماز میں مشغول افراد سے پیچھے رہ جاؤں اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کی طرف جاؤ۔

فوائد: یہ حتیٰ ان کے متعلق اختیار فرمائی گئی جو بلا کسی عذر جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنے والے ہیں۔ جمعہ کے علاوہ بقیہ نمازوں کی جماعت کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا غیر معذور، مقیم آزاد مردوں پر فرض عین ہے اور انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا جس میں عبداللہ بن ام مکتوم کو رخصت نہ ملنا مذکور ہے۔ بعض نے کہا فرض کفایہ ہے۔ اس روایت کو ان منافقین کے متعلق قرار

دیا جو جماعت میں شامل نہ ہوتے تھے اور دوسری دلیل یہ بیان کی کہ یہ اسلام کے ان شعائر میں سے ہے جو بعض کے کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ سنت ہے۔ انہوں نے ان تمام احادیث کو ترغیب پر محمول کیا اور دلیل یہ دی کہ اگر یہ حکم فرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ترک پر سزا دیتے جب کہ سزائیں دی گئی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) کسی بھی سزا سے پہلے وعید اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا جائز ہے۔ (۳) جو آدمی کس حق کے مطالبہ پر اپنے گھر میں چھپ جائے اور رکاوٹ پیدا کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔ (۴) اہل جرائم اور معاصی کے مرتکب افراد کو بغیر اہلواء کے اچانک پکڑنا جائز ہے۔

۱۰۶۹: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْفِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَدَا مُسْلِمًا فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَوْلَاءِ الصَّلَاةِ حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَأَنْهَنَ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَصَلَّيْتُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مَنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِي بِهِ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدَّنُ فِيهِ».

۱۰۶۹: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

تخریج: رواہ مسلم فی المناسجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی

اللِّخَائِذِ: شروع بطریق قرار دیا۔ سنن: طریقے۔ لصلَّيْتُمْ: تم گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ ضلال بطریق سنت سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ یہادی: سخت کمزوری کی وجہ سے جس کو دو آدمی کندھوں کا سہارا دے کر لائیں اور وہ آنے جانے کی مشقت جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے برداشت کرے۔

هَوَاشِد: (۱) جماعت کی بلوغ انداز میں تاکید کی گئی ہے اور اس کی نگہبانی کے لئے آمادہ کیا گیا اور بتلادیا کہ جہاں تک ممکن ہو حصول جماعت کے لئے مشقت برداشت کرے اور ترک جماعت کو عموماً منافقین کی خصلت شمار کیا اگر تمام لوگ ترک جماعت پر اتفاق کر لیں تو

اس کو مرامی کا باعث قرار دیا اور سنت کے مقتضی سے دوری کا ذریعہ بتلایا۔

۱۰۷۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کسی ہستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اور ان میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کر دو پس بے شک بھیر یا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

۱۰۷۰: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَا مِنْ قَائِمَةٍ فِي فِرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا نَفَامٍ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَبِدَ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ - فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ - فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْعَنَمِ الْفَاصِيَةَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فی التشدید فی ترک الجماعت

اللحائش: قریبہ بروہ مقام جہاں تمارت متصل ہوں اور اسکو بطور رہائش استعمال کیا جائے۔ یہ لفظ شہر پر بولا جاتا ہے۔ بدو: جو کسی ایک جگہ کو وطن بنانے والے نہ ہوں۔ استحوذ علیہم الشیطان: شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا اور ان پر مسلط ہو گیا۔ فعلیکم تم لازم کرو۔ الفاصیة: اپنے ہم جنسوں سے دور ہو جانے والی۔ جماعت سے الگ ہونے والے کو ایسی بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو دوسری بکریوں سے جدا ہو جائے کیونکہ شیطان اس کو پھاڑ دیتا اور اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جماعت سے نماز ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور بتلایا کہ ترک جماعت سے شیطانی وساوس کے غلبہ میں مدد ملتی ہے۔ اس بات سے اس حدیث کو مزید تقویت ملتی ہے جس سے جماعت کا فرض کفایہ ہونا ثابت کیا گیا اور جماعت کو اسلام کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ (۲) مسلمانوں کی ملاقات کے لئے افضل ترین چیز جماعت کی نماز ہے۔ اس سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے اور ترک جماعت کمزوری و انتشار اور اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے والا ہے۔

## باب: صبح و عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

۱۰۷۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔“ (مسلم)

ترمذی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے

## ۱۹۲: بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ

### الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

۱۰۷۱: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ الْبِرْمِيدِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ“

وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔ (ترمذی)  
 یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب فضل صلوة العشاء و الصبح فی جماعة و الترمذی فی کتاب الصلوة، باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی جماعة

**فوائد:** (۱) جماعت کے ساتھ فجر و عشاء کی نماز ادا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور ان دونوں کا اجر ساری رات تہجد گزارنے کے برابر قرار دیا۔

۱۰۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا" سَفَقَ عَلَيْهِ وَقَدْ سَفَقَ بِطَوْلِهِ۔  
 ۱۰۷۲: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھنٹوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔" (بخاری و مسلم) مفصل روایت ۱۰۳۳ میں گزری۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب فضل التهجدة فی الظہر و مسلم فی الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها

**اللَّعْنَاتُ:** حَبَوًّا: تَحَوًّا اور گھنٹوں کے بل چلنا یا سرین کے بل لڑھکانا، گھٹنا۔  
 (۱) اس میں بھی صبح و عشاء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور صبح کا تذکرہ خاص طور پر اس لئے کیا کہ صبح کے وقت نیند پسند آتی ہے اور عشاء کے وقت میں اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔

۱۰۷۳: وَعَنْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ صَلَوةٌ أَنْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَوَهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۰۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں، اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ گھنٹوں کے بل۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعة و الشهادات و مسلم فی کتاب المساجد، باب فضل صلوة العشاء و الصبح فی جماعة

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد پیش نظر ہوں۔ نیز یہ ہے منافقین کے لئے سب سے زیادہ بوجھل ہے کیونکہ ان کی نماز تو محض ریاکاری ہے۔ اس میں ذرہ بھر اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی۔ (۲) ان دونوں نمازوں کی کوتاہی یا سستی سے بچنا چاہئے تاکہ منافقین سے اس کی مشابہت نہ ہو۔

باب: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم

اور

ان کے چھوڑنے میں

سخت وعید و تاکید

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا: ”تم نمازوں کی حفاظت کرو، خاص طور پر درمیانی نماز میں۔“ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔“ (التوبہ)

۱۹۳: بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى

الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ

الْإِكْبَادِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي

تَرْكِهِنَّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ [البقرة: ۲۳۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵]

حل الآيات: حافظوا: بیٹھی کرو۔ الصلوة الوسطی: نماز عصر۔ راجح قول یہ ہے۔ تابوا: کفر سے توبہ کی۔ ضلوا سبیلہم: ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ اور تکلیف مت پہنچاؤ کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو گیا مگر اس کے حق کی وجہ سے۔

۱۰۷۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَيَّ وَفِيهَا» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۷۵: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنِي وَالْإِسْلَامَ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَقَامُ الصَّلَاةَ وَرِثَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجَّ الْبَيْتِ، وَصَوْمَ رَمَضَانَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: شرح و باب بر الولدین رقم ۳۱۳ میں ملاحظہ ہوں۔

فوائد: (۱) مزید فائدہ یہ ہے کہ نماز کو اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا حرام ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے سستی سے نماز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو بطور حد قتل کر دیا جائے۔

۱۰۷۵: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۷۴: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے سوال کیا۔ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز۔“ میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”والدین کے ساتھ اچھا سلوک“ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الایمان، باب دعاء کم ایمانکم و العلم و الشهادات و غیرها و مسلم فی الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الاسلام علی خمس۔

اللَّعَائِنُ: بُنی: قائم ہے۔ بناء: جو محسوسات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کو معانی کے لئے استعمال کیا اور یہ مجاز ہے اور ان میں علاقہ تشبیہ کا پایا جاتا ہے۔ اسلام کو ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی جس کے پانچ ستون ہوں جن پر وہ عمارت قائم ہو اور وہ ستون اس عمارت کو اٹھانے والے ہوں۔ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ: دل سے اس بات کا اعتراف اور زبان سے اقرار کے برحق معبود اللہ تعالیٰ ہے۔ اقام الصلوٰۃ: تمام ارکان و شروط سمیت اس کی ادائیگی۔ ایتاء الزکاة: مستحق کو زکوٰۃ دینا۔

ہو اشد: (۱) اس وقت کسی کا ایمان ثابت اور قابل قبول نہیں جب تک ان ارکان خمسہ کو نہ مانے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے گویا کفر کیا اور جس نے ان میں سے کسی ایک کو سستی سے چھوڑا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔

۱۰۷۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُعِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۶: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیں نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرمائے۔ مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: وشرح: باب اجزاء الاحکام علی الظاہر رقم ۳۹۱ میں ملاحظہ ہوں۔

اللَّعَائِنُ: الناس: مشرکین و مجوس و غیرہ مراد ہیں۔ الا بحق الاسلام قصاص کی وجہ سے یا حد کو قائم کرنے کی صورت میں جبکہ حد والے نفل کا ارتکاب کرے۔ و حسابہم علی اللہ: ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔

ہو اشد: (۱) اسلام کے ارکان کو قائم کر کے خون و اموال کو محفوظ کر دیا البتہ اگر وہ حدود الی کسی چیز کا ارتکاب کرے تو اس پر قصاص یا رجم یا قطع یہ کو قائم کیا جائے گا۔ (۲) باقی ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۱۰۷۷: وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: "إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى

۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: "جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں پس ان کو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی دعوت دینا، اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان



پران رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کے عمدہ مال (بطور زکوٰۃ) لینے سے خود کو روکے رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

اَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ حُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَآلِيَّةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تَوْحَدُ مِنْ أَعْيَاءِهِمْ فَفَرَادُ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّكَ وَتَكْرَامَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ ، مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی ابواب منفرة فی الزکاة والمظالم والمعززی وائتو حید و مسلم فی الايمان باب الامر بقتال الناس حتی یقول لا اله الا الله محمد رسول الله

اللَّحَائِشُ : اهل الكتاب: سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ افتراض فرض کیا گیا۔ اتق تم بچو احتیاط کرو۔ صدقہ: یہاں زکوٰۃ مراد ہے۔ آیات تم محتاط رہو۔ کرائم اموالہم: نفیس اور افضل مال۔ لیس بینہا و بین الحجاب: اللہ اور اس کے درمیان پردہ نہیں۔ یہ درحقیقت جلدی قبولیت اور اثر کے جلد بچنے اور خطر ناک ہونے سے کنایہ ہے۔ تشریح: باب تحریم الظلم ۵/۲۱۰ میں درج ہو چکی۔

۱۰۷۸ : وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكَفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الايمان باب اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلوة

فوائد: اسلام و کفر اختیار کرنے کے درمیان ترک نماز واسطہ ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا گویا اس نے کفر کیا۔ اکثر علماء اس کو حلال سمجھ کر ترک کرنا مراد لیتے ہیں مگر بعض علماء کے نزدیک سستی سے چھوڑنے والے کو بطور حد کے قتل کیا جاسکتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کو مارا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگ جائے۔ بعض نے روایت کو ظاہر پر محمول کر کے نماز چھوڑنے والے کو مطلقاً کافر کہا ہے۔ نماز وہ ظاہری علامت تھی جو آدمی کے اسلام پر دلالت کرتی اور اس کا ترک کفر کی علامت تھی۔

۱۰۷۹ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۰۷۹: حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔“ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

اللَّخَائِذِ: العهد اندی بینا و بینہم: علامہ بیضاوی نے فرمایا یہ ہم کی ضمیر منافقین کی طرف لوتی ہے۔ یہاں ان کے باقی رہنے اور خون کے محفوظ رہنے کے سبب کو معاہدہ کے اس مقصد سے تشبیہ دی جس سے معاہدہ باقی رہتا ہے اور اس سے بچا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احکام ظاہرہ ان پر جاری ہونے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی مکمل مشابہت بھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ نمازوں میں جماعت کو لازم پکڑیں۔ ظاہری احکام کی اطاعت کرتے رہیں اگر وہ اس کو چھوڑ دیں تو ان کا حکم دیگر کفار کی طرح ہے۔ علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ضمیر ہم کی عام ہے۔ اور ان تمام سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی خواہ ایمان و یقین کے ساتھ یا منافقت کے ساتھ۔

قواند: (۱) نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دینا کفر و ارتداد ہے۔ یہ بعض علماء اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے ہے مگر اکثر نے کہا کہ اگر حلال سمجھ کر چھوڑا اور اس کے وجوب کا انکار کیا۔ تب کافر ہوگا۔ دوسروں نے کہا کہ اس کا چھوڑ دینا۔ نتیجتاً کفر تک پہنچانے والا کیونکہ گناہ کفر کا ذکیہ ہے اور بعض اس روایت کو ڈانٹ ڈپٹ پر محمول کرتے ہیں۔

۱۰۸۰: وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّابِغِيِّ الْمُتَّقِي عَلَى جَلَالِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔ (ترمذی)

کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

قواند: گزشتہ فائدہ پیش نظر ہو۔ نیز نماز کی شان ذکر کی گئی اس کی اور ایسی کی طرف راغب کیا گیا اس کو ہمیشہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کے چھوڑنے سے ڈرایا۔ اس لئے کہ کافر و مؤمن کے درمیان یہ امتیازی علامت ہے۔

۱۰۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ لِيُكْمَلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ تَكُونُ سَائِرُ أَعْمَالِهِ عَلَى

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلا عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر وہ درست ہوگی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اور اگر وہ خراب ہوگی تو وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوگی تو رب ذوالجلال والا کرام فرمائیں گے: "دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟" پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

ہذا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلاة باب ما جاء عن اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلوة اللغزائش: اول ما يحاسب عليه: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا۔ و باقی الیکاوہ ارشاد اول ما يقضى فيه يوم القيامة وه حقوق العباد سے متعلق ہے۔ صلحت: نماز کو صحیح رکھنے والی تمام باتیں جمع ہوں اور نماز کو بگاڑنے والی چیزوں نے وہ خالی ہو۔ افلح و انجح: کامیاب اور فتح مند ہو۔ فسدت: ان چیزوں کے پائے جانے کی وجہ سے جو اس کو فاسد کرتی ہیں مثلاً رکن یا شرط کے نقص۔ خاب و خسر: ہلاک ہو اور اس نے اپنا مقصود نہ پایا۔ قطوع: نقلی کام کیا۔ تم تکون سائر اعمالہ۔ علیٰ هذا: تمام اعمال اس طرح پر ہوں گے مثلاً روزہ حج بھی نفلوں سے مکمل کئے جائیں گے۔  
**ہوائند:** (۱) فرائض کی ادائیگی اور عمدہ طریقے سے ادائیگی پر متوجہ کیا گیا۔ نماز کو صحیح رکھنے والی چیزوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کو بگاڑنے والی چیزوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) کثرت سے نوافل ادا کرنے چاہئیں تاکہ وہ فرائض میں پائے جانے والے ظلل کا ازالہ نہ بن سکیں۔ جن سے کم ہی کوئی فرض خالی رہتا ہے۔

باب: صف اول کی فضیلت، پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری اور مل کر کھڑے ہونا

۱۹۲: بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْأَمْرِ بِاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَتَسْوِيتِهَا وَالتَّرَاصُ فِيهَا:

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا: ”وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۰۸۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ: يُتَمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُونَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الصلاة باب الامر بالسكون فی الصلاة

اللغزائش: تصفون: تم صف بناتے اور صفوں کو برابر کرتے ہو۔ یتراصون: ایک دوسرے کے قریب ہوتے اور درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔  
**ہوائند:** صفوں کا درست کرنا مستحب ہے۔ پہلے اول کو مکمل کرنا پھر اس کے بعد والی اسی طرح آخر تک۔ صفوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑنی چاہئے جگہ چھوڑنا مکروہ ہے اس سے جماعت کا ثواب فوت ہو جاتا ہے۔

۱۰۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۰۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي  
 الْبَدَأِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ  
 يَسْتَهْمُوا عَلَيَّ لَا سَهْمُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف  
 اول کا کیا ثواب ہے پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ  
 اندازی کریں ضرورہ قرعہ اندازی کریں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: انظر شرح و ہ فی باب فضل الاذان رقم ۱۰۳۴

ہو اذ: صف اول کی فضیلت امام سے قریب ہونے کے باعث ہے اس لئے کہ نماز امام کے اقوال کو سنتا اور احوال کو دیکھتا ہے۔ پھر  
 اس کے راستہ پر چلتا ہے تو دوسرے سے پہلے رحمت اس پر عام ہو جاتی ہے۔

۱۰۸۴: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
 "خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوْلَاهَا، وَشَرُّهَا  
 وَآخِرُهَا۔ وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا  
 وَشَرُّهَا أَوْلَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۰۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف  
 پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب  
 سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة، باب تسوية الصفوف واقامتها

ہو اذ: (۱) مردوں کی صف اول پچھلی سے افضل ہے کیونکہ وہ امام کے قریب ہے اور عورتوں کی صفوں سے دور ہے۔ اس سے ان کے  
 مقامات ستر پر اطلاع نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے فتنے میں مبتلا ہوگا اور آخر صف میں عموماً یہ فضائل نہ ہوں گے۔ (۲) عورتوں کی آخری  
 صف پہلی سے افضل ہے کیونکہ وہ آخری صف مردوں سے دور ہوگی کیونکہ مردوں کا قرب بسا اوقات فتنے کا باعث ہوتا ہے۔ یہاں خیر و  
 شر سے مراد کثرتِ ثواب اور قلتِ عذاب ہے۔ گناہ کا حاصل مراد نہیں۔

۱۰۸۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ  
 تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: "تَقَدَّمُوا فَاتَمُّوا بِي"  
 وَلِيَأْتِمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ  
 حَتَّى يُوَخَّوَهُمُ اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۰۸۵: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھا تو فرمایا:  
 "آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے  
 اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے  
 ہٹا دے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة، باب تسوية الصفوف واقامتها

اللُّغَةُ: يا خروء: نماز کی صفوں میں پیچھے ہٹنا مراد ہے۔ فاتموا: تم میری اقتداء کرو۔ والیاتم بکم: تاکہ تمہاری اقتداء کی  
 جائے۔ لا يزال قوم يتأخرون: فضائل کو حاصل کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حتى يوخوهم الله: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے  
 عظیم ثواب و فضل سے موخر کر دیتے ہیں۔

ہو اذ: (۱) اس میں تاکید کی گئی ہے کہ اعلیٰ معاملات و اخلاق کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ عظیم معاملات کو  
 چھوڑنے اور تعیش اختیار کرنے پر زجر و ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ (۲) امام اور صف اول میں فاصلہ تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو چاہئے۔ اسی

طرح دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی ہوتا ہے کہ صف اول کے لوگ امام کا مشاہدہ کریں اور ان کی حرکات و سکنات ان کے قریب صفوں والے دیکھیں اور امام کی اتباع میں ان کو اپنائیں۔

۱۰۸۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: "اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۶: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: "برابر ہو جاؤ" آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة، باب تسوية الصفوف و اقامتها

اللَّحَّائِشُ: یمسح مناکبنا: اپنے مقدس ہاتھ کندھے سے برابر کرتے تاکہ کوئی صف سے باہر نہ نکلے۔ لا تختلِفوا: کسی کاندھا دوسرے کے کندھے سے آگے پیچھے نہ ہو۔ فتختلف قلوبکم: تمہارے دلوں کے ارادے اور ان کی خواہشات مختلف ہو جائیں گی۔ لیلینی: مجھ سے قریب ہوں۔ اولوا الاحلام: جو صلے اور پختگی والے۔ والنہی: عقل۔

ہوائند: امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نمازیوں کو صفوں درست کرنے کا حکم دے اور خود ان کی درستی کروالے۔ اگر خود وہ پورے طور پر درست نہ کر رہے ہوں۔ (۲) امام کے قریب صف اول میں زیادہ علم و عقل والے لوگ ہوں پھر عوام الناس پھر بچے پھر عورتیں۔

۱۰۸۷: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ"۔

۱۰۸۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی صفوں کو درست کرو بے شک صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔" (بخاری و مسلم) بخاری بنی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة و باب اقبال الامام على الناس عند تسوية الصفوف و باب اقامة الصف من تمام الصلاة و مسلم فی الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها۔

اللَّحَّائِشُ: سوا صفوفکم: تسویہ صفوں یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک سمت میں برابر کھڑے ہوں۔ من تمام الصلاة: یعنی نماز کے آداب و محاسن کو حاصل کرنے والی ہے۔

ہوائند: (۱) صفوں کی درستی پر آمادہ کیا گیا ہے۔ صفوں کی درستگی نماز کی خوبی کی علامت ہے۔ کامل اتباع کو ظاہر کرنے والی ظاہری لحاظ سے خوش منظر اور دلوں میں الفت کا باعث ہے۔

۱۰۸۸: وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ

۱۰۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت

عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَوَّجِهَهُ فَقَالَ: "اقْبِمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنَكِبَهُ بِمَنَكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَّمَ بِقَدَمِهِ"۔

کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“ (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔“

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب ازکوا المنكب بالمنكب و القدم بالقدم و مسلم فی صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف ثم اقامتها۔

**التحذیر:** اقبموا صفوفکم: صفوں کو ایک ہی سمت میں درست رکھو۔ تراصوا: کندھوں کو آپس میں ملا لو۔ یہاں تک کہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے۔ فانی اراکم من وراء ظهري: میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے وحی کے اطلاع کرنے سے جانتا ہوں یا حقیقت: تمہیں بطور معجزہ پیچھے ہونے کے باوجود دیکھتا ہوں۔ يلزق منکبه: وہ اپنے کندھے کا کنارہ دوسرے سے ملاتا تھا۔

**ہو اشد:** (۱) امام کو نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر صفوف کی درستگی کرانا اور ان کے کندھے ملا کر کھڑا کرنا مستحب ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے اکرام و اعزاز کے لئے لوگوں کی حالت پر آپ کو مطلع کر دیتے یا وہ معجزات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے ان سے ان کی حالت کی اطلاع ہو جاتی۔

۱۰۸۹: وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَتَسُونَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ - لَمْ يَخْرُجْ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يَكْبُرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَلْبَةً مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللَّهِ! لَتَسُونَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ"۔

۱۰۸۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: ”اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان برا اختلاف ڈال دیں گے۔“

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة: و مسلم فی الصلاة، باب تسوية

اللَّحَائِشِ: اولیٰ مخالفین اللہ بین وجوہ حکم: تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔ صفوں کی درستگی اور نماز کی خوبصورتی میں سستی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ القداح: جمع قدح اس تیر کو کہتے ہیں جس میں نوک نہ لگی ہو۔ یاد رستی میں مبالغہ مقصود ہے۔ گویا کہ ان کو تیر سے سیدھا فرماتے کیونکہ تیر اس وقت پورا کام نہیں دیتا جب تک وہ بالکل سیدھا نہ ہو۔ عفلنا ہم نے سمجھ لیا اور پورے طور پر عمل کر لیا۔ بادیا: ظاہر ہونے اور آگے نکلنے والا جو صف میں برابر کھڑا نہ تھا۔

فَوَافِد: صفوں کی برابری پر آمادہ کیا گیا اور برابری نہ کرنے پر سخت ڈانٹ ڈپٹ کی گئی کیونکہ اس کے نتیجے میں باہمی افتراق و مخالفت پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۹۰: وَعَنِ الْوَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسُحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: "لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ" وَكَانَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُولَى" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: "آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (ٹیزھے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: "اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں"۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف

اللَّحَائِشِ: يتخلل الصف وهو صف کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف چل رہا تھا۔ فَوَافِد: (۱) امام اور نمازیوں پر صفوں کی برابری واجب ہے۔ پہلی صف سب سے افضل ہے اس طرح پھر درجہ بدرجہ۔ (۲) صلاۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا اس سے مراد بندوں پر رحمت کا اتارنا اور ملائکہ کے لئے ہو تو استغفار اور دعا مراد ہے۔

۱۰۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اَقْبِمُوا الصُّفُوفَ وَحَادُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْفُجُلَ وَلْيَبْنُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَدْرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے"۔ (ابوداؤد صحیح سند سے۔)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف

اللَّحَائِشِ: اقبموا الصفوف: درست کر صفوں کو۔ حادوا بين المناكب: کندھوں کو ایک سمت میں برابر کر لو۔ الفجول: صفوں

میں فاصلہ وسعت۔ لیکن ابابیدیکم و اخوانکم تم نرمی اختیار کرنے والے اور اطاعت کرنے والے بن جاؤ جب تم سے صف میں برابری کے لئے آگے پیچھے ہٹنے کا کہیں۔ لاندروا: مت چھوڑو۔ فروجات جمع فرجۃ: خالی و فارغ جگہ۔ اگرچہ کسی نماز کے لئے گنجائش نہ ہو اور وہ اس طرح پر ہو سکتی ہو کہ جب نمازی ساتھ مل کر کھڑے ہوں۔

**فوائد:** (۱) صفوف کو برابر کرنا ضروری ہے۔ فاصلہ پر کرنے کے لئے ساتھ مل کر کھڑے ہونے اور صف کو مکمل کرنا اس سے پہلے کہ پچھلی صف شروع ہو جائے یہ بھی ضروری ہے۔ (۲) صف توڑنے کی سخت ممانعت کی گئی اور اس کی صورت یہ ہے کہ دوسری صف میں کھڑا ہو جائے اور پہلی صف ابھی ناقص ہو یا اس میں گنجائش موجود ہو۔ (۳) صفوں کی برابری میں سستی برتنا یہ شیطان کی ترسیل اور وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر دونوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔“ (ابوداؤد) شرط مسلم پر حدیث صحیح ہے۔

۱۰۹۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَضُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَادُوا بِالْأَعْنَاقِ: قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهُا الْحَدَفُ، حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

**الْحَدَفُ:** حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

”الْحَدَفُ“ بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَتَيْنِ ثُمَّ فَاءٌ رَهْمِي: عَنَّمْ سُودٌ صِغَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب تسوية الصفوف

**التَّحَاذُوتُ:** حادوا بالاعناق: کندھوں میں برابری کرو۔ خلل الصف: فاصلہ اور ایک نمازی کا دوسرے سے دور ہونا۔ **فوائد:** (۱) صفوں کا ایک دوسری صف سے ملانا ضروری ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دو صفوں میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔ بلا عذر جماعت کی فضیلت سے محرومی ہوتی ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے خواہ ہیچہ شیطین کو اس کوشش میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو صفوں کی درستگی میں سستی پر آمادہ کر رہے ہیں اور ان کو برابر کرنے میں لوگ اہتمام نہیں کر رہے یا آپ ﷺ نے علم وحی سے جانا۔ اس صورت میں یہ کتاب یہ ہے اس بات سے کہ شیطان ہر اس بات سے راضی ہوتا ہے جو آداب نماز میں خلل ڈالنے والی ہو اور شیطین لوگوں کو اس کا وسوسہ ڈالتے ہیں۔

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی صف کو پورا کر دو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔“

۱۰۹۳: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: آتَمُوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمُ، ثُمَّ الْوَلِيُّ يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَفْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُوَّخَّرِ“ رَوَاهُ



(ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد باسنادِ حسن۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب نسویۃ الصفوف

**حوادث:** سابقہ حدیث کے فوائد پیش نظر ہوں۔ اس روایت میں مزید یہ بتلایا گیا کہ جو شخص اگلی صف کھل ہونے سے پہلے پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ وہ سنت کو چھوڑنے والا اس میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور اس سے جماعت کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔

۱۰۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مِيَامِنِ الصُّوفِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيقِهِ.

۱۰۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔" (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب الصف بین السواری۔

**الْحَخَائِذُ:** يصلون: صلاة الله تعالى کی طرف سے رحمت اتارے اور فرشتوں کی طرف سے استغفار کرنے کو کہتے ہیں۔ میامن الصفوف: امام کے دائیں طرف۔ رجل مختلف فی توثيقہ: رجل سے مراد معاویہ بن ہشام ہیں۔

**حوادث:** (۱) افضل یہ ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہوں علماء نے فرمایا کہ انہ پس اذ اوصل المحموم المسجد ووجد الناس متوسطین الامام ووجد فرجة علی یمینہ و اخری ان یسارہ ان یسد فرجة الیمین۔ جب نمازی مسجد میں پہنچ کر امام کے دائیں بائیں صف میں خلل و فاصلہ پائے تو وہ پہلے دائیں طرف کے خلل کو پر کرے یہ اس بات کے مخالف نہیں کہ اگر صف کو امام کے پیچھے سے شروع کیا جائے کیونکہ انصافیت دائیں طرف کی امام سے ہی شروع ہوتی ہے۔

۱۰۹۵: وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ: يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "زَبَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَعْتَبُ" - أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۹۵: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: "اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المسافرین، باب استحباب یمین الاحام

**حوادث:** مستحب یہ ہے کہ امام نماز کے بعد کھڑے ہونے سے قبل نمازیوں کی طرف متوجہ ہو اور نکلنے میں جلدی نہ کرے یا وہیں نماز کی طرف پشت کر کے بیٹھا رہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دعا میں آواز کو اتنا بلند کر لے جس سے قریب و اماکن لے اور جب کہ اس کی غرض تعلیم دینا ہو۔

۱۰۹۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيَسْطُوا الْإِمَامَ» وَاسْتُوا الْحَلَلَ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -  
 ۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند کرو۔“ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة جماعت تسوية الصفوف

اللَّعْنَاتُ: رَسَطُ الْإِمَامِ: امام کی جگہ درمیان میں ہونا کہ اس کے دائیں بائیں نمازی کھڑے ہوئیں۔ اگرچہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونا افضل ہے مگر یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ تمام نمازی دائیں طرف کھڑے ہو جائیں اور بائیں طرف کو اسی طرح چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ من عمر ميسرة المسجد كتب له كفلان من الاجوس نے مسجد کی دائیں جانب کو آباد کیا اس کے لئے اجر کے دو حصے لکھے جاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ فرمایا تاکہ امام کی بائیں جانب بالکل متروک نہ ہو جائے۔

۱۹۵: بَابُ فَضْلِ السَّنَنِ الرَّائِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقْلِيهَا وَأَكْمَلِيهَا وَمَا بَيْنَهُمَا!  
 باب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں سے تھوڑی اور کامل اور جوان کے درمیان ہو اس کا بیان

۱۰۹۷: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ زَمَلَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَوْ إِلَّا بَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ -  
 ۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ زملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔“

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب سنن الراتبة قبل الفرائض و بعد هن و بیان عددهن

اللَّعْنَاتُ: تطوعاً: فرض سے زائد عمل کیا۔

فوائد: (۱) نفل کی بارہ رکعات سے ہمیشہ ادا کرنا چاہئیں یہ روایت اپنے لئے عام ہونے کے لئے لحاظ سے سنن راتبہ اور غیر راتبہ مثلاً چاشت کے نوافل وغیرہ سب کو مستحب ہے۔

۱۰۹۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ  
 ۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ المبارک کے بعد

الْجُمُعَةِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَشَاءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد پڑھیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب ما جاء فی القطوع مثنی مثنی و مسلم فی المسافرین، باب السنن سنن الراتبۃ قبل الفرائض و بعد من۔

ہوا شد: (۱) یہ نوافل ہیں جن کی تاکید کی جا رہی ہے کیونکہ نوافل راتبہ موکدہ دس رکعات ہیں۔ ظہر سے قبل دو اور دو اس کے بعد تو رکعت مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے اور جمعہ ظہر ہی کی طرح ہیں یہ جمہور فقہاء کے ہاں ہے۔ سنن رواتب۔ گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔

۱۰۹۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ، وَبَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ قَالَ فِي الْعَالِقَةِ لِمَنْ شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۰۹۹: حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا: "اُس کے لئے جو چاہے۔" (بخاری و مسلم)

دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

الْمُرَادُ بِالْآذَانَيْنِ: الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء و مسلم فی کتاب صلوة المسافرین، باب بین کل اذانین صلوة۔

ہوا شد: پانچوں نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھنا مستحب ہے یہ رکعتیں ان رواتب عشرہ سے کم مرتبہ ہاں جو سابقہ روایت میں گزریں۔

باب: فجر کی دو سنتوں کی تاکید

۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔" (بخاری)

۱۹۶: بَابُ تَاكِيْدِ رَكَعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

۱۱۰۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْعِدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب الرکعتین قبل الظہر

اللُّغَاةُ: قَبْلَ الْعِدَاةِ: صَبْحٌ سَبَّحٌ

۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو

۱۱۰۱: وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنِّي عَلَيَّ

رکعتوں کا۔ (بخاری و مسلم)

رُكْعَتِي الْفَجْرِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصلوٰۃ تعاهد رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب الصلوٰۃ؛ باب استحباب رکعتی الفجر۔

**التحذیر:** اشد تعاهداً؛ اہتمام و التزام۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)۔

۱۱۰۲: وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”رُكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَهِيَ رِوَايَةٌ لَهُ: ”أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا“۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ؛ باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۳: حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے، جب آپ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ زیادہ سفیدی ہو گئی اور آپ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپ نے فرمایا: ”میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔“ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو زیادہ صبح کر دی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔“ (ابو داؤد) حسن سند کے ساتھ۔

۱۱۰۳: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِلَالِ بْنِ رِبَاعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْذِنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَدِّئَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَسَقَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، فَقَامَ بِلَالٌ فَادَّانَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ آدَانَهُ، فَلَمَّ يَخْرُجُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَخْبِرُهُ أَنَّ عَائِشَةَ سَقَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْحُرُوجِ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنِّي كُنْتُ رُكْعَتِي الْفَجْرِ“ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جَدًّا؟ فَقَالَ: ”لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْفَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرُكْعَتُهُمَا“ وَأَحْسَنَتْهُمَا وَأَجْمَلَتْهُمَا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة؛ باب رکعتی الفجر

**اللَّحْنَانَاتُ:** لیوذنہ: آپ کو اطلاع کرے۔ حتیٰ اصبح جلدوز: صبح خوب چڑھ گئی۔ تبع اذانہ: آپ ان کے درمیان پر چل دیئے یعنی اذان دے کر پھر آپ کو نماز کی اطلاع بھی معا بعد دے دی کیونکہ صبح زیادہ ہو چکی تھی۔ لو اصبحت اکثر: اگر میں اس سے بھی زیادہ کر دیتا اور یہ رکعتیں ادا نہ کی ہوتیں تو میں ادا کرتا۔

**فوائد:** (۱) اس سے فجر کی سنتوں کی انتہائی تاکید ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا عمل مبارک اس پر دلالت کرتا ہے۔ (۲) فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں تشبہ کیا اور ان کی ادائیگی کی تاکید اس قدر فرمائی کہ اخلاص سے ان کی ادائیگی کو دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دیا۔ (۳) علامہ ابن مسلمان رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے نماز کو بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کیا مثلاً خرید و فروخت وغیرہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو اس قراءت اور تسبیح دعا، اطمینان و خشوع میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے جب کہ وقت میں گنجائش ہو جسکے ساتھ وہ وقت پر ادا کرتا تھا۔ (۴) صبح کی سنن کی خوبی یہ ہے کہ ان کو سنت طریقے پر پورے ادب و اکرام سے ادا کرے جتنی وقت میں گنجائش ہو۔

باب: فجر کی سنتوں کی تخفیف

اور

ان کی قراءت اور وقت کا بیان

۱۹۷: بَابُ تَخْفِيفِ رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ

وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا وَبَيَانِ

وَقْتَيْهِمَا

۱۱۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔“ (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سنتے تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ اذان سنتے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

۱۱۰۴: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْبَدَآءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا يُصَلِّي رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ لِيَخَفِفَهُمَا حَتَّى أَقُولَ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيَخَفِفُهُمَا - وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصلاة، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین، باب رکعتی الفجر۔

**اللَّحْنَانَاتُ:** رکعتیں حقیقتیں: ارکان میں جواز کی حد تک تخفیف کے ساتھ ادا کرے۔ بام القرآن: سورہ فاتحہ ام القرآن ہے اس کو ام القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے مقاصد اجمالی طور پر مشتمل ہے۔

**فوائد:** (۱) فجر کی سنتوں کو مختصر قراءت اور تخفیف ارکان کے ساتھ اذان و اقامت کے درمیان جلدی ادا کرے تاکہ فرض نماز اور طویل قراءت کے لئے فارغ ہو جائے۔ (۲) آپ ﷺ جلدی سے ان کو ادا فرما کر پھر فرض پڑھاتے یہ دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک ان کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔

۱۱۰۵: حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں ادا فرماتے۔“ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے، سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔“

۱۱۰۵: وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَأَ الصُّبْحُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصلوة و الاذان، باب الاذان بعد الفجر و مسلم فی صلوة المسافرین، باب استحباب رکعتی الفجر۔

**اللُّغَاتُ:** بدء الصبح: صبح صادق سے طلوع ہوتی۔ اثنی عشر پھیلنے والی سفیدی کو صبح صادق کہتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) سنت صبح کا وقت صبح صادق کا یقین ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ (۲) طلوع صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ ان میں تخفیف اس لئے کی گئی تاکہ فرض کا وقت وسعت سے میسر ہو۔

۱۱۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے، گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۱۰۶: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَيُؤْتِرُ بِرَكَعَةٍ مِنَ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَانَ الْأَذَانَ بِأَذْنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

**تخریج:** رواه البخاری فی الوتر، باب ساعات الوتر و التهجيد و المساجد و مسلم فی صلاة المسافرین، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة في آخر الليل۔

**اللُّغَاتُ:** مثنى مثنى: دو دو رکعتیں۔ كان الاذان باذنه: یہاں اذان سے مراد اقامت ہے مقصد یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعتوں کی طرف جلدی کرتے اس آوی کی طرح جو نماز کی اقامت سن رہا ہوتا کہ کہیں اول وقت تلف نہ ہو جائے۔

**فوائد:** (۱) رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں حدیث میں وارد ہے کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور دونوں میں سلام سے فاصلہ کرے۔ یہی قول شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ علیہم کا ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ وتر کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔

(۳) فجر کی دو رکعتوں کو جلد اور تخفیف سے ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ (البقرہ)

۱۱۰۷: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكَعَتِي الْفَجْرِ فِي الْأَوَّلَى مِنْهُمَا: «قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقْرَةِ وَفِي الْأَخِرَةِ مِنْهُمَا "أَمَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ" وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي الْأَخِرَةِ الَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ "تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ۔

اور دوسری رکعت میں ﴿أَمَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ۶۳ ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے۔

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی سنة الفجر

**اللَّخَائِذُ:** وہ آیت جو بقرہ میں ہے۔ آیت ۱۳۶۔ یہ اس لئے وضاحت فرمائی کہ سورہ آل عمران کی آیت رقم ۸۳۔ قل امنا باللہ و ما انزل علینا دونوں آیات کے آخر میں امنا باللہ و اشہد بانا مسلمون ہے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا: ریاض الصالحین کے نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ مگر یہ مشکل ہے کیونکہ (آمنا باللہ) سورہ بقرہ اور آل عمران ہر دو سورتوں کی آیات کے شروع میں ہے اور دونوں آیات نحن له مسلمون پر ختم ہوتی ہے جبکہ و اشہد بانا مسلمون یہ دوسری آل عمران کی آیت کے آخری الفاظ ہیں۔ جن کی ابتداء فلما احس عیسیٰ منهم الکفر رقم ۵۲ سے ہوتی ہے اور یاہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا آیت ۶۳ آل عمران ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں میں فاتحہ اور دو چھوٹی آیات بقرہ اور آل عمران پڑھتے تھے۔

۱۱۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔“

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرین، باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلوة، باب ما جاء فی تخفیف رکعتی الفجر۔

**اللَّخَائِذُ:** رمقت النبى صلی اللہ علیہ وسلم: بس نظر ڈالی۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ ان تینوں روایات کو جمع کیا جائے اور نمازی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آیت اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ پڑھے

اور دوسری رکعت میں آیات بقرہ اور آل عمران اور قلُّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور یہ تحفیف کے منافی نہیں کیونکہ تخفیف ایک نسبتی چیز اور اس تخفیف کا مطلب طوالت صلاۃ کے مقابلہ میں ہے۔

باب: فجر کی دو رکعتوں کے بعد  
دائیں جانب لیٹنے کا استحباب  
خواہ

اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

۱۹۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ  
بَعْدَ رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ  
الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءً كَانَ  
تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

۱۱۱۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔“ (بخاری)

۱۱۱۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

تخریج: رواه البخاری فی التہجد باللیل، باب الضحجة علی الشق الايمن

اللُّغَاتُ: اضْطَجَعَ: لیٹ گئے۔ علی شقہ: اپنے پہلو اور جانب پر۔

ہوائند: سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں میں فاصلہ رکھا جائے اور یہ لیٹنا اسی لئے ہے کہ دائیں طرف کو خاص کرنے کی وجہ اس کی شرافت و کرامت ہے۔

۱۱۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔“ (مسلم)

۱۱۱۱: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ اِخْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَسَبَّحَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَسَعَ رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

قَوْلُهَا: ”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ“ هَكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ وَمَعْنَاهُ: بَعْدَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ -

”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ“: مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

تخریج: رواه مسلم فی صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللُّغَاتُ: تسبب له الفجر: صبح صادق ظاہر ہو جاتی یہ کہہ کر فجر کے لئے دی جانے پہلی اذان سے احتراز مقصود ہے۔

ہوائند: نماز وتر کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔



۱۱۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَيَّ يَمِينِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۱۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔" (ابوداؤد) اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ، باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر و الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر۔

**حوادث:** (۱) فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا۔ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ یہ گھر میں مستحب ہے مسجد میں نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کا اس کو مسجد میں کرنا منقول نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں اس کو نہیں کرتا مگر کوئی کرے تو مناسب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح معلوم ہوتا ہے۔ لیٹنا مختار قول ہے اور اضطجاع کے ترک کرنے والی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

### باب: ظہر کی سنتیں

### ۱۹۹: بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ!

۱۱۱۳: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔" (بخاری و مسلم)

۱۱۱۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** اس حدیث کی شرح باب فضل السنن الراتبہ رقم ۱۰۹۹/۲ میں ملاحظہ ہوں۔

۱۱۱۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۳: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب الرکعتین قبل الظہر۔

**حوادث:** (۱) آپ ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت پر مداومت فرمانے والے تھے۔ اس وجہ سے وہ سنت موکدہ ہوئیں۔ لیکن معروف کتب فقہ میں یہ ہے کہ موکدہ وہ ہیں کیونکہ کادو کا کبھی کبھی چھوڑنا منقول ہے۔ شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ روایت کیا جو آپ کا فعل اپنے گھر میں دیکھا۔

۱۱۱۵: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي

۱۱۱۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے، پھر نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ - وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ - وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواه مسلم في صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً

۱۱۱۶: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرمادیں گے۔“ (ابوداؤد اور ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۱۶: وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ”مَنْ حَافَظَ عَلَيَّ اَرْبَعٍ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَمَهُ اللهُ عَلَيَّ النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

تخریج: رواه ابو داؤد في كتاب الصلاة، باب الاربع قبل الظهر و بعدها و الترمذی في كتاب الصلاة

اللحائز: حرمة الله على النار: آگ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیں گے۔ اسی طرح دوسری روایت میں لم تمسه النار: ہمیشہ آگ اس کو نہ چھوئے گی۔

فوائد: (۱) جو نمازوں پر پابندی کرنے والا ہے اس کی موت اسلام پر واقع ہوگی۔ اس میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ کافر کی طرح ہمیشہ آگ میں نہ رہے گا۔ وہ اپنے گناہوں کی مقدار سے اس میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کو گناہوں کی مقدار کے برابر سزا ہوگی اور پھر جنت کی طرف لے جایا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بخشش نہ ہوئی ہو۔

۱۱۱۷: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور فرماتے: ”یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۱۱۷: وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي اَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ: ”اِنَّهَا سَاعَةٌ تَفْتَحُ فِيهَا ابْوَابُ السَّمَاءِ فَاحْبَبْتُ اَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ -

تخریج: رواه الترمذی في ابواب الصلوة، باب ما جاء في الصلاة عند الزوال

**اللَّحَائِشُ:** قبل الظهر: نماز فرض سے پہلے بعد ان نزول الشمس زوال آفتاب کے وقت جس شخص پر ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ تفتح فیہا ابواب السماء: زمین سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صالح اعمال کے چڑھنے سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) زوال کے بعد وقت کی فضیلت ظاہر کر کے اس میں نماز ادا کرنے کی طرف آمادہ کیا گیا۔

۱۱۱۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّى بَعْدَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو ظہر کے بعد ان کو پڑھ لیتے۔ (ترمذی)۔  
حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة۔

**فوائد:** (۱) ظہر کی نماز سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت کا خوب اہتمام فرماتے تھے۔ علامہ ابن عثمان نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کلام میں اشارہ ہے کہ پہلے والی سنتوں کی طرف توجہ دی جائے اور فرض نماز سے پہلے ان کو ادا کیا جائے۔ اگر ان کو مؤخر کر دیا تو بقیہ وقت ادا اور قضا ہر دو کا تہ ارک کر دے گا۔

## ۲۰۰: بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

## باب: عصر کی سنتیں

۱۱۱۹: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْضِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۱۱۹: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور جو ان کے پیروکار مؤمن اور مسلمان ہیں ان پر سلام کے ساتھ فاصلہ (علیحدگی) فرماتے۔ (ترمذی)۔  
حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلاة ابواب ما جاء فی الاربع قبل العصر

**اللَّحَائِشُ:** باتسليم: السلام علیکم ورحمت اللہ یہ کلمہ نماز سے فارغ کر دیتا ہے۔ و من تبعهم: جس نے ملائکہ کی اتباع اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے میں کی۔

**فوائد:** (۱) سنت عصر میں افضل یہ ہے کہ ہر دو کلمات میں سلام سے فاصلہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل کی اتباع کرتے ہوئے اور ایک سلام سے بھی ان کی ادائیگی درست ہے جس طرح کہ ظہر سے پہلے والی سنتیں اور بعد والی۔

۱۱۲۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "رَزَحِمَ اللَّهُ أُمَّرًا صَلَّى  
۱۱۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے



**فوائد:** مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے اور اس کی دلیل اس روایت میں ہے صلوا کا لفظ ہے اور یہ بات مشہور و معروف ہے کہ شیت کے ساتھ امر کو متعلق کرنا واجب ہے اس کا معنی بنانے کے لئے ہے۔

۱۱۲۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَدَرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی (دو سنتوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصلاة باب الصلاة الی الاسطوانة وفی باب الاذان

**التحذیر:** بیتدرون ایک دوسرے سے مقابلہ میں بڑھنے والے۔ السواری جمع ساریہ: یعنی ستون۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ستون میں مسجد نبوی کے ستون کجور کے تھے اور یہ ستون حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہے۔  
**فوائد:** (۱) اصحاب رسول اللہ ﷺ کو خفیف رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھتے تھے اور ان کا استحباب اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔  
بین کل اذانین صلوة: اذان واقامت کے درمیان نفل نماز ہے۔

۱۱۲۴: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَلِيلًا: اِكْتَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً؟ قَالَ: كَانَ بَرَانًا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور ﷺ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتين قبل المغرب

**فوائد:** مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے صحابہؓ کو دیکھ کر آپ کی خاموشی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مستحب ہیں۔

۱۱۲۵: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكَعَتَيْنِ حَتَّىٰ إِنَّ الرَّجُلَ الْغُرْبَ كَيُدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَيَجْسِدُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جلدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قبل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرين استحباب ركعتين قبل المغرب

**فوائد:** (۱) بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے اس کے باوجود مغرب کے بعد والی دو رکعت

سنت مؤکدہ ہیں اور پہلے والی غیر مؤکدہ ہیں۔

باب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں، حدیث عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔“ (بخاری و مسلم) جیسا پہلے گزرا تھا۔

۲۰۲: بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ ، بَيْنَ كُلِّ آذَانٍ صَلَاةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ .

تخریج: دونوں احادیث باب ۱۹۵/۲ رقم ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹/۳ میں گزر چکیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

باب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲۶: اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۰۳: بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۱۱۲۶: فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

تخریج: اس کی شرح و رقم ۱۰۹۸/۲ میں ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔“ (مسلم)

۱۱۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت کا حکم ہے مگر یہ حکم وجوب کے لئے نہیں کیونکہ صریح احادیث پانچوں فرضی نمازوں کے علاوہ زائد نمازوں کے واجب نہ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۱۱۲۸: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹے۔ پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔ (مسلم)

۱۱۲۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو یا چار رکعتیں ادا فرماتے اور یہی سنت ہے۔

باب: سنن راتبہ

اور

غیر راتبہ کی گھر میں ادا بیگی کا استحباب

اور نوافل کے لئے

فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

۱۱۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے، سوائے فرض نماز کے۔" (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب صلاة اللیل و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ۔

**التَّحَاذُّنُ:** صلوا ایہا الناس: یہ خطاب تمام عورتوں اور مردوں کو ہے۔ المكتوبہ: فرض نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

**فَوَاطِد:** نقلی نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کاری کا خطرہ نہیں تاکہ گھر میں برکت نازل ہو اور گھروالوں پر اترے۔

۱۱۳۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ لِي بِيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نقلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة، باب كراهية الصلاة في المقابر وغيره و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوة الفاضلة فی بیتہ۔

**التَّحَاذُّنُ:** من صلواتکم: تمہاری کچھ نماز اس سے مراد نقلی ہے۔ لا تتخذوها قبورا: ان کو قبور کی طرح عمل و عبادات سے خالی مت رکھو۔ فَوَاطِد: گھروں کو نقلی نماز سے آباد کرنے اور قبور کے مشابہہ ہونے سے بچانے کا حکم کیونکہ قبور خیر اور عمل صالح سے خالی ہوتی ہیں۔

۱۱۳۱: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِي مِنْ نَصِيْبِي مَنْ"۔

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نقلی) کا کچھ حصہ رکھ لے بے شک

۲۰۴: بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ

النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سِوَاءَ الرَّاتِبَةِ

وَعَيْرُهَا وَالْأَمْرُ بِالتَّحْوِيلِ لِلنَّافِلَةِ

مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيضَةِ أَوْ الْفَصْلِ

بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ!

۱۱۲۹: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بِيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب صلاة اللیل و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ۔

**التَّحَاذُّنُ:** صلوا ایہا الناس: یہ خطاب تمام عورتوں اور مردوں کو ہے۔ المكتوبہ: فرض نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

**فَوَاطِد:** نقلی نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کاری کا خطرہ نہیں تاکہ گھر میں برکت نازل ہو اور گھروالوں پر اترے۔

۱۱۳۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ لِي بِيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نقلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة، باب كراهية الصلاة في المقابر وغيره و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوة الفاضلة فی بیتہ۔

**التَّحَاذُّنُ:** من صلواتکم: تمہاری کچھ نماز اس سے مراد نقلی ہے۔ لا تتخذوها قبورا: ان کو قبور کی طرح عمل و عبادات سے خالی مت رکھو۔ فَوَاطِد: گھروں کو نقلی نماز سے آباد کرنے اور قبور کے مشابہہ ہونے سے بچانے کا حکم کیونکہ قبور خیر اور عمل صالح سے خالی ہوتی ہیں۔

۱۱۳۱: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِي مِنْ نَصِيْبِي مَنْ"۔

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نقلی) کا کچھ حصہ رکھ لے بے شک

صَلَوْتِهِ“ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمانے والے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین باب استحباب صلاة الفاضله فی بیتہ۔

اللَّحَائِثُ: اِذَا قَضَىٰ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ: یعنی فرض نماز ادا کرے۔ نسیباً من صَلَاتِهِ: تو نفل نماز کا کچھ حصہ۔

فَوَافِدُ نَفْلِ نِمَازٍ: نفل نماز کے ساتھ گھروں کو ہمیشہ آباد کرنا یہ بھلائی اور برکت سے ان کو بھرنے والا ہے۔

۱۱۳۲: حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جو ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: ”ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں جمعہ کی نماز ادا کی جب امام نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا جو تم نے کیا دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو اس کے ساتھ اور کوئی نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ تم کلام کرو یا اس جگہ سے بٹ جاؤ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ مانئیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کر لیں یا وہاں سے نکل نہ جائیں۔ (مسلم)

۱۱۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ: إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُوَصِّلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة باب الصلوة بعد الجمعة۔

اللَّحَائِثُ: نافع بن جبیر یہ ابن مطعم ہیں۔ انتہائی شریف اور قوم میں فتویٰ دینے والے تھے۔ ۹۹ھ میں وفات پائی ان سے صحاح ستہ کے روایات سے روایت لی ہے۔ سائب بن یزید بن اخت نمر: یہ کنذی صحابی ہیں۔ دو ہجری ان کی پیدائش ہے۔ ان کو ساتھ لے کر ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے واسطے سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ المقصورہ: وہ حجرہ جو گھر یا مسجد میں مخصوص بنایا جائے۔ لا تعدو دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ نفل نماز کو فرض سے ملا کر بلا فاصلہ پڑھو۔ یہ ممانعت استحباب کے لئے ہے۔

فَوَافِدُ نَفْلِ نِمَازٍ: (۱) سنت یہ ہے کہ فرض نماز اور نفل کے درمیان کلام سے فاصلہ کر دیا جائے یا مسجد سے گھر کی طرف چلا جائے یا جہاں فرض ادا کیا وہ جگہ تبدیل کر دے۔

باب: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان

کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان

۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعی نہیں، جس

۲۰۵: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوُتْرِ  
وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهِ!

۱۱۳۳: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْوُتْرُ



لیسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ ، وَلَكِنْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ اللَّهَ وَتَرْتَرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ، فَأَوْتَرُوا يَا هَلَلُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

طرح کہ فرض نماز لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے" پس اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔" (ابوداؤد ترمذی)۔

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة' باب الوتر و الترمذی فی ابواب الصلاة' باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم اللغات: لیس بحتم: فرض نہیں بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ ان اللہ و تر: اللہ تعالیٰ ذات وصفات اور افعال کے لحاظ سے یکتا ہے۔ یحب الوتر: وہ مفرد کو پسند کرتا ہے جہت کو نہیں۔ اس لئے طواف کے چکر سات' سعی کے سات اور ری جماسات کنکریاں۔ نماز میں تسبیحات کی تعداد طاق اور نماز وتر بھی طاق ہے۔ فاورترو یا ہل القرآن اہل قرآن سے مراد قراء و حفاظ ہیں اور ان کو خاص کر نماز وتر کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔ (مگر الوتر حق: وتر کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے)۔

**فوائد:** نماز وتر سنت مؤکدہ ہے اور اس کی ادائیگی نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میسر ہوتی ہے۔

۱۱۳۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كَمَلِ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ أَوْسَطِهِ وَمِنْ آخِرِهِ - وَأَنْتَهَى وَتَوَّءَ إِلَى السَّحْرِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی شروع رات' درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی باب ما جاء فی الوتر' باب ساعات الوتر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين' باب صلاة الليل و عدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم۔

**فوائد:** نماز وتر کا وقت عشاء کے فرائض اور طلوع صبح صادق کے درمیان ہے۔

۱۱۳۵: وَعَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوتر' باب لیجعل آخر صلاته وترًا و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين' باب صلاة الليل مشنی مشنی والوتر ركعة۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ سب سے قلیل مقدار کو وتر بنایا جائے اور وہ ایک رکعت ہے اور سب سے کامل مقدار وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں جو کہ رات کی اس نفل نماز کے بعد ادا کیا جائے گا جو اس کا معمول ہے یا تراویح' تہجد یا مطلق نفل کے بعد۔ (۲) وتر کو آخری نماز بنانے میں حکمت یہ ہے کہ وتر ان تمام رات والی نمازوں سے افضل ہے۔ اس لئے اس کو آخر میں رکھا گیا تاکہ اس عمل کا اختتام افضل ہو۔ (۳) ان کے متعلق دن کے شروع رات میں پڑھنے کی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

۱۱۳۶: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَوْتَرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۱۳۶: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين' باب صلاة اللیل منی منی

اللَّغَايَاتُ: اوتروا: تم وتر کی نماز پڑھو۔ قبل ان تصبحوا: صبح کی اذان سے پہلے۔

۱۱۳۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيُ صَلَاةً بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعَرَّضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوَتْرَ أَهْلَكَهَا فَأَوْتَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ فَإِذَا بَقِيَ الْوَتْرَ قَالَ: فَوَمِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ۔  
 ۱۱۳۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھتے ہیں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی، جب وتر باقی رہ جاتے تو مجھے جگا دیتے، پس میں وتر پڑھ لیتی۔ "مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ فرماتے: اے عائشہ! اٹھ اور وتر پڑھ۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرين' باب صلاة اللیل ورواہ البخاری فی الوتر' باب ما جاء فی الوتر

اللَّغَايَاتُ: يصلي صلاة بالليل: نیند کے بعد کبھی نماز وتر، کبھی تہجد ہوتی ہے اور نیند سے پہلے صرف وتر ہوتی ہے۔ نیند کے بعد وتر کے علاوہ صرف تہجد ہوتی ہے۔ معترضہ بین یدیه: لیٹی رہتی آپ کے اور قبلہ کے درمیان۔

ہواشد: (۱) بہتر یہ ہے کہ دوسرے کو بھی رات نفل نماز ادا کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ (۲) اگر کوئی شخص لیٹا ہو تو اس کے پیچھے والی جانب نماز پڑھنا درست ہے۔

۱۱۳۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوَتْرِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۱۳۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبح سے پہلے وتر میں جلدی کرنا۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة' باب وقت الوتر و الترمذی فی ابواب الصلاة' باب ما جاء فی مبادرة

الصبح بالوتر

اللَّغَايَاتُ: بادروا الصبح بالوتر: فجر کے طلوع سے قبل وتر پڑھو۔

ہواشد: صبح صادق سے طلوع سے پہلے تک وتر کی تاخیر مناسب ہے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے میں اپنے اور پر یقین رکھتا ہو اور جس کو جاگنے کا یقین نہ ہو اس کو پہلے ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۳۹: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "مَنْ عَافَ أَنْ لَا يَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ كَوْخَطَرِهِ هُوَ كَرَاتِ الْآخِرِ حَصَّ فِيهِ أَثْنَانِ سَكَا"۔  
 ۱۱۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا"

اسے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور جس کو طمع ہو کہ رات کے پچھلے حصے میں جاگے پس اس کو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔“ (مسلم)

يَقُومُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب من خاف ان لا يقوم

اللَّخَائِذُ: من خاف: جس کو گمان و خیال ہو کہ وہ جاگ نہ سکے گا۔ من طمع ان القیوم: جس کو جاگنے کا یقین ہے اور پختہ عادت ہے یا جاگنے والا موجود ہے۔ مشہودہ: اس میں باری والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں وہ فرشتے خیر و برکات لے کر اترتے ہیں۔ فوائد: (۱) جو صبح صادق سے پہلے جاگنے کی امید رکھتا ہے۔ اس کو وتر کی نماز مؤخر کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں سکون اور ربانی رحمتوں کے جھونکے ہوتے ہیں۔ (۲) علماء شافعیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر رمضان میں وتر کی جماعت اور تاخیر وتر میں تعارض آ جائے تو رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

باب: نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر

اور

اوسط کی وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب

۱۱۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔“ (بخاری و مسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے کے بارے میں اعتماد نہ ہو، اگر اعتماد ہو تو رات کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

۲۰۶: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحَى

وَيَبَّانِ أَقْلَهَا وَأَكْثَرَهَا وَأَوْسَطَهَا

وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا!

۱۱۴۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

أَوْصَانِي خَلِيلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِصِيَامٍ ثَلَاثَةِ

أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى، وَإِنْ

أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أُرْقُدَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالِإِتْيَارِ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يَسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا

يَتَّقُ بِالْإِسْتِيقَاطِ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنْ وَتَقَ فَآخِرُ

اللَّيْلِ أَفْضَلُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب صلوة الضحی والصلوٰۃ و مسلم فی المسافرین، باب استحباب الضحی

اللَّخَائِذُ: لصیام ثلاثہ ایام من کل شهر: تا کہ صیام دہر کی طرح ہو جائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یہ ایام ثلاثہ، ایام

بیض، ایام سود یا وہ ایام ہیں جن کا روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔ ان تین کی تفسیر ۱۳، ۱۴، ۱۵ سے کی گئی ہے۔

فوائد: (۱) ہر مہینہ میں تین دن کے روزہ افضل ہیں۔ نماز چاشت کی رکعات بھی بڑی فضیلت والی ہیں۔ نماز وتر کو بڑے شوق و توجہ سے ادا کرنا چاہئے۔ (۲) نیک کاموں کی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

۱۱۴۱: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر الحمد للہ صدقہ ہے، ہر لا الہ الا اللہ صدقہ ہے، ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔“

(مسلم)

۱۱۴۱: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: "يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتُجْرِي مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب استحباب الضحیٰ

اللغات: سلامی: جوڑ۔ صدقہ: اس پر حق بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکر یہ ادا کرے کہ اس نے سلامتی دی۔ تسبیحہ: یہ تسبیح سے ایک بار کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

تحمیدہ: اللہ تعالیٰ کی حمد کسی بھی عبادت سے کرنا۔ تہلیلہ لا الہ الا اللہ تکبیرہ اللہ کبر کہنا۔ بجزی کافی ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ اس کی کم سے کم مقدار دو رکعت ہے۔ (۲) صدقہ کا مفہوم وسیع ہے نیکی کی تمام اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔“ (مسلم)

۱۱۴۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة الضحیٰ

فوائد: (۱) چاشت کی زیادہ تعداد کی کوئی حد نہیں لیکن احادیث کی بحث و تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آٹھ رکعت سے زیادہ ادا نہیں فرمائیں اور بارہ سے زیادہ کی رغبت نہیں کی۔

۱۱۴۳: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے

۱۱۴۳: وَعَنْ أُمِّ هَانِيَةَ فَاحِشَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ صَلَّى ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ، وَذَلِكَ ضَحَى، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا مُخْتَصَرٌ

مختصر لفظ یہ ہیں۔

لَفْظُ إِحْدَى رَوَايَاتٍ مُسْلِمٍ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة و التہجد، باب صلاة الضحی فی السفر و غیر ہما و مسلم فی صلاة

المسافرین، باب استحباب صلاة الضحی

**الذخائر:** عام الفتح: ۸ (ھ) مراد ہے۔ ثمانیہ رکعات: ابن خزیمہ نے اضافہ کیا کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔  
**ہوائند:** چاشت کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہیں اور یہی افضل ہے کیونکہ آپ کا فعل اس کی تائید کرتا ہے۔

**باب:** چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے  
زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے  
اور

۲۰۷: **بَابُ تَجَوُّزِ صَلَاةِ الضُّحَى**

**مِنْ اِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا**  
**وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلَّى عِنْدَ اِسْتِدَادِ**

**الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحَى**

خوب دوپہر ہونے کے وقت ہے

۱۱۴۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔" بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔" (مسلم)

۱۱۴۴: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلَاةُ الْأَوَائِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تَرْمَضُ: میم پر زبر ہے سخت گرمی کو کہتے ہیں۔

الْفِصَالُ: فصیل کی جمع ہے اونٹ کا بچہ

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْمِيمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يُعْنَى شِدَّةَ الْحَرِّ۔ "وَالْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرین، باب صلاة الاوابین حین ترمض الفصال

**الذخائر:** يصلون من الضحی: چاشت کے پہلے وقت میں نماز ادا کرتے۔ الاوابین: یہ اوبہ سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور استغفار سے رجوع کرنے والے مراد ہیں۔ یعنی شدة الحر: جب گرمی ہو جاتی ہے۔ مصباح میں ہے کہ وجدت الفصالمضاء فاحترقت اخفافها یعنی میں نے اونٹ کے بچوں کو پایا کہ گرمی ان کے پاؤں کو جلاتی ہے۔ یہی نماز چاشت کا وقت ہے۔

**ہوائند:** (۱) چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نماز سورج کے بلند ہونے اور گرمی کی حدت تیز ہو جانے کے وقت پڑھی جائے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ نماز کے لئے حرام وقت سے دوری ہو جائے۔

۲۰۸: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ تَحِيَّةِ  
الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ  
أَنْ يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ فِي آتَى وَقْتٍ  
دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ بِنِيَّةِ  
التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةِ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةٍ  
رَاتِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا!

۱۱۴۵: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ  
الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ"  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

باب: تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے  
بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا

خواہ

اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں

یا

فرائض و سنن ادا کئے ہوں

۱۱۴۵: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد  
میں داخل ہو تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ  
لے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة' باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين- و مسلم فی صلوة المسافرين'  
باب استحباب تحية المسجد-

۱۱۴۶: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
اتَّيَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ لَقَالَ :  
"صَلِّ رَكَعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ  
کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔  
آپ ﷺ نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھ لو۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة' باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين  
هو اند: (۱) نبی اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا اور آپ کا یہ حکم اس نماز کے اختتام کی علامت ہے۔ یہ نماز  
مستحب ہے واجب نہیں۔ (۲) جو مسجد میں داخل ہو خواہ راہ گزر کے طور پر اس کو ان کا چھوڑنا مردہ ہے جو مسجد میں ہوتے ہوئے بیدار ہو۔  
وہ بھی داخل ہونے والے کی طرح ہے۔ (۳) جو آدمی مسجد میں داخل ہو اور اس سے کچھ رکعتیں نکل جائیں تو ان کے لئے فرض میں  
داخل ہونا تحیۃ المسجد کی طرف سے کافی ہے یا نوت شدہ فرض نماز کی ادائیگی بھی ان کو ساقط کر دیتی ہے۔ (۴) اگر کوئی جان بوجھ کر مسجد  
میں بیٹھ گیا خواہ بے وضو وضو کے لئے بیٹھا ہو اس سے بھی یہ ساقط ہو جائے گی۔

باب: وضو کے بعد

دو رکعتوں کا استحباب

۲۰۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكَعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْوُضُوءِ

۱۱۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ”اے بلال! تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ اس لئے کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل جو میرے ہاں زیادہ اُمید والا ہو نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز ادا کی، جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

الذَّف: جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت اور اللہ خوب جانتا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِبَلَالٍ: «يَا بَلَالُ حَدِيثِي بَارِحِي عَمَلِي عَمَلِي فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَرَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجِي عِنْدِي مِنْ أَمِي لَمْ أَتَّكُهُمْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كَتَبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

”الذَّفُ“ بِالْفَاءِ: صَوْتُ نَعْلٍ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

تخریج: رواه البخاری فی التہجد، باب فضل الوضو باللیل و النهار و مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ۔

اللُّغَاتُ: بلال: یہ بلال حبشی مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یارجی عمل: یعنی ایسا عمل جو حصول اجر میں زیادہ اُمید والا ہو۔ بین یدیدہ: اپنے سامنے۔ ثم رطهرا طهوراً: یہ وضو اور غسل تیمم جو مستحب ہو سب کو شامل ہے۔ ما کتب لی: جو میرے لئے میسر ہو۔

قوائد: (۱) دو رکعت یا اس سے زائد نماز کی فضیلت جو وضو غسل یا تیمم کے بعد ادا کئے جائیں اور اس پر بیٹھکی جنت میں بڑے اجر کا باعث ہے۔ (۲) جائز وقت میں اس نقلی عبادت کو زیادہ مقدار میں ادا کرنا اور شرع نے جو مقرر کر دیا۔ اس پر محدود نہ کرنا درست ہے۔ (۳) سنت وضو کی دو رکعتیں طویل فاصلہ ہو جانے سے ساقط ہو جاتی ہیں نووی کا قول کتاب زیادة الروضہ میں موجود ہے۔ وہ اس کا

باب: جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب

اور اس کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا

اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا

اور پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیت دُعا کی گھڑی

اور

نماز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین

۲۱. بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ

وَجُوبِهَا وَالْإِعْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطْيِبِ

وَالْتَبَكُّيرِ إِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ وَبَيَانِ

سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اكْتِفَارِ

ذِكْرِ اللَّهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ

فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ  
وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَبِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾  
میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ  
تم کامیاب ہو جاؤ۔“ (الجمعة)

[الجمعة: ۱۰]

**حل الآيات:** قضيت الصلاة: نذکر نماز سے فارغ ہو جاؤ یعنی نماز جمعہ۔ فانتشروا فی الارض: اپنی ضرورت کو پورا  
کرنے کے لئے منتشر ہو جاؤ۔ وابتغوا من فضل اللہ اللہ تعالیٰ کا رزق ڈھونڈو خریدو فروخت اور جائز ذرائع سے۔

۱۱۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ  
عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: فِيهِ خُلِقَ آدَمُ،  
وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ.  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر دن جس میں سورج  
طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا  
کئے گئے، اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے  
نکالے گئے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجمعة، باب فضل یوم الجمعة۔

**فوائد:** (۱) تمام دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے عظیم کام پیش آئے۔ (۲) حضرت آدم  
علیہ السلام جو تمام انسانوں کی اصل ہیں وہ اس میں پیدا ہوئے۔ (۳) اکرام کے طور پر جنت میں اسی دن داخل کیا گیا۔ (۴) اسی طرح  
ن کو خلافت ارضی کے لئے زمیخ میں جمعہ کے دن اتارا گیا۔ آپ کے اترنے کی وجہ سے ان کی اولاد دہوئی اور اس میں انبیاء علیہم السلام  
اور نیک لوگ ہوئے۔ (۵) اس دن میں نیک عمل پر آمادہ کیا گیا اور اپنے آپ کو ان اعمال کے لئے تیار کرنے کا حکم ہوا جن سے اللہ  
تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی دور کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس دن میں قیامت آئے گی۔

۱۱۴۹: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
"مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ  
فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ  
الْحَصَى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
حضرت ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:  
"جس نے عمدہ وضو کیا، پھر جمعہ کے لئے آیا، پس غور سے (خطبہ) سنا  
اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ بچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان  
ہوئے، وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے  
ننگریوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجمعة، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة

**اللُّغَا:** احسن الوضوء: وضو کے آداب و سنن کو بجالایا اور اعضاء کو پورے طور پر دھویا۔ فاستمع و انصت: خطبے کی طرف  
کان لگایا اور خاموش رہا۔ غفر له: چھوئے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ زیادتہ: زائد تین دن بھی اس لئے کہ نیکی کا بدلہ دس گناہ  
ہے۔ مس الحصى: ننگریوں سے کھیلا۔ لغی: اس نے قابل مذمت فعل کیا۔ یہ لفظ لغو ہے۔ ہر باطل کلام کو کہتے ہیں اور ایسی چیز جس  
میں کوئی فائدہ نہ ہو۔



**ہوائند:** (۱) جمعہ کی فضیلت اور یہ کہ اس سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲) گھر میں وضو کر کے پھر نماز کے لئے آئے یہ مستحب ہے۔ (۳) وعظ و نصیحت کو سمجھنا خاموش رہنا اور عبادت کی طرف قلب و اعضاء دونوں سے متوجہ ہونا چاہئے۔ (۴) خطبہ کے دوران عبث و لغو کلام اور ہر ایسی چیز جو ذہن و دل کو متوجہ کر دے اس سے بچنا چاہئے۔

۱۱۵۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :  
 "الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ"  
 وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ 'مُكْفِرَاتُ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَبَيْتِ الْكَبَائِرُ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
 ۱۱۵۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو بخشے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الطہارۃ باب الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة

**اللَّخَائِذُ:** الصلوات الخمس: فرض نمازیں۔ الجمعة: نماز جمعہ رمضان روزہ رمضان۔ فکفرات: گناہوں کی بخشش اور مٹانے کا سبب۔ مابین هن: ان نمازوں کے دوران وقت میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اجتبت الكبائر: وہ کبیرہ گناہ چھوڑے۔ یہ کبیرہ کی جمع ہے ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جسے عذاب کی وعید ہو یا سخت انداز سے روکا گیا ہو۔

**ہوائند:** (۱) فرض نمازوں، نماز جمعہ، روزہ رمضان کی فضیلت ذکر کی گئی جو ان کو لازم پکڑے گا اللہ تعالیٰ گناہوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جو تشریش اس سے ہو چکیں وہ بخش دی جائیں گی۔ (۲) وہ گناہ جو اعمال صالحہ سے بخشے جاتے ہیں وہ صغیرہ ہیں۔ کبیرہ کے لئے تو یہ ضروری ہے۔ اس موضوع پر پہلے لکھا جا چکا۔

۱۱۵۱ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مِنْبَرِهِ : 'لَيْسَ فِيهِنَّ أَقْوَامٌ عَلَى وَدَعِيهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَحْتَمَنَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ  
 ۱۱۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: ”کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں میں شمار ہوں گے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی ابواب الجمعة باب تغليظ فی ترك الجمعة

**اللَّخَائِذُ:** و هو على المنواد منبره: وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اعداد: عود اس سے میز کی لکڑیاں مراد ہیں۔ اقوام: جمع قوم مراد اس سے مناق ہیں۔ وادعهم: چھوڑنا۔ ليعتمن: ضرور مہر لگا دے گا۔ والمعنى: مطلب یہ ہے کہ ان پر ہمیشہ کفر کا حکم لگ جائے گا۔ الغافلین اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والے۔  
**ہوائند:** (۱) نماز جمعہ کو چھوڑنے پر سخت ڈرایا گیا۔ اس کو نفاق کی علامت اور ہلاکت میں وارد ہونے کا سبب قرار دیا۔

۱۱۵۲ : وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : 'إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ  
 ۱۱۵۲: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے

الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ“ متفقٌ عَلَيْهِ۔  
تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة والاذان والشهادات و مسلم فی اول كتاب الجمعة۔

**اللَّحَائِثُ:** جاء: حاضر ہونا چاہا۔ فليغتسل: جنابت میں جو غسل لازم کیا گیا وہ غسل کرے۔

۱۱۵۳: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ“ متفقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔“

(بخاری و مسلم)

**الْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ:** الْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَوُجُوبُ اخْتِيَارٍ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِبَصَاحِهِ حَقِّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔  
بِالْمُحْتَلِمِ سے مراد بالغ ہے اور بِالْوُجُوبِ سے مراد اختیار ہے جیسے کوئی آدمی اپنے دوست کو کہے تیرا حق مجھ پر لازم ہے۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة الغسل من النساء والصبيان والاذان والشهادات و مسلم فی الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة على كل بالغ من الرجال۔

**اللَّحَائِثُ:** واجب: ضروری ہے۔ محتلم: جو قریب البلوغ ہو جائے خواہ مذکر ہو یا مؤمن۔

۱۱۵۴: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهَا وَنَعِمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالغسل أفضل“  
حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا، تو غسل بہت فضیلت والا ہے۔“ (ابوداؤد و ترمذی)  
حسن۔ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه ابوداؤد فی الطهارة، باب فی الغسل يوم الجمعة و الترمذی فی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی الوضو يوم الجمعة۔

**اللَّحَائِثُ:** فيها ونعمت: رخصت کو اختیار کرنا چاہئے اور وضو کی یہ رخصت بہت خوب ہے۔

**فوائد:** (۱) جمعہ کے دن غسل سنت مؤکدہ، جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ دوسروں نے کہا کہ واجب ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث کو دلیل بنایا کہ اس میں واجب کا لفظ آ رہا ہے مگر جمہور نے دوسری روایت کو اور انہوں نے کہا امر سے مراد استحباب ہے اور واجب سے اس کی تاکید مقصود ہے اور اس کی دلیل آپ کا یہ قول کہ جس نے وضو پراکتفاء کیا اس نے بھی اچھا کیا اگر غسل واجب ہوتا تو ترک غسل پر تعریف نہ کی جاتی۔ ارشاد نبی اکرم ﷺ فالغسل افضل کہ غسل افضل ہے۔ یہ بھی زوہب اور زائد فضیلت پر دلالت

کرتا ہے۔ (۲) یہ ان کے لئے سنت مؤکدہ ہے جن کو جمعہ میں حاضری ضروری ہے جن کے لئے جمعہ کی حاضری واجب نہیں ان کے لئے غسل سنت نہیں۔ البتہ اگر وہ حاضری جمعہ کا ارادہ کریں تو پھر اس کے لئے بھی سنت ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز کا وقت ہونے پر ختم ہو جاتا ہے البتہ جمعہ کی نماز کے قریب غسل کرنا افضل ہے۔

۱۱۵۵: وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَدْهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفْرِقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يَصِلُ مَا كَتَبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہو سکتا ہے پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگاتا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا، پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب الدھن للجمعة، باب لا یفرق بین اثنتین یوم الجمعة اللّٰحِقَاتِ: ما استطاع من طهر: غسل یا وضو سے جس قدر ہو سکے طہارت حاصل کرے۔ دھنہ: خوشبو لگائی۔ طیب بیتہ: اس کے گھر والوں کا عطر وغیرہ۔ لا یفرق: وہ گردنوں کو پھلانگ کر نہیں جاتا۔ یہ جمعہ کی طرف جلد جانے اور کسی کو ایذا نہ دینے سے کتنا یہ ہے۔ ما کتب له: جو اس کے لئے مقدر یا اس پر فرض ہے۔ تکلم الامام: خطبہ دیا۔

حوادث: (۱) نماز جمعہ کے لئے طہارت و نظافت میں مبالغہ مستحب ہے (۲) اسی طرح عمدہ پاکیزہ مہک کا ہونا بھی مستحب ہے تاکہ وہ بدبو جو زیادہ لوگوں کے جمع ہونے سے آہتی ہے اس سے حفاظت رہے۔ یہ اسلام کے آداب اور خوبیوں میں سے ہے۔ (۳) جمعہ کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا۔ کسی کو ذرہ بھر ایذا دینے سے منع کیا گیا۔ (۴) مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں۔ (۵) خطبہ جمعہ کو خاموشی سے سنا چاہئے۔

۱۱۵۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَانَ مِثْلَ قُرْبٍ بَدَنَةٍ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَ مِثْلَ قُرْبٍ بَقَرَةٍ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّلَاثَةِ فَكَانَ مِثْلَ قُرْبٍ كَبُشًا أَقْرَبَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ مِثْلَ قُرْبٍ دَجَاجَةٍ، وَمَنْ

۱۱۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی۔ جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سینگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور تقرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں تو گویا اس

رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْعَامِسَةِ فَكَانَتْ قَرَبَ  
بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ  
يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ "متفق عليه۔  
قَوْلُهُ "غُسْلُ الْجَنَابَةِ" أَيُّ غُسْلًا كَغُفْلٍ  
الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ۔

نے اٹھا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان لگاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

غُسْلُ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور صفائی والا ہو۔

**تخریج:** اخرجه البخاری فی الجمعة، باب فقل الجمعة و مسلم فی الجمعة، باب الطیب و اسواک یوم الجمعة  
**اللَّخَائِذُ:** راح: گیا۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صدقہ کیا۔ بدنة: ایک اونٹ خواہ مذکر ہو یا مونث۔ کبشا: دنبہ، اقرن: سینگوں والا یہ صفات اس لئے بیان کیں کہ ایسی صفات والا جانور خوبصورت نظر آتا ہے۔ خوج الامام: خطیب منبر پر بیٹھے حضرت الملائکہ: اس سے مراد وہ فرشتے جو جمعہ کے لئے جلدی آنے والوں کے نام درج کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خطبہ کے وقت کھنا ترک کر دیتے ہیں۔ الذکور بصیحت۔

**قَوَائِد:** نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے جو آدمی جتنا زیادہ جلدی جاتا ہے اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جاتا ہے اور جلدی کا یہ حکم نماز جمعہ کے ثواب سے زائد ہے اور یہ ثواب خطیب کے منبر پر چڑھ جانے تک رہتا ہے۔ (۲) جمعہ میں بے شمار فوائد اور اسرار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ملائکہ جن کے ساتھ کیمن لازم اور رحمت ان کی موافقت کرنے والی ہے۔ وہ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۳) جمعہ کے غسل کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ وہ غسل جنابت کی طرح تمام جسم کو شامل ہو اور قربت الہی کی خاطر کیا جائے۔ اگر اس نے جنابت کا غسل کیا اور رفع حدیث کی نیت کے ساتھ غسل جمعہ کا ثواب سے مل گیا اور اس نے سنت کو بھی پورا کر دیا۔

۱۱۵۷: وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ فَانِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" وَأَشَارَ بِبِيَدِهِ يُقَلِّبُهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا: "اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جو مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے، اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرمادیتے ہیں اور آپ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** اخرجه البخاری فی الجمعة، باب اساعة امتی فی یوم الجمعة و الادعوات و مسلم فی الجمعة، باب فی الساعۃ امتی فی یوم الجمعة

**اللَّخَائِذُ:** ذکر یوم الجمعة: آپ نے جمعہ کے فضائل و محاسن بیان فرمائے۔ یوافقها: پالینا آمانا سانا کرنا۔ یصلی: نماز پڑھنا اس میں غالب حالت کو بیان کیا۔ قبولیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے خواہ نماز کے علاوہ اور کسی کار خیر میں مصروف ہو۔ شیناً: حلال اور خیر کی کوئی چیز۔ یقللها: وضاحت فرما رہے تھے کہ وہ تھوڑا وقت اور معمولی گھڑی ہے۔

**قوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جمعہ کے دن کی ایک گھڑی کو خاص کیا اور وہ خفیف سی گھڑی ہے۔ (۲) جمعہ کی عبادت خوب کرنی چاہئے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑانا چاہئے شاید وہ اس گھڑی کو پالے۔

۱۱۵۸ : وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَسْمَعْتُ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تَقْضَى الصَّلَاةُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۵۸: حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب فی الساعة التي فی يوم الجمعة

**التحذیر:** شان: حالت یا وقت۔ ساعة الجمعة: قبولیت کی گھڑی۔ یحبس الامام علی المنبر: امام منبر پر بیٹھے۔ لقضی: ختم ہونا۔ پورا ہونا۔

**قوائد:** (۱) قبولیت کی گھڑی خطبہ اور نماز کے درمیان ہے یہ اس وقت کے متعلق صحیح ترین قول ہے۔ اس لئے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے مناسب یہ ہے کہ اس وقت کے دوران پورے حضور قلب اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۱۱۵۹ : وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاتَّكِرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۱۵۹: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ دور بھیجا کرو۔ پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابو داؤد نے صحیح سند سے بیان کیا۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الطهارة، باب فی الغسلي يوم الجمعة.

**قوائد:** آپ ﷺ پر درود بھیجنے میں کثرت کا حکم دیا تاکہ اس کا اجر و ثواب جمعہ کے دن میں اکثر و افضل ہے کیونکہ اعمال صالحہ زمانے اور مکان کی شرافت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ (۲) امت کے اعمال آپ کی تکریم اور امت کی تشریف کے لئے آپ پیش ہوتے ہیں تاکہ ان کے لئے استغفار فرمائیں اور مزید رحمت طلب فرمائیں۔ (۳) درود شریف سب سے افضل درود براہیسی ہیں۔ اس لئے کہ ان الفاظ کا اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا اور اس کی تعلیم دی۔

باب: ظاہری نعمت کے ملنے

یا

ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا استحباب

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام غزوہ راء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ پس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا، پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

۲۱۱: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ

الشَّجَرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ

أَوْ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

۱۱۶۰: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ غَزْوَرَاءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَتْ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَّهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: "إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا. ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب سجدہ الشکر

اللُّغَاتُ: غَزْوَرَاءُ: مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ نزل: چلنے سے رک گئے اور اپنی اونٹنی سے اترے۔ ساعۃ: زمانے کا کچھ حصہ۔ فخر: ساجد سجدے کے ارادہ سے خوشی کے ساتھ نیچے جھکے۔ مکث: سجدہ کچھ دیر کے۔ شفاعۃ لامتی: میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔ شفاعت قرب تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سجدہ شکر مستحب ہے جب کہ کوئی نعمت خود کو یا دوسرے کو حاصل ہو۔ (۲) جب کوئی مصیبت ٹل جائے یا کسی دوسرے سے دور ہو یا ایک سجدہ جو طویل ہونا چاہئے۔ (۳) اس سجدہ کے ارکان نیت، تکبیر، تکبیر تحریمہ، سجدہ اور سلام ہیں یہ شوافع کے نزدیک ہے اور احناف کے ہاں یہ سجدہ دو تکبیروں کے درمیان ہے اور نماز سے باہر اس کو ادا کریں گے۔ نماز کے اندر یہ جائز نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر اس کو نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۴) جب بھی نعمت جدیدہ میسر ہو اس سجدہ کو بار بار کرے۔ یا جب مصیبت ہو تو بار بار کرے۔ جس طرح کہ دعا کے لئے کھڑا ہونا اور دعا کے دوران ہاتھوں کا آسمان کی طرف اٹھانا مستحب ہے۔ (۵) آپ اپنی امت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور شفقت برتتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان کس قدر آپؐ اور آپؐ کی امت پر تھا۔

## ۲۱۲: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾  
[الاسراء: ۷۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [المسجد: ۱۶]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ [الذاريات: ۱۷]

## باب: قیام اللیل کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپ کے لئے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ان کے پہلو خواب گا ہوں سے الگ رہتے ہیں۔“ (السجدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔“

حل الآيات: (۱) فتهجد به: قرآن کے ساتھ قیام کرو۔ تہجد کا معنی نیند کو چھوڑنا ہے۔ نافلة: تیرے ثواب میں اضافہ کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔ بعض نے کہا یہ زائد فرض ہے۔ آپ پر فرض ہے مگر امت پر نہیں۔ تنجافی: اٹھ جاتی اور در رہ جاتی ہے۔ المضاجع: جمع مضجع خواب گاہ مراد اس سے رات کو نماز پڑھتے اور قیام کرتے ہیں۔ آیت کا تمہ یہ ہے ھیدعون ربهم خوفا وطمعا ومما رزقناهم ينفقون۔ خوفا: یعنی اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کے ثواب کا طمع کرتے ہوئے۔ يهجعون: وہ سوتے ہیں یہ لفظ الھجوع سے ہے اور وہ نیند کو کہتے ہیں۔ آیت میں نیکی کرنے والے متقین کی تعریف کی گئی۔

۱۱۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“ (بخاری و مسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

۱۱۶۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَعَنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: فی باب المجاہدہ رقم ۹۸/۵ ملاحظہ فرمائیں۔

اللَّعَانَاتُ: یقوم: وہ نماز پڑھتا ہے۔ من اللیل: رات کے کسی حصہ میں۔ تتفطروا: پھٹ جاتے۔ یہ آپ کے کثرت قیام کی طرف اشارہ ہے اور عبادت کی عادت مبارک کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں آپ سے آپ کے اس فعل کی حکمت دریافت کی گئی ہے۔ شکوراً: یہ شکر کا مبالغہ ہے اور شکر اعترافِ نعمت کو کہتے ہیں اور نعمت کے حق کی ادائیگی میں پوری محنت صرف کرتا۔

ھوآشد: (۱) رات کے وقت کثرت قیام کی طرف ترغیب دلائی گئی اور عبادت کی عادت اس طرح ڈالنی چاہئے جیسے آپ کی نماز تھی۔ (۲) رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے شکر یہ کی عمدہ دلیل ہے کیونکہ اس میں نفس کا مجاہدہ ہے۔ نفس کو اس کی ناپسندیدہ چیز پر آمادہ کرنا اور جس سے اس کو لذت ملتی ہے اس کے چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے۔

۱۱۶۲: وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ: "أَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۱۶۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے اور فاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

طَرَفَهُ: رات کو آنا۔

"طَرَفَهُ": آتاہ لیلًا۔

**تخریج:** اخرجہ البخاری فی التہجد، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل و النوافل من غیر ایجاب و الاعتصام و التوحید و التفسیر و مسلم فی المسافرین، باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح اللیل الخ: الا یہ حرف عرض کے لئے ہے۔ تصلیان: قیام لیل کرتے ہو۔  
**فوائد:** (۱) قیام لیل کے لئے دوسرے کو جگانا اور اس میں جو فضیلت ملتی ہے اس پر متنبہ کیا گیا ہے۔

۱۱۶۳: وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۱۶۳: حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عبد اللہ بہت خوب آدمی ہیں، کاش کہ وہ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوتا"۔ سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبد اللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** اخرجہ البخاری فی فضائل الصحابة، باب مناقب عبد اللہ بن عمر و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

**اللغات:** قال: آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عمر کا خواب آپ کی خدمت میں ذکر کیا۔ لو کان یصلی: میری تمنا یہ ہے کہ وہ رات کا قیام کرے تاکہ اس کا مرتبہ اور بڑھ جائے، یہاں لو شرطیہ نہیں ہے۔  
**فوائد:** (۱) قیام لیل کی فضیلت مزید ذکر فرمائی۔ اس پر آمادہ کیا گیا اور بتلایا کہ یہ کمال کے مراتب میں سے ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراتب کمال کی طرف کس قدر جلد سبقت کرنے والے تھے۔ (۳) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۴) جس کے متعلق خود ستائی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کی تعریف کرنا جائز ہے۔ اپنے متعلق اور دوسرے کے متعلق خیر و فلاح کی تمنا کرنا اور اس پر آمادہ کرنا چاہئے۔

۱۱۶۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ!  
 ۱۱۶۴: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبد اللہ تو فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا قیام



كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ“ مُتَّفَقٌ  
جھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم) عَلَیْہِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل و باب من نام عند السحر و فی الصوم و مسلم فی الصیام، باب النهی عن صیام الدهر۔

**التَّلَاوُذُ:** یقوم اللیل برات کے کسی حصہ میں تہجد پڑھتا ہے۔ فلان ذات سے کنایہ ہے اور پوشیدہ رکھنے کے لئے مبہم رکھا گیا۔  
**فَوَاسِدُ:** (۱) قیام لیل پر مواظبت مستحب ہے۔ اعمال صالحہ پر مداومت کرنی چاہئے۔ جن اعمال خیر کی عادت ہو ان کو منقطع کرنے سے نفرت دلائی گئی۔ (۲) تھوڑی مقدار میں دوائی عمل کبھی کبھار کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔ (۳) محنت و کوشش کرنے والوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور کوتاہی والوں کے پیچھے نہ لگنا چاہئے۔

۱۱۶۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَے روایت ہے  
قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً  
كَه نَبِيٍّ أَرْمَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو  
حَتَّى أَصْبَحَ، قَالَ: "ذَلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانَ  
رات سے صبح تک سوتا رہا۔ آپ نے فرمایا: "وہ ایسا آدمی ہے  
فِي أُذُنَيْهِ - أَوْ قَالَ أُذُنِهِ -  
کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاپ کر دیا  
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی التہجد، باب اذا قام و لم یصل بال الشیطان فی اذنه و بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده و مسلم فی صلاة المسافرين، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی اصبح  
**التَّلَاوُذُ:** اصبح: فجر طلوع ہوتی۔ بال الشیطان: شیطان پیشاپ کر دیتا ہے۔ بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا جبکہ دوسروں نے اس کو تسلط شیطان سے کنایہ قرار دیا اور پھر ایسی جگہ میں قابو پالینا جب کہ وہ قضاء حاجت میں مشغول ہو یہ انتہائی توہین و تذلیل پر دلالت کرتا ہے۔ او کا لفظ یہ راوی پر شک ہے۔

**فَوَاسِدُ:** (۱) رات کا قیام ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ شیطانی حرکت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی اس وقت ہوتی ہے جبکہ اللہ کا دشمن شیطان انسان کے خواہش و نفس پر اس قدر غلبہ و تسلط حاصل کر لیتا ہے کہ واجبات تک کی ادائیگی میں حائل ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
حَضْرَتِ ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يُعْقَدُ الشَّيْطَانُ عَلَيَّ  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے  
قَافِيَةَ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ -  
کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گرہ پر یہ دم پڑھتا ہے  
يَضْرِبُ عَلَيَّ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ  
عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہو کر اللہ کو یاد کر لیا تو ایک  
قَارُقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَطَ فَذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى  
گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی  
أَحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنِ تَوَضَّأَ أَحَلَّتْ عُقْدَةٌ،  
ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور

فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةُ كُلِّهَا فَاصْبَحَ نَشِيطًا  
طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ  
كَسْلَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وہ خوش باش پاکیزہ نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح بد حالی  
اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

”قَافِيَةُ الرَّأْسِ“ : آخرؤ۔  
”قَافِيَةُ الرَّأْسِ“ : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

**تخریج:** اخرجہ البخاری فی التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس، و بدء الخلق و مسلم فی صلاۃ  
المسافرین، باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع

**الذَّخَائِرُ:** یعقد: یہ عقد سے ہے پختہ باندھنے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہاں حقیقت مراد ہے اور اس صورت میں یہ عقد سحر کی قسم  
سے ہے جو کہ محور پر اثر انداز ہو کر اس کو قیام لیل سے روک دیتا ہے۔ بعض نے کہا یہ نیند سے بوجھل ہونے اور قیام سے باز رہنے سے  
کننا یہ ہے۔ قافیۃ: گردن کا پچھلے حصہ، بعض نے کہا سر کا پچھلا حصہ۔ اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ وہم کا مقام ہے اور  
انسانی قوی میں سب سے زیادہ انسان کا مطیع کا ہے۔ یضروب: وہ کہتا ہے۔ علیک تمہارے لئے باقی ہے۔ فارقد: یہ لفظ تو دو سے  
ہے۔ اس کا معنی نیند ہے۔ یعنی تو سو جا۔ طیب النفس: راضی خوشی۔ خبیث النفس: بوجھل پن اور بد حالی کے ساتھ۔

**فوائد:** (۱) شیطان واقعہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مومن فعل خیر سے باز رہے۔ رات کے قیام کا ترک یہ شیطان کی بابت قبول کرنے اور  
اس کے سامنے سرخم کر دینے کے مترادف ہے۔ (۳) ذکر دعا اور قیام لیل پر اس روایت میں آمادہ کیا گیا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی  
عبادت اور یاد نفس میں نشاط اور سینے میں انشراح پیدا کرتی ہے، سستی اور پریشانی کو عبادت دور کرتی ہے، دکھ اور رنج اس سے دور ہو جاتا  
ہے۔ اس وجہ سے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے دوسرے جنم لیتی ہیں۔ (۵) اطاعت کے انجام دینے پر  
مومن خوش ہوتا ہے اور فضل و کمال کے درجات میں کوتاہی اور کمی رہ جانے پر آزرہ ہوتا ہے۔

۱۱۶۷ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِيَّهَا النَّاسُ افْشُوا  
السَّلَامَ ، وَأَطِمْعُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ  
وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ  
الْبُرَيْمِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۱۶۷: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! السلام علیکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ  
اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم جنت میں  
سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب صفة القيامة، باب افشوا السلام و اطعموا الطعام

**الذَّخَائِرُ:** افشوا: پھیلاؤ اور شائع کرو۔ صلوا باللیل: تہجد کی نماز ادا کرو۔ بالسلام: جنت میں داخل سے قبل عذاب سے محفوظ  
کر دیے جاؤ گے۔

**فوائد:** (۱) جس نے ان امور کو لازم پکڑا اور اس کی عادت بنائی اس کو بشارت دی گئی ہے۔ (۲) رات کو نماز تہجد قیامت کے دن  
نجات کے ذرائع میں سے ہے کیونکہ اس میں نفس رضائے الہی کے لئے نیند کی لذت سے محروم رہتا ہے۔

۱۱۶۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم

**اللَّحَائِش:** شہر اللہ المحرم: محرم میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی رضافت تشریف کے لئے ہے۔ افضل الصیام: نفل روزوں میں افضل۔

**فوائد:** (۱) نفل کی افضل نماز رات کی نماز ہے کیونکہ وہ سکون کا وقت ہے اور اس میں خشوع عمل ریا کاری سے دور ہے۔ (۲) محرم کے نفل روزے پر آمادہ کیا گیا۔ (۳) محرم کے مہینے میں روزے پر آمادہ کیا گیا۔

۱۱۶۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا خِفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۹: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی التہجد، باب صلاة اللیل مثنی مثنی و التوتیر رکعتہ من آخر اللیل۔

**اللَّحَائِش:** مثنی مثنی: دو دو رکعت۔ خفت الصبح: مجھے صبح کے طلوع کا خدشہ ہوا کیونکہ اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو چکے تھے۔

۱۱۷۰: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُوتِرُ بِرُكْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۰: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے اور فرماتے، اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** انظر فی باب تخفیف رکعتی الفجر رقم ۱۱۰۸/۳

**فوائد:** رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو دو رکعت ہو پھر ایک رکعت سے ان کو ختم کرے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا صحیح مذہب ہے۔ (۲) تہجد وتر سے حاصل ہوتی ہے۔ تہجد نیند کے بعد پڑھے جانے والے نفل ہیں۔

۱۱۷۱: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقِطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى

۱۱۷۱: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ

نظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَفْطُرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

رہیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد و الصیام، باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افطارہ

اللَّخَائِذِ: یفطر من الشهر: مسلسل افطار فرماتے۔ یصوم: مسلسل روزے رکھتے۔ لا تشاء: تو پسند نہیں کرتا۔

ہوائند: نقلی عبادت پر آمادہ کیا گیا خاص کر تہجد اور نقلی روزے۔ مگر اس میں میانہ روی اختیار کرے تاکہ واجب حقوق میں کمی و کوتاہی نہ ہو۔ (۲) افضل یہ ہے کہ کسی بھی رات کو قیام کے لئے اور بعض ایام کو روزہ کے لئے متعین نہ کرے تاکہ عادت بن کر مخالفت نفس کی مشقت کم ہو جائے اور ثواب کم ملے۔

۱۱۷۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: كَانَ يَصَلِّيُ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۷۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے، یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّخَائِذِ: من ذلك: مذکورہ رکعات سے۔ یو رکع: دو رکعت پڑھے۔ یہ صبح صادق کے طلوع کے بعد پڑھے۔ اس کی دو سنتیں ہیں۔ شقہ اس کی جانب پہلا پر۔ المنادی: موذن: وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہوائند: نماز میں طویل سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ بندہ سجدہ میں بارگاہ الہی کے سب سے زیادہ قریب اور عاجزی اور ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے سجدہ غیر اللہ کو جائز نہیں۔ (۲) فجر کی دو رکعت کے بعد فرض سے پہلے لیٹنا اپنے نفس کو قبر کا لیٹنا یاد دلانے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ خشوع فی الصلوٰۃ کا حصہ ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ نمازیوں کی ایذا کا باعث نہ ہو جس طرح بعض لوگ مساجد میں لیٹنے کی حرکت کرتے ہیں یہ نامناسب ہے۔ اس عمل کو کرنا گھر میں افضل ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فعل مبارک تھا۔

۱۱۷۳: وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ - فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ -

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت

سے اضافہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن و طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے ان کے بھی حسن و طوالت کا مت پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“ (بخاری و مسلم)

عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَبْلَ أَنْ تَوْتِرَ فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی التہجد، باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی صلاة المسافرین، باب صلوة اللیل و عدد رکعات صلی اللہ علیہ وسلم۔

**الفتاویٰ:** لا تسال ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے سوال کی ضرورت نہیں۔ حسنہن: ان کا حسن اس طور پر کہ وہ نماز کے مطلوبہ آداب پر مشتمل تھیں۔ تو تہو، وتر پڑھے۔ ولا ینام قلبی: میرا دل غافل نہیں ہوتا اس طرح کہ نیند کا غلبہ ہو جائے اور وقت کے فوت ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکوں۔

**فوائد:** (۱) رات کی نماز کا قیام پورے آداب کے ساتھ طویل ہونا چاہئے اور یہ طوالت تمام رکعات میں ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ شروع میں نشاط اور آخر میں سستی اختیار کرے۔ (۲) مذہب شافعی رحمت اللہ میں وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں اگر کسی شخص نے نیند کے بعد ان کو ادا کیا تو اس نے تہجد کا ثواب پایا۔ (۳) اس آدمی کو وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے جسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ فجر سے پہلے ضرور جاگ جائے گا اور جس کو ایسا اعتماد نہ ملا اس کو وتر سے پہلے نیند مکروہ ہے۔

۱۱۷۴: وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ آخِرَهُ لِيُصَلِّيَ -  
۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے جھے میں سوتے اور پچھلے جھے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی التہجد، باب من نام عند السحر و مسلم فی صلوة المسافرین، باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

**فوائد:** (۱) ساری رات قیام مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ قیام کرے اور ایک حصہ سو جائے تاکہ نفس میں اکتاہٹ اور جسم میں تھکاوٹ پیدا نہ ہو۔ افضل یہ ہے کہ قیام رات کے آخری حصہ میں ہوتا کہ عبادت کے لئے خوب نشاط ہو۔

۱۱۷۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوْءٍ، قِيلَ: مَا

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے

هَمَمْتُ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ مَتَّقٌ عَلَيْهِ۔  
پوچھا گیا کس چیز کا ارادہ کیا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب طول القیام فی صلوة اللیل) و مسلم فی صلوة المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوة اللیل

اللَّحَائِشُ: صلیت: نماز تہجد۔ اجلس و ادعه: میں نے جدائی کی نیت کر لی اور اسیے نماز پوری کر لوں۔

ہوا شد: (۱) رات کو نقلی نماز کی طوالت بیان کی گئی ہے۔ (۲) مطلق نماز نفل میں جماعت جائز ہے۔ (۳) امام کی اقتداء اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک دل سے پختہ ارادہ نہ کر لے۔ (۴) امام اگر طویل قراءت کرے تو اس سے الگ ہونا جائز ہے۔

۱۱۷۶: وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْتَحَ الْبُقْرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّيُ بِهَا فِي رُكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ انْفَتَحَ النَّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ انْفَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا بِقُرْآنٍ مُتَرْتِلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعْوِذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِينًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِينًا مِنْ قِيَامِهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپ نے سورۃ بقرہ شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے پھر آپ نے (سورۃ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر ہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ آپ کا رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ..... کہا پھر ایک طویل قومہ فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا اور یہ پڑھا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوة اللیل وانظرہ فی باب المجاہدة

رقم ۱۰۲/۴

اللَّحَائِشُ: فافتح البقرة: فاتحہ کے بعد بقرہ شروع کی۔ فاتحہ کا ذکر سامع کے فہم پر اعتماد کر کے چھوڑ دیا۔ مضی: قراءت جاری رکھی۔ یصلی بہا فی رکعتہ: اس کو ایک رکعت میں پڑھا۔ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ شرح مسلم تقسیم کر دیں گے اور دو رکعتیں پڑھیں گے۔ رکعت کا لفظ بول کر مکمل نماز یعنی دو رکعتیں مراد ہیں اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ بعد والا کلام منظم ہو

جائے۔ برفع بھا اس کو مکمل کر کے رکوع کرے۔ متوسلاً: حروف کو تریل سے پڑھتے اور ہر حرف کو اس کا تجوید والا حق دیتے۔ فیہا تسیح: تسیح کا حکم دیا۔ سبح: سبحان اللہ کہا۔ بسوال: ایسی آیت کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کا ذکر ہے۔ یتعوذ: ایسی آیت جس میں ایسی چیز کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ یا تعوذ کا حکم دیا گیا۔ لبھل: شروع ہوئے۔ نحواً: قریباً

**فوائد:** (۱) رات کی نماز کی طوالت اور اس کا حسن ذکر کیا گیا۔ (۲) یہ جائز ہے کہ دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھے جو پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی سورۃ سے پہلے ہو جس طرح کہ ان کا ایک رکعت میں پڑھنا جائز ہے۔ (۳) بعض نے اس کو منع کیا اور کہا یہ ترتیب توفیقی سے پہلے کی بات ہے۔

۱۱۷۷ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۱۷۷ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ”کون سی نماز افضل ہے؟“ فرمایا: طویل قیام والی۔ (مسلم)

قَالَ: ”طَوَّلُ الْقَنُوتِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
المُرَادُ بِالْقَنُوتِ: الْقِيَامُ۔  
قنوت سے مراد قیام ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب افضل الصلوة طول القنوت

**فوائد:** نماز میں رکوع اور سجود کو طویل کرنے کی بہ نسبت طویل قیام افضل ہے کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور وہ افضل ترین اذکار میں ہے۔

۱۱۷۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عمرو بن العاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفل نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۷۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عمرو بن العاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام و الانبياء۔ و مسلم فی الصيام، باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرر به و بیان تفصیل صوم یوم و افطار یوم۔

**الترغیب:** احب الصلوة: پسندیدہ اور ثواب میں بڑھ کر مراد صلاۃ اللیل سے قیام لیل ہے۔ احب الصيام: مطلقاً نفل روزے ہیں۔

**فوائد:** (۱) ساری رات کا قیام مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کے روزے سوائے ایام عید اور ایام تشریق کے مکروہ ہیں۔ ایسے آدمی کے لئے جس کو نقصان کا خطرہ یا حق واجب یا مستحب کے فوت ہونے کا خدشہ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا صام من صام

الابد۔ اس کے روزے نہیں جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ قیامِ وصیام اسی سنت طریقے پر ہوں۔ جو مذکور ہوا۔

۱۱۷۹ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِنَّ لِي  
اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ  
اللَّهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا  
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۱۷۹ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرمادیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب فی اللیل ساعة مستحب فیہا الدعاء۔

الذخائر: الساعة: ایک گھڑی۔ یوافقها: موافق ہو جائے۔ رجل: مرد اور عورت۔

قوائد: (۱) رات کی ساعات میں سے کسی بھی گھڑی میں قیام پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) ہر رات قبولیت کی گھڑی بتلائی اور یہ بتلایا کہ وہ جمعہ کے دن کی گھڑی سے زیادہ طویل ہے۔ (۳) حدیث کے اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گھڑی رات کے اخیر اجزاء میں ہے۔

۱۱۸۰ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ  
فَلْيَتَّبِعِ الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ .

۱۱۸۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

۱۱۸۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ  
اللَّيْلِ اتَّبَعَ صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ"  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۸۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

قوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے نمونہ مبارکہ کی اقتداء میں قیام لیل سے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کی جائیں۔ (۲) ان دو رکعتوں سے نیند کا اثر دور ہو جائے اور وہیلا پن ختم ہو جائے۔ (۳) عبادت میں کامل نشاط پیدا ہو جائے۔

۱۱۸۲ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَتْهُ الصَّلَاةُ مِنْ وَجَعٍ أَوْ  
غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً

۱۱۸۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت



ادا فرماتے۔ (مسلم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرین' باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه او مرض۔

اللَّحَائِشُ: او غیرہ: کیا اس کے علاوہ بھی ہے۔ مثلاً اس سے زیادہ اہم میں مصروف ہونا۔

۱۱۸۳: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۳: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرین' باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه او مرض و انظره فی باب المسحافه

على الاعمال رقم ۱۵۴/۲

اللَّحَائِشُ: حیزبہ: قراءت و نماز جس کی عادت انسان نے بنائی ہو۔ حیزب لغت میں حصہ اور پانی کے گھٹا پر وارد ہونے کو کہتے ہیں۔ کتب لہ: اس کے صحیفہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

فَوَائِدُ: (۱) جو عمل خیر رہ جائے اس کے عوض دوسرے وقت میں عمل کر لینا چاہئے۔ (۲) بعض نے نفل کی قضاء کے استحباب پر اس روایت کو دلیل بنایا ہے کہ مطلقاً نفل جس کی عادت ہو جائے اگر رہ جائیں تو اس کو پورا کر لینا چاہئے۔ (۳) اپنے وقت میں نذر کی وجہ سے جو عبادت چھوٹ جائے اور اس کو دوسرے وقت میں ادا کر لیا جائے تو اس کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

۱۱۸۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَقْبَطَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَبْقَطَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۱۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔" (ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة' باب قیام اللیل

اللَّحَائِشُ: ابقط امراتہ: رات کی نماز کے لئے۔ نضح: پانی چھڑکا۔

فَوَائِدُ: (۱) عمل صالح اور عبادت پر تعاون کرنے پر آمادہ کیا (۲) رات کے قیام کے لئے میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کو

جگے اور ایک دوسرے کی مدد کرے تاکہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لئے عبادت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

۱۱۸۵: وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا أَبْقَطَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَا - أَوْ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۱۸۵: حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور پھر وہ دونوں نمازیں پڑھیں یا کٹھنی دور کھینیں وہ پڑھیں تو ان کو ذاکرین اور ذاکرات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ باب قیام اللیل

ہو اند: (۱) اس آدمی کی فضیلت ذکر کی گئی جو اپنی بیوی کو نوافل اور دیگر عبادت کا حکم دے۔ (۲) جو شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر قیام اللیل کرے وہ ان ذاکرین اور ذاکرات میں سے شمار ہوگا جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا﴾ بالایۃ۔

۱۱۸۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَعْفِرُ فَيَسِبُّ نَفْسَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"

۱۱۸۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو بھی نماز میں اونگھ آجائے اسے چاہئے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے اور جب تم میں سے ایک اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کر رہا ہو مگر اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الوضوء و مسلم فی صلاة المسافرين؛ باب امر من نعس فی صلاته بان یوقد

اللغزات: نعيس: یہ نعاس سے ہے۔ اونگھ اس کی علامت یہ ہے کہ حاضرین کی کلام سے مگر اس کا معنی نہ سمجھے۔ یذہب یستغفر: استغفار کا ارادہ کرے۔ فیسب نفسه: اپنے آپ کو برا کہنے لگے بوجہ اونگھ کے غلبہ کے۔

۱۱۸۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعَجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرْ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک رات کو بیدار ہو جائے۔ پھر اس کی زبان پر مشکل ہو گیا اور اس نے نہ جانا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين؛ باب امر من نعس فی صلاته - و استعجم عليه القرآن۔

اللَّغَائِثُ: فاستمعجم: اس طرح ہو جائے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے اور کلام اس پر مشتبہ ہو جائے۔ فلیضطجع: پس وہ لیٹ جائے سو جائے۔

ہوائند: (۱) رات کی نماز نشاط کی حالت میں سمجھنے کی قدرت کے ساتھ اور خشوع و حضور قلب سے ادا کرنی چاہئے۔ (۲) تہجد کی فضیلت اونگھ سستی کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس حالت میں نماز مکروہ ہے۔ (۳) جس پر اونگھ غالب ہو جائے اور وہ رات کو قیام کر رہا ہو تو وہ تھوڑا سا سو جائے تاکہ چستی لوٹ آئے۔ (۴) اونگھ پر ہی ہر ایسے مشغلے کو بھی قیاس کریں گے جو خشوع اور حضور قلب میں رکاوٹ ہو۔ پس ایسی مشغولیت سے فارغ ہونا بہتر ہے۔ دوسری نمازوں کو بھی اسی پر قیاس کریں گے۔

باب: قیامِ رمضان کا استحباب

اور وہ تراویح ہے

۱۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (بچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ

وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۱۱۸۸. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی صلاة التراويح و الصوم؛ باب من صام رمضان ایماناً واحتساباً والایمان و مسلم فی صلاة المسافرین؛ باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراويح

اللَّغَائِثُ: قیام رمضان: عبادت سے اس کی رات کو زندہ کیا۔ ایماناً: ثواب کی تصدیق میں۔ احتساباً: خالص اللہ تعالیٰ کے لئے۔ ۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا، پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

۱۱۸۹. وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرْغَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ قَبُولُ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم فی صلاة المسافرین؛ باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراويح

اللَّغَائِثُ: یو رغب: ثواب کو یاد کر کے۔ بعزيمة: قطعیت اور وجوب کے ساتھ۔

ہوائند: (۱) رمضان کی رات میں قیام کی تاکید کی گئی اور اس میں کثرت عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) نماز تراویح سے قیام رمضان حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بیس رکعت دس سلام کے ساتھ ہے۔ تین رکعت وتر ان کے علاوہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو آٹھ رکعت پڑھا اور وتر کے علاوہ (البتہ آٹھ رکعت والی روایات میں

رمضان وغیر رمضان کے لفظ وارد ہیں اور غیر رمضان میں تراویح کا کوئی مطلب نہیں) میں رکعت اور آٹھ رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تراویح نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل قیام کی وجہ سے ہر دو تسلیم کے بعد آرام کرتے ہیں۔ قیام رمضان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور اس بات کو سب نے قبول کیا۔ کسی نے بھی انکار نہ کیا پس یہ بمنزلہ اجماع سکتی ہو گیا۔ یہ اس لئے کیا کہ نبی اکرمؐ نے تین رات پڑھا۔ جب تیسری رات لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپؐ نے فرض ہو جانے کے خوف سے چھوڑ دیا۔

باب: لیلۃ القدر کی فضیلت اور

۲۱۷: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

وَبَيَانِ اَرْجَى لَيْلِيهَا!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر: ۱] اِلَى اَجْرِ السُّورَةِ. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ﴾ [الدخان: ۳] الْاَيَاتِ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔“ (القدر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔“ (الدخان)

حل الآيات: انزلناہ: یعنی قرآن کو اتارا۔ نزول: سے مراد انکشاف لوح محفوظ سے بیت العزت میں سماء دنیا پر اس رات میں اتارا گیا۔ القدر: جس میں امور کا انداز کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت اتری جب بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہتھیار پہنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اپنے اعمال کو قلیل خیال کیا۔ انہیں ایک رات ایسی دے دی گئی جس میں عمل کو ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا گیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ..... اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ یعرفی: فیصلہ کیا جاتا یا لکھا جاتا ہے۔ امر حکیم، محکم امر، محکم اس کو کہا جاتا ہے جس میں تبدیلی نہ ہو۔ مثلاً رزق اور اجل مقررہ۔

۱۱۹۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة التراويح و الايمان فی الصوم، باب من صام رمضان ايمانا واحتسابا و مسلم فی صلوة المسافرین، باب الترغيب فی قیام اللیل و هو التراويح۔

التَّخْرِيجُ: معنی قام لیلۃ القدر: عبادت سے اس رات کو زندہ کیا۔ ایماناً و احتساباً اس کے ثواب پر یقین کر کے اور اس کے قیام میں اخلاص برتتے ہوئے۔

هَوَانِد: لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی گئی اور اس کے قیام پر آمادہ کیا گیا اور اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے اور اس کے قیام کی فضیلت اس طرح بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر کے اور فجر کی نماز کا اسی طرح پختہ ارادہ کرے۔

۱۱۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّبَهَا فَلْيَتَحَرَّبَهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ"۔  
 مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصیام، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر و مسلم فی صیام، باب لیلۃ القدر اللغزائت اروا: یہ روئے یا سے ہے۔ یعنی نیند میں ان کو بتلایا گیا۔ یا اس رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا مینے کے آخری سات دن ہیں۔ اری میں دیکھتا ہوں یہ رویت میں سے ہے۔ رؤیاکم: تمہارے خواب کیونکہ وہ ایک خواب نہ تھا۔ تواتطت موافق ہوئے اصل اس میں یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے پاؤں سے اپنے ساتھی کی جگہ کو روندے۔ متحریبها: تلاش مطلب میں محنت و کوشش

۱۱۹۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔"

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصیام، باب تحری لیلۃ القدر فی القدر من العشر الاواخر، باب تحری لیلۃ القدر الوتر من العشر الاواخر و مسلم فی الصیام، باب فضل لیلۃ القدر اللغزائت: يجاوره: آخری عشرے کا اعکاف کرتا ہے جس کی ابتداء کیسویں رات سے اور تکمیل مینے کے اختتام پر ہوتی ہے۔

۱۱۹۳: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔" (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر و الاواخر اللغزائت: فی الوتر: تاک راتوں میں مثلاً کیسویں رات، تیسویں وغیرہ۔

**فوائد:** لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ رات کج بات یہ ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے بعض علماء نے مختلف راتوں میں

اس سے منتقل ہونے کا قول کیا تا کہ مختلف احادیث کو جمع کیا جاسکے اور منتقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک رمضان میں وہ ایک متعین رات میں ہوتی ہے اور دوسرے رمضان میں کسی اور متعین رات کے عشرے میں ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان فرمایا کہ یہ معین رات میں ہمیشہ پائی جاتی ہے اگرچہ وہ مبہم ہے۔ (۲) اعتکاف کرنا اور آخردس راتوں میں عبادت کرنا اسی امید سے ہے کہ وہ رات مل جائے اور یہی اس رات کے مبہم رکھنے کی حکمت ہے۔

۱۱۹۴: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَّلُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهَا، وَاقْتَضَى أَهْلَهُ، وَجَدًّا وَشَدًّا الْمُنْزَرَّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے، خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

رواہ البخاری فی الصلوة التراویح، باب العمل فی عشر الاواخرین رمضان و مسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الاواخرین من شهر رمضان

اللُّغَاتُ: ایقظ اہلہ: ان کو عبادت میں قیام کے لئے اٹھایا۔ جد پوری ہمت و طاقت خرچ کی تاکہ اللہ کی طاعت پورے طور پر ہو سکے۔ شدو المیزر: یہ چادر کو کہتے ہیں اور یہ عورتوں سے بہت زیادہ علیحدگی سے کنایہ ہے یا عبادت کے لئے کمر کسنے سے کنایہ ہے کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کام کے لئے تیار کر لی۔

۱۱۹۵: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد وفی العشر الاواخرین شهر رمضان

اللُّغَاتُ: یجتہد: عبادت اور بھلائی کے کاموں میں آپ کو خوب محنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں خوب کوشش فرماتے۔  
 فوائد: (۱) بہت زیادہ نیکیاں اور بھلائیاں رمضان کے عام دنوں کو کرنی چاہئیں اور آخری عشرے میں خاص کر۔ (۲) آخری دس راتوں میں عبادت و دعا کے ساتھ جاگنا چاہئے اس امید سے کہ لیلة القدر میسر ہو جائے۔ (۳) آدمی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اعمال خیر پر آمادہ کرے اور قبولیت کے مواقع جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں ان میں اپنے آپ کو پیش پیش رکھے مثلاً رمضان کا آخری عشرہ۔ (۴) رمضان المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخری عشرے کو بقیہ رمضان پر حاصل ہے۔ (۵) اعتکاف پر آخری عشرہ رمضان میں آمادہ کیا گیا کیونکہ انہی دنوں کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

۱۱۹۶: وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ

۱۱۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض

اَرَأَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَنْ لَيْلَةَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا اَقُولُ فِيهَا قَالَ : "قَوْلِي اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ نَجِيبٌ الْعَفْوُ قَاعْفُ عَيْبِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد فرمایا: "تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذکر و الدعاء 'باب الی الدعاء افضل

اللُّغَاتُ: اراءیت: مجھے بتلاؤ۔ اسی کا لفظ مبتداء ہے اس کی خبر لیلۃ القدر ہے اور یہ جملہ محل نصب میں علت کا مفعول ہے۔ اسی البلد علت کا منصوب نہیں کیونکہ وہ اسم استفہام ہے اور یہ جملے کے شروع میں آتا ہے اور ماقبل اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ عفو: یہ عفو سے ماخذ کا سینہ ہے کہ اے اللہ آپ کی شان چھوٹے اور بڑے کو معاف کرنا ہے۔

قوائد: (۱) مسلمان کا اہم مقصد گناہوں سے پاک رہنا اور محصیوں کے نتائج جن چیزوں سے برآمد ہوتے ہیں ان سے جدا ہونا ہوتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنے پر اور خاص طور پر مقبول اوقات میں اس پر اصرار کرنے پر براہِ بخیرتہ کیا گیا۔ مقبول اوقات میں سب سے زیادہ افضل لیلۃ القدر ہے۔ (۳) علماء نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات سینہ کھل جاتا ہے اور مسلمان اللہ کے ساتھ دلی الطمینان محسوس کرتا ہے اور یہ رات معتدل ہوتی ہے اور اس رات کی اور بھی کئی علامتیں ہیں مثلاً رات کا معتدل ہونا اور اس میں کسی بھی گھبراہٹ کا نہ ہونا۔

باب : مسواک اور فطرت

کے خصائل

۲۱۵: بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَحِصَالِ

الْفِطْرَةِ

۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میری امت..... یا لوگوں پر..... شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (بخاری و مسلم)

۱۱۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ لَا اَنْ اَشَقَّ عَلَيَّ اُمَّتِي - اَوْ عَلَي النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة 'باب السواک یوم الجمعة و مسلم فی الطہارة' باب السواک

اللُّغَاتُ: لو لا ان اشق: لو لا اگر مشقت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہوتا۔ لا سوتہم: امر و وجوب کے لئے ہے ورنہ امر استحباب کے لئے تو پہلے سے ثابت ہے۔ بالسواک: مسواک کرنا یہ ساک یسوک سو کا مسواک مارنا یہ سواک کا لفظ اس آلے پر بھی بولتے ہیں جس طرح کہ مسواک کا لفظ اس پر بولتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں دانتوں کو لکڑی یا کسی اور چیز سے ملانا کہ ان کے اوپر لگی ہوئی میل وغیرہ اتر جائے۔ مع کل صلاة: ہر نماز کا جب ارادہ کر لے۔

قوائد: (۱) نماز خواہ نقلی ہو یا فرضی ہو اس کے لئے مسواک افضل ہے۔ سنت طریقہ کی ادا سبکی چیز کے ساتھ دانتوں کو ملنے سے پوری

ہو جائے گی۔ خواہ انگلی کیوں نہ ہو البتہ لکڑی کا استعمال دوسرے سے افضل ہے۔ ان میں بہتر وہ ہے جن کی خوشبو اچھی ہو اور پیغمبر ﷺ کی اتباع میں بیلو کے درخت کی شاخ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اور خوشبودنوں عمدہ اور اس کا نرم ریشہ دانتوں کے درمیان والے حصے کو صاف کرتا ہے۔ (۲) مسواک کا حکم کی حکمت یہ ہے کہ منہ سے بد بو کا ازالہ ہو خاص طور پر اس لئے کہ اللہ کی ذات کی طرف اس نے متوجہ ہونا ہے اور ہمیں قرب کے تمام حالات میں طہارت کا حکم ملا ہے۔ پس اجتماعی آداب کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ ملاقات کے موقع پر کامل طہارت و نظافت ہی مناسب ہے تاکہ بد بو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ واضح صحت کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ منہ میں کھانے کے بچے ہوئے ذرات جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسواک کے استعمال کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اطباء نے اس کے فوائد، منافع اور خواص طبعی اور صحتی اپنی کتب میں ذکر کئے ہیں۔ (۳) اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی نرمی اور امت پر شفقت اور ان کی ایسی باتوں کی طرف راہنمائی جن کے پیش نظر بہت فائدہ ظاہر ہو رہا ہو۔

۱۱۹۸ : وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۱۹۸ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف  
يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ کرتے۔ (بخاری و مسلم)  
"الشَّوْصُ" : التَّلْكُ "الشَّوْصُ" : ملنا۔

**تخریج:** : رواه البخاری فی الجمعة باب السواک يوم الجمعة والوضوء والتہجد ومسلم فی الطہارة باب السواک

**فوائد:** (۱) نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے تاکہ منہ کے اندر جو بد بو پیدا ہو چکی وہ دور ہو جائے۔

۱۱۹۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ۱۱۹۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول  
كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهْرَهُ اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔  
فَيَعْنَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَعْهَنْهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْوِكُ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ  
وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔ (مسلم)

**تخریج:** : رواه مسلم فی الطہارة باب السواک

**اللَّحَائِشُ:** نعد: ہم تیار کرتے ہیں۔ طہورہ: وضو والا پانی۔ فیعنه: اللہ تعالیٰ آپ کو نیند سے بیدار کرتے ہیں۔ ما شاء ان یعنه: ما مصدریہ ظرفیہ ہے یعنی اٹھانے میں اللہ کی مشیت کا ہونا۔

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد سمیت مزید یہ ہیں کہ وضو کے وقت مسواک مستحب ہے اور وضو کے وقت افضل ہے۔ (۲) ازواج مطہرات کی توجہ اور حرص ان کاموں میں کس قدر زیادہ تھی کہ جو نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ کی اطاعت و عبادت میں ضروری تھی۔

۱۲۰۰ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ ۱۲۰۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ



رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "اَكْتَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السُّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
نے فرمایا: "میں نے تمہیں مسواک کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔" (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الجمعة' باب السواک يوم الجمعة۔

اللَّعْنَاتُ : اَكْتَرْتُ عَلَيْكُمْ : اس کے مطالبہ میں میں نے تم سے تکرار میں بہت مبالغہ اور ترغیب میں بہت ساری باتیں میں نے کہیں۔  
فوائد : (۱) مسواک کو تمام حالات میں استعمال کرنے کی شدید ترغیب دلائی گئی۔

۱۲۰۱ : وَعَنْ سُورِجِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : يَا نِسِيءُ كَيْفَ كَانَ يُبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ : بِالسُّوَاكِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۰۱: شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلا کون سا کام کرتے؟" انہوں نے جواب دیا "مسواک کرتے۔" (بخاری)

تخریج: رواه مسلم فی الطهارة' باب السواک۔

اللَّعْنَاتُ : باي شسي : گھر میں آپ کس عادت کے ساتھ قیام طلب فرماتے تھے۔  
فوائد : (۱) گھر میں داخلے کے وقت مسواک کرنا مستحب قرار دیا گیا تاکہ کثرت کلام کی وجہ سے منہ میں پیدا ہونے والی مہک دور کی جاسکے۔

۱۲۰۲ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السُّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔  
۱۲۰۲: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔

(بخاری و مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی الوضوء' باب السواک و مسلم فی ابواب الطهارة' باب السواک۔

فوائد : (۱) زبان پر مسواک کا پھیرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک کو نیچے آدھے دانتوں کے درمیان رکھے پھر اس کو دائیں جانب پھیرے پھر اس کو اپنے بالائی دانتوں کی طرف لٹائے پھر دوسری جانب والے آدھے دانتوں کی طرف لے جائے۔ پھر نیچے دانتوں کے کناروں پر گزارے پھر اوپر والے دانتوں کی طرف لے جائے جس طرح کہ پہلے گزرا۔ اس طرح مسواک کو اندر کی جی پھیرے پھر اپنے حلق کی چھت پر پھر اپنے دانتوں پر۔

۱۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جِيءَ قَالَ : "السُّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِقَلْبِكُمْ مَرْضَاةٌ" ۱۲۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی

لِلرَّبِّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبْنُ حُرَيْمَةَ فِي رِضَامَنْدِي كَاذِرِيهٍ هِيَ - (نسائي)  
صَحِيحُهُ بِأَسَانِيدِهِ صَحِيحَةٌ - ابن خزيمة نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

**تخریج:** رواه النسائي في الطهارة، باب الترغيب في السواك و ابن خزيمة في صحيحه كما مر و البخاري تعليقا في انصاب۔

**اللِّحْيَانُ:** مطهرة: طہارت کا سبب اور مطهرة: طہارت کا آلہ۔ رِضَاةٌ: اللہ کی رضامندی کا سبب۔

**قَوَانِد:** (۱) سواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ مزید یہ کہ اجتماعی اور انفرادی صحت کے فوائد پر مشتمل اور اللہ کی رضامندیوں کو حاصل کرنے کا راستہ ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ پاکیزہ مناجات حاصل ہوتی ہیں جن کو نماز کہا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حکم کی اطاعت اور رسول اللہ کے حکم کی پیروی ہے۔

۱۲۰۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْفِطْرَةُ خُمُسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِثَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأُظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"  
۱۲۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "فطرت کے اعمال پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ (۲) زیر ناف بال صاف کرنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مونچھوں کے بال کٹوانا"۔ (بخاری و مسلم)

"الْإِسْتِحْدَادُ: خَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ خَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِي حَوْلَ الْفَرْجِ۔"  
"الْإِسْتِحْدَادُ: زِيرِ نَافِ بَالٍ صَافٍ كَرْنَاهُ أَوْ يَدِيهِ بَالٍ فِي جَوْشَرَمِ گاہ کے ارد گرد ہوتے ہیں۔

**تخریج:** رواه البخاري في انلباس، باب قص الشارب و مسلم في الطهارة، باب حصال الفطرة

**اللِّحْيَانُ:** الفطرة: نغت میں بغیر کسی مثال کے کسی چیز کو ایجا و کرنا، بنانا اور ابتدا کرنا ہے مگر یہاں مراد وہ طبیعت ہے جس پر لوگوں کو بنایا گیا اور اس کے کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ پرانا طریقہ ہے جس کو سابقہ انبیاء نے پسند کیا اور قدیم شریعتیں سب اس پر متفق ہیں گویا کہ وہ ایک فطری چیز ہے۔ خمس: خمس: حصال فطرت میں پانچ چیزیں ہیں یہاں فطرت مراد نہیں بلکہ حصال فطرہ مراد ہے۔ الختان: ختنہ کا مصدر ہے جس کا معنی کاٹنا اور مراد اس سے چمڑے کو کاٹنا ہے جو ختنے میں کاٹا جاتا ہے۔ الاستعداد: زیر ناف بال کو صاف کرنا۔ استحداد: اسے کی چیز کو استعمال کرنا۔ تقليم الاظفار: یہ تقليم سے تفعیل کا وزن ہے اور اس کا معنی کاٹنا ہے۔ اظفار: ظفر کی جمع ہے مراد اس سے انگلیوں کے گوشت سے بڑھنے والی ہڈی ہے۔ نتف الابط: اگٹے والے بالوں کو ہم اکھاڑتے ہیں۔

**قَوَانِد:** یہ وہ پانچ خصالتیں ہیں جو قدیم سنت ہیں اور جن کو انبیاء نے اپنایا اور ان پانچوں پر قدیم شریعتیں متفق ہیں۔ یہ وہ امور ہیں کہ جن کا تقاضا فطرت انسانی ہے۔

۱۲۰۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: لَقْصُ الشَّرَابِ، وَاعْفَاءُ اللَّحِيَةِ، وَالسِّوَاكِ، وَاسْتِشْقَاءُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأُظْفَارِ، وَعَسَلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةُ قَالَ وَكَبِعُ وَهُوَ أَحَدُ رُؤَايِهِ - انْتِقَاصُ الْمَاءِ: يَعْنِي الْاِسْتِجَاءَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بال مونڈھنا (۹) استنجا کرنا راوی نے کہا میں دسویں بھول گیا ہوں۔ شاید کہ وہ کلی ہو۔

وکج جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں انْتِقَاصُ الْمَاءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔ (مسلم)

"الْبَرَاجِمُ: پانکی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

وَهِيَ: عَقْدَةُ الْأَصَابِعِ "اعْفَاءُ اللَّحِيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَبْقَى مِنْهَا شَيْئًا۔

تخریج: رواه مسلم فى الطهارة، باب حصول الفطرة

اللِّحْيَانِ: اعْفَاءُ اللَّحِيَةِ: بالوں کو چھوڑنا اور لہبا کرنا یہ عفا الشئى سے بنا ہے جس کا معنی زیادہ اور کثیر ہونا ہے۔ استنشاق الماء: پانی کا ناک کے بالائی حصے تک پہنچانا۔ یہ استنشاق ریح سے لیا گیا جب قوت کے ساتھ آدمی اس کو اوپر کھینچے۔ الا ان تقول المضمضة: بعض نے کہا کہ شاید پانچ کے ساتھ جن میں ختنے کا تذکرہ ہوا ہے وہ مراد ہے یہی اولیٰ ہے۔ الاستنجاء: نجاست کے اثر کو مخرج سے دھو کر یا اونچھ کر زائل کرنا۔ یہ انجاء سے بنا ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے جیسے کہتے ہیں نجامن الامر یعنی خلص منه یعنی چھوٹ گیا۔

۱۲۰۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ، مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۶: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں کٹو اور داڑھی بڑھاؤ"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخارى فى اللباس، باب اعفاء اللحي بلفظ انهكوا الشوارب و اعفوا حفوا اللحي و مسلم فى الطهارة، باب حصول الفطرة۔

اللِّحْيَانِ: اعْفَاءُ الشَّوَارِبِ: یعنی اس کے اکرام کے ساتھ کاٹنے میں مبالغہ کرو۔ یہ عفاؤ کے لفظ سے لیا گیا ہے جس کا معنی اکرام و اہتمام میں مبالغہ کرنا ہے۔

فوائد: پس پورے امور کی شرعی حیثیت ذکر کی گئی اور ان کو لازم کرنے پر براہیجتہ کیا گیا۔ احکام درج ذیل ہیں:

(۱) مسواک: اس کے بارے میں مفصل بات پہلے گزری۔ (۲) مضمضہ اور استنشاق اور ان میں مبالغہ کرنا: یہ وضو اور غسل دونوں

میں مطلوب ہیں اور ضرورت کے وقت نفاذ کا تقاضا ہے۔ (۳) انگلیوں کی گرہوں کا دھونا: یعنی انگلیوں کے دھونے میں اس طرح مبالغہ کرنا کہ ان کے جوڑوں میں جمع ہونے والی میل بھی دور ہو جائے اور ان میں بدن کے وہ جوڑ بھی شامل ہیں جن میں میل پکیل جمع ہو جاتی ہے جیسے کانوں کے موز، کان کا اندرونی سوراخ وغیرہ۔ نفاذ کے لئے غسل کے وقت ان کی صفائی کا اہتمام مستحب ہے۔ (۴) استنجاء: نماز کا جب ارادہ کیا جائے تو یہ واجب ہے۔ اسی طرح جب نجاست پھیل جائے اور اپنی جگہ یعنی مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس وقت بھی واجب ہے افضل یہ ہے کہ اس کو پاخانہ اور پیشاب کے وقت کیا جائے۔ یہ استنجاء نجاست کا اثر پانی کے ساتھ زائل کرنے سے یا اسی طرح ہر وہ پاک چیز جو نجاست کو اکھاڑنے والا ہو اس کے استعمال کرنے سے مثلاً پتھر اور کاغذ وغیرہ اس سے بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ پہلے نجاست کو پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے دور کرے۔ پھر میل نجاست کو پانی سے دھو ڈالے اس میں پانی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر اکتفاء کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نجاست اس چیز کے ساتھ زائل کرنے سے پہلے خشک نہ ہو چکی ہو اور نہ ہی اپنے میل سے نکلنے کے بعد کسی اور طرف منتقل ہو اور تجاوز ہو چکی ہو۔ بلکہ اپنی جگہ پر ہی ہو۔ (۵) ختنہ: یہ قدیم سنت ہے بخاری میں رسول اللہ کا ارشاد موجود ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں جب ختنے کا حکم آیا تو کلبازی کے ساتھ اپنا ختنہ کیا۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے شوافعہ ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ (۶) زیر ناف اور زیر بغل بالوں کا ازالہ: یہ سنت دونوں کو موٹنے اور یا اکھاڑنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سے ان کو موٹا نہ کیا جائے۔ چالیس دن سے زیادہ تاخیر کروہ ہے۔ (۷) ناخنوں کا کاٹنا: ان کو اس وقت کاٹنے کے پورے لمبے ہو جائیں کیونکہ ان کے نیچے میل جمع ہوتی رہتی ہے جو گندگی کا سبب بنتی ہے۔ طہارت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے جبکہ ناخنوں کا بڑھانا اس حصے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث ہے کیونکہ ان کے نیچے والا حصہ وضو اور غسل دونوں میں دھونا فرض ہے۔ (۸) مونچھوں کا کاٹنا: یہ سنت ہے اور مراد اس کاٹنے سے یہ ہے کہ جو مونچھیں لمبی ہو جائیں ان کو اتنا کاٹا جائے کہ وہ اوپر والے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے بعض نے مکمل طور پر اس کے موٹنے کو اختیار کیا ہے اور حکمت ان کے کاٹنے یا موٹنے اور صحیح کرنے میں نفاذ کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ (۹) داڑھی کا چھوڑنا: شوافع کے نزدیک چھوڑنا سنت ہے اور دوسروں کے نزدیک واجب ہے اس میں سنت یہ ہے کہ لمبائی میں ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹا جائے اور چوڑائی میں جو اس سے باہر نکلنے والے ہوں اور اس کو پراگندہ حالت میں لٹکا ہوا چھوڑنا تاکہ اس سے زہد ظاہر ہو کر وہ ہے اور اپنے نفس یعنی اپنے آپ کا خیال نہ کرنا۔ (۱۰) اسلام نے نفاذ و ستھرائی پر بہت زیادہ ابھارا اور جو چیز نفرت اور دوری کا باعث ہے اس سے بچنے کا حکم دیا۔ (۱۱) اسلام دین فطرت ہے جس کو شریف نفس قبول کرنے والے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔

باب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید

اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہیں ان کو حکم دیا گیا، مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے لئے پکار کو خالص

۳۶۶: بَابُ تَاكِيْدِ وُجُوْبِ الزَّكٰوٰةِ

وَيَبَيِّنُ فَضْلَهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوٰةَ﴾ [البقرۃ: ۴۳] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا أُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

حُنْفَاءَ وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ  
وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ﴿البينة: ۵﴾ وَقَالَ تَعَالَى:  
﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ  
بِهَا﴾ [التوبة: ۱۰۳]

کرتے ہوئے ایک سو ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔  
یہی مضبوط دین ہے۔ (البینہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم ان کے  
مالوں میں سے صدقہ لو، اور ان کو پاک کر دو اور اس کے ذریعے ان کا  
تزکیہ کرو۔“ (التوبہ)

**حل الآيات:** اقيموا الصلوة: نماز کو اس کے اوقات میں ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کے ارکان صحیح ہوں اور اس کی شرطیں  
پوری ہوں۔ اتوا الزکوٰۃ: زکوٰۃ دو نماز اور زکوٰۃ کو اس آیت اور دوسری آیت میں اکٹھا کر کے ان کے کامل اتصال کی طرف اشارہ  
فرمایا۔ حنفاء: ہر باطل دین سے ہٹ کر سچے دین پر قائم رہنے والے۔ دین القیمة: مستقیم شریعت یا دین ملت۔ تطہرہم:  
گناہوں اور زرائعِ بخل سے تم ان کو پاک کرتے ہو۔ وتزکبہم بہا: تزکیہ اصل میں تطہیر کو ہی کہتے ہیں۔ صدقہ کرنے والوں کو جو ترقی  
تطہیر کے نتیجے میں مخلص مومنوں کے درجات میں حاصل ہوتی ہے وہ یہاں مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصدقة بحرہان:  
صدقہ ایمان کی سچائی اور اخلاص کی دلیل ہے۔

۱۲۰۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى  
خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ  
الزَّكَاةِ، وَحُجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں:  
(۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم  
کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان  
المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمان کم و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان ارکان  
الاسلام

**التلخیص:** بنی: بنیاد رکھی گئی۔ علی خمس: یعنی پانچ بنیادوں یا ارکان پر اور علی بمعنی من ہے۔ ایتاء الزکوٰۃ: مال داروں  
کے مال میں سے مستحقین فقراء کو فرضی حصہ دینا۔

**فوائد:** (۱) زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جو آدمی نصاب کا مالک ہو اس پر سال گزر جائے اس پر زکوٰۃ لازم ہوتی  
ہے۔ اس حدیث کی تشریح باب الامر بالمحافظة على الصلوات المكتوبات رقم ۱۰۷۵ میں گزر چکی۔

۱۲۰۸: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ  
أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسَمَعُ دَوَى صَوْتِهِ وَلَا

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے  
بال پرانگندہ تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں

سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔ پس وہ آپ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں مگر یہ کہ تو نفل نماز پڑھے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے مہینے کے روزے۔“ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا، اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تو نفل صدقہ کرے۔ وہ آدی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہو گیا۔“ (بخاری و مسلم)

نَفَقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : خَمْسٌ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ “ قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ ؟ قَالَ : “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : “رُضِيَامٌ شَهْرٍ رَمَضَانَ” قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ ؟ قَالَ : “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” قَالَ وَذَكَرَ لَدَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الرِّزْقَةَ فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا ؟ قَالَ : “لَا إِلَّا أَنْ تَطُوعٌ” فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ : وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَيَّ هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : “أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ” مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج :** رواه البخاری فی الایمان ، باب الزکاة من الاسلام و الصوم ، باب وجوب صوم رمضان و انشهادات وغیرها و مسلم فی الایمان ، باب بیان الصلوات النبی ہی احد ارکان الاسلام۔

**اللِّغَاتُ :** جاء رجل : سیوطی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضمام بن ثعلبہ ہیں۔ تأثر الرأس : سر کے بال بکھرے ہوئے۔ نسمع دوی صوتہ : ہم سخت آواز سنتے تھے جو سمجھ نہ آتی تھی۔ خطابی کہتے ہیں کہ ادوی : ایسی بلند پے در پے آواز جو سمجھ میں نہ آئے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دور سے آواز دی۔ دنا : کا معنی قریب ہوا۔ الا ان تطوع : یہ اصل میں تتطوع ہے دو تاء ہیں۔ ایک تاء کو طا کے اندر مدغم کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نفلوں کا اضافہ کر لو۔ ادبر : وہ اس مقام سے دور ہوا۔ افلح ان صدق : یعنی کامیاب ہوا اور نجات پائی اگر اس نے سچ کہا۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ اس کے لئے فلاح کو اس لئے ثابت کیا کیونکہ اس نے اس چیز کو ادا کیا جو اس کے ذمہ واجب تھا اور ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہی مفلح ہوتا ہے کیونکہ جب وہ واجب کو ادا کرنے سے ہی کامیاب بن گیا تو واجب مستحب ادا کرنے سے وہ بدرجہ اولیٰ مفلح کامیاب بنے گا۔

**ہواحد :** (۱) اللہ کی طرف دعوت اور تعلیم دینے کا آنحضرت ﷺ کی حکیمانہ ترکیب ظاہر ہوتی ہے اور ارکان اسلام کے سلسلہ میں لوگوں کو ایسی واضح تعلیم دی جو ہر قسم کی پیچیدگی سے خالی تھی۔ اسی لئے تو وہ تعلیم انسان کو کفر سے نکال کر چند لحاظ میں ایمان میں داخل کرنے دینے والی تھی۔ (۲) یہ ارکان اسلام میں بھی مؤثر ہیں اور ان میں سستی کرنا اسلام سے نکلنے تک پہنچا دیتا ہے یا کم از کم ایمان میں اضافہ سے اس کو خارج کر دیتا ہے۔ (۳) اسلام عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا نام ہے بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں جس طرح کہ عمل کے بغیر کوئی ایمان کا وجود نہیں۔

۱۲۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ”تم ان کو لا الہ الا اللہ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی دعوت دو۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو لوٹا دی جائے گی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۰۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: "ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَكَأَنَّ اللَّهَ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُوْخَذُ مِنْ أَعْيَابِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی الزکاة باب وجوب الزکاة و مسلم فی کتاب الايمان ' باب الدعاء الی الشهادتين و شرائع الاسلام

اللَّحْيَانِي: بعث بعضهم: حضرت معاذ بن جبلؓ بڑے طویل القدر صحابی ہیں ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں۔ آنحضرت نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور بعض اصحاب کو معلم اور قاضی بنا کر۔ افتراض: فرض کیا اور فعل کے صیغے میں افترا کے صیغے تک اور فعل کا صیغہ افتعل کی طرف عدول کر گیا تاکہ فرض چیز کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا جاسکے تو د الی فقراء ہم: علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ صرف ان پر اکتفا کیا۔ اسکے باوجود کہ زکوٰۃ کے مستحقین کی تمام قسمیں آیت میں مذکور ہیں۔ انما الصدقات: اسلئے کہ فقراء کا انشاء سے تقابل کیا گیا اور اسلئے بھی کہ فقراء زیادہ ہیں اور اضافت کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کو زکوٰۃ دینا ممنوع ہے۔

فوائد: (۱) اسلام کی طرف دعوت میں تدریجی صورت اختیار کی گئی اور ایک کے بعد دوسرے رکن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا تاکہ لوگ اکٹھے بیان کرنے کی وجہ سے ان کی کثرت دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ سب سے پہلی چیز جس کا دعوت میں بیان کرنا ضروری ہے وہ توحید ہے کیونکہ وہ دین کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چیز بھی درست نہیں۔ (۲) اس حدیث کی تشریح باب المحافظة علی الصلوات المکتوبات میں گزر چکی۔

۱۲۱۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے

۱۲۱۰: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ

وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا سبیلهم وغیره و مسلم فی کتاب الایمان، باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله۔

**اللحاح:** ان اقاتل: یعنی کافروں سے میں لڑوں نہ کہ اہل ذمہ دار جو ان کے ساتھ ملحق ہیں۔ عصموا: انہوں نے روک دیا اور محفوظ کر لیا۔ الا بحق الاسلام: یعنی اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کے لئے ان لوگوں پر جنہوں نے حدود اللہ میں سے کسی حد کا ارتکاب کیا مثلاً قصاص شادی شدہ ہو کر زنا یا ارتداد۔

**فوائد:** (۱) دشمن کے ساتھ جہاد اس وقت تک کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسلام کے شعائر اور اس کے بنیادی ارکان کا اعلان کریں یا اس کے نظام کے تابع ہو جائیں۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی شعائر میں سے ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

۱۲۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا اله الا الله کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رسی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔“ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قاتل کے لئے کھول دیا ہے پس میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۱۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تَقْبَلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَأَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ - وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَقَالًا كَانُوا يُوَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّ الْحَقَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الزکوة، باب وجوب الزکوة و مسلم فی کتاب الایمان، باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله

**اللحاح:** ابو بکر: ان کا نام عبد اللہ بن ابی قحافہ ہے ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں اور اسی طرح فاروق اعظم رضی



اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بھی۔ کفر: یعنی مرتد ہوا۔ فرق بین الصلوٰۃ و الزکوٰۃ: یعنی ان دونوں میں سے ایک کے وجوب کا انکار کیا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے کرنے خود کو باز رکھا یا ترک کیا۔ عقاب: وہ رسی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں عنافا و جدیا یعنی بھیڑ بکری کا بچہ مذکور ہے۔

**فوائد:** (۱) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قال مرتدین کے سلسلہ میں چعا عزم اور نماز و زکوٰۃ کے سلسلے میں فرق کرنے والے کے متعلق ان کی گہری سمجھ ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے قال اور اس کے منکرین کی تکفیر اسلئے کی جائے گی کیونکہ اس کا ضروریات دین میں سے ہونا مشہور ہے۔ (۳) قیامت کے دن سب سے پہلا مطالبہ مؤمن سے نماز کا ہوگا کہ وہ بدنی عبادت ہے پھر زکوٰۃ کا کیونکہ وہ مالی عبادت ہے۔ (۴) اترنے والے مصائب میں اجتہاد اور مناظرہ اور حق کی طرف رجوع کر لینا چاہئے۔

۱۲۱۲: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۲: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے"۔ آپ نے فرمایا: "تو اللہ کی عبادت کر" اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نماز کو قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل الجنه۔

**اللِّغَاظَاتُ:** تصل الرحم: یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تو صدقات اور معاونت کے ساتھ میل جول رکھے۔

**فوائد:** (۱) مذکورہ سارے معاملات کی نگہبانی کرنا مؤمن کے درجے کو جنت میں بڑھا دیتا ہے۔ (۲) صلہ رحمی پر آمادہ کیا گیا۔

۱۲۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا آزِيدُ عَلَى هَذَا - فَلَمَّا وُلِّي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کر لوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا "مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔" جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھے لے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ

الحنة۔

**اللَّحَائِشُ** : و الذی نفسی بیدہ : یعنی اس کی قدرت کے ساتھ یا اس کے ہاتھ میں ہے اور ہم اس ہاتھ کی حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ولی : پیٹھ موڑی۔ الی رجل من اهل المدينة : یہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس دیہاتی کو خوش خبری دی گئی ہے۔ علامہ برماوی کہتے ہیں کہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہو، اس سے زیادہ ہیں جیسا کہ روایت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ اور ان کی دادی کے بارے میں منقول ہے اور ازواج مطہرات کے بارے میں موجود ہے اس لئے عشرہ والی بشارت کو ایک طرف بشارت پر محمول کیا جائے گا۔ یا بشورہ کے لفظ سے یاد سے مولدا یا عدد ہے جس میں زائد کے مل جانے کی نفی نہیں ہے۔ یعنی مطلقاً کثرت مراد ہے۔

**فَوَاسِدُ** : (۱) نبی اکرم ﷺ نے نئے دیہاتیوں کے مسلمان ہونے پر ان کو صرف واجبات کے کرنے کی تلقین فرماتے۔ طبرانی کہتے ہیں یہ اور اسی قسم کی حدیث میں خطاب ان دیہاتیوں سے کیا گیا جو نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان سے واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کیا گیا تاکہ ان پر بوجھل نہ ہو جس سے وہ اکتا جائیں۔ جب ان کے سینے دین کی سمجھ کے لئے کھل جائیں گے اور دینی مستجاب سے ثواب حاصل کرنے کی حرص پیدا ہوگی تو ان پر لازم کر دی جائیں گی۔

۱۲۱۴ : وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۱۳ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الزکاة، باب البیعة علی ایطاء الزکاة و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة۔

**اللَّحَائِشُ** : بايعة : میں نے معاہدہ کیا اس کو میں نے لازم پکڑا۔ والنصح لكل مسلم : ہر مسلمان کے لئے نصیحت۔ نصیحت سے ہے اور وہ خلوص کو کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں نصح الاصل، جب کہ موم سے اس کو الگ کر لیا جائے اور نصیحت شرعی لحاظ سے یہ ہے جس آدمی کو نصیحت کی جائے اس کے متعلق خیر کا ارادہ اور بھلائی کی طرف اس کی رہنمائی کی جائے۔

**فَوَاسِدُ** : (۱) تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ (۲) دین کا اطلاق عمل پر بھی ہوتا کیونکہ آپ نے فرمایا: الدین النصیحة۔ (۳) اس حدیث میں نماز اور زکوٰۃ دو ارکان پر زیادہ شہرت کی وجہ سے اکتفا کیا۔ حدیث میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو عموم کو فائدہ دیتے ہیں اور تمام ارکان کو شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی اس شرط پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ پس آپ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس حد تک تم طاقت رکھتے ہو۔ (اس حد تک اطاعت کرو) اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتو۔ اس حدیث کی شرح، باب النصیحة رقم ۱۸۳/۲

۱۲۱۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ۱۲۱۵ : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: 'جو

سونے چاندی کا مالک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے اور چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُس کے ساتھ اس کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغاً جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ لوٹا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اونٹوں کے بارے میں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دوہ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چھیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور وہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھلوں کو اس پر لوٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کے بارے میں؟ فرمایا: ”جو بکریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چھیل میدان میں اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مزے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور نہ نوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹایا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صَفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ أَمَا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَمَا إِلَى النَّارِ؟ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِلَيْلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبٍ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقَّهَا حَلَّهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُطَّحُّ لَهَا بِقَاعٍ فَرَقْرَقَ أَوْ قَرْمًا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا قَصِيلاً وَاحِداً تَعْلُوهُ بِأَحْقَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ أَمَا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَمَا إِلَى النَّارِ؟ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْبَقَرُ وَالْعَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبٍ بَقَرٍ وَلَا عَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُطَّحُّ لَهَا بِقَاعٍ فَرَقْرَقَ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئاً لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُّ بِقُرُونِهَا وَتَعْلُوهُ بِأَطْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ أَمَا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَمَا إِلَى النَّارِ؟ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ:

یادوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا: ”گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ (۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور نخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔ (۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) اور وہ گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہے تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاب کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رستی نہیں تراٹے کہ جس سے کسی ایک نیلے یا دو نیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔ خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ”گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرہ بھرنیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (بخاری و مسلم)

هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ آجْرٌ - فَمَا آتَى هِيَ لَهُ وَزُرَّ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنَوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَبِئْسَ لَهَا وَزُرٌّ وَأَمَّا آتَى هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يُنَسِّ حَقَّ اللَّهِ فِي ظَهْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَبِئْسَ لَهَا سِتْرٌ وَأَمَّا آتَى هِيَ لَهُ آجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدُ أَرْوَائِهَا أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ طَوْلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرْفَيْنِ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ آفَارِهَا وَأَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا بُرَيْدٌ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمْرُ؟ قَالَ: «مَا أَنْزَلَ عَلَيَّ فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَةُ الْجَامِعَةُ» ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ -

تخریج: رواه البخاری فی الزکاة باب اثم مانع الزکاة محتصرًا و مسلم فی کتاب الزکاة باب اثم مانع الزکاة

اللَّحَائِثُ: لا یزیدی منها حقها: یعنی اس میں سے واجب حق یعنی زکوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ﴾ وہ لوگ جن کے مال میں مقررہ حق ہے۔ صفحت له صفائح: یعنی اس کو چپنا کیا جائے گا۔ صفائح صفیحة کی جمع ہے لوہے سے جو چادر ڈالی جائے۔ فاحمی علیہا: اس پر آگ جلائی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ خود آگ کی طرح اور سخت گرم ہو جائے گی۔ اعیدت لها: گرم اور تپتے ہوئے اس پر لوٹ آیا مراد اس سے ہمیشہ کی سزا اور اس لوہے کی چادر میں حرارت کی شدت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ فالابل: یعنی اونٹوں کا کیا حکم ہے کیونکہ ہم سونے چاندی کا حکم تو معلوم کر چکے۔ یوم و ردھا: یعنی ان کے حیات پر

آنے کے دن۔ تاکہ ان کا دودھ دھویا جائے اور آنے جانے والوں کو ان کا دودھ پلایا جائے۔ بطح: کا معنی چہرے کے بل ڈالنا جائے گا لنت میں کھینچنے اور دراز کرنے کے معنی میں ہے اور جائز ہے کہ یہ پشت یا چہرے کے بل ہو اور یہ تفسیر بخاری کی روایت کے ساتھ موافق ہے۔ تحیط و جہد باخافہا: وہ اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ بقاء قورق: وسیع اور برابر صحرا۔ فصیلاً: اونٹنی کا بچا اس کے بعد اس کی ماں سے جدا کر دیا جائے۔ عقصار: جن کے سینگ گولائی میں لپٹے ہوئے ہوں۔ جلدحاء: جس بکری کے سینگ نہ ہوں عضباء: ٹوٹے ہوئے سینگ والی مقصد یہ ہے کہ وہ گائے اور بکری جس کے سینگ سلامت ہوں۔ ان کو بڑا کر دیا جائے گا جس سے وہ ان کو سزا دیں گے۔ باظلافہا: کا معنی اپنے کھروں کے ذریعے۔ اس سے مراد گائے بکری اور ہرن کے کھر ہیں اور اونٹ کے لئے خف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لرجل وزر: آدمی کو گناہ ہوگا۔ و لرجل ستر: یعنی اس کی وجہ سے اس کی تنگ دستی اور فقر چھپی رہے گی۔ ونواء: دشمنی اور لڑائی کے لئے۔ موج: کا معنی وہ زمین جس میں نباتات اور گھاس ہو۔ الاکب لہ عدد ما اکت حسنات: یعنی ملائکہ نیکی کے صحیفہ میں اس مقدار سے نیکیاں لکھتے ہیں جتنی دیر گھوڑا چراگاہ سے نباتات چرتا ہے۔ لا تفتع طولہا: اس لمبی رسی کو کہا جاتا ہے جس کی ایک طرف کیلے وغیرہ میں باندھی جاتی ہے اور دوسری طرف رسی گھوڑے کی اگلی یا پچھلی ناگ میں باندھی جاتی ہے تاکہ وہ اس میں گھومے اور اس کے ارد گرد چرے۔ حمر: جمع حمار کی گدھا۔ العاذاة: کا معنی اپنے منہ میں منفر د ہے۔ الجامعة: جو بھلائی کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔ سورۃ الزلزال آیت ۵ متقال ذرۃ چھوٹی چھوٹی کی وزن کے برابر یا ذرے کی کسی چیز کے برابر۔

**فوائد:** (۱) زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ڈرایا گیا اور بخلاء اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کا انجام ذکر کیا گیا کہ وہ قیامت کے ان ہی مالوں اور چوپائیوں کے ذریعے عذاب دیئے جائیں گے جن کی زکوٰۃ سے انہوں نے منع کیا تاکہ وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہو۔

باب: رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں

کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے..... الی قولہ تعالیٰ..... رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات پس جو شخص تم میں سے رمضان پالے۔ پس چاہئے کہ وہ اس کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔“

۲۱۷: بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ

وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ

عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِلنَّاسِ

وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْقُرْآنِ فَمَنْ شَهِدَ

مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ

عَلَى سَفَرٍ، فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

[البقرة: ۱۸۳] الآية.

**حل الآيات:** کتب کا معنی فرض کئے گئے۔ الصیام: نعت میں رک جانا اور شرح میں طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک خاص نیت کے ساتھ مغزرات سے بچنا۔ یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم: یعنی تمہاری طرح یہ انبیاء اور دوسری امتوں پر آدم علیہ السلام سے لے کر تمہارے زمانے تک فرض کئے گئے تھے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ تشبیہ مطلق روزے میں ہے مقدار اور زمانے میں نہیں۔

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

وَأَمَّا الْآخَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ

الَّذِي قَبْلَهُ.

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بوالہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

۱۲۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ”كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْرِي بِهِ - وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَاءَتْ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيهِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ - لِلصَّائِمِ فَرْحَانٌ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَطْفَرَ فَرِحٌ - وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ”يَبْرُكُ طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَشَهْوَتُهُ مِنْ أَجَلِي“ الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْرِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ”إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْرِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجَلِي“ - لِلصَّائِمِ فَرْحَانٌ فَرِحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ ، وَفَرِحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَالْخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ“

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل

الصیام۔

اللَّحَائِثُ: الا الصوم فانه لى: یعنی میرے ساتھ اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ انا اجری بہ: میں بذات خود اس کا اجر دینے کی ذمہ داری لوں گا کسی دوسرے کے سپرد نہ کروں گا۔ الصوم جنة: جنت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ڈھانپنے روزے کا جنہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہوات سے بچا دے کا سبب ہے اس لئے آگ سے بھی یہ بچا داتا ہے کیونکہ آگ شہوات سے گھری ہوئی ہے۔ فلا یروث: وراثت سے مراد اس حدیث میں فحش اور ردى کلام ہے۔ ولا یصحب: وہ صحیح نہ ہوگا اور اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی۔ لخلوف: منہ کے اندر روزے کی وجہ سے مہک کا بدلنا۔

فوائد: (۱) روزے کی فضیلت بیان کی گئی۔ روزے کے آداب میں سے یہ ہے روزہ رکھنے والا آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ (۲) روزے کے آداب میں سے یہ ہے کہ بے حیائی کی گفتگو نہ کرے اور لوگوں کو ایذا دینے پر صبر کرے۔ (۳) اور ان کی زیادتی کے مقابلہ میں صبر و احسان سے کام لے۔ (۴) منہ کی بو کی وجہ سے روزہ اللہ کی بارگاہ میں خوشبو والا اور روزے دار کو خوش کرنے والا ہے۔

۱۳۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باہر ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۱۷: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ وَمِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا أَبَى أَنْتَ وَآمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ“ متفق عليه۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب الریان الصائمین وغیرہ و مسلم فی کتاب الزکاة، باب من جمع لصدقة و اعمال البر۔

اللَّحَائِثُ: زوجین: جوڑا، بعض روایات میں و نماز و جان کے لفظ بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دو گھوڑے دو بچھڑے یا دو اونٹ

اور ممکن ہے کہ یہ روایت تمام اعمال خیر میں ہو جیسے دو نمازیں یا دو دن کے روزے یا ایک صدقہ دوسرے صدقے کے ساتھ ملانا۔  
 الزوج: قسم۔ الریان: فعلان کے وزن پر ہے اور اوی سے بنا ہے۔ عطشان: یعنی پیاس اس کا نکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دنیا میں اپنے آپ کو پیاسا رکھنے کے باعث جنت کے باب الریان سے داخل کئے جائیں گے تاکہ جنت میں پہنچنے سے پہلے وہ پیاس سے محفوظ رہیں۔ من ضرورۃ: یعنی کمی یا نقصان کیونکہ وہ انتہا جس تک وہ پہنچے گا وہ دخول جنت ہے۔ ارجوا ان نکون منهم: مجھے توقع ہے علماء نے فرمایا۔ پیغمبر ﷺ کا اللہ سے امید کرنے کا مطلب واقعہ ہونا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بارگاہِ الہی میں ارجوا کا لفظ بطور ادب الہی کے کہا۔

**فوائد:** ابو بکر کی فضیلت ذکر کی گئی کہ نیکی کے تمام اعمال اس کے لئے جمع ہیں۔ اسی لئے ان کی شرف و عظمت کے پیش نظر ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جا رہا ہے۔ (۲) انسان کے منہ پر تعریف اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے بارے میں خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔

۱۲۱۸: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرِّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ قَلَمٌ يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو چکیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب الریان لا صائمین و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔  
**فوائد:** (۱) روزہ داروں کی فضیلت اور قیامت کے دن تمام مخلوق سے ان کا بڑھ جانا۔

۱۲۱۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۹: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجهاد و السیر، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ۔ و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ لمن يطيقه۔

**اللُّخَائِفُ:** ما من عبد: یعنی مکلف، مکلف یہ مرد و عورت آزاد غلام سب کو شامل ہے کیونکہ تمام اللہ کے بندے ہیں۔ سبعین خریفًا: یعنی ستر چلنے کا زمانہ۔

**فوائد:** روزے کی فضیلت خواہ وہ ایک ہی دن کا ہو۔ اس کے لئے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔



۱۲۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایماناً و احتساباً و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

**الذِّخْرَاتُ:** ایماناً: اس ثواب پر ایمان رکھتے ہوئے جس کا ذکر آیا۔ احتساباً: اپنے روزہ میں سچائی اور اللہ کی رضامندی چاہنا۔  
**فوائد:** جو روزہ خالص اللہ کے لئے ہوگا۔ اس کا ثواب ذکر کیا گیا کہ وہ چھوٹے ان گناہوں کا کفارہ ہے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۲۲۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتُحْتَبِطُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَعُلِّقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان و مسلم فی اول کتاب الصوم

**الذِّخْرَاتُ:** صفدت: زنجیروں سے قید کر دیئے جاتے ہیں اور وہ بیڑیاں ہیں۔

**فوائد:** رمضان کے مہینے کا اکرام اور روزہ داروں کے لئے بشارت دی گئی کہ یہ مہینہ بھلائی اور عبادت کا موسم ہے۔

۱۲۲۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَطِئُوا لِرُؤْيَيْهِ ، فَإِنْ غَشِيَ عَلَيْكُمْ فَاكْمَلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ: "فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا."

۱۲۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر تم پر غمی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو"۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کے روزے رکھو۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رايتم الهلال فصوصوا و مسلم فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤيته الهلال۔

**الذِّخْرَاتُ:** صوموا براء بینه: یعنی رمضان کا چاند دیکھ کر۔ اطفروا لرؤيته: یعنی شوال کا چاند دیکھ کر۔ ثبوت روایت رمضان کے لئے ایک عادل شہادت قاضی کے سامنے کافی ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ رمضان احتیاطاً خبر واحد سے ثابت ہو رہا ہے مگر شوال کا چاند ثابت کرنے کے لئے دو آدمیوں کی گواہی احتیاطاً ہے۔ فن غمی: یعنی اگر غمی ہو جائے۔ فان غیبی: یہ غباء سے لیا گیا۔ ایک

دوسرے کے پیچھے چھپ جائے۔ فان غم: رویت ہلال میں بادل چھا جائے۔ غمت الشمی: تو اس کو ڈھانپ دے  
**فوائد:** مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند تلاش کریں اور اس طرح رمضان کو یہاں تک کہ وہ اپنے روزے دار اور  
 انظار کو خوب جان لیں۔

باب: رمضان المبارک میں سخاوت

اور

نیک اعمال کی کثرت

اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

۱۲۲۳: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے اور جب جبرئیل  
 آپ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور  
 رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی اور وہ  
 آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے  
 ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپ بھلائی کی سخاوت کرنے والے  
 ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

۲۱۸: **بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ  
 وَالْإِكْتَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ  
 رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذَلِكَ فِي  
 الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ**

۱۲۲۳: **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ  
 وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ  
 جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ  
 رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 حِينَ يَلْقَاهُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ،  
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

**تخریج:** رواه البخاری فی باب بدء الوحي وغيره و مسلم فی كتاب الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه  
 وسلم اجود الناس

**التخارج:** كان اجود الناس: یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے جو دولت میں سخاوت کو کہتے ہیں اور  
 شرح میں جو چیز کسی کو مناسب ہو وہ دینا۔ یہ صدقے کی بہ نسبت عام ہے بہتر یہ ہے یہاں اجود کے آخر میں ضمہ پڑھا جائے کیونکہ وہ  
 کان کا اسم ہے۔ فیدارس القرآن: وہ قرآن کا دور کرتے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کے حفظ کرنے میں تاکید کی جا رہی ہے  
 جبرائیل کی یہ ملاقات رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت میں اضافہ کر دیتے ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور  
 معاہدے کی تجدید کر دیتا۔ جس سے نفس میں استغناء پیدا ہو جاتا جو سخاوت کا اصل سبب ہے۔ اجود بالخیر من المرسلۃ: تیزی  
 میں اور عام ہونے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

**فوائد:** (۱) سخاوت اور قرآن مجید آپس میں دہرانے کی رمضان المبارک میں خاص تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی اس میں  
 اقتداء کرنی چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روزے دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء  
 میں خوب سخاوت کرے اور لوگوں کی رمضان المبارک میں مصلحتوں اور ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی سخاوت کرے کیونکہ ان میں  
 بہت سارے لوگ اپنے کاموں کی بجائے عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

۱۲۲۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَبْقَى أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِنْرَةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۱۲۲۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو جاگتے اور اپنے گھروالوں کو جگاتے اور کمرس لیتے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصوم، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان و مسلم فی کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر و الاواخر من رمضان۔

**التلخیص:** دخل العشر: یعنی آخری عشرہ آجاتا۔ احی اللیل: رات کو قیام کے ساتھ زندہ فرماتے۔ یہ عمل خیر میں خوب کوشش و محنت سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی عبادت میں خوب محنت کرے، مسجد میں انتظام کرے اور رمضان کے آخری عشرہ میں لیلنتہ القدر کو تلاش کرے۔

باب: نصف شعبان کے بعد  
رمضان سے پہلے روزے  
کی عادت نہ رکھنے والے  
کو

روزے کی ممانعت

۱۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ہرگز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رکھا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے۔“ (بخاری و مسلم)

۲۱۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ أَوْ وَافَقَ عَادَةً لَهُ بِأَنْ كَانَ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الْإِنْسَانِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ

۱۲۲۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمُ مَنْ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ بِصَوْمٍ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقًا عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصوم، باب لا تبقے من رمضان الصوم یوم ولا یومین و مسلم فی کتاب الصوم، باب لا تقدم رمضان الصوم یوم او یومین۔

**التلخیص:** لا يتقدم احدكم: تم میں سے ہرگز کوئی پہلے ایک دن یا دو دن کا روزہ نہ رکھے۔ یہاں ممانعت تحریم کے لئے ہے۔ ایک دو دن کا تذکرہ اس لئے ہے تاکہ ایک دن سے زیادہ کا صام ہونا خود معلوم ہو جائے۔ یصوم صومہ: یعنی وہ دن جس کے اس کو روزے رکھنے کی عادت ہے مثلاً سوموار، جمعرات یا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

**فوائد:** (۱) روزہ رمضان سے ایک دن یا کچھ دن پہلے رکھنا حرام ہے مگر وہ آدمی جس کو روزہ رکھنے کی پہلے ہی عادت ہو اور اس کی عادت شعبان کے آخری نصف موافق ہوگی۔ (۲) عبادت میں اضافہ ممنوع ہے۔

۱۲۲۶: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَقَبْلَ حَالَتِ ذُوْنهُ عِيَاةٌ فَاصْبِرُوا فَلَا يَمِينُ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۱۲۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حاصل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"الْعِيَاةُ" بِالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُنْشَأَةُ مِنْ تَحْتِ الْمَكْرُورَةِ وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

بِالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُنْشَأَةُ مِنْ تَحْتِ الْمَكْرُورَةِ وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرويته الهلال

**اللَّحَاقَاتُ:** قبل رمضان: مراد اس سے شعبان کا اخیر آدھا حصہ ہے۔

**فوائد:** (۱) شعبان کے دوسرے نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ (۲) روزہ چاند دیکھ کر اور افطار بھی چاند دیکھ کر کرنے کا حکم دیا گیا اگر چاند یقینی طور پر نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی تیس دن مکمل کرنے اور اسی طرح رمضان کو بھی افطار کے تیس دن مکمل کرنے کو واجب قرار دیا۔

۱۲۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء فی كراهيته الصوم فی النصف الثاني فی من شعبان

**اللَّحَاقَاتُ:** ولا تصوموا: یعنی نفل روزہ مت رکھو۔

۱۲۲۸: وَعَنْ أَبِي الْيَقْطَانَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشْكُ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۲۸: حضرت ابو الیقطان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام، باب کراہیۃ یوم یوم النشک  
**اللَّحَائِش:** یشک فیہ: جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو کہ آیا وہ شعبان میں سے ہے یا رمضان میں سے۔  
**فوائد:** یوم شک کا روزہ اسی طرح حرام ہے جس طرح شعبان کے آخری نصف حصہ کے روزے۔

**باب: چاند دیکھنے کی دُعا**

۱۲۲۹: حضرت طلحہ بن عبیدرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے: "اللَّهُمَّ أَهْلَةً  
 عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ....." اے اللہ اس کو  
 طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا  
 اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

۳۳: **بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهَيْلَالِ!**  
 ۱۲۲۹: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَيْلَالَ قَالَ:  
 "اللَّهُمَّ أَهْلَةً عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ  
 وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، هَيْلَالَ  
 رُشْدٍ وَخَيْرٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب ما یقول عند رؤية الهلال

**اللَّحَائِش:** اہلہ اے اللہ اس کو ظاہر ہونے والا ہمیشہ امن اور مضبوط ایمان سے نیکنے والا بنا۔ ہلال رشید: رشید گمراہی کی ضد ہے۔  
**فوائد:** سنت یہ ہے کہ مسلمان چاند دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ دعائیں کرے۔

**باب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر**

جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سحری کھایا کرو پس بے شک سحری میں برکت  
 ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۳۴: **بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْخِيرِهِ**  
**مَا لَمْ يُخْشَ طُلُوعَ الْفَجْرِ**  
 ۱۲۳۰: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ  
 بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب بركة السحور و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

**اللَّحَائِش:** تسحروا: یہ امر استحباب کے لئے ہے السحور: سحری کے وقت جو کھانا کھایا جائے۔ سین کے ضمہ کے ساتھ کھانا  
 کھانے کو کہتے ہیں۔ برکتہ: برکت اصل میں اضافہ کو کہتے ہیں اور وہ اجر و ثواب ہے۔

**فوائد:** (۱) روزوار کے لئے سحری کھانا سنت ہے اور سنت کی ادائیگی معمولی سا کھانا کھانے سے ہی ادا ہو جائے گی خواہ ایک ہی  
 گھونٹ پانی کا ہو۔ (۲) سحری اس لئے برکت ہے کہ روزہ دار کو یہ طاقت دیتی ہے اور اس کو چست کر کے روزے کو اس پر آسان کر  
 دیتی ہے۔

۱۲۳۱: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۲۳۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسُونَ آيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الصوم، باب قدر کم بین السحور و صلاة الفجر و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل السحور تاکید استحبابہ۔

اللَّخَائِذُ: ہم قمنہ الی الصلوة: نماز صبح کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خمسون آية: یعنی سحری کے اختتام اور جمع کے درمیان پچاس آیتوں کی مقدار جو پچاس کی نماز کی اذان آتیں درمیان ہوں نہ لمبی ہوں نہ چھوٹی اور پڑھنے والی کی رفتار نہ تیز ہو اور نہ زیادہ۔

۱۲۳۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَوْذِنَانِ: بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوْا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيُرْفَى هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو موزن تھے۔ ایک بلال اور دوسرا ام مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ بس اتنا کہ ایک اترتا اور دوسرا چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان، باب اذان والاعمی والشهادات و غیرها و مسلم فی کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصیام يجعل بطلوع فجر

اللَّخَائِذُ: بلال: یہ بلال ابن رباح حبشی وہی ہیں جو رسول اللہ کے موزن ہیں باب التراجم میں ان کے حالات دیکھ لیں۔ عبداللہ ابن ام مکتوم یہ عبداللہ ابن ام مکتوم ہیں ان کے حالات بھی تراجم میں دیکھ لیجئے۔ یومع: وہ چڑھ جاتے ہیں۔

قوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز فجر کی اذان کے لئے دو موزن ہوں۔ (۲) فجر کی نماز کے لئے اذان اس کے وقت سے داخل ہونے سے پہلے دی جاسکتی ہے تاکہ نماز کے لئے تیاری کی جاسکے۔ (یہ اذان رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پہرے کے لئے مقرر صحابہ کے ڈیوٹیاں تبدیل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے)۔ (۳) سحری کو دیر سے کھانا چاہئے جب تک کہ صبح صادق طلوع کا خطرہ نہ ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر سے رہیں گے جب تک انظار میں جلدی کرتے رہیں گے اور امام احمد کی روایت میں آخر و السحور: یعنی سحری کو آخری وقت میں کھائیں گے کے الفاظ بھی ہیں کیونکہ یہ عبادت پر قوت کے لئے زیادہ معاون ہیں اگر طلوع فجر کا ڈر ہو تو پھر تاخیر مسنون نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔

۱۲۳۳: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَصُلُّ مَا بَيْنَ  
۱۲۳۳: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے

صِيَامَنَا وَصِيَامَ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةَ السَّحْرِ“ میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصیام باب فضل السحور

اللَّعْنَاتُ: فصله: فاصلا ورفرق۔ اهل الكتب: یہود و نصاریٰ۔ الاكله: ایک بار کا کھانا۔

فوائد: (۱) سحری امت مسلمہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی نوازا اور اس کے علاوہ بھی کئی رخصتیں رحمت و شفقت سے عنایت فرمائیں۔

باب: جلد افطار کی فضیلت اور افطار

کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار

۲۲۲: بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا

يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ افْطَارِهِ

۱۲۳۴: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ

بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے

جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام باب تعجیل الافطار و مسلم فی الصیام باب فضل السحور و تاکید استحبابہ

و استحباب تاخیرہ و تعجیل الفطر

اللَّعْنَاتُ: لا یزال الناس بخیر یعنی اپنے دین میں بہتر رہیں گے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔

فوائد: روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ افطار جلدی کرے جبکہ سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ خواہ روایت کے ساتھ یا اطلاع

کے ساتھ۔ مہلب فرماتے ہیں کہ افطار کے جلدی کھانے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں رات سے زائد نفل نہیں ہوتے اس لئے بھی کہ یہ

روزے کے لئے زیادہ بہتری اور عبادت پر تقویت دینے والی ہے۔ (۲) یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ کے طریقے کو اپنانا افطار میں

جلدی کر کے اور سحری میں تاخیر کر کے اس حدیث میں ان لوگوں کے راستے کو کاٹ دیا گیا ہے جو دین میں تشدد برتنے والے ہیں۔ جو

کہ وقت میں اس قدر اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ تنگی اور مشقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۳) بھلائی کا باقی رہنے کا سبب لوگوں میں

سنت کی اتباع اور آپ کے طرز عمل پر رہنا اور اس کی حدود کا لحاظ رکھنے سے ہے۔

۱۲۳۵: وَعَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا

وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ

لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ

ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ: أَحَدُهُمَا

يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ

۱۲۳۵: حضرت ابو عطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ کے

اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے

والے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور

دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ

عنها نے فرمایا: ”کون مغرب میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔  
عبداللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی  
طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

الْمَغْرِبِ وَالْإِفْطَارِ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ  
الْمَغْرِبِ وَالْإِفْطَارِ؟ قَالَ : عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي  
ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ : هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَصْنَعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

لَا يَأْتُوا: بھلائی میں کمی نہیں کرتا۔

قَوْلُهُ "لَا يَأْتُوا": اسی لَا يَقْصُرُ فِي الْخَيْرِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصیام، باب فضل السحور۔

اللَّحَّاظَاتُ: ابی عطیہ: مالک بن عامر وادی حمدانی ان کے حالات تراجم میں دیکھیں۔ مسروق: یہ مسروق بن مجہد حمدانی ہیں  
ان کی کنیت ابو عاصم کوفی، یہ ثقہ عابد فقیہ ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔ یعجل المغرب: یعنی مغرب کی نماز کی جلدی  
کرتے یعنی ابن مسعود یہ کلام راوی کی مدح ہے ابن مسلمان کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عطیہ کا کلام ہو یا ان سے نچلے راوی کا کیونکہ  
عبداللہ نام کے بہت سے صحابہ ہیں لیکن کوفین کی روایت میں جب مطلقاً عبداللہ بولا جائے تو مراد یہی ابن مسعود ہوتے ہیں اور حجاز میں  
کی روایت میں مطلق عبداللہ سے مراد عبداللہ بن عمرو ہوتے ہیں۔

فوائد: سنت نبویہ فعلیہ کا بیان ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنی چاہئے اور غروب کے یقینی ثابت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی  
کرنی چاہئے۔

۱۲۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلَهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ  
الْبُرَيْمِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ ۱۲۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے  
سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے  
ہیں۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجيل الافطار

اللَّحَّاظَاتُ: احب عبادى الى: یعنی ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ۔ اعجله فطرا: غروب کے ثابت ہو  
جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع میں۔

فوائد: جس نے غروب آفتاب کے بعد اتباع سنت میں حرص کرتے ہوئے جلدی افطار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضامندی  
پائی۔

۱۲۳۷: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهْنَا وَأَذْبَرَ النَّهَارَ مِنْ هَهْنَا وَعَوْرَتِ الشَّمْسِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۲۳۷: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رات اُدھر سے آجائے اور دن  
اُدھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے  
روزہ افطار کر لیا۔“ (بخاری و مسلم)



**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب متى یحل الصائم و مسلم فی الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم و خروج النہار

**اللَّحَائِثُ:** اقبل منہنا: یعنی مشرق کی جانب سے۔ ادبر النہار منہنا: یعنی مغرب کی جانب سے جب دن پینچ پھیر جائے۔ غربت الشمس: یعنی اس کی ساری نیکیاں غائب ہو جائیں۔ افطر الصائم: یعنی اس کے افطار کا وقت قریب ہو گیا بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرعی اعتبار سے روزہ افطار کرنے والا بن گیا۔ اگرچہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی روزے کا وقت ختم ہو گیا۔

**فوائد:** شرعی طور پر روزے کا افطار کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

۱۲۳۸: وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي أُوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا عَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: «يَا فَلَانُ انزِلْ فَاجِدْ لَنَا ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قَالَ: «انزِلْ فَاجِدْ لَنَا» قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ، قَالَ «انزِلْ فَاجِدْ لَنَا» قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَّحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ ههنا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۳۸: حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور آپ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا اے فلاں! اترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ستو تیار کرو۔“ اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ستو تیار کرو۔“ چنانچہ وہ اترے اور آپ کے لئے ستو تیار کئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا: ”رات کو ادھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

اجدح: ستو تیار کرو۔

قَوْلُهُ «اجدح» يجيب ثم دال ثم حاء مهملتين: أي اخلط السويق بالماء.

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب متى یحل فطر الصائم و مسلم فی الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم و خروج النہار۔

**اللَّحَائِثُ:** یا فلاں: بعض روایات میں یا بلال کا لفظ ہے۔ السويق: گندم یا جو جن کو ابال کر پیس لیا جاتا ہے پھر کھی پانی کے ساتھ اور کبھی گھی اور شہد کے ساتھ پلایا جائے۔

**فوائد:** جوں ہی افطار کا وقت داخل ہو افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

۱۲۳۹: وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ...

۱۲۳۹: حضرت سلمان بن عامر صہابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم

”إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام، باب ما یستحب علیہ الافطار۔  
**اللحائز:** فانه طهور: وہ معنوی اور حسی خیانت کو دور کرنے والا ہے۔

۱۲۴۰: وَعَنْ آتِسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطْبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطْبَاتٌ فَتَمِيرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمِيرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام، ما جاء ما یستحب علیہ الافطار۔

**اللحائز:** و رطبات: مطب کھجور کے پھل کو کہا جاتا ہے جبکہ وہ پھل آجائے اور پھل توڑنے سے پہلے پک جائے۔ فتمیرات: یہ تغیر ہے یعنی تین کھجوریں کیونکہ یہ جملے کی سب سے قلیل مقدار ہے۔ التمر: خشک کھجور۔ حسا: آپ آسانی سے پی لیتے تھے۔ حسوات: یہ حسوۃ کی جمع ہے ایک مرتبہ کا پینا۔

**فوائد:** (۱) روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ طاق تعداد میں تر کھجوروں سے افطار کرے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر خشک کھجوریں اور یہ بھی نہ ہوں تو پھر پانی سے افطار کرے۔ اس ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تر کھجوروں اور خشک کھجوروں سے افطار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے معدے کے فضلات دور ہوتے ہیں اور یہ بہترین غذا ہے اس میں غذا کے اکثر اجزاء جن کی ہم کو ضرورت ہے وہ پائے جاتے ہیں۔ (۲) سنت نبوی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

**باب:** روزہ دار کو اپنے اعضاء

اور زبان گالی گلوچ اور

خلاف شرع باتوں سے روکے رکھنا

۲۲۳: **بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمَشَاتِمَةِ وَنَحْوِهَا**

۱۲۴۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمَ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُفْتُ وَلَا يَصْحَبُ، فَإِنْ سَابَتْهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَتْهُ فَلْيُقِلْ: أَيُّ صَائِمٍ" متفق عليه۔

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصوم، باب من یقول انی صائم اذا شتمتہ و مسلم فی کتاب الصوم، باب حفظ اللسان للمصائم۔

**اللَّعْنَاتُ:** لا یرفت: وہ فحش گوئی نہ کرے۔ ولا یصحب: وہ اپنی آواز کو بلند نہ کرے یا شور زیادہ نہ چائے۔ او قاتلہ: اس سے مار پائی کرے۔

**قوائد:** گناہوں سے اعضاء کو بچانا چاہئے۔ زبان کو ہدیان، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، بکواس، جھگڑا اور دکھاوے سے بچانا چاہئے۔ اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رکھنا چاہئے۔ (۲) تشریح باب الصوم، رقم ۱۲۱۶ میں گزری۔

۱۲۴۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشِرَابَهُ" رواه البخاری۔

۱۲۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصوم، باب من لم يدع قول الزور

**اللَّعْنَاتُ:** من لم يدع قول الزور: یعنی اس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ فلیس لله حاجة ان يدع طعامه و شربه: یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے بے نیاز ہے۔ ان بطل فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کھاپی لے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ جھوٹی بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے بچے۔

**قوائد:** (۱) روزے کا اجر ضائع کرنے سے ڈرایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ جو آدمی جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو روزے کا ثواب اس کو نہیں ملتا۔ (۲) امور حیہ کھانا پینا اور جماع ان سے روزے میں بازرہنا جس طرح ضروری ہے اسی طرح معنوی امور غیبت، جھوٹ، فحش گوئی اور بد اخلاقی سے بھی بچنا چاہئے۔

### باب: روزے کے مسائل

۱۲۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷻ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بھول کر کھاپی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا

### ۲۲۴: بَابُ فِي مَسَائِلِ مِنَ الصَّوْمِ

۱۲۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ اللَّهُ

وَسَقَاهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اذا کمن او شرب ناسیا و مسلم فی الصیام، باب اکل الناسی و شربه و جماعه لا یفط

**ہو اند:** (۱) اگر روزہ دار نے بھول کر کھانی لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ رمضان کا فرض روزہ ہو یا نفل یا قضاء۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نہ قضاء رہے اور نہ کفارہ اور یہ بات دارقطنی، بیہقی اور حاکم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں بھول کر روزہ کھول لیا اس پر کوئی قضاء اور کفارہ نہیں۔ (۲) یہ تمام حکم تمام مفترقات کو شامل ہے کھانے پینے پر اکتفا اس لئے کیا گیا کہ عام طور پر اپنی دو سے ساکتہ پڑتا ہے۔ اس میں قلیل و کثیر کا کوئی فرق نہیں۔

۱۲۴۴: وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: "أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَيَبْلُغْ فِي الْأَسْتِنشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ حضرت لقيط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔" (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم مختصراً، باب الصائم یبالغ فی الاستنشاق و الترمذی فی ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراهیته مبالغۃ الاستنشاق للصائم۔

**اللِّغْزَانِ:** اسبغ الوضوء۔ وضو کو کامل کیا فرض مقامات چہرہ ہاتھوں اور پاؤں میں فرض سے زائد دھویا۔ و خلل الاصابع: تحلیل انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ پانی پہنچانے میں دراصل مبالغہ اور نظافت کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ و بالغ فی الاستنشاق: ناک میں پانی چڑھا کر کھینچا اور غرغہ کیا مضمضمہ میں۔

**ہو اند:** (۱) مضمضمہ اور استنشاق میں مبالغہ کرنا روزہ دار کے علاوہ باقیہ سب کے لئے سنت ہے۔ (۲) روزہ دار کو ان میں مبالغہ مکروہ ہے کہ کہیں روزہ نہ ٹوٹ جائے پیٹ میں پانی پہنچ کر۔

۱۲۴۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنْبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (کبھی) اس حالت میں فجر کا وقت آ جاتا کہ بیوی کے ساتھ ہمسٹری کی وجہ سے جنابت کی حالت میں ہوتے۔ پھر بعد میں غسل فرماتے کہ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم و مسلم فی کتاب الصوم، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر و هو جنب۔

۱۲۴۶: وَعَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔  
حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے۔ (اور بعد میں غسل فرماتے)..... (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم۔ و مسلم فی کتاب الصوم، باب صحۃ صوم من طلع علیہ الفجر و هو جنب۔

**اللغزات:** من غیر حلم: جیسا کہ بخاری و مسلم میں ”من غیر احتلام“ کے الفاظ مشہور ہیں اور مشہور یہی ہے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے لئے واقع نہیں ہوئی اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی کیونکہ وہ عموماً شیطانی حرکت سے ہوتی ہے اور وہ سب اس سے پاک اور محفوظ ہیں۔

**قوائد:** (۱) ما قبل کے نو اند ملاحظہ ہوں۔ (۲) صبح صادق سے پہلے جماع روزے کے لئے نقصان دہ نہیں۔ جنابت خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے۔ جمہور کا سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے۔ الی نساء کم: اس لئے رات کے وہ آخری اجزاء جو طلوع فجر سے متصل ہیں ان میں اس کی حلت ثابت کرتی ہے کہ جنابت کی حالت میں اس کا روزہ درست و حلال ہے۔

### باب: محرم و شعبان اور حرمت

والے مہینوں کے روزے کی فضیلت

### ۲۲۵: بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ

الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرْمِ

۱۲۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْفَضْلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم۔

**اللغزات:** شہر اللہ: شہر و مہینے کی اضافت اللہ کی طرف شرافت کے لئے ہے۔ المحرم: یہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ سال ہجری کا پہلا مہینہ ہے حرمت والے مہینے رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔

**قوائد:** رمضان المبارک کے بعد ظنی روزے محرم میں دوسرے تمام مہینوں سے افضل ہیں۔

۱۲۴۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرٍ مِنْ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے

شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ شعبان میں رکھتے۔ آپ تمام شعبان روزے رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ تھوڑے دنوں کے سوا پورا شعبان روزے رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم شعبان و مسلم فی کتاب الصیام، باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان

**اللتخانی:** یصوم شعبان کلہ: شعبان کا زیادہ حصہ روزہ رکھے۔

**حوادث:** (۱) شعبان میں روزے کی فضیلت ذکر کی کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے اور اس کی فضیلت اس لئے ہے کہ یہ رمضان کی تیاری ہے۔ مزید اس لئے بھی کہ اس میں اعمال بارگاہ الہی میں پیش ہوتے ہیں۔ امام نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو جتنے روزے شعبان میں رکھتے دیکھا اور کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ رجب و رمضان کے درمیان ہے اس میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہو تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔ (۲) شعبان کے آخری نصف میں اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے البتہ جس کو عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ (دوسرے کے لئے ایسا کرنے کی ممانعت ہے)

۱۲۴۹: حضرت مجیدہ بابلہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ دنوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر واپس چلے آئے۔ پھر ایک سال گزرنے کے بعد آپ کی خدمت میں آئے تو ان کی حالت بدلی ہوئی تھی، پس کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپ نے فرمایا: ”تو کون ہے؟“ اس نے کہا۔ میں وہی باہلی ہوں جو آپ کی خدمت میں گزشتہ سال آیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ تیری بہت اچھی صحت تھی۔ اس نے کہا میں جب سے آپ سے جدا ہوا میں نے کھانا نہیں کھایا مگر رات ہی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اپنے آپ کو تکلیف دی۔ پھر فرمایا: ”تو صبر کے مہینے کے روزے رکھ اور ہر مہینے میں سے ایک۔ اس نے کہا اس میں کچھ اضافہ فرمائیں کیونکہ مجھ میں ہمت ہے۔ آپ نے فرمایا: حرمت والے مہینوں میں بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینوں کے بعض

۱۲۴۹: وَعَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمَّتِهَا أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَتْ فَاتَّاهُ بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ”وَمَنْ أَنْتِ؟“ قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيَّةُ الَّتِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ - قَالَ: ”فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتُ حَسَنَ الْهَيْئَةِ“ قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بِلَيْلٍ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”عَدَبْتُ نَفْسَكَ“ ثُمَّ قَالَ: ”صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ“ قَالَ: ”رِذْنِي فَإِنَّ بِي قُوَّةٌ“ قَالَ: ”صُمْ يَوْمَيْنِ“ قَالَ: ”رِذْنِي“ قَالَ: ”صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ“ قَالَ: ”رِذْنِي“ - قَالَ: ”صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَاتْرُكْ“

الدُّهُمُ وَاتْرُكْ“ وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ دِنُوسِ كِے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض  
دِنُوسِ مِیں رُوزِے رُکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابو داؤد)

”شَهْرُ الصَّبْرِ“: رَمَضَانَ۔ “شَهْرُ الصَّبْرِ“: رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام باب صوم و شهر الحرم

اللُّغَاثُ: عن ابیہا: وہ صحابی عبداللہ بن حارث ہالی ہیں۔ او عمہا: یہ او شکک کے لئے ہے راوی کو شک ہے کہ چچا یا والد  
میں سے کون ہے۔ ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: وفدی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت  
میں آئے۔ وقد تغيرت حاله و هیئته: مراد اس سے وہ کمزوری ہے جو مسلسل روزوں کی وجہ سے ان کو پیش آئی۔ الحرم: حرمت  
والامینہ: جب ذوالقعدہ ذوالحجہ و محرم۔ قال باصابعه الثلاث فضمها ثم ارسلها: بقول ابن مسلمان رحمۃ اللہ تین انگلیوں کو پہلے  
ملایا پھر چھوڑ دیا کیونکہ تیسرے کو ملانے میں قوت ہے جو وہ کے ذریعے پیدا ہونے والی کمزوری کا ازالہ کر دیتی ہے۔

فوائد: (۱) نفل روزے مستحب ہیں کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں خاص کر حرمت والے  
مہینوں کے روزے۔ عید کے پانچ دنوں کے علاوہ بقیہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی کی صحت میں نقصان نہ ہوتا اور دیگر حقوق  
واجبہ فوت نہ ہوتے ہوں تو اس کے لئے جائز ہیں مگر ایک روزہ اور ایک دن افطار وہ پھر بھی افضل ہے۔

باب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے  
میں روزے کی فضیلت

۱۲۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: “کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل  
صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی  
عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور  
نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مکروہ  
نمازی جو اپنی جان اور مال لے کر نکلے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس  
نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

۲۳۶: بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي  
الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۱۲۵۰: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: “مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ  
الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ“  
يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا  
الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ  
وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ وَرَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی العبدین باب فضل العمل فی ایام التشریق۔

اللُّغَاثُ: ما العمل: عمل سے ایسا عمل مراد ہے کہ عبادت و اطاعت و تکبیر پر مشتمل ہو یعنی ایام العشر: ذی الحجہ پہلا عشرہ۔ لم  
یرجع بشی: نذات اور نہ مال لے کر شہید ہو گیا یا اپنے مال میں سے کوئی چیز نہ لوٹائی۔

**فوائد :** (۱) ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اعمال صالحہ دوسرے دنوں میں عمل کرنے سے افضل ہے کیونکہ یہ انتہائی فضیلت و عظمت والے دن ہیں اور وہ ایام حج و احکام حج کے دن ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی۔ ﴿والفجر و لیل عشر﴾۔ (۲) اسلام میں جہاد کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

باب : یوم عرفہ عاشوراء اور  
نویں محرم کے روزے کی فضیلت

۱۲۵۱: حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔“ (مسلم)

۲۲۷: بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ  
وَعَاشُورَاءَ وَتَأْسُورَاءَ

۱۲۵۱: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ: ”يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواه مسلم في كتاب الصوم، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر و صوم يوم عرفه۔

**اللَّحَائِثُ :** یوم عرفہ : جبل عرفات پر وقوف کرنے کا دن یہ نو ذی الحجہ ہے۔ یکفر السنۃ الماضیہ و الباقیہ : یہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اگلے سال کے گناہوں کا بھی جس کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے۔ مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق اس سے سرزد ہوئے ہوں۔ اگر نہ ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں کی تخفیف کی امید ہے یا درجات کی بلندی نصیب ہوگی اگر ذمہ میں کبیرہ گناہ نہ ہوں۔

**فوائد :** عرفہ کے دن کا روزہ مستحب ہے البتہ وہ آدمی جو حج میں ہو اس کا روزہ تلبیہ ذکر و دعائیں ضعف آجانے کے خطرہ سے مستحب نہیں۔ (البتہ جواز میں اشکال نہیں)

۱۲۵۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۵۲: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج :** رواه البخاری في كتاب الصيام، باب في صيام يوم عاشوراء و مسلم في كتاب الصوم، باب صوم عاشوراء

**فوائد :** (۱) عاشوراء کے دن کا روزہ تاکید کی مگر نفلی روزہ ہے۔

۱۲۵۳: حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا

۱۲۵۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ: ”يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ“



رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ کفارہ ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیامہ ثلاثۃ ایام۔

**فوائد:** یوم عاشوراء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

۱۲۵۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَنْ يَبِيتَ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۵۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب ای یوم یصام فی عاشوراء۔

**اللَّحَائِشُ:** الی قابل: آئندہ سال ایک اور روایت میں فاذا كان العام المقبل لا مؤمن التاسع: جب اگلا سال آئے گا تو میں نویں کاروزہ رکھوں گا اور یہ محرم کا نواں دن ہے۔

**فوائد:** (۱) محرم کے مہینے میں نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا چاہئے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نویں تاریخ کے روزے سے یہودی مخالفت ہو جائے کیونکہ وہ صرف دسویں تاریخ کے روزہ کے قائل تھے۔

باب: شوال کے چھ

روزوں کا استحباب

۲۲۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ

سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

۱۲۵۵: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَحَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۵۵: حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال اتباعاً لرمضان۔

**فوائد:** (۱) جو رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال میں چھ روزے رکھ لئے تو گویا اس نے سہارا سال روزے رکھے کیونکہ ایک دن دس کے بدلے "من جاء بالحسنة فلاة عشر امثالها" پس رمضان المبارک دس مہینوں کے بدلے ہو گئے اور چھ دن دو مہینے بدلے ہو گئے۔ (۲) افضل یہ ہے کہ وہ مسلسل اور یوم عید کے متصلاً بعد ہوں (مگر ضروری نہیں کہ فوراً رکھے جائیں شوال میں پورے کرنے کافی ہیں)

باب: سوموار اور جمعرات کے

روزے کا استحباب

۲۲۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

وَالْخَمِيسِ

۱۲۵۶: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ...  
۱۲۵۶: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ: "ذَلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بَعُثْتُ اَوْ اَنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر۔

**اللَّحَائِثُ:** انزل علیہ فیہ: یعنی قرآن کے اترنے کی ابتداء سوموار سے ہوئی۔

**فوائد:** سوموار کے روزے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اس افضلیت کا سبب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سوموار کے دن ربیع الاول کے مہینے میں جیسا مشہور ہے ہوئی اور قرآن مجید سوموار کے دن حترہ رمضان کو اترنا شروع ہوا۔

۱۲۵۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ صَوْمٍ۔  
 ۱۲۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ الہی میں پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی الصوم یوم الاثنین و الخمیس و مسلم فی کتاب البر،

باب النهی عن الفحشاء و التہاجر

**اللَّحَائِثُ:** تعرض الاعمال: تمہاں فرشتے ان کو پیش کرتے ہیں۔

**فوائد:** سوموار اور جمعرات کا روزہ اس لئے مستحب ہے کہ ان دنوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۱۲۵۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۲۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین فی الخمیس۔

**اللَّحَائِثُ:** يتحري: حرص اہتمام کے ساتھ تلاش کرتا ہے۔

باب: ہر مہینے میں تین دن کے

روزے کا استحباب

افضل یہ ہے کہ ایام بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ چودہ اور

۲۲. باب استحباب صوم ثلثة

ایام من کل شهر

والأفضل صومها فی ایام البیض وہی

پندرہ ہے) رکھے جائیں۔

بعض نے کہا بارہ تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے۔

۱۲۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا (۲) چاشت کی دو رکعتیں (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ -  
وَقِيلَ الثَّانِي عَشَرَ وَالثَّلَاثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ  
وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ:

۱۲۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامَ ثَلَاثَةِ  
أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الصُّلْحَى، وَأَنْ  
أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ آتَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب النہجد، باب صلوة الضحیٰ و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوة الضحیٰ

**فوائد:** ہر مہینے میں تین دنوں کے روزوں کا مستحب ہے۔ اور ان میں بھی افضل وہ ہیں جن کی راتیں سفید یعنی چاندنی والی ہیں۔

۱۲۶۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا:  
(۱) ہر مہینے میں تین دن کے روزے (۲) چاشت کی نماز (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

۱۲۶۰: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ أَوْعَهُنَّ مَا  
عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ،  
وَصَلْوَةِ الصُّلْحَى، وَبِأَنْ لَا آتَامَ حَتَّى أُوتِرَ،  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوة الضحیٰ

**اللغزات:** ما عشت: زندگی میں۔

۱۲۶۱: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۶۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
”صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ  
كُلِّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام و کتب الانبیاء و مسلم فی کتاب الصیام،

باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر

**فوائد:** اس روایت میں یہ وضاحت کر دی کہ ہر مہینے میں تین دنوں کے روزہ ہمیشہ رکھنے کی طرح ہیں۔

۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

۱۲۶۲: وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؛ قَالَتْ: نَعَمْ۔ فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عنها سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الصوم، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شهر

**الذَّخَائِرُ:** لَمْ يَكُنْ يُبَالِي: اہتمام نہ کرتے۔ منی ای شہر یصوم: یعنی آپ نے کسی بھی مہینے کے تین دن مخصوص نہیں فرمائے۔  
**فَوَافِدُ:** تین دن کے روزوں میں جو ہر مہینے میں رکھے جائیں کوئی دن خاص نہیں ہیں ثواب کوئی سے تین دنوں کے روزے رکھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے ۱۲۶۳ تا ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھنا افضل ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

۱۲۶۳: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۶۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو تیرہ، چودہ، پندرہ، کاروزہ رکھ۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، ما جاء فی صوم ثلاثہ ایام من کل شهر

**فَوَافِدُ:** زائد فضیلت حاصل کرنے کے لئے انہی تین دنوں کے روزے مستحب ہیں۔

۱۲۶۴: وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۲۶۴: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ، چودہ، پندرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم، باب فی صوم الثلاث من کل شهر۔

**فَوَافِدُ:** ایام بیض کو خاص کر کے اس میں روزے کو مستحب قرار دیا۔ ان کو ایام بیض اس لئے کہا جاتا ہے کہ چاند طلوع ہونے کی وجہ سے یہ راتیں مکمل سفید ہوتی ہیں۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے۔

۱۲۶۵: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ

۱۲۶۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں نہ

الْحُسْبِيُّ فِي حَضْرٍ وَلَا سَفَرٍ ، رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (نسائی)  
جھوڑتے تھے۔ (نسائی)  
صحیح سند۔

تخریج: رواہ النسائی فی الصیام ، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فوائد: ہرمیہ میں ایام بیض کے روزے سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ ہر روز صوم فرماتے تھے۔

باب: جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے  
۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلویا، اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کچھ بھی کم ہو۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۳۱: بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكَلُ عِنْدَهُ وَدُعَاءِ الْإِكْلِ لِلْمَاكُولِ عِنْدَهُ  
۱۲۶۶: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصیام ، باب ما جاء فی الاعتکاف اذا خرج منه رقم ۸۰۷

اللَّغْنَانِ : من فطر صائماً : یعنی اس کو ایسی چیز پیش کی کہ جس سے وہ روزہ افطار کرے۔ خواہ وہ کھجور یا پانی کا گھونٹ ہی تھا۔ اس حدیث کو سلمان فارسی سے ابن خزیمہ نے نقل کیا۔ اس میں رمضان کے ساتھ اس کی خصوصیت ذکر کی گئی کہ جس نے رمضان میں افطار کرایا تو وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کا باعث بن جائے گا اور افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کم ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک وہ چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ افطار کرے پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیں گے جس نے ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے گھونٹ سے روزہ افطار کرایا۔  
فوائد: اس میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو کسی بھی روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے۔ روزہ کھلوانے کی اس میں فضیلت بیان کی گئی اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت اور ایک دوسرے سے میل جول پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۶۷: حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی کھاؤ۔“ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ دار کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔ یہاں تک

۱۲۶۷: وَعَنْ أُمِّ عَمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَلَمَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: ”كُلِي“ فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَبْعُثُوا“ رَوَاهُ

الترمذی۔ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصائم اذا کمل عنده اللعائین: تصلى عليه الملائكة: اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ یفرغوا: یعنی فارغ ہوں۔  
**ہوائد:** اس روزہ دار کی فضیلت ذکر کی گئی۔ دوسرا آدمی کھانا کھا رہا ہو۔

۱۲۶۸: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَجَاءَ بِخَبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفَطَّرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۲۶۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی۔ پس آپ نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: ”تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں“۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الاطعمة، باب الدعاء الرب الطعام۔

**اللحائین:** افطو عندكم الصائمون: خدا کرے تمہارے پاس روزے دار افطار کریں یہ لفظ جملہ خبریہ ہے اور معنای دعا یہ ہے یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی رفاقت عنایت فرمائے جو روزہ دار کو روزہ کھلانے والے یا افطار کرانے والے ہیں۔ الابوار: جمع برکی اور وہ متقی کو کہتے ہیں۔

**ہوائد:** (۱) مہمانوں کے سامنے جو میسر آ جائے وہی پیش کرنا سخاوت کے مانع نہیں۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ روزہ دار اس آدمی کے لئے دعا کرے جس نے اس کو روزہ افطار کرایا۔

# كِتَابُ الْإِعْتِكَافِ

۱۲۶۹: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۶۹: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی ابواب الاعتکاف ابواب الاعتکاف فی العشر الاواخر و مسلم فی کتاب الاعتکاف ابواب الاعتکاف عشر الاواخر من رمضان

**اللُّغَاتُ:** يَعْتَكِفُ: اعتکاف لغت میں ٹھہرنے اور بند کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں خاص قسم اور خاص طریقے سے ٹھہرنا یا مسجد میں مخصوص شخص کا نیت کے ساتھ ٹھہرنا۔

**فَوَائِدُ:** (۱) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنا مستنون ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ دن بھی اور دن کی صفائی کا سبب ہے۔ عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنے مانگنے سے مشابہت اختیار کرنا اور لایزالہ التقدر کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔

۱۲۷۰: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ اعْتَكَفَ أَرْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ارواح مطہرات بھی جہنم نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی ابواب الاعتکاف ابواب الاعتکاف فی السابق و مسلم فی کتاب الاعتکاف ابواب الاعتکاف العشر الاواخر من رمضان۔

۱۲۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی ابواب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان۔

**اللَّخَائِذُ:** یعنی کف فی کل رمضان عشرة ايام: آنحضرت ﷺ درمیانے عشرے کا اعتکاف فرماتے تاکہ لیلۃ القدر کو ڈھونڈیں۔ پھر آپ کو علم ہوا کہ وہ آخری عشرے میں ہے پس آپ اس میں اعتکاف کرنے لگے۔ قبض: وفات پائی۔ عشرين يوماً: بیس دن نبی ﷺ نے اپنے اعتکاف کو بھی دوگنا کر لیا تھا جس طرح جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کے دور کو زیادہ کر دیا تھا تاکہ عبادت میں خوب کوشش اور محنت ہو۔ اس لئے کہ آپ کو وقت مقررہ کے قریب آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

## كِتَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : **اِنَّوَلَّيْهِ عَلَي النَّاسِ حِجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ** [آل عمران: ۹۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر کا حج ہے جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہیں۔“ (آل عمران)

**حل الآيات:** حج البيت: حج لغت میں قصد کو کہا جاتا ہے اور شرع میں خاص اعمال کی ادائیگی کا قصد کرنا۔ بیت: کالفظ کعبہ پر عموماً بولا جاتا ہے۔ من استطاع اليه سبيلاً: استطاعت یعنی خرچ سفر اور سواری رکھتا ہو۔

۱۲۷۲: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”بَيْتُ الْإِسْلَامِ عَلَي حَمْسٍ : شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ، وَحَجَّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمَ رَمَضَانَ“ متفقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔“ (متفق علیہ)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الایمان باب دعاء کم ایمانکم ومسلم فی کتاب الایمان باب بیان ارکان الاسلام۔

**اللَّخَائِذُ:** حج البيت: بیت اللہ کا حج جو آدمی ان شرائط کے ساتھ جو دوسری احادیث میں آئی ہیں کے ساتھ بیت اللہ تک جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

**فوائد:** (۱) حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے اور یہ ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (۲) حدیث کی تشریح کتاب الصلوة، الصوم و الزکوٰۃ میں گزر چکی۔



۱۲۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ ہم؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں نعم کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا: "جو بات میں چھوڑ دوں تم بھی مجھے چھوڑ دو" (سوال نہ کرو) بلاشبہ تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔" (مسلم)

۱۲۷۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ: "أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لَوْ قُلْتُمْ نَعَمْ لَوَجَّهْتُ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بَكْفَرَةٍ سَأَلْتَهُمْ وَأَخْلَاهِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُمْ بِشَيْءٍ فَأَتَوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَذًا نَهَيْتُمْ عَنْ شَيْءٍ فَعَدَّوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر

اللُّغَاتُ: فسکت: یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے سے خاموش ہو گئے کیونکہ یہ سوال اس کے لئے درست نہ تھا۔ لوحیت: یعنی حج ہر سال واجب ہوتا کیونکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنی جو وحی سے بولتے تھے۔ ذرونی: یعنی تم مجھے چھوڑ دو۔ کثرت سوالہم: یعنی بلا ضرورت سوالات جن کا مقصد صرف ضد اور ایذا تھا۔

فوائد (۱) اس دین کی بنیاد آسانی پر قائم ہے۔ اس میں تنگی بنائی گئی اس لئے کہ انسان کو اسی چیز کی تکلیف دی جاتی ہے جو اس پر شاق نہ ہو۔ (۲) اس چیز کے متعلق سوال نہ کرنا چاہئے جو بلا یعنی ہوا اور جو خود کو گمراہ کرے۔ اگر اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو اور اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔" (۳) شریعت کے احکام استطاعت کے ساتھ مقید ہیں مگر ممنوعات سے ہر صورت میں زکنا ضروری ہے کیونکہ مفاسد کا دور کرنا حصول منفعت سے مقدم ہے۔ (۴) حج عمر میں طاقت والے پر ایک مرتبہ لازم ہے۔

۱۲۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔" پھر کہا گیا۔ اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد۔" سوال کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: "مقبول حج۔" (بخاری و مسلم)

۱۲۷۴: وَعَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ" قِيلَ: "ثُمَّ مَاذَا؟" قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قِيلَ: "ثُمَّ مَاذَا؟" قَالَ: "حَجٌّ مَبْرُورٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"المَبْرُورُ": وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی مَعْصِيَةٍ کا ارتکاب نہ کرے۔

"المَبْرُورُ" هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبَهُ فِيهِ مَعْصِيَةً.

**تخریج:** رواه البخاری فی الايمان' باب من قال ان الايمان هو غسل و مسلم فی الايمان سباب بیان کون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال۔

**اللَّغْوَانِ:** ای العمل افضل: یعنی ثواب میں بڑھ کر۔

۱۲۷۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۷۵: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: "جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گوئی اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس طرح لوٹا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الحج' باب فضل الحج المبرور و مسلم فی الحج' باب فی فضل الحج العمرة و عرفة۔

**اللَّغْوَانِ:** فلم يرفث يرفث جماع یا فحش گوئی یا عورت کو ایسی بات کہنا جس کا تعلق جماع سے ہو اور صراحتاً اس کے تذکرے کو کہتے ہیں۔ لم يفسق فسوق اطاعت سے نکلنے کو کہتے ہیں مراد برائی، گنہ یا جھگڑا یا بد اخلاقی ہے۔ رجع: و لوٹنا۔

**فوائد:** (۱) حج گناہوں کا کفارہ اور پہلے کئے جانے والے تمام گناہوں کو مٹانے والا ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔ کبیرہ گناہیں اور ان گنہوں سے متعلق ہے جو اللہ کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۲) اور گناہ کے مٹانے جانے کا تذکرہ اس حج کے ساتھ مشروط ہے جو مقبول ہو اور اس کے ساتھ کوئی گناہ ملا ہو نہ ہو اور وہ آدمی حج کو عیب لگانے والی باتیں جھگڑے اور شہوت کو ابھارنے والی چیزوں سے دور رہنے والا ہو۔ (۳) بڑے گناہ اس توبہ کے ساتھ جو اپنی شرائط کے ساتھ ہوں مٹائے جاتے ہیں اور اسی طرح حق والوں کو ان کے حقوق واپس کرنے سے۔

۱۲۷۶: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كُفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۷۶: حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان والے گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی العمرة' باب العمرة و حديثه و مسلم فی كتاب الحج' باب فی فضل الحج و العمرة و يوم عرفة۔

**اللَّغْوَانِ:** العمرة لغت میں زیارت کو کہتے ہیں اور یہ اعتماد سے لیا گیا اور شرع میں خاص طریقے سے بیت اللہ کی زیارت کرنا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک حج کی طرح فرض ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔ کفارة: مغفرت اور گناہوں کے چھپائے جانے کا سبب ہے۔

**فوائد:** عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور حج مقبول کا ثواب صرف گناہوں کے کفارے تک موقوف نہیں بلکہ وہ جنت میں داخلے کے لئے کافی ہے۔

۱۲۷۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ عَرَضَ كَيْبَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَجَاهِدِ كَوِافِلِ تَرِينَ خِيَالِ كَرْتِي  
۱۲۷۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مجاہد کو افضل ترین خیال کرتی

الْعَمَلِ أَقْلًا نُجَاهِدُ؛ فَقَالَ: "لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ: حَجَّ مَبْرُورٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
"افضل جہاد حج مبرور ہے"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحج باب فضل الحج المبرور والجهاد باب فضل الجهاد۔

**الَّتَعَانِي:** نوری الاجہاد افضل العمل: ہم اس کا التقاد رکھتے تھے کہ جہاد کا اسلام میں بڑا مرتبہ ہے۔ ولکن افضل الجہاد: مراد یہ ہے کہ افضل جہاد لیکن عورتوں کے لئے۔ وہ مقبول حج ہے جس پر کسی معصیت کی ملاوٹ نہ ہو اور نہ ہی اس حج سے منحرف کرنے والی کوئی چیز پائی جائے۔

**فَوَإِنَّ:** (۱) حج کو جہاد سے تعبیر کر کے اس کے عظیم ثواب اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا اور عورتوں کو اس کی ترغیب دی۔ (۲) حج عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہے جبکہ اسلام کا معاملہ متعین نہ ہو یا دشمن شہر میں داخل نہ ہو اور وہ عورتیں قتال پر قدرت بھی رکھتی ہوں اور ان کے بارے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ اس طرح مردوں کے مقابلہ میں حج کی فضیلت قتال کے متعین طور پر فرض نہ ہونے کے ساتھ مقید ہے ورنہ عبادت کے نام سے یہ جہاد سے فرار شہر ہوگا۔

۱۲۷۸: وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَى: "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتا ہے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحج باب فضل الحج والعمرة يوم عرفه۔

**الَّتَعَانِي:** يعقو وہ نجات دیتا اور آگ سے خلاصی کرتا ہے۔

**فَوَإِنَّ:** يوم عرفہ کی فضیلت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے اپنے بندوں پر زیادہ نکل فرماتے ملائکہ پر ان کے ذریعے فخر کرتے اور ان پر بخشش و رحمت فرماتے ہیں۔

۱۲۷۹: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ حَجَّةً مَعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب عمرة فی رمضان وجزاء الصلید و مسلم فی کتاب الحج باب فضل العمرة فی رمضان۔

**الَّتَعَانِي:** تعدل برابر ہے۔ تعدل حجة ثواب میں اس کے وہ مقام ہے یہ مصعب نہیں کہ ہر چیز میں اس کے برابر ہیں کیونکہ اگر اس کے ذمے حج تھا اور اس نے رمضان میں عمرہ کر لیا تو یہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ او حجة معی یا میرے ساتھ حج کیا یہ راوی کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کون سے الفاظ فرمائے۔

**فَوَإِنَّ:** (۱) رمضان المبارک کے عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس میں روزہ رکھنا یہ زیارت کعبہ کے منافی نہیں۔ اسی طرح عمرہ کے احکام کی ادائیگی کے لئے روزہ مخالف نہیں۔

۱۲۸۰. وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَسَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَبْتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۰. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فراخ میں سے فریضہ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج، باب وجوب الحج و فضله و مسلم فی کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانه و هرم و نهوہما او الموت۔

**اللتخانی:** ادرکت ابی یعنی اس پر حج فرض ہوا اور وہ عمر کی اس حد تک پہنچا ہوا ہے یا مال دار ہے۔ مال دار ہو کر زاد و روح کا مالک بنا ہوا ہے۔ لایست: اس پر ٹھہر نہیں سکتا۔ راحلہ: اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو سواری کے لئے استعمال کیا جائے۔ **فوائد:** حج کے معاملے کی تاکید کی گئی کہ وہ مکلف سے ساقط نہیں۔ جبکہ وہ بذات خود اس کے کرنے سے عاجز ہو بلکہ وہ اس کو قائم مقام بنائے جو اس کو انجام دے اور بلواسطہ ادا کرے۔ (۲) بذات خود حج کرنا بہت بڑی فضیلت و بے شمار ثواب رکھتا ہے۔ (۳) والدین کے ساتھ احسان کرنا ان کی طرف توجہ دینی اور ان کی دینی و دنیوی مصلحتوں کو پورا کرنا چاہئے۔ فوت شدہ آدمی کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

۱۲۸۱. وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّنَّ قَالَ: "حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ" وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۸۱: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب مناسک الحج، باب الرجال یحج عن غیرہ

**اللتخانی:** لا یستطیع الحج و العمرة یعنی بذات خود وہ چل کر حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ الظن: سفر کرنا۔ اعتمر: اس کی طرف سے عمرہ ادا کر

**فوائد:** عاجز کی طرف سے نیا تاج کرنا جائز ہے جب کہ وہ ایسا مرض ہو جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا عمرہ میں بڑھاپا آ جائے لیکن دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس نے خود اپنا حج کیا ہو۔ جمہور کے نزدیک حج میں نیابت کے غیر کی طرف سے جائز ہونے میں اس بات کا کوئی فرق نہیں کہ اس کا حج فرض ہو یا اقل۔

۱۲۸۲. وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ وَأَنَا مِنْ سَبْعِ سِنِينَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۲: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب حج الصبیان۔

**فوائد:** (۱) بالغ ہونے سے پہلے بچے کا حج کرنا جائز ہے یا بذات خود اس کا ارکان ادا کرنا بھی درست ہے جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اس کی عبادت کی مشق ہو جائے اور بالغ ہونے کے بعد وہ اس سے الفت رکھے۔

۱۲۸۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرُّوحَاءِ فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوا: "الْمُسْلِمُونَ" قَالُوا: "مَنْ أَنْتَ؟" قَالَ: "رَسُولُ اللَّهِ" فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: "إِهْلَذَا حَجًّا؟" قَالَ: "نَعَمْ، وَلَكِ آخَرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپ نے فرمایا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔؟ فرمایا جی ہاں اور آج تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلمہ فی کتاب حج باب صحنہ حج الصبی

**اللُّحَاثَاتُ:** الروحاء، یہ چھپس میل کے فاصلے پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے۔

**فوائد:** (۱) چھوٹے بچے پر حج لازم نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔ اس نے حج کر لیا تو صحیح ہے مگر نفل ہوگا۔ (۲) بچہ جو نیک کام کرتا ہے اس کی نیکیاں تو لکھی جاتی ہیں لیکن اس کے گناہ بالا جماع نہیں لکھے جاتے اس طرح ولی کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جتنا بچے کا نفل ہوتا ہے گناہ نہیں جو وہ کرتا ہے۔

۱۲۸۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَةً - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی آپ کی سواری تھی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب الحج علی الرحل۔

**اللُّحَاثَاتُ:** حج: حجۃ الوداع والے سال رسول اللہ ﷺ نے حج کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔ راحل: ہر وہ چیز جو سفر کے لئے برتن سواری وغیرہ۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اونٹ کے پلان پر ہی حج کیا جس پر مہمل نہیں تھا۔ وکانت: یعنی سواری۔ الزاملتہ: وہ اونٹ جس پر کھانا اور سامان لا دیا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا اور سامان اٹھانے کے لئے الگ سواری نہ تھی بلکہ آپ ﷺ کی سفروالی سواری ہی دونوں کام دینے والی تھی۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور حج کو جاتے ہوئے آپ کا سامان بتلایا گیا ہے۔ آپ کی دعا اس حال میں اس طرح تھی اے اللہ اس حج کو اس طرح کا بنا دے جس میں ریا کاری اور دکھلاوا نہ ہو۔

۱۲۸۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ عَكَاظُ وَمَجَنَّةٌ وَدُو الْمَجَارِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأْتَمُّوا أَنْ تَسْجُرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَزَلَّتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

۱۲۸۵: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ مجناتہ ذوالحجزیہ جاہلیت کے زمانہ میں بازار لگتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کے ایام میں تجارت کو گناہ خیال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا

تَسْتَفُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ مِّن رَّبِّكُمْ فِي الْاِيَةِ كَمَا تَمَّ بِرُكُوكِىْ غَنَاہِ نَمِيں كَمَا تَمَّ اِسْبِنَا رَبِّ كَا فَضْلًا تَمَاشِ  
رَوَاہُ الْبِخَارِىُّ۔  
كرو یعنی مواسم حج۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب التجارة ایام الموسم۔

**اللغزات:** فناموا: گناہ میں پڑنے کا خدشہ ہوا۔ فی المواسم: حج کے مینے مراد ہیں۔ فنزلت: اس کے سبب سے یہ آیت اتری۔  
لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ

**فوائد:** حج کے دنوں میں تجارت حج کے صحیح ہونے کے خلاف نہیں۔ اگرچہ کمال اسی میں ہے کہ حاجی کا ہاتھ اس سے بچا ہوا ہوتا کہ اس کی عمل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

## کتاب الجهاد

### باب: جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کر لو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم بلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے“ اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تو رات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس وعدے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ مومن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو نیچے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو نیچے رہنے والوں پر بڑے اجر کے لحاظ سے فضیلت دی اور اپنی طرف سے درجات، بخشش، رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء)

### باب فضل الجہاد

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۲۱۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يُفِرُّوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبة: ۱۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَشِيرُوا بِرَأْيِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفُرْقَانُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی چیزوں میں پاکیزہ مکانات یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قریبی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔

(الف)

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔

جہاد کی فضیلت میں احادیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

[النساء: ۹۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ؟ تَوْمَنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ، ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ، يُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ، وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِيرٌ

[المؤمنين: ۱۰-۱۳]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَكَثُرَتْ

مِنْ أَنْ تُحْصَرَ فِيمَنْ ذَلِكَ

حل الآيات : كافة: تمام۔ كتب: فرض ہوا۔ كره لكم: طبعاً ناپسند ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ کو لڑائی کے لئے پیش کرنا ہے۔ انفروا: تم قتال کے لئے نکلو۔ خفافا: جوان ہو یا چست دشمن کی قلت کی وجہ سے لڑائی کی طرف رغبت کرنے والے ہو، جو جھل یا بوڑھے، ست، کثرت دشمن کی وجہ سے رغبت کرنے والے نہ ہو یا مال کی قلت، عیال کی کثرت کی وجہ سے یا اس کے علاوہ وجوہ ہوں۔ وجاہدوا: دشمن کے ساتھ لڑائی میں پوری قوت صرف کرو۔ خواہ مال سے یا جان سے ہو مگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔ اشترى: بیع و شراء مال کا تبادلہ۔ القاعدون: جہاد سے پیٹھے والا۔ اولی الضرر: بیمار واندھے ایاچ۔ درجۃ: عظیم مقام۔ الحسنی: جنت۔ تجارة: نفع کے لئے بیع و شراء کرنا۔ طيبة: عمدہ خوب، جنت عدن اقامت اور بیٹگی کے باغات۔ اخروی: اور تمہارے لئے اور نعمتیں ہیں۔ مبشر: ان کو دونوں جہان کی خوشخبری دے دو۔

۱۲۸۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ مَا قَالَ: "إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ" قِيلَ: "ثُمَّ مَاذَا؟" قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قِيلَ: "ثُمَّ مَاذَا؟" قَالَ: "حَجٌّ مَبْرُورٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ پوچھا گیا پھر کیا؟ فرمایا: ”حج مبرور۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج ۱۲۷۳ میں گزری۔

اللغزان: الفصل: ثواب میں بڑھ کر۔ حج: کسی معظّم چیز کا قصد کرنا۔ شرع میں ادا کی ادا ہوگی کیلئے بیت اللہ کا قصد کرنا۔ مبرور: یہ اسم مفعول ہے اور بر سے ہے اور بر نیکی کو کہتے ہیں اور یہاں ایسا حج مراد ہے جو خالص نیت کے ساتھ ارتکاب معصیت سے بچا ہوا ہو۔



۱۲۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز ادا کرنا۔“ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔“ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى وَفْيِهَا» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد، باب فضل الجہاد، واسیر و مسلم فی الايمان، باب كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال۔

**قوائد:** اس حدیث کی شرح بر الوالدین ۱/ ۳۱۵ میں گزری۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ان تین کاموں کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ بہت ساری نیکیوں کے لئے عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جس نے فرض نماز کو ضائع کیا۔ یہاں تک کہ بغیر عذر کے اس کا وقت نکال دیا حالانکہ نماز کی مشقت بھی کم ہے اور فضیلت بھی زیادہ ہے تو وہ دوسرے اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے والدین کے حق کو ادا نہیں کرتا حالانکہ ان کا حق بہت زیادہ ہے تو وہ دوسروں کے حق میں اور بھی زیادہ کم احسان کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جس نے کفار کی دین کے ساتھ سخت دشمنی کے باوجود جہاد کو چھوڑ دیا تو وہ فساق و فجار کے ساتھ جہاد کو اور زیادہ چھوڑنے والا ہوگا۔

۱۲۸۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۸: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْإِيْمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی العتن، باب ای طرفه افضل و مسلم فی كتاب الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال۔

**قوائد:** ضروری ہے کہ اعمال کے مختلف احادیث میں آنے والی یا ہی فضیلتوں کو حالات کے اختلاف زمانے کے اختلاف اور افراد کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔ بسا اوقات جہاد کسی آدمی کے لئے کسی خاص زمانے میں والدین کے ساتھ احسان کرنے سے زیادہ افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات بعض افراد کے لئے اس کا عکس افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات خاص حالات میں جہاد و نماز کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔ اس طریقے سے اعمال میں ترتیب والی حدیث مذکور حدیث کو ان مختلف انداز سے جمع کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ہر شخص کو وہ جواب مرحمت فرماتے جو اس کے حالات کے زیادہ لائق اور اس کی معاش و مفاد کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتا۔

۱۲۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے

۱۲۸۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَعْدُوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» مُتَّفَقٌ

بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد باب الغدوة و الروحۃ فی سبیل اللہ و المسلم فی الامارۃ باب فضل الغدوة الروحۃ فی سبیل اللہ

**الذخائر:** لغدوة صبح کے وقت چلنا یہ وزن بار کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور روحہ ایک مرتبہ جانا اور دن کے آخر میں زوال سے رات تک چلنے کو کہا جاتا ہے۔ سبیل اللہ: اللہ کے دین کی نصرت اور اس کے کلمے کی بلندی۔  
**فوائد:** مجاہدوں کے شروع میں یادن کے آخر میں ایک گھڑی جہاد پر اتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو اس کے لئے تمام دنیا دینے جانے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ اسی بناء پر ہے کہ دنیا فنا کے گھر میں ہے اور آخر دار البقاء ہے۔

۱۲۹۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أتى رجلُ رسولَ اللَّهِ ﷺ فقال: أيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: نَمَّ مَنْ؟ قَالَ: نَمَّ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِنَ الشَّعَابِ يُعْبُدُ اللَّهَ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۹۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد باب افضل الناس مؤمن... الخ و مسلم فی الامارۃ باب فضل الجہاد الرباط۔  
**فوائد:** اس حدیث کی شرح باب العزلة رقم ۲ / ۵۹۸ میں دیکھیں۔ (۲) یہاں فائدہ یہ ہے کہ نفس اور مال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے۔ اسی باب میں فی سبیل اللہ کا مطلب زرع چکا۔

۱۲۹۱: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "رِبَاطٌ يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" وَمَوْضِعُ سَوَاطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ الْعُدْوَةَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۹۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور شام کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔“

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ و المسلم فی الامارۃ باب فضل الغدوة و الروحۃ فی سبیل اللہ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ۔

**الذخائر:** رباط: مصدر ہے اس کا معنی اسلامی مملکت کی سرحدوں کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے ان پر قیام کرنا۔ سوط: کوزا۔ روح اور غدوة کی وضاحت حدیث ۱۲۸۹ میں ہو چکی۔

**فوائد:** (۱) اللہ کی راہ میں پہرہ دینے پر ابھارا گیا اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (۲) تھوڑا سا زمانہ اور

مکان کی تنگی آخرت کے سلسلے میں وہ دنیا کے طویل زمانے اور وسیع مکان سے بہتر ہے۔ اس روایت میں دنیا سے زہد اس کے فنا ہونے کی وجہ بتائی گئی۔ اور عظیم ثواب کے باعث جہاد کی ترغیب دی گئی۔ امام قرطبی نے فرمایا: ”جہاد میں ایک دفعہ کے سفر کو دنیا اور آخرت جو اپنے سامان کے ساتھ ہو اس سے بہتر قرار دیا گیا۔ خواہ دنیا اپنے تمام سامان کے ساتھ جمع کر دی جائے۔“

۱۲۹۲: وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”رَبَاطٌ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ فِيهِ أُجْرِي عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَإِمْنُ الْقَتَانِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۹۲: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو اسی راستہ میں موت آگئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا اور اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل۔

اللِّغْطَانُ: امن القتان یعنی قبر کے سوال اور دفرشتوں کی آزمائش سے وہ سوال سے بچا رہے گا۔

فَوَائِد: پہرہ دینے والے کے عمل کا ثواب موت کے ساتھ ختم نہیں ہوگا۔ اس کا رزق بھی منقطع نہ ہوگا اور اس کو نزدیک جنت کا رزق دیا جائے گا جس طرح شہداء کو رزق جنت میں دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رب کے ہاں رزق کھاتے ہیں بعض علماء نے یہ طرز عمل اپنایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے قبر کے سوال سے محفوظ رہے گا۔ ایک دن کا پہرہ ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے کیونکہ پہرے کا فائدہ متعدی ہے کیونکہ اس میں ایمان کی حفاظت اور دین کا فائدہ ہے اور روزے کا فائدہ روزہ رکھنے تک موقوف ہے۔

۱۲۹۳: وَعَنْ فَصَالَةَ بِنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”كُلُّ مَيْتٍ يُحْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَوْمَئِذٍ فِتْنَةُ الْقَبْرِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۹۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر میت کے عمل کو نمبر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ البخاری ابو داؤد فی الجہاد باب فضل الرباط والتزمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل

الرباط۔

اللِّغْطَانُ: یحتم عملہ اس کا عمل موت سے منقطع ہو جائے گا اور اس کے ثواب میں اضافہ نہ ہوگا۔ نبوی: اس کے عمل کا ثواب باقی رہے گا۔ اس کا گھوڑے باندھنا بھی باقی رہے گا۔

فَوَائِد: اس میں اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور جو دائمی اجر اس کے لئے بتایا گیا ہے اور اسی طرح قبر کا سوال اس سے بنا لیا گیا ہے۔

۱۲۹۴: وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل السرابط۔

ہوائند: اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کا مقصد پہرہ دینے والے کا زیادہ اجر بیان کیا گیا جو دوسروں کے مقابلے میں اس کو ملتا ہے اور یہ ثواب لوگوں کی نیتیں اور اخلاص اور لوگوں کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔

۱۲۹۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا، مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں، پس قتل کیا جاؤں، پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم، بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔

۱۲۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرَسُولِي فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمَةٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَةِ يَوْمٍ كَلِمًا: لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ رِيحُ مَسْكٍ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ يَشُقَّ عَلَيَّ الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْرَوُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْرَوُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَغْرَوُ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَغْرَوُ فَأَقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ۔

الْكَلِمَةُ: بَزْمٌ۔

”الْكَلِمَةُ“ الْجُرْحُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الجہاد، باب فضل الجہاد و الخروج فی سبیل اللہ و روى البخاری بعضه فی الجہاد ایضاً، باب من ینخرج فی سبیل اللہ عزوجل و باب تمنی المحامد ان یرجع الی الدنیا و تمنی الشهادة و غیر ہامع اختلاف فی الالفاظ۔

اللَّحْنَانَاتُ: تضمن اللہ اللہ اپنے فضل و احسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ایمان ہی: میرے وعدوں کی تصدیق۔ فہو: یعنی اللہ تعالیٰ۔ ضامن: یعنی کفیل اور ذمہ دار۔ الشق جھگی اور مشقت میں ان کو زیادہ ڈالنے والا۔ اسریعة: چار سو کی تعداد تک کا لشکر۔ ساعة: یعنی مال۔ فاحملہم: یعنی ان کو لڑائی کے لئے تیار کر دوں۔ لوددت: میں تمنا کرتا ہوں۔

فوائد: (۱) مخلصانہ جہاد سے مجاہد کو دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ملتی ہے۔ خواہ جنت یا دنیوی نعمت اور اخروی ثواب کے ساتھ واپس لوٹا۔ اللہ تعالیٰ شہید کو اس کی اسی حالت پر باقی رکھتے ہیں جس پر وہ قتل ہوا تاکہ یہ اس کی فضیلت اور اس بات پر گواہ بن جائے کیونکہ اس نے اپنی جان اپنے رب کی اطاعت میں لگا دی۔ اس کے خون سے کستوری کی خوشبو نکلے گی جو اہل محشر کے درمیان اس کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے پھیل جائے گی۔ (۲) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ پر رحمت و شفقت ذکر کی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا۔ (۳) جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی فضیلت کے بیان میں مبالغہ کیا گیا۔

۱۲۹۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَكْلُومٍ يَكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلِمَةُ يَدْمِي: الْلَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مَسْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہوگا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون نپک رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح؛ باب المسك واللفظ له ومسلم فی الامارة؛ باب فضل الجهاد و الخروج فی سبیل اللہ۔

اللَّحْنَانَاتُ: كلمه يدمي: اس کے زخموں سے خون بہ رہا ہوگا۔

۱۲۹۷: وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نِكَبَتْ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْزَرٍ مَا كَانَتْ لَوْ أَنَّهَا الرَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمَسْكِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۲۹۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دو بارہ دوھنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہو یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجهاد؛ باب فمن سال الله تعالى الشهادة والترمذی فی فضائل الجهاد؛ باب فمن يكلم في سبیل اللہ۔

اللَّحْنَانَاتُ: فواق الناقه: دو مرتبہ دو دھونے کے درمیان فاصلہ۔ یہ قلت جہاد سے کنایہ ہے۔ نكب نكبة: مصیبت پہنچایا گیا۔ كاعذر: جو پہلے تھا اس سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ الزعفران: زرد رنگ گھاس۔

۱۲۹۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۲۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزر ایک گھائی کے پاس سے ہوا

جہاں بیٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر یہاں قیام کر لوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الفواقی: دو مرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الغدو والروح فی سبیل اللہ۔

اللحائش: بشعب: گھائی۔ عینبہ: پانی کا چھوٹا چشمہ۔ عذبة: بیٹھا۔ اعتزلت الناس یعنی لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤں۔ مقام: یعنی قیام۔

ہوائند: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا کتنا احترام تھا کہ جو معاملات کو پیش آتا اس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرنے میں دیر نہ کرتے۔ (۲) جہاد نفلوں سے افضل ہے جمہور علماء نے اس کو اس بات پر محمول کیا کہ جب کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہو جائیں اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہو اور جہاد میں مسلمانوں کو اس ذلت سے چھڑایا جاتا ہے اور یہ نفع اس کا متعدی ہوگا۔ نماز کا نفع جو ہے اس آدمی کی ذات پر ہوگا۔ (۳) لیکن جب معاملہ اس ضرورت سے پورا نہ ہوگا تو نماز بدنی عبادات میں جمہور علماء کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے ہر ایک کے لئے مناسب یہ ہے کہ افضلیت کو خاص حالات اور خاص ظروف سے متعلق کیا جائے۔ (۴) جہاد فی سبیل اللہ کی خوب ترغیب دی گئی۔

۱۲۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے“۔ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوثا یا تو آپ نے ہر مرتبہ فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار شب خیز“ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے۔“

بِشَعْبٍ فِيهِ عَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعَجَبْتُهُ فَقَالَ: لَوْ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ لَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشَّعْبِ وَكُنْتُ أَعْمَلُ حَتَّى أَسْتَاذِنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَواتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يُغْفَرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغزوا في سبيل الله، من قاتل في سبيل الله فواق ناقة وجبت له الجنة“ رواه الترمذی۔

وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

”وَالْفَوَاقِ“: مَا بَيْنَ الْمُحَلِّبَيْنِ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الغدو والروح فی سبیل اللہ۔

اللحائش: بشعب: گھائی۔ عینبہ: پانی کا چھوٹا چشمہ۔ عذبة: بیٹھا۔ اعتزلت الناس یعنی لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤں۔ مقام: یعنی قیام۔

ہوائند: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا کتنا احترام تھا کہ جو معاملات کو پیش آتا اس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرنے میں دیر نہ کرتے۔ (۲) جہاد نفلوں سے افضل ہے جمہور علماء نے اس کو اس بات پر محمول کیا کہ جب کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہو جائیں اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہو اور جہاد میں مسلمانوں کو اس ذلت سے چھڑایا جاتا ہے اور یہ نفع اس کا متعدی ہوگا۔ نماز کا نفع جو ہے اس آدمی کی ذات پر ہوگا۔ (۳) لیکن جب معاملہ اس ضرورت سے پورا نہ ہوگا تو نماز بدنی عبادات میں جمہور علماء کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے ہر ایک کے لئے مناسب یہ ہے کہ افضلیت کو خاص حالات اور خاص ظروف سے متعلق کیا جائے۔ (۴) جہاد فی سبیل اللہ کی خوب ترغیب دی گئی۔

۱۲۹۹: وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَهُ“ فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَهُ“ ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ اللَّائِمِ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَقْتَرُ: مِنْ صَلَواتِهِ وَلَا صِيَامِهِ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ

(بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا: ”میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟۔“

اللہ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةِ الْبَخَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ : ”لَا أَجِدُهُ ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَقْتَرُ ، وَتَصُومَ وَلَا تَقْطُرَ؟“ فَقَالَ : وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟

**تخریج:** رواه مسلم في الامارة باب فضل الشهادة في سبيل الله و البخاری فی اول کتاب الجهاد۔

**اللحائش:** ما يعادل الجهاد۔ کون سی چیز ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ مثل الجهاد: اس کی تنظیم حالت۔ القانت: قیام کرنے والا اطاعت گزار جو اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ لایفتقر: وہ رکتائیں۔ یعنی قیام میں رات کو نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا ہے۔ **فوائد:** (۱) جہاد کی باقی عبادات کے مقابلہ میں افضلیت ذکر کی گئی اور یہ اس وقت ہے جب کہ جہاد دین و دنیا کی حفاظت اسلام پھیلانے اور دعوت ”الی اللہ“ کے لئے متعین ہے اور اس کا نفع عام ہے۔

۱۳۰۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے نماز قائم کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف و مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

۱۳۰۰ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”مَنْ خَبِرَ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بَعَانَ قَرِيبَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، يَطِيرُ عَلَى مَنْبِهِ كُلَّمَا سَبَعُ حَيْعَةً أَوْ فِرَاعَةً صَارَ عَلَى مَنْبِهِ يَنْتَعِي الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مِطَانَةً أَوْ رَجُلٌ فِي عُيُوبَةٍ أَوْ شَعْفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَإِدْمِنْ هَذَا الْأُودِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم في الامارة باب فضل الجهاد و الرباط۔

**اللحائش:** معاش: جس سے لوگ زندگی گزارتے ہوں یعنی رزق۔ رجل: یعنی آدمی کا معاش۔ عنان فرسہ: یعنی اس کی لگام۔ بطیر: تیزی کرے۔ مطنہ: اس کی پشت۔ ہیئۃ: آواز جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فرعۃ: وہ چیخ جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ ینتعی: وہ تلاش کرتا ہے۔ مظانہ: وہ جگہ جہاں اس کو لڑائی کے پائے جانے کا امکان ہے یعنی میدانِ محرکہ۔ شعفۃ من ہذہ الشعف: یعنی کسی پہاڑ کی بلندی پر۔ الیقین: موت۔

**فوائد:** (۱) اس میں جہاد کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ کی راہ میں موت اور اس کی تیاری کا ہمیشہ تذکرہ ہوا۔ (۲) بندوں سے الگ ہو کر دور رہنا جبکہ بگاڑ زیادہ ہو جائے مگر اس حالت میں وہ اللہ اور بندوں کے حق ادا کرنے والا ہو تو یہ مناسب ہے۔ اس کے استحباب کے لئے ماہ العزلہ و قم ۶/۱/۵ میں دیکھیں۔

۱۳۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“ (بخاری)

۱۳۰۱: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواد البخاری فی الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے بہت بڑا ثواب اور جنت کے بلند درجات تیار کر رکھے ہیں۔

۱۳۰۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔“ اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا اعادہ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرمادیا۔ پھر فرمایا: ”دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (مسلم)

۱۳۰۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَتَّ لَهُ الْجَنَّةُ" فَمَعِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: "أَعِذْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ لَمْ يَبَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" قَالَ: "وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواد مسلم فی الامارۃ، باب ما وعدہ اللہ تعالیٰ للمجاہدین سعۃ من قدرجات۔

فوائد: (۱) جنت میں داخلہ تو ایمان کے سبب ہوگا اور اس میں درجات اعمال کے باعث نہیں گے۔ حدیث مجاہد کے عظیم درجے پر دلالت کرتی ہے۔ جنت کے اندر بے شمار درجات اور لاتعداد منزلیں ہیں مجاہد کون ان میں سے سو درجات ملیں گے۔

۱۳۰۳: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں“ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی

۱۳۰۳: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلِّ السُّيُوفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثٌّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: إِفْرَأْ عَلَيْكُمْ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ حَفَنَ سَيْفِهِ



فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرِبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد۔

اللُّغْزَانِيَّةُ: ابواب الجنة تحت ظلال السيوف: الله الذي راه في تلوار جلا نالوون كواس کے ذریعے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ رس الہیة: پرانے کپڑوں والے۔ جفن سیفہ خلاف اور اس کا پڑتلہ۔

ہو اند: (۱) جہاد کی ترغیب دی گئی اور اس کا ثواب بتلایا گیا اور تلواروں کا استعمال اور ان کا اس قدر جمع کرنا کہ دشمن کی کھوپڑیوں پر سایہ بن جائیں اس کو ذکر کیا گیا۔

۱۳۰۴: وَعَنْ أَبِي عَيْسَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا أَعْبَرْتُ قَدْ مَا عَيْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۳: حضرت ابو عیسیٰ عبدالرحمن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھو لے"۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری في الجهاد باب من رغبت قدماء في سبيل الله۔

اللُّغْزَانِيَّةُ: اعْبَرْتُ: ان کو غبار پہنچا۔

ہو اند: مجاہد کو آگ سے نجات سے بشارت دی گئی اور اگر سبیل اللہ کے لفظ کو عام مانا جائے تو ہر نیکی والے کو یہ بشارت ہوگی۔

۱۳۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبْنُ فِي الصَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَيْدِ غَبَارٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہو سکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں"۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی في فضائل الجهاد باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله۔

اللُّغْزَانِيَّةُ: لا يَلْجُ: وہ داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ یہ جملہ محال کو بیان کرنے کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا کیونکہ دودھ کا تھنوں میں لوٹنا ناممکن ہے۔

ہو اند: (۱) آگ سے نجات کی ہمیشہ ہمیشہ کی بشارت ہے اس شخص کے لئے جس میں حدیث کی مذکورہ صفات پائی جائیں تو یہ اس کے لئے حکم ہے جس کا عقیدہ صحیح اور نیت درست ہو۔

۱۳۰۶: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ"۔

۱۳۰۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے

وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ رَوَاهُ  
التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔“ (ترمذی)  
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ۔

**التَّحَاذُّرُ:** خشية الله: اللہ کی جلال و عظمت کا ڈر۔

**ہوائند:** اللہ کے خوف سے ڈر کر روزے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی فضیلت بتائی گئی کیونکہ یہ سچے ایمان اور کامل مراقبہ کی امانت ہے۔

۱۳۰۷: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ حَكَلَتْ غَازِيًا فِي  
أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۰۷: حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے سامان دیا گویا اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل و عیال پر بھلائی کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب فضل من جہز غازیًا و حلقہ بخیر و مسلم فی الامارہ، باب فضل اعانة الغازی۔

**التَّحَاذُّرُ:** جہز غازیًا: جہاد کیلئے جن ہتھیاروں اور خرچے کی ضرورت تھی وہ تیار کیا۔ حلف: اسکے گھر اور خرچہ جات کی نگرانی کی۔  
**ہوائند:** (۱) جس نے غازی کی تیاری کے اندر معاونت کی یا اس کے گھر کی نگہبانی کی تو اس کو غازی کے برابر ثواب ملے گا اور جو آدمی بھی کسی مؤمن کی عمل خیر کے اندر معاونت کرے تو اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) مسلمان تعاون اور ایک دوسرے کی مدد میں ایک دوسرے کی کفالت کرنے والے ہیں۔

۱۳۰۸: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلٌّ  
فُسْطَاطٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَبِيحَةٌ خَادِمٍ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ طَرُوقَةٌ فَحُلٌّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ  
صَحِيحٌ۔  
۱۳۰۸: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقات میں سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا اور اللہ کی راہ میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جو ان اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا ہے۔" (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الخدمة فی سبیل اللہ۔

**التَّحَاذُّرُ:** فسطاط: بالوں کا بنا ہوا ایک مکان جس سے غازی سایہ حاصل کرتا ہے۔ منیۃ خادم: غازی کو خادم دیا تاکہ وہ اس کی خدمت کرے۔ طروقة فعل: یعنی غازی نے اونٹنی کو روکا۔ جو عمر کو پیشی تاکہ اس سے نر کو ملائے جس کے ذریعے جہاد میں وہ مدد دے سکے۔ فحل: طاقتور اونٹ کو کہتے ہیں۔

**ہوائند:** اس میں غازیوں کی معاونت کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ اس سے لڑائی پر قوت حاصل کریں۔ آرام طاقت اور خرچے کے اسباب ان کو میسر ہو جائیں۔

۱۳۰۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَتَى  
حَضْرَتِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ نَوَّحَ لِرَسُولِ

اللہ ﷻ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں۔ فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر بیمار ہو گیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلائی اس کو وہ سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھنا۔ اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔ (مسلم)

مَنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْعَزْوُ  
وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اتَّجَهْتُ بِهِ قَالَ: "إِنِّي فَلَانًا  
فَإِنَّهُ لَقَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ" فَاتَاهُ فَقَالَ: أَنْ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُبْرُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ:  
أَعْطَيْتِي الْيَدِي تَجَهَّزْتُ بِهِ قَالَ: يَا فَلَانَةُ  
أَعْطِيهِ الْيَدِي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهِ وَلَا تُحْبِسِي  
مِنْهُ شَيْئًا فَوَ اللَّهُ لَا تُحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيَبَارَكَ  
لَكَ فِيهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل اعانة الغازی

فوائد: (۱) لڑائی کے وسائل کی تیاری میں آپس میں کس طرح کس قدر تعاون کرنے والے ہیں۔ (۲) جس آدمی نے غزوے کے لئے سامان تیار کیا ہو پھر اس کو کوئی عذر پیش آ جائے تو وہ ایسے مجاہد کو دے دے جس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔

۱۳۱۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لیثان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اگر دونوں میں مشترک ہو گا۔ (مسلم)

۱۳۱۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي  
لَيْثَانَ فَقَالَ: "لِيُبْعَثَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ  
أَحَدُهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي  
رَوَايَةٍ لَهُ: "لِيُخْرَجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ"  
ثُمَّ قَالَ لِلْفَاعِدِ: "أَيْكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي  
أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِنْ نَصْفِ أَجْرِ  
الْخَارِجِ" -

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے۔ پھر بیٹنے والے کو کہا جو تم میں سے نکلنے والے کے اہل و عیال کی بھلائی سے نگرانی کرے گا تو اس کو نکلنے والے کے اجر کے برابر آدھا ملے گا۔

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل اعانة الغازی۔

فوائد: جب عام کوچ کی ضرورت نہ ہو تو پھر بھی ضروری ہے کہ کچھ سامان جہاد کے لئے کوچ کریں اور کچھ وطن میں بٹھریں تاکہ وہ ان کی ضروریات اور اسلحہ وغیرہ مہیا کریں۔ امیر المجاہدین جن چیزوں کی وطن میں ضرورت ہے جیسا اسلحہ وغیرہ اور امیر المجاہدین کی نگرانی اور بدلہ دونوں کا یکساں ہوگا۔

۱۳۱۱: حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: "اسلام لاؤ پھر لڑو"۔ پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور

۱۳۱۱: وَعَنْ الْبُرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
اتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مَقْتَعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُ أَوْ أَسْلِمُ؟ فَقَالَ: "أَسْلِمْتَ ثُمَّ  
قَاتِلْ فَأَسْلَمْتَ ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلْ" - فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: "عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجْرًا كَثِيرًا" مَقْتَعٌ

عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - اجر بہت زیادہ پالیا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال و مسلم فی الامارہ ثبوت الحنۃ للشہید اللہ تعالیٰ: راجل: بعض نے کہا یہ احرم بن عبد الہبل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام بدل کر زرعہ رکھا تھا۔ مقنع بالحديد: ہتھیاروں سے ڈھنچا ہوا۔

**تخریج:** (۱) اعمال صالحہ اسلام کے بغیر قابل اعتبار نہیں اور اسلام باقبل کے اعمال کو مٹا دیتا ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں شہادت کا اجر بہت بڑا ہے۔

۱۳۱۲: وَعَنْ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرْضَى مِنَ الْكُفْرَانَةِ" وَفِي رِوَايَةٍ "لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے اس لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا۔"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب تمنی المجاہد ان یرجع الی الدنیا و مسلم فی الامارہ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ۔

**فوائد:** شہادت کی فضیلت اور جہاد کی ترغیب دلائی گئی اور اس روایت میں تو اللہ کی راہ میں قربانی دینے کے لئے محبت کے اسباب ذکر کئے گئے۔ دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت بغیر قربانی کے نہیں مل سکتی۔

۱۳۱۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۱۳: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)"۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفِرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ".

مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ کی راہ میں شہادت قرضہ کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین۔

**اللہ تعالیٰ:** الا الدین: شہید سے یہ نہیں منایا جاتا کیونکہ اس میں بندے کا حق متعین ہے۔

**فوائد:** اللہ کی راہ میں قتل ہونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے لیکن اس کے لئے وہ شرطیں ضروری ہیں جو حدیث میں ذکر ہوئیں مگر قرضہ کا گناہ نہیں مٹایا جاتا۔

۱۳۱۴: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۳۱۴: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي عَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي عَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" إِلَّا الدَّيْنِ فَإِنَّ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مُتَلَمِّمٌ، ہم میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ منادئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: "جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا، ثواب کی امید رکھنے والا، آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ منادئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: "جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا، ثواب کی امیدوار، اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو، نہ کہ پیٹھ پھرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت عطاہہ الا للذین۔

**اللَّحْنَانِ:** ارايت: مجھے بتاؤ۔ عطاياي: میرے گناہ۔ محتسب اللہ کے ثواب کو چاہنے والا۔ كيف قلت: تو نے کیسے کہا یعنی اس سے سوال کو دہرایا گیا تاکہ اس کا جواب مقید طور پر دہراتے جائیں۔ اس سے دین کے معاملے میں عظیم مبالغہ ثابت ہوگا۔ **هَوَاشِد:** (۱) مجاہد کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور وہ اس کے سارے گناہوں کا سارا کفارہ ہے۔ سوائے آدمیوں کے حقوق کے اور یہ کفارہ بھی ان شرائط کے ساتھ ہے جو حدیث میں مذکور ہے یعنی صبر، ثواب کی امید اور جہاد میں آگے بڑھنا، فرار اختیار نہ کرنا وغیرہ اور اعمال بغیر اخلاص کے فائدہ مند نہیں۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا قرضہ جات کا نہ منایا جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کی لیکن اگر اس کا اپنا ارادہ ادائیگی کا تھا مگر اس کے لئے کوئی رستہ نہیں پایا تو اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ اپنی طرف سے اس کے مخالف کو راضی کر دیں گے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں یہ بات مذکور ہے۔

۱۳۱۵: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيَّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِي الْجَنَّةِ" فَأُلْقِي تَمْرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: "جنت میں" چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت اللحنۃ للشہید۔

**هَوَاشِد:** (۱) عمل کے انجام کے متعلق سوال مستحب ہے اور اچھی خوش خبری عمل کے نتیجے میں اس کا استحباب بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو خوشخبری دی کہ وہ جنت میں جائے گا جبکہ آپ نے اس کا اخلاص دیکھا۔

۱۳۱۶: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اور آپ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔“ چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔“ عمیر بن ہمام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ انہوں نے کہا خوب خوب! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھی انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

الْقُرْنُ: تیر رکھنے کا فیصلہ۔

انطلق رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَقَوْا الْمَشْرُكِينَ إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الْمَشْرُكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ" فَذَنَا الْمَشْرُكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ قَالَ يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَامِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: بَيْحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَيْحٌ بَيْحٌ؟ قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ: "فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا" فَأَخْرَجَ تَمْرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ: لَيْتَنِي أَنَا حَبِيبٌ حَتَّى أَكُلَ تَمْرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لِحَيَاةٍ طَوِيلَةٍ قَرْمِي بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْقُرْنُ" بفتح القاف والراء: هو جعبة

النشاب۔

تخریج: رواه مسلم في الامارة باب ثبوت الحنة للشهيد۔

اللحائذ: لا يقدم من احد منكم الى شئى تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف اقدام نہ کرے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر ہر چیز کی ممانعت کی گئی۔ حتیٰ اکون افادونہ: جب تک کہ میں اس چیز کی طرف اس سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤں۔ بیح بیح: یہ وہ کلمہ ہے جو کسی چیز پر رضامندی اور اس کی تعریف پر دلالت کرتا ہے۔ دو بار مبالغہ کے لئے لایا گیا۔ جعبۃ تیروں کا تھیلا۔ النشاب: تیر اس کا واحد نشابہ ہے۔

هواند: جہاد کی ترغیب دی گئی اور مجاہدین کی ہمتوں کو جنت کے اوصاف ذکر کر کے بھڑکایا گیا۔ ایمان مؤمن کے عزائم میں جو قربانی کی محبت اور شہادت کے استقبال اور موت کی طرف جلدی کرنا وغیرہ کو اجر و ثواب کے لئے کس قدر بڑھاتا ہے۔

۱۳۱۷: حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر انصاری

۱۳۱۷: وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أبعثَ مَعَنَا رَجُلًا يَعْلَمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فبعث إليهم سبعين رجلاً

بھیجے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے رات کو اس کا درد کرتے اور سیکھتے سکھاتے دن کے وقت میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آ رہا ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ يُقْرَأُ وَنَ الْقُرْآنُ وَيَقْدَارُ سَوْتُهُ بِاللَّيْلِ : يَتَعَلَّمُونَ وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَبِطُونَ لِيَبْعُوهُ وَيَشْتَرُونَ بِهِ الْعَطَاءَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَالْفُقَرَاءِ : لِيَعْفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَعَرَضُوا لَهُمْ لَقَاتِلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا : اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِينَا عَنْكَ وَآتَى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ : فُرْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا وَإِنَّهُمْ قَالُوا : اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِينَا عَنْكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

تخریج : رواه البخاری فی الجهاد باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ و مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الحنة للشہید۔

اللُّغَاتُ : ناس اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براء بن ملاعب الاسد تھا۔ خالی حرام : یہ ہرام بن ملان ہیں یہ حضرت انس کے ماموں ہیں۔ الصفا : مسجد نبوی کے کچھلی جانب ایک چھپر جہاں فقراء صحابہ ٹھہرتے تھے۔ فعرضوا الہم ان کا سامنا اللہ کے دشمن عامر بن طفیل نے کیا اور ان کے خلاف عصیہ اور سلیم اور رعل کے قبائل میں اعلان کر دیا۔ جنہوں نے مل کر ان کو قتل کر دیا۔ رضینا عنک : یعنی جو آپ نے ہمیں حکم دیا ہم اس پر خوش ہیں۔ رضینا عنک : یعنی آپ کی اطاعت اور وہ توفیق جس سے آپ اور آپ کا رسول راضی ہے۔ انفضہ نیزہ اس کے آ رہا کر دیا۔

فوائد : (۱) صحابہ قراء قرآن اور حصول علم کے لئے کس طرح متوجہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو کس قدر جلد قبول کرنے والے تھے جو آپ ان کو حکم دیتے اور جس مشکل چیز سے آپ ان کو تکلیف دیتے اور وہ جو قضاء و قدر کا فیصلہ تھا اس پر خوش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حلق و جی سے اطلاع دے کر کس قدر ان کا اکرام فرمایا۔ (۲) مسجد میں کھانے اور پینے کی چیزیں رکھنا جائز ہے جبکہ فقراء وہاں ٹھہرتے ہوں۔

۱۳۱۸ : وَعَنْهُ قَالَ : غَابَ عَنِّي أَنَسُ بْنُ حَضْرَتِ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هِيَ مِنْ رَوَايَتِهِ بِهٖ كَمَا مَرَّ بِمِيرَةِ بَجَا ۱۳۱۸ :

انس بن نصر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب احد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہو گیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! رب نصر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو احد سے ادھر پار رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسی سے کچھ زائد تلوار کے وار یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ..... مُؤْمِنُونَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

تخصیص: رواہ البخاری فی الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال الایة و مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الحنة للشہید۔

توضیح: حدیث کی تشریح باب المجاہدہ رقم ۱۰۹/۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۱۹: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا

النَّصْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قَتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتُ الْمُشْرِكِينَ ، لَئِنِ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيْنَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْكَسَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَبِرُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَآبَرَأُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ : يَا سَعْدُ ابْنَ مُعَاذِ الْحَنَةِ وَرَبِّ النَّصْرِ إِنِّي أَحَدُ رَيْحَمَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدُ : لَمَّا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعْتُ قَالَ أَنَسُ : فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَكَمَائِينَ صَرَبَةً بِالسَّيْفِ ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمِيَّةً بِسَهْمٍ ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَقِلٌ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بَيْنَاهُ قَالَ أَنَسُ : كُنَّا نَرَى - أَوْ نَنظُرُ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ ”مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ إِلَى آخِرِهِ مَتَّقًا عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ الْمَجَاهِدَةِ.

تخصیص: رواہ البخاری فی الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال الایة و مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الحنة للشہید۔

توضیح: حدیث کی تشریح باب المجاہدہ رقم ۱۰۹/۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۱۹: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتِيَانِي فَمَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا : أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ - رَوَاهُ



الْبَخَارِيُّ وَهُوَ بَعْضُ مَنْ حَدِيثُ طَوِيلٍ فِيهِ

أَنْوَاعٌ مِنَ الْعِلْمِ سَيِّئَاتِي فِي بَابِ تَحْوِيمِ  
الْكَذِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔  
ہے۔ (بخاری) یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ  
”بَابِ تَحْوِيمِ الْكُذِبِ“ میں ان شاء اللہ آئے گا۔

تخریج: رواه البخاری فی ابواب الجنائز بعد باب ما قبل فی اولاد المشرکین

اللَّحَائِزُ: رایت: میں نے خواب میں دیکھا۔ رجین و فرشتے جبرائیل اور میکائیل جو مردوں کی شکل میں تھے۔

هُوَ اُنْد: شہداء کی فضیلت ذکر کی گئی اور وہ عظمت جو ان کو اللہ نے عزت کے مقام پر ان کے لئے تیار فرمائی اس کو بیان کیا۔ مزید یہ بھی ثابت کیا کہ انبیاء کے خواب برحق ہیں اور ملائکہ مختلف انسانی شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

۱۳۲۰: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ  
الرَّبِيعِ بِنْتَ الْوَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سَرَّاقَةَ  
أَمَّتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ آلا  
تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ، وَكَانَ قِيلَ يَوْمَ بَدْرٍ  
فَإِنَّ سَكَانَ لِي الْجَنَّةِ صَبْرْتُ وَإِنْ سَكَانَ غَيْرَ  
ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ: «يَا  
أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ  
أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى رَوَاهُ الْبَخَارِيُّ۔

۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع بنت  
براء یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں  
اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے نہیں  
بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو  
صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب روؤں۔  
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے حارثہ کی والدہ! بے  
شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ  
میں پہنچ چکا۔“ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد باب من اتاه سهم غرب فقتله۔

اللَّحَائِزُ: الفردوس: وہ باغ جس میں ہر چیز جمع ہو۔ مراد اس سے جنت کا خاص مکان ہے اور وہ وسط جنت یا اعلیٰ جنت ہے۔ جیسا  
کہ بخاری میں آیا اور وسط کے معنی بھی اعلیٰ آتا ہے۔

هُوَ اُنْد: خطاب کی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو رونے میں خوب کوشش کرنے پر باقی رکھا تو اس سے رونے کا جواز ثابت ہوتا  
ہے بعض نے کہا یہ حکم نوحے کی حرمت سے پہلے تھا۔ (۲) جنت باغات اور مکانات ہیں۔ شہداء جنت کے اعلیٰ دروازے میں سے داخل  
ہوں گے۔

۱۳۲۱: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: جِئْتُ أَبَايَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مِثَلَ  
بِهِ، فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ  
وَجْهِهِ فَتَهَانِي قَوْمٌ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا  
زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطَلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا» مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔

۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے  
والد (عبد اللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا، اس حال  
میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا، ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان  
کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبد اللہ کو اپنے پروں سے سایہ کئے  
ہوئے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد باب ظل الملائكة على الشهيد ومسلم فضائل الصحابة باب فضائل عبد الله بن

عمرو والد جابر۔

**اللَّعْنَانِ:** مثل بد یعنی ان کا مثلہ کیا گیا۔ یہ احد کے دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر پیش آیا۔  
**فَوَاسِد:** شہداء کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اعزاز و اکرام میں اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور عبداللہ بن ابوجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۳۲۲: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۲۲: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔"  
 (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارة باب استحباب طلب الشهادة۔

حدیث کی شرح باب الصدق رقم ۵۷۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۲۳: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ كَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصَبِّهْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارة باب استحباب طلب الشهادة۔

**اللَّعْنَانِ:** طلب: یعنی سوال کیا۔ اعطیہا: یعنی اس کا ثواب دیا گیا۔

**فَوَاسِد:** (۱) انسان کو اس کی اچھی نیت اور ارادے کا ثواب ملتا ہے خواہ ارادے کے مطابق فعل نہ کر سکے۔ (۲) مسلمانوں کو سچائی، اخلاص کے ساتھ بہادری اور شجاعت کی ترغیب دی۔

۱۳۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقُرْصَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کانٹے سے محسوس کرتا ہے۔" (ترمذی)  
 یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الرابطة

**اللَّعْنَانِ:** مس القتل: یعنی قتل کی تکلیف۔ القرصة: چیونٹی کا ڈنگ مارنا قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

**فَوَاسِد:** شہید پر اللہ کی کس قدر عنایات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو ہلکا کر دیتے ہیں تاکہ وہ جلدی سے زائل ہو جائے اس کے بعد کوئی دکھ اور تکلیف آئی ہی نہیں۔

۱۳۲۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا، سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خطبہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا، بادلوں کا چلانے والا، گرد و ہوں کو ٹھکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما“۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۲۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَهَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ”أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَقَوُّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ“ ثُمَّ قَالَ: ”اللَّهُمَّ مَنُورَ الْكِتَابِ وَمُجْرِي السَّحَابِ وَهَارِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَأَنْصِرْنَا عَلَيْهِمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد، باب لا تتموا لقاء العدو و مسلم فی الجہاد، باب کراهیة تمنی لقاء العدو اللغز الخ: مالت الشمس یعنی غروب کی طرف جھک گیا۔ العافیة: مشتقوں سے سلامتی۔

**فوائد:** مستحب یہ ہے کہ زوال کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ اس سے گویا اچھا گمان لیا جائے گا کہ دکھ سے حالت کشادگی میں بدل گئی۔ (۲) دشمن کا سامنا کرنے کی ممانعت کیونکہ اس میں اپنے نفس کی طاقت پر اعتماد لڑائی کی رغبت طاقت کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے اور یہی بزدلی کا سبب ہے۔ (۳) جب دشمن سے سامنا ہو جائے اور بغیر لڑائی کے چارہ نہ ہو تو اس وقت صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد طلب کرنا ضروری ہے کیونکہ کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، باب الصبر رقم ۵۲/۲۱

۱۳۲۶: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۲۶: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نِثَانٌ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَمًا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْبَدَاءِ وَعِنْدَ النَّاسِ حِينَ يَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء۔

**اللغز الخ:** نثان: دو دعائیں۔ النداء: اذان۔ الباس: لڑائی۔ يلحم بعضهم بعضا: ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اور مل جائیں۔

**فوائد:** ان دونوں وقتوں میں دعا مستحب ہے کیونکہ اس میں قبولیت کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

۱۳۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ”اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے، تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری

۱۳۲۷: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَسْوَلُ، وَبِكَ

اصُولُ ، وَبِكَ الْاَقْبَلُ ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ معاونت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں۔“ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء و الترمذی فی الدعوات، باب فی الدعا اذا غزا

**اللَّخَائِذُ:** عضدی: تیرے ساتھ ہی میری قوت ہے۔ عضد: بازو کا کندھے کے قریب والا حصہ۔ احوال: میں قوت حاصل کرتا ہوں اور ایک مکان حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہوں۔ اصول: دشمن پر حملہ آور ہوتا اور غلبہ پاتا ہوں۔  
**فَوَاسِدُ:** اللہ تعالیٰ کی ذات پر لڑائی اور سختی کے اوقات میں کامل اعتماد کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور یہ چیز تیاری اور سبب مہیا کرنے کے سبب نہیں کیونکہ ان کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

۱۳۲۸: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ سُورِهِمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ  
۱۳۲۸: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا دم مقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ، باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما۔

**اللَّخَائِذُ:** نجمعلك: ہم آپ کے حکم اور امر کو کرا کر کرتے ہیں۔ نحورہم: ان کے سینے۔ نعوذ بك: ہم مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔  
**فَوَاسِدُ:** اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے حفاظت اور پناہ طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں اس سلسلے میں التجا کرنی چاہئے جو خوفناک چیز انسان پر اترے۔

۱۳۲۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْحَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا وَالْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"  
۱۳۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الحیل معقود۔ الخ و مسلم فی الامارة، باب الحیل فی نواصيها الخیر الی یوم القیمة۔

**اللَّخَائِذُ:** معقود: باندھی گئی ہے۔ نواصيها: جمع ناصیہ، پیشانی پر لٹکے ہوئے بال۔  
**فَوَاسِدُ:** گھوڑوں کا باندھنا اور تیار کرنا مستحب ہے جبکہ خیران میں اس وقت ہے جب وہ جہاد کے لئے استعمال ہوں۔ ان دنوں یہ قتال کے عظیم ذرائع میں سے تھا۔ آج کل بھی جب کہ قتال کے وسائل ترقی کر گئے ہیں مگر اس کا فائدہ منقطع نہیں ہوا۔

۱۳۳۰: وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْحَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ : الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"  
۱۳۳۰: حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) قیمت۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الجہاد ما ض مع البر و الفاجر و مسلم فی الامارة، باب الحیل فی نواصيها الخیر

اللِّحْيَانِ: الاجر: وہ ثواب جو اس کے باندھنے پر ملتا ہے اور وہ بدلانے والی بہترین چیز ہے۔ ولمغتم: وہ مال جو کہ کافروں کے مال میں سے حاصل کیا جائے یہ جلدی ملنے والی بہترین چیز ہے۔

۱۳۳۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحْتَسَبَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِيْمَانًا بِاللَّهِ، وَتَصَدِّيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ، وَرَبَّتَهُ، وَرَوْفَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۳۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان عمل میں ہوگی۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من احتسب فرسا۔

اللِّحْيَانِ: احتسب: بروکا اور جہاد کے لئے تیار کیا۔ بوعدہ: یعنی وہ ثواب جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ وروفہ فی میزانہ: یعنی اس کے میزان میں قیامت کے دن نیکیاں ہوں گی۔

ہوائد: اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی ترغیب دی گئی مزید یہ کہ انسان جو اس پر خرچ کرے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور جو اس پر اس کو ملے گا وہ اس کے لئے اجر ہوگا۔

۱۳۳۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۳۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ، باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ وتضعیفها

اللِّحْيَانِ: مخطومہ: کام ڈالی ہوئی۔ خطام کو خطم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اونٹ کی ناک کے اگلے حصے میں ڈالی جاتی ہے تاکہ اس حصے کا نام خطم ہے۔

ہوائد: جس چیز سے لڑائی میں مدد ملے مثلاً گھوڑا اونٹنی وغیرہ اس کو اللہ کی راہ میں دینے کی ترغیب دلائی گئی۔ اللہ اس پر کئی گنا بدلہ دیں گے۔ نیکی کا بدلہ سات سو گنا ہے۔

۱۳۳۳: وَعَنْ أَبِي حَمَادٍ وَيُقَالُ أَبُو سَعَادٍ وَيُقَالُ أَبُو أُسَيْدٍ وَيُقَالُ أَبُو عَامِرٍ وَيُقَالُ أَبُو عَمْرٍو وَيُقَالُ أَبُو الْأَسْوَدِ وَيُقَالُ أَبُو عَبْسٍ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ"

۱۳۳۳: حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابو سعاد یا کہا جاتا ہے ابو اسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو عامر اور کہا جاتا ہے ابو عمرو اور کہا جاتا ہے ابو الاسود اور کہا جاتا ہے ابو عبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے سنا: "تم ان دشمنوں کے لئے تیار کرو جس حد تک طاقت ہے خیردار! سن لو طاقت تیرا اندازى ہے، سن لو طاقت تیری اندازى



وَمَنْبِلَهُ - وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرَكَبُوا - وَمَنْ تَرَكَ الرَّمِيَّ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهَا فَانْعَمَ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ - كَفَرَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

تیر نکال کر دینے والا - تم تیر اندازی کرو گھر سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔ اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا اس نے نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب فی الرمی۔

اللُّغَةُ: یحتسب: وہ ثواب طلب کرتا ہے۔ منبلہ: وہ شخص جو تیر انداز کو تیر واپس لا کر دیتا ہے بعض نے کہا وہ شخص مراد ہے جو تیر انداز کو تیر پکڑاتا ہے یا اس کے لئے تیر تیار کرتا ہے۔ رغبۃً عنہ باعراض کرتے ہوئے اور اس میں بے پرواہی کرتے ہوئے کسی مرض کے عذر کے بناء پر نہیں۔

فوائد: (۱) لڑائی کے لئے تیاری کی ترغیب دلائی گئی اور اس آدمی کو ثواب ملتا ہے جو اس میں شرکت کرنے والا ہو۔ مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان اہم ترین ہتھیاروں کی طرف اہتمام و توجہ کریں جن سے دشمن پر غلبہ لازمی ہو۔ (۲) لڑائی کے ہتھیار تیر اندازی وغیرہ کی مشق سے بغیر عذر کے سستی برتنے پر مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ جہاد سے بے رغبتی کے مترادف ہے۔

۱۳۳۷: وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ نَفَرٍ يَنْتَصِلُونَ فَقَالَ: "ارْمُوا بِنَبِيِّ إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَأِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۳۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے اسمعیل کی اولاد! تم تیر اندازی کرو۔ بے شک تمہارا باپ تیر انداز تھا۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب التحریص علی الرمی۔

اللُّغَةُ: ينتصلون: آپس میں تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے جو اسماعیل و عرب ہیں۔

فوائد: سابقہ احادیث کی طرح اس میں بھی تیر اندازی کی ترغیب اور مشق کا تذکرہ کیا گیا۔

۱۳۳۸: وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلٌ مُحَرَّرٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

۱۳۳۸: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔" (ابوداؤد ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب العتق باب ای الرقاب افضل والتزمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل

الرمی فی سبیل اللہ واللفظ لہ

اللُّغَةُ: عدل محررة: اللہ کی راہ میں آزاد کی ہوئی گردن کے برابر ثواب۔

فوائد: اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت اور اس کا عظیم ثواب ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۳۹: وَعَنْ أَبِي يَحْيَى خُوَيْمِ بْنِ قَاتِلِ بْنِ خَرِيمِ بْنِ فَاتِكِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔“ (ترمذی)۔  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ - حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ۔

**ہوا شد:** ہر اس آدمی کا ثواب کئی گنا ہے جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی اور اس کے ذریعہ وہ اجر کا طالب تھا۔

۱۳۴۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔“  
 حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** باب الصوم رقم ۱۲۱۹۱۵

**ہوا شد:** اس حدیث کی شرح اور تخریج باب الصوم ۱۲۱۹۱۵ میں گزری باب الجہاد میں اس کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ فی سبیل اللہ کا مفہوم تمام طاعات جن میں جہاد بھی ہے سب کو شامل ہے۔

۱۳۴۱: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے ہیں۔“ (ترمذی)۔  
 حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل اللہ۔

**ہوا شد:** (۱) روزے کی فضیلت سابقہ روایت کی طرح ذکر کی گئی۔ خندق۔ خندق کنایہ ہے آگ سے دوری کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں روایتوں میں روزے کا لغوی معنی مراد ہو یعنی رک جانا اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ ایک دن اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا۔

۱۳۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُوَ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ تَمُنُّ بِهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اس حالت میں مرا کہ اس نے (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی الامارہ، باب زم من مات ولم يغزو... الخ۔

**اللغزات:** لم يغزو یعنی براہ راست اس نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ لم يحدث اس نے غزوے کی نیت نہیں کی۔ شعبة خصلت۔



**فوائد:** (۱) جس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں خیال آیا تو گویا اس نے جہاد سے پیچھے رہنے میں منافقین کے ساتھ مشابہت اختیار کی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا جو آدمی کسی نیک کام کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو اس کے کرنے کا ارادہ ضرور رکھنا چاہئے۔ اگر اس کو قوت میسر ہوگی تو وہ ایسا کرے گا تاکہ یہ اس کے فعل کا بدل بنے اور جب اس کا ظاہر و باطن ان دونوں باتوں سے خالی ہوگا تو یہ منافق کی حالت ہے جو نہ بھلائی کا کام کرتا ہے اور نہ ہی اس کی نیت کرتا ہے۔ خاص طور پر جہاد کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی وجہ سے عزت اور سارے دنیوں پر غلبہ دیا۔

۱۳۴۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرَجُلًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا" وَلَا قَطْعُكُمْ وَأَدْيَا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ: حَسَبَهُمُ الْمَرَضَى" وَفِي رِوَايَةٍ: "إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا: "بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں"۔ بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب من حبسہ العذر عن الغزو وفي السير، باب نزول النبي صلى الله عليه وسلم الحجر ومسلم في الامارة، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض لو عذر آخر۔

**فوائد:** (۱) اس حدیث کی شرح باب الاخلاص رقم ۳۱۳ میں ملاحظہ ہو۔ (۲) مزید فائدہ جو آدمی جہاد کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو فرج اور قربانی کی سچی نیت کرنی چاہئے تاکہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک ہو جائے۔

۱۳۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُدْعَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ؟ وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شِجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ عَضْبًا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَاتَلَ لِنُكُونِ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس لئے لڑائی کی کہ تاکہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے"۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب من قاتل لئکون کلمة الله هي العليا ومسلم في الامارة، باب من قاتل لئکون کلمة الله هي العليا۔

**اللُّعَانَةُ:** اعرابیا، عرب جنگل کے رہنے والے۔ للمغنم: غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ لیری: مکانہ: بہادری میں اس کا مرتبہ

معلوم ہو۔ حمیہ خاندان کی حفاظت اور غیرت کے لئے۔ کلمتہ اللہ یعنی کلمہ توحید۔

ہو اُند: ثواب اس آدمی کو ملے گا جو کفار سے مقابلہ اللہ پر یقین کر کے اور ثواب کی امید میں کسی دینی سمجھ رکھ کر اسے کرے۔ کسی دنیوی غرض یا حقیر غرض کی خاطر لانے والے کو ثواب نہیں ملے گا۔

۱۳۴۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تَغْزَوُا فَتَغْنَمُ وَتَسَلِمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا نُلْفَىٰ أُجُورِهِمْ أَوْ مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أُجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لڑنے والا گروہ یا دستہ جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آجائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پا لیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم یغنم۔

اللغزات: غازیۃ: پہلی غزوة کرنے والی جماعت۔ سریۃ: چھوٹا لشکر جس کی تعداد چار سو تک ہو۔ تخفیق: یہ اخفاق سے بنا ہے یعنی ان کا مقصود حاصل نہ ہو۔

ہو اُند: وہ غازی جو صحیح سالم رہیں اور غنیمت پائیں تو ان کا اجر ان سے کم ہے جو سلامت نہ رہیں۔ اسی مفہوم کے بارے میں صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے اجر میں سے کچھ نہیں کھایا جبکہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ ان کو جن رہے ہیں۔

۱۳۴۶: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا يُدْنِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۳۴۶: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" (ابوداؤد)

سند جید کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب النهی عن السیاحۃ۔

اللغزات: الصحاحۃ: وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا۔

ہو اُند: (۱) زمین میں سب سے اچھی چلنے کی قسم اللہ کی راہ میں جہاد کی کوشش کرتے ہوئے چلنا ہے کیونکہ اس میں کفار کی ذلت اور اسلام کی عزت ہے اس لئے حضور ﷺ نے آدمی کو سیاحت کی اجازت نہیں دی کیونکہ جہاد اس کے ذمے متعین تھا یا یوں کہا جائے کہ آپ نے مردوں کو اس سے افضل چیز کی طرف راہنمائی فرمائی۔ (۲) یہ بھی بات ظاہر ہے کہ یہ جائز نہیں کہ انسان سیاحت اور سفر کے ساتھ آرام کو کسی جائز ارادے کے بغیر ترجیح دے اور اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دے۔ خواہ جہاد بانفس ہو یا بالمال ہو یا علم و دعوت کے ساتھ ہو کیونکہ یہی جہاد ہے اور اللہ کے کلمے کو بلند کرتا ہے۔

۱۳۴۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تَغْزَوُا فَتَغْنَمُ وَتَسَلِمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا نُلْفَىٰ أُجُورِهِمْ أَوْ مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أُجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ "قَفْلَةٌ كَفَرَوَاتٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"الْقَفْلَةُ": الرُّجُوعُ - وَالْمُرَادُ: الرُّجُوعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فِرَاقِهِ - وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ يَنَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ فِرَاقِهِ مِنَ الْغَزْوِ۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے۔“ (ابوداؤد)۔  
سند حید کے ساتھ۔

القَفْلَةُ: لوٹنا مراد فراغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فراغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اوائل الجہاد، باب فضل القفل فی الغزو۔

فوائد: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجاہد جاتے ہوئے اور لوٹتے ہوئے ثواب پاتا ہے کیونکہ اس کا واپس لوٹنا گھر والوں کا حصہ ہے اور نفس کو آرام ہے اور دوبارہ جہاد میں جانے کے لئے قوت ہے۔

۱۳۴۸: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثمنیۃ الوداع پر آپ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ ثمنیۃ الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

۱۳۴۸: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَكَلَّمْتُهُ مَعَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثَمَنِیَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ بِهَذَا اللَّفْظِ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ الصَّبِيَّانِ إِلَى ثَمَنِیَّةِ الْوَدَاعِ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اواخر کتاب الجہاد، باب فی التلفی رواہ البخاری فی اول باب فی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی کسری وقبصر۔

اللُّغَاتُ: تلقاه الناس: پیچھے رہنے والے خواہ وہ صاحب عذر تھے یا منافقین انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ الصبيان: بلوغ سے پہلے لڑکے کو کہتے ہیں۔ ثمنیۃ الوداع: مدینہ کے قریب جگہ ہے جہاں وہ مسافر کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔  
فوائد: لڑائی یا سفر سے واپس لوٹنے والوں کا استقبال جاتے ہیں۔

۱۳۴۹: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے۔“ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۴۹: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَغْزُ، أَوْ يَجْهَزْ غَازِيًا أَوْ يَحْلِفُ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِغَيْرِ أَصَابَةٍ اللَّهُ بِقَارِمَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد و فی الجہاد و باب کراهیۃ ترک الغزو۔

اللُّغَاتُ: القارعة: مصیبت یا ایسا حادثہ جو اس کو ہلا دے۔

فوائد: جہاد کے چھوڑ دینے پر جلد سزا ملنے سے ڈرایا گیا ہے یا مجاہدین کی مالی اعانت یا ان کے اہل و عیال کی نگہبانی کو ترک کر دینے پر خیر دار کیا گیا ہے۔ بروہ جماعت جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے منہ موڑتی ہے ان پر کوئی مصیبت اترے گی جو انکی جڑوں کو ہلا ڈالے گی۔

۱۳۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔“  
ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۵۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب کراہیۃ ترک الغزو۔

**فوائد:** مال کو خرچ کرنے کے ذریعے لڑائی میں جہاد واجب ہے اسی طرح جان کو خرچ کرنا تاکہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ یا شہادت کی طرف رغبت دیتے ہوئے جان کو خرچ کرنا اور کفر کو دلیل و برہان سے پچھاڑنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ یہ ساری باتیں اسلام کو پھیلانے کے لئے وطن کی حفاظت اور کفر و سرکشی کے نشانات کو مٹانے کے لئے ضروری ہیں۔

۱۳۵۱: حضرت ابو عمر و بعض نے کہا ابو حکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ ہواؤں کے چلنے تک اور مدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۵۱: وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَيُقَالُ أَبُو حَكِيمٍ النُّعْمَانُ بْنُ مَقْرِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهَبَّ الرِّيحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب ای وقت یتحب اللقاء و الترمذی ابواب السیر، باب ما جاء فی الساعۃ الفتی

یتحب فیہا القتال

**اللغزات:** مستحب یہ ہے کہ لڑائی کے لئے سب فرصتوں کا خواہش مند ہو اور صبح کا وقت ان میں سب سے افضل ہے جب کہ فضا ٹھنڈی اور ہوا چل ہو رہی ہوتی ہے یا زوال کے بعد جب کہ ٹھنڈا وقت ہوتا ہے اور ہتھیاروں کا پہننا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح گھوڑوں پر سوار اور مزکر حملہ یا باہاگنا آسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی تائید سے مدد ملتی ہے یہ جتنی سیاست ہے اور موافق مصلحت کو اختیار کرنا ہے۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آمناسامنا ہو جائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو“ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيْتُمْ فَاصْبِرُوا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ۔"

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب لا تمنوا لقاء العدو و مسلم فی الجہاد، باب کراہیۃ تمنی لغناء العدو و قد

تقدم شرح هذا فی نفس الباب رقم ۱۳۲۵/۹۵ و هذا جزاء منہ

**فوائد:** اس حدیث کی تشریح اسی باب میں رقم ۱۳۲۵ پر ترمذی۔

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۳۵۳: وَعَنْ عُنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

النَّبِيِّ قَالَ: "الْحَرْبُ خُدْعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا" - فرمایا: "لڑائی (جنگ) ایک چال ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد باب الحرب خدعة و مسلم فی الجہاد باب حوز الخداع فی الحرب۔

**التَّحَاذُرُ:** خدعة یعنی دُشمن کے خلاف حیلہ کرنا۔

**فوائد:** دُشمن کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن حیلہ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ دُشمن اسلام اور مسلمانوں سے لڑنے والا ہے۔ اس کا خون و مال مسلمانوں کے لئے حلال اور اس کو ظلم سے روکنا ضروری ہے۔ مہلب کہتے ہیں کہ لڑائی میں ہر طرح کا حیلہ جائز ہے مگر ایمان اور معاہدات میں نہیں۔

**آخری گزارش:** ان احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کی عزت کا کس قدر حریص ہے۔ ان کے دین و وطن کی کس قدر نگرانی کرنے والا ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور شہادت کی ترغیب دلائی۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو جو ذلت پیش آرہی ہے اس کا سب سے بڑا سبب راحت کو اختیار کرنا جہاد اور مال و جان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے گریز کرنا ہے۔

بَابُ: آخِرَتِ كِتَابِ فِي ثَوَابِ شَهَدَاءِ كِتَابِ

جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز

جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو

کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

۲۳۵: بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ

الشَّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الْآخِرَةِ

وَيُغْسَلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ

الْقَتِيلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید پانچ ہیں" (۱) طاعون سے مرنے والا (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) نیچے دب کر مرنے والا (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا"۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الشَّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْمُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالغَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

**تخریج:** رواه البخاری فی الجہاد باب الشهادة سبع سوى القتل و مسلم فی الامارہ باب الشهيد۔

**التَّحَاذُرُ:** شہدا: جمع شہید اس کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کے جنتی ہونے کی گواہی دی یا لفظ شہود سے ہے کیونکہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے آرام کو باقی رکھتے ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ معرکہ میں حاضر ہوا اور اپنی روح و جسد قربان کر دی۔ خمسۃ: پانچ قسمیں ہیں یہ دوسری روایات میں آنے والے شہداء جو اس سے زائد ہیں اس کے متناہی نہیں کیونکہ عدد میں حصہ کا مفہوم نہیں۔ یا پہلے اتنی قلیل تعداد بتلائی گئی پھر تعداد میں اضافے کی اطلاع دی گئی جس کو آپ نے دوسری مرتبہ بیان فرمایا۔ المطمون: جس کی موت طاعون سے آئے۔ المبطون: جو پیٹ کی بیماری سے مرے۔ صاحب الہدم: جو کسی چیز کے نیچے آ کر فوت ہو۔

**فوائد:** چار قسم کے لوگ جن کی موت ان اسباب کے ذریعے آئے آخرت میں شہداء کے مراتب پائیں گے جب کہ وہ مسلمان ہوں اور یا اس ابتلاء پر صبر کرنے والے ہوں۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا: ”جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے، جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے، جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے، جو ذوب جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (مسلم)

۱۳۵۵: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا تَعُدُّونَ الشُّهَدَاءَ فِيكُمْ؟" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ - قَالَ: "إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيْلُوا قَالُوا: قَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَالْعَرِيْقُ شَهِيدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی الامارہ باب بیان الشهداء۔

اللُّغَاتُ: فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں قتل کے سوا کسی اور سبب سے مثلاً گھوڑے سے گرایا اپنی طبعی موت مر گیا۔ بقیہ احادیث کے الفاظ بھیجے گزرے۔

۱۳۵۶: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی المظالم، باب فی قتل دون ماله و مسلم فی الايمان، باب الاييل على ان فی اخذ مال غيره.. الخ۔

اللُّغَاتُ: دون ماله: علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دون اصل میں طرف مکان ہے جو تحت کے معنی میں آتا ہے اور مجازاً حنیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مال سے دفاع کرتا ہے وہ اس کو اپنے بھیجے یا نیچے رکھتا ہے پھر لڑائی کرتا ہے۔

۱۳۵۷: حضرت ابو الاعداء سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

۱۳۵۷: وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دِينَهُ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ آهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** برواد ابو داؤد فی آخر کتاب السنۃ باب فی قتال اللصوص والترمذی فی ابواب الایات باب ما جاء فیمن قتل دون مائه فهو شهید۔

**فوائد:** (۱) دونوں روایتوں میں مذکورہ معاملات میں دفاع جائز ہے جو آدمی مدافعت کرتے ہوئے مظلومیت میں قتل ہوا اور وہ دفاع کر رہا تھا یا وہ اس سے دفاع کر رہا تھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے دفاع کر رہا تھا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں آخرت میں فضیلت اور اجر کے لحاظ سے شہداء کا مقام ملے گا۔ (۲) مال کو پہلے ذکر کیا کیونکہ اس کی صیغ زیادہ ہوتی ہے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس میں کی مطلوب ہے یا حد سے بڑھنا سہا ہے۔

۱۳۵۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُؤْبِدُ أَخَذَ مَالِي؟ قَالَ: فَلَا تُعْطَى مَالِكَ. قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "قَاتِلُهُ". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "فَأَنْتَ شَهِيدٌ". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "هُوَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو۔ عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا: تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: "وہ جہنمی ہے"۔ (مسلم)

**تخریج:** برواد مسلمہ فی الایمان باب الدلیل علی ان من قصه اخذ... الخ۔

**اللغزات:** ارء بت مجھے تلاؤ۔ اخذ مالہ: اس نے ظلم سے میرا مال ناحق لے لیا۔

**فوائد:** مال سے مدافعت میں لڑائی جائز ہے اگر وہ قتل ہو گیا تو آخرت کے لحاظ سے وہ شہید ہوا مگر اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی۔ اگر وہ دفاع میں قتل ہوا اور وہ قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر دفاع ہی کی صورت میں تو اس پر گناہ نہ ہوگا مگر وہ شخص جو مال پر ظلماً حملہ آور ہے اگر وہ مارا گیا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اگر اس نے مسلمان بھائی کا مال لینا حلال سمجھا اور اگر اس نے حلال نہ سمجھا تو اس کو عذاب ہوگا تو پھر اللہ کے فضل سے اس کو جہنم سے نکال لیا جائے گا کیونکہ جس آدمی کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہوگا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۲۳۶: باب فَضْلِ الْعِتْقِ بِأَجْب: آزادی کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَكُ رَقِيبَةً ﴿﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پس نہ وہ داخل ہوا گھائی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھائی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا ہے"۔ (البلد: ۱۳۱۱)

**حل الآیات:** اقتحم: داخل ہوا اور سختی کے ساتھ گزر گیا۔ العقبہ جگہ جگہ کہتے ہیں اور مجازاً سختی کے لئے استعمال ہوتا ہے وما ادرك: تو اس کی سختی کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ فك رقبہ رقبہ سے مراد غلام ہے اور فك سے مراد آزاد کرنا ہے۔ رقبہ کو خاص اس لئے کہا گیا کہ غلام کی حیثیت قیدی کے گلے میں بیڑی ڈالنے کی طرح ہے۔

۱۳۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایک مسلمان کی

مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِّنْهَا عَضْوًا مِّنْهُ  
 مِّنَ النَّارِ حَتَّىٰ فَرَجَهُ بِفَرَجِهِ“۔  
 گردن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے  
 آزاد فرمادیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے  
 میں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الکفارات، باب قول اللہ تعالیٰ او تحریر رقبة و مسلم فی العتق، باب فضل العتق۔

**الذَّخَائِرُ:** من اعتق: جس مسلمان نے کوئی غلام آزاد کیا۔ لكل عذر منه: اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے کے بدلے۔  
 عضوا منه: معقن کا عضو۔ حتی فرجه بفرجه: یعنی آگ سے اس کی شرمگاہ کی آزادی اس غلام کی شرمگاہ کے بدلے میں ہوگی۔  
**قوائد:** (۱) اگر مسلمان غلام پائے جائیں تو ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں غلامی کی ذلت کو دور کرنا مسلمانوں کی حقیقی  
 عزت کا باعث ہے۔ سلف صالحین نے بہت مرتبہ ایسا ہی کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔  
 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کئے۔ (۲) قیدی کی گردن چھڑوانے سے قیامت کے دن آگ  
 سے نجات ملے گی اور جنت کے درجات میں بلندی حاصل ہوگی۔

۱۳۶۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ  
 : «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»  
 قَالَ قُلْتُ : أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ :  
 «أَنْفُسَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَكْثَرَهَا تَمَنَّا» مُتَّفَقٌ  
 عَلَيْهِ۔  
 ۱۳۶۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل  
 ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ پر ایمان اور اس کی  
 راہ میں جہاد“۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ آپ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو گردن کہ مالکوں کے ہاں نفیس  
 اور قیمت میں زیادہ ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی العتق، باب ای الرقاب افضل و مسلم فی الایمان، باب بیان کون الایمان فی باللہ تعالیٰ افضل الاعمال۔

**الذَّخَائِرُ:** ای الرقاب افضل: یعنی کس گروہ کے آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ انفسها: جو نفیس اور عمدہ ہو۔ عند اهلها: اس  
 کے مالکوں کے ہاں۔  
**قوائد:** (۱) ایمان اعمال صالحہ کی بنیاد ہے اور افضل ترین اعمال میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہے۔ (۲) آزاد کرنے  
 کی ترغیب دی گئی جس غلام کا اپنے مالکوں کو فائدہ زیادہ ہوگا اس کو آزاد کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ اس طرح پسندیدہ ترین مال  
 سے نفل نکل کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ: غلاموں سے

حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے  
 ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ“ والدین کے ساتھ احسان کرو

۲۲۷: باب فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى

الْمَمْلُوكِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا  
 بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا» وَبِذِي الْقُرْبَىٰ



وَالْتَمَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْعَجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْعَجَارِ الْحَنْبِ وَالصَّاحِبِ بِالْحَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء: ۳۶)

قرابت والوں، یتیموں، مساکین، قرابت والے پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھے والے، مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ میں اچھا سلوک کرو۔ (النساء)

**حل الآيات:** احساناً یہ معقول مطلق ہے یعنی تم احسان کرو احسان کرنا۔ الیٹا ملی جمع یتیم کی نابالغ بچہ یا بچی جس کا والد فوت ہو جائے۔ المساکین جمع مسکین محتاج کو کہتے ہیں۔ العجار الحنب: ساتھ والا پڑوسی جو رشتہ دار نہ ہو یا گھر کے لحاظ سے دور والا پڑوسی۔ الصاحب بالحنب: سفر و حضر کا ساتھی۔ ابن السبیل: وہ مسافر جس کو مشقت کسی شہر میں الگ تھلگ کر دے۔ وما ملکت ایمانکم: غلام و لونڈیاں۔

۱۳۶۱: وَعَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُؤَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حَلَّةٌ وَعَلَىٰ غُلَامِهِ مِثْلُهَا، فَسَأَلْتُهُ عَزَّ ذِكْرُكَ، لَقَدْ كَرِهَ اللَّهُ سَبَّ رَجُلًا عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَبَّرَ بِأَيْمِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّكَ أَمْرٌ فِينَا جَاهِلِيَّةٌ" هُمْ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلَاؤُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ إِخْوَهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمَهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَيَلْبَسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَاعْيَبُوهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۶۱: حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابو ذرؓ کو دیکھا کہ ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی تھا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے عار دلائی۔ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: "تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ پر جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی اور خدمت گزار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا۔ پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔" مزید یہ بھی فرمایا: "تم ان کو ایسی تکلیف نہ دو کہ جس کی ان میں طاقت نہ ہو اگر تم ان کو ایسا کام سپرد کرو تو پھر ان کی مدد کرو۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی العتق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العیاد اخوانکم و مسلم فی الایمان باب اطعام المملوک مما یاکل۔

**التلخیص:** المعرور بن سبیبی ہیں اور ثقہ ہیں ان سے بخاری و مسلم اور سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ ایک سو بیس سال عمر پائی۔ حلقہ: وہ لباس جو اندرو باہر ایک کپڑے کا بنا ہوا ہو۔ غلامہ غلام مملوک۔ عن ذلك: یعنی لباس میں اپنے غلام کے ساتھ مساوات کے سبب برخلاف اس طریقے کے جو لوگوں میں غلاموں کے ساتھ لباس میں فرق پایا جاتا ہے۔ ساہبہ: گالی دی۔ رجلا: کسی آدمی کو یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ عہد: زمانہ۔ عیوہ: ان کی طرف برائی کی نسبت کی عار دلائی۔ روایات میں آیا ہے کہ ان کو کہا اے کالی کے لڑکے۔ فید جاہلیہ: یعنی تیرے اخلاق میں وہ خلق ہے جاہلیت میں جس پر فخر کرتے تھے یعنی باپوں پر فخر۔ ہم: یعنی غلام۔ اخوانکم: انسانیت میں یعنی دین میں۔ اخوانکم: تمہارے خدام۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خوئی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے ہیں۔ تحت ایدیکم: ملکیت تعریف اور قدرت سے مجاز ہے۔ تکلفوہم: یعنی ان کو کسی ایسے کام کا حکم دو جس میں تکلیف ہو۔ ما یغلبہم: جس سے وہ عاجز ہوں یا ایسی مشقت لاحق ہو کہ ان جیسے لوگ ایسی مشقت اٹھانہیں سکتے۔ فان کلفتموہم: یعنی اگر تم ان کو تکلیف دو جو ان پر غالب ہو۔

**ہوائند:** (۱) غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ اپنی ذات و اہل و عیال جیسا کریں اور ان کو انہی جیسا لباس پہنائیں۔ یہ مستحب اور ضروری ہے کہ ان کو وہ دے جس سے ان کے کھانے اور ان جیسے لوگوں کے لباس پہننے کی ضرورت پوری ہو جائے۔ مزدور اور خادم کا بھی یہی حکم ہے۔ ماتحت پر شفقت کرنی چاہئے اور اس پر ایسی تکلیف نہ ڈالنی چاہئے جو اس کی طاقت سے زائد ہو۔ مستحب یہ ہے کہ خادم اور مزدوروں کی اس سلسلے میں معاونت کرے جس سے وہ اپنا کاموں کو پہلے انجام دے سکیں۔ (۳) جاہلیت کے اخلاق و عادات جیسے عصیبت نسبوں پر فخر وغیرہ سے بچنا چاہئے۔ (۴) اسلام میں حقیقی مساوات ہے۔ تمام لوگ بھائی بھائی ہیں اور فضیلت تقویٰ کے سبب سے ہے۔

۱۳۶۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يَجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيَسْأَلْهُ لِقَمَةً أَوْ لَقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِيَالِهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی"۔ (بخاری)

"الْأَكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَهِيَ اللَّقْمَةُ.

الْأَكْلَةُ: ہمزہ کی پیش کے ساتھ 'لقمہ' کو کہتے ہیں۔

**تخریج:** روا البخاری فی کتاب العتق باب اذا اتاه خادمه بطعامه... الخ۔

**اللِّعَانَاتُ:** او اکلنتہ: راوی کو شک ہے رسول اللہ ﷺ نے کون سا لفظ بولا۔ ولی علاجہ یعنی اس نے اس کو بنایا ہے اور تیار کیا ہے۔ نہایہ میں ہے اس نے اس کو بنایا ہے۔

**ہوائند:** (۱) افضل یہ ہے کہ جو کسی کے پاس کھانا لائے اس کو بھی دسترخوان پر بٹھائے کیونکہ تو وضع اور حسن سلوک کا تقاضا یہی ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے جو آدمی کھانا پکائے خادم وغیرہ اس کو اصل کھانے میں سے کچھ دینا چاہئے نہ یہ کہ جو بچ کر رہے۔

۲۳۸: باب فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي

بِأَسْبَابٍ: اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق

اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

۱۳۶۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۳۶۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی العتق باب العبد اذا احسن عبادته و مسلم فی الايمان باب ثواب العبد و اجره اذا الصبح لسیده۔

**اللِّعَانَاتُ:** العبد: وہ غلام جو خواہ نہ کر ہو یا مونث۔ نصح لسیدہ: یعنی اپنے مالک کی خیر خواہی کی اس کی ندمت میں رہ کر اپنی طاقت کے مطابق اس کی خدمت اور اس کے مال کی حفاظت کی۔ نصح اخلاص کو کہا جاتا ہے۔ اور مشورہ و عمل میں سچائی ہونی چاہئے۔ احسن عبادۃ اللہ: یعنی ارکان و شروط و آداب سمیت اس کو ادا کیا۔

۱۳۶۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو وداجر ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ حج اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ» وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی المتقّ باب العبد اذا احسن الخ و مسلم فی الايمان باب ثواب العبد و اجره۔

**اللِّخْلَاجَاتُ:** المصلح: یعنی اپنے رب کی عبادت کے لئے اچھائی کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ۔ لولا الجهاد: یعنی اگر اللہ کا فضل ان اعمال کی ادائیگی کے لئے نہ ہو ان الرق يمنع منها: یعنی غلامی اس سے روکتی ہے کیونکہ غلام کو تو اس لئے روکا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے رکا ہوا ہے اور غلامی اس بات کی رکاوٹ ہے۔ انا مملوك: تاکہ میں دگنا اجر پاؤں۔

۱۳۶۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو غلام اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری)

۱۳۶۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِيحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواه البخاری فی المتقّ باب كراهية و التطاول على الرقيق۔

**اللِّخْلَاجَاتُ:** الذى عليه: جو اطاعت اس کے ذمے واجب ہو۔ الطاعة: معصیت میں لگانے والا نہ ہو۔

۱۳۶۶: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اُس کے ساتھ شادی کرے اُس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا آدَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا، فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ».

مُتَّقٍ عَلَيْهِ

**تخریج:** رواه البخاری فی العلم باب تعليم الرجال امته و اهله و مسنم فی الايمان باب وجوب الايمان رسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم۔

**اللِّخْلَاجَاتُ:** اهل الكتب: یہودی و عیسائی۔ موالیه: جمع مولیٰ یعنی بندوں کا مالک۔ امۃ: غلام عورت۔ فاربها: اسلامی اخلاق پر اس

کی تربیت کی۔ علمہا: زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی اور جو آخرت میں کام آنے والی تھیں۔ فترو جہا: جائز شرط سے شادی کر لی مثلاً مہر دیا۔

فوائد: خیر خواہ نیک غلام کی فضیلت۔ اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس لئے اضافہ کہ وہ اپنے رب کی عبادت میں پیش آنے والی مشقت بھی برداشت کرتا ہے اور اپنے آقا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ (۲) کمزوروں مسکینوں اور جو ان کے حکم میں ہوں ان کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو اس آزمائش پر صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ یہ بھی ترغیب دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو عظیم اجر ملے گا۔ (۳) مسلمانوں کو اس پر متوجہ کیا گیا کہ وہ اپنے غلاموں کی طرف توجہ دیں اور ان پر تربیت کا احسان کریں۔ ان کو نفع بخش تعلیم دیں اور ان کی شادی کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ خاص طور پر ان میں سے جو عورتیں ہیں ان سے شادی کرنا۔ (۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جہاد و حج کی فضیلت ذکر کی گئی۔ والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا خاص طور پر والدہ کے ساتھ۔ (۵) چوتھی حدیث میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی تاکہ اپنے پیغمبر پر ایمان کی فضیلت اور ان کی پیشین گوئی کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی فضیلت جس سے ان کا ثواب دوگنا ہو۔

کتابت: جنگ وجدال

اور

۲۳۹: بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي

الْهَجْرِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنُ

وَنَحْوَهَا

فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا۔“ (مسلم)

۱۳۶۷: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”الْعِبَادَةُ فِي الْهَجْرِ كَهَجْرَةِ إِلَيَّ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم في الفتن باب فضل العبادۃ في الحجرج۔

الْإِخْتِلَاطُ: ہرج: نہایہ میں فرمایا کہ اصل میں اس کی کسی شکی میں کثرت اور وسعت ہے۔ امام نووی نے اس کی تفسیر معاملات کے مل جانے فتنوں کی کثرت اور اسی طرح کی افواہوں وغیرہ سے کی ہے۔ کھجورۃ الی: یعنی اس کو مدینہ النبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا جب اس کی طرف ہجرت کرنا واجب تھا۔

فوائد: (۱) عبادت اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دی گئی خصوصاً جب کہ فتنے ہوں اور معاملات غلط ملط ہو جائیں کیونکہ ایسے حالات میں لوگ غفلت اختیار کرتے ہیں سوائے تھوڑے لوگوں کے۔ (۲) ہجرت کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) ہجرت ظاہرہ لغت میں وہ ایک شہر سے دوسرے شہرے میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور شرع میں جو ہرج کے معنی میں اور نقل کیا۔ (ب) ہجرت معنویہ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اوامرو اختیار کرنا۔ اسی لئے جو آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگے والا اور اپنے رب کی عبادت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔ (۳) شریعت اور سنت کو لازم پکڑنے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ فتنوں سے بچ جائے اور فساد سے محفوظ رہے۔

بَابُ: خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی

فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے

اور

ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے

ممانعت اور مالدار اور تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو

معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم جو بھی بھلائی کرو۔ پس بے شک اللہ اس کو جاننے والے ہیں۔“ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے میری قوم ماپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو۔“ (ہود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ماپ تول میں کمی کرنے والے ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو وہ کمی کرنے والے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن میں جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ (المطففین)

حل الآیات: المراد ای یعنی کوئی سی ٹیکل کرنے میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور وہ تمہیں اس کا ثواب دیں گے۔ و یقوم: اس قوم سے مراد قوم شعب ہے اور یہ کلام ان سے حکایت بیان کی گئی ہے۔ او فلو اتم اس کا حق دو۔ المکیال و المیزان: کیل و وزن کا آلہ۔ بالقسط: یعنی عدل کے ساتھ۔ لا تبخسوا: یعنی نہ کم کرو۔ اشیاء ہم: یعنی وہ جن کو تم کیل یا وزن کرتے ہو۔ و یل ہلاکت اور سخت عذاب۔ المطففین: جمع مطفف کی جو ماپ تول کرتے ہوئے کمی کرے۔ اکتالوا: جب وہ کیل کے حق کا مطالبہ کریں۔ یستوفون: کمل لیتے ہیں۔ کلو اہم: جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں۔ و وزنوہم: جب ان کو وزن کر کے دیتے ہیں۔ یخسرون: وہ کمی کرنے والے ہیں۔ یظن: اعتقاد رکھے اور جانے۔ یوم عظیم: قیامت کا دن کیونکہ اس میں عظیم خوف ہوگا۔

۱۳۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا اور آپ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔“ پھر فرمایا: ”اس کو اتنی عمر کا اونٹ

۲۴۰: بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي

الْبَيْعِ وَالْبُرْءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ

وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالْتِقَاضِي

وَرَجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ

وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ وَفَضْلِ انْظَارِ

الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ

اللَّهُ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۲۱۵] وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَيَقُومُ أَوْفُوا الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ۸۵]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا

اَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ

أَوْ وُزَنُوا لَهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ

مَمْعُونُونَ يَوْمَ عَظِيمٍ؟ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ۱-۶]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِتَقَاضَاةٍ فَأَغْلَطَ لَهَا، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”دَعْوَةٌ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ

مَقَالًا“ ثُمَّ قَالَ: ”أَعْطُوهُ سَنًا مِثْلَ سِنِّيهِ“ قَالُوا:

یا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجِدُ إِلَّا أَمَلًا مِنْ سِنِّهِ قَالَ : دے دو جتنا اس کا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو وہی دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو“۔ (بخاری و مسلم) علیہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الوکالة، باب الوکالة فی قضاء الدین و مسلم فی البیوع، باب من استلف شیئاً ففقد حیراً من۔

اللُّغَاتُ: درجلاً: بعض نے کہا یہ زید بن شعبہ کنانی ہیں جو بعد میں اسلام لائے۔ یتقاضاہ: یعنی اپنے مالی قرضے کی ادائیگی طلب کی۔ فاغظ: اپنے مطالبہ میں سختی کی۔ فہم اصحابہ بہ: صحابہ رسول نے ان کی سختی کا بدلہ لینا چاہا۔ مقالا: بات میں غلبہ و اختیار۔ اعطوه: وہ اس کے مخاطب ابورافع رسول اللہ ﷺ کے مولا ہیں۔ حسنا مثل سینہ ایسا اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر ہو۔ امثل: عمر اور فضیلت میں بڑھ کر۔ قضاء: اس حق کی ادائیگی کے جو اس کے ذمہ تھا۔

فوائد: (۱) اچھے معاملے اور گفتگو میں نرمی پر آمادہ کیا گیا خواہ انسان صاحب حق ہی کیوں نہ ہو۔ حق والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حق کے مطالبہ میں سختی کرے لیکن شرع کی حدود کے اندر اندر لیکن وہ اس پر قابل سزا نہ ہوگا۔ (۲) اس آدمی کے لئے جس کے ذمے قرضہ ہو مستحب یہ ہے کہ قرض والے کو اس کے حق سے زیادہ دے جبکہ اس کی ادائیگی کر رہا ہو لیکن اس کی شرط نہ لگائے کیونکہ یہ ربو بن جائے گا۔ (۳) قرضے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ مطالبہ ذلت میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۳۶۹ : وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو فروخت، خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے والا ہو“۔ (بخاری) زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع، باب السہولتہ فی الشراء البیع اللُّغَاتُ: سمعاً: آسان یہ سمع سے صفت مشبہ کا میضہ ہے جب کوئی سخاوت کرے اور اپنی مہربانی سے عطیہ دے۔ القضاء: اس کے حق کی ادائیگی اس نے طلب کی۔

فوائد: (۱) بیع اور شراء میں درگزر سے کام لیا جائے اس لئے کہ ہر بائع اور مشتری کو ایسی بات چھوڑ دینی چاہئے جو دوسرے کی اکتاہٹ اور تنگی کا باعث ہو۔ باقی مطلقاً مفاد اس سے کوئی چیز مانع نہیں اور شاید کہ یہ درگزر مشتری کے ضمن میں اضافے کا باعث ہو اور بائع جو ہے وہ سامان میں اضافہ کر دے۔ (۲) حقوق کے پورا کرنے کے مطالبہ میں نرمی کی ترغیب دی گئی اور اس میں کسی چیز سے دستبردار ہونے کو مستحب قرار دیا گیا۔

۱۳۷۰ : وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَنْجِيَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَنْقَسْ عَنْ مَغِيرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ“ زَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا مقروض کو معاف کرے“۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع، باب فضل انتظار المعسر۔

**اللِّغْطَانِیْنِ:** سورہ: اس کو خوش کرے۔ یہ مضارع کے معانی میں ہے۔ یعنی اس کو چھڑائے۔ محوب: جمع کبویۃ یہ غم کو کہتے ہیں۔ اس کی شدت کی وجہ سے نفس میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ فلیئفس عن معسر: یعنی قرضے کے مطالبہ میں وقت آنے پر تاخیر کرے جب کہ اس کو پورا کرنے میں اس کی ہمت نہ ہو یا اس کے قرضے کو اس سے دور کرے۔ یعنی اس کو مال دے تاکہ اس کے قرضے کو وہ دور کرے۔ یضع عنہ: سارا قرضہ یا بعض قرضہ اس سے ہٹالے۔

۱۳۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهِ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب من انظر معسر و مسلم۔

**اللِّغْطَانِیْنِ:** کان رجل: گزشتہ امتوں میں سے ایک آدمی تھا۔ یداین: قرضے کا معاملہ لوگوں سے بہت کرتا تھا۔ فتاہ: کا معنی اچیر اور نوکر کو۔ آتیت معسرا: یعنی قرضے کا مطالبہ کرنے کے لئے جائے۔ فتجاوز عنہ: تو اس سے آسانی کر اس میں حسن مطالبہ قرضے کا بنانا اور مدت میں تاخیر کرنا سب شامل ہے۔ ان يتجاوز عننا: وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے۔ فلقی اللہ: یہ موت سے کٹا یہ ہے۔

۱۳۷۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَوْسِبُ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَلْبُكُمْ فَلَمْ يُوَجِدْ لَهُ مِنْ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ يَخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا، وَكَانَ يَأْمُرُ غُلَمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ۔ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ”نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ اس کے نامہ اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے (بھلائی میں) تجاویز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع، باب فضل انتظار المعسر۔

**اللِّغْطَانِیْنِ:** حوسب: یہ قیامت کے دن ہونے والے معاملے کی اطلاع ہے۔ یخالط الناس: ان سے معاملہ کرتا قرضہ لیتا دیتا۔ موسر: یہ لفظ بیار سے بنا ہے مال دار کو کہتے ہیں۔ غلمانہ: یہ غلام کی جمع ہے غلام اور نوکر۔ احق بذالک: معافی اور درگزر کا زیادہ حق دار ہے۔ تجاویزوا عنہ: ملائکہ کو خطاب ہے تم بھی اس کو معاف کرو۔

۱۳۷۳: وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے

ایک بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْفُرُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشحال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اللہ فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہ کے منہ سے یہ بات سنی۔ (مسلم)

أَتَى اللَّهَ تَعَالَى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهِ أَنَا اللَّهُ مَا لَا فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْفُرُونَ اللَّهَ حَدِيثًا: قَالَ: يَا رَبِّ أَتَيْتَنِي مَا لَكَ فَكُنْتُ: أَبَايَعُ النَّاسِ، وَكَانَ مِنْ خَلْقِي الْجَوَّازِ، فَكُنْتُ أَتَيْسِرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَأَنْظُرُ الْمُعْسِرَ - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "أَنَا أَحَقُّ بِدَا يَنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم في البيوع فضل انظار المعسر.

**اللُّغَةُ الْأَرَبِيَّةُ:** اتی: یہ مستقبل کی اطلاع ہے یعنی لائیں گے۔ اعطاء: یعنی اس کو دیا ہے۔ قال: حذیفہ نے کہا۔ لا یکنون اللہ حدیثا: یعنی کوئی چیز چھپانے کی طاقت نہیں رکھ سکیں گے۔ ابایع: یعنی میں ان سے پہلے کا معاملہ کروں گا۔ خلقی: خلق نفس کے اندر ایک ایسی عادت ہے جس کے ساتھ اچھا کام مہلت سے ہو جاتا ہے۔ الجواز: درگزر۔ اتیسر: اتیسر میں قبول کر لیتا جس میں تھوڑا سا نقص یا معمولی سے عیب ہو تا د نظر: میں مہلت دیتا۔ من فی: یعنی رسول اللہ کے منہ مبارک سے میں نے اسی طرح سنا۔ هذا سمعناہ: یعنی یہ حدیث حضرت حذیفہ سے موقوف روایت ہے کہ اور موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس جیسی بات بغیر وحی کے نظرائے سے نہیں کہی جاسکتی۔

۱۳۷۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَصَعَ لَهُ، أَطْلَعَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا"۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی البيوع، باب ما جاء فی انظار المعسر و الرفق به.

**اللُّغَةُ الْأَرَبِيَّةُ:** اطلعه اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ سورج کی تپش سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جبکہ سورج بندوں کے سروں سے اتنا قریب ہوگا کہ قیامت کے دن ان کو پسینے کی لگامیں چڑھ جائیں گی۔

**فوائد:** (۱) مقروض سے درگزر کی ترغیب دی گئی خواہ مہلت زیادہ کر دجائے یا سارے قرضے سے اس کو بری کر دیا جائے یا کچھ قرضہ اس کا چھوڑ دیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ خوشحال ہو وہ سارا ہی معاف کر دے۔ (۲) قرض خواہ جو درگزر کرنے والا ہو اس کی فضیلت بتلائی گئی اور وہ عظیم الشان اجر ذکر کیا گیا جو اس کو ملے گا اور اس کو اچھے انجام والی جو نعمات میسر ہوگی اس کا ذکر کیا گیا کیونکہ مقروض کو معاف کر دینے سے اللہ نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (۳) بدلہ اسی عمل کی جنس ملے گا جس طرح قرض خواہ نے قرض دار کو دنیا میں قرضہ چھوڑ کر نفس کی تنگی سے درگزر کر دی تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے، جنہم کی لپٹوں سے



اس کی حفاظت فرمائیں گے قیامت کے دکھوں کو اس سے دور کریں گے اور چمکنے والے سورج کی لپٹوں سے اس کی حفاظت کریں گے۔ (۴) خوشحال لوگوں کے ساتھ بھی قرضے کے معاملے میں درگزر کرنا چاہئے۔ (۵) لوگوں کے ساتھ میل جول اور اچھا معاملہ کرنا چاہئے اگر اس سے ان کو فائدہ حاصل ہو اور تکلیف دفع ہو سکتی ہو۔ (۶) لوگوں کی مصلحتوں میں آسانی کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ لوگوں کے لئے مدد کا ہاتھ دراز کرنا چاہئے اور قرضے کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ وکیل اگر مفت کام کرے بشرطیکہ وہ موکل کی طرف سے ہو۔

۱۳۷۵: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشترى منه بغيراً فوزاً له فأرجح متفق عليه  
 ۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتی ہوئی تول سے دیا (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البيوع، باب شراء الدواب و الحمير، و مسلم فی البيوع، باب من استلف شيئاً ففرض حبراً منه۔  
**اللغزات:** ووزن له فارجح: یعنی حکم دیا کہ اس کوٹمن کے طور پر سونے یا چاندی پر وزن کیا جائے۔ اس کے وزن کو اس مقدار وزن سے بڑھایا جائے جو مقدار میں بالاتفاق ہے اور وزن کے اندر اضافہ کیا جائے۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اضافہ کیا جائے گا اور یہ سونے کا ایک معین وزن ہے۔

۱۳۷۶: وَعَنْ أَبِي صَوَّانٍ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ آتَا وَمَعْوَمَةَ الْعَبْدِيُّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ، فَبَاءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمْنَا سَرَاوِيلَ وَعَبْدِي وَرَّانَ بَرًّا بِالْأَجِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لِلْوَزَانِ: زَيْنٌ وَأَرْجَحُ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی مقام حجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا: "تول اور جھکتا ہوا تول"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی البيوع، باب فی الرجحان و الترمذی فی البيوع، باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن۔  
**اللغزات:** بزاً: کپڑے۔ ہجو: یہ بحرین کے قریب ایک شہر ہے۔ فساو منا ہم سے اس کی قیمت جس سودے کے لحاظ سے تھی وہ چوہی۔ صاحب نہا یہ کہتے ہیں کہ مساومت سے بائع اور مشتری کا وہ جھگڑا جو سامان پر ہو۔ اس کی قیمت بٹے کر لی۔ بسرا میل: یہ مفرد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے یہ معرب لفظ ہے یہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر سے لے کر نیچے تک پہنا جاتا ہے۔ پینٹ کی طرح اس کی بھی آستینیں ہوتی ہیں۔ وزن وارجح: یعنی قیمت کی مقدار سے وزن کر دو۔ جو طے شدہ ہے اور کچھ اس سے زائد بھی دے دو۔

**ہوائند:** (۱) شرط کے اور پر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے مگر اس صورت میں بائع تنگی آکتاہت محسوس نہ کرے۔ مشتری کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بائع کے ساتھ کوئی چیز اپنی طرف سے ٹمن میں اضافہ کر دے اس طرح یہ بھی بیچنے والے کی طرف سے مستحب ہے کہ قیمت کے کچھ حصے سے دوہرہ تہہ دار ہو جائے یا سامان میں کسی چیز کا اضافہ کر دے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کے درگزر اور مخلوق پر شفقت کو ذکر کیا گیا۔

## کِتَابُ الْعِلْمِ

### ۲۴. بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طہ: ۱۱۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾

[المجادلة: ۱۱]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ [فاطر: ۲۸]

### بَابُ ثَابِتِ عِلْمِ كِي فَضِيلَتِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔“ (طہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔“ (الزمر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ سے۔“ (المجادلہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرنے والے ہیں۔“ (فاطر)

حل الآیات: نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مزید علم طلب کریں۔ یہ علم کی عظمت کی دلیل ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہیں جس کے اضافے طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۲) هل يستوي ان کے درمیان برابری نہیں یہ استفہام انکاری ہے جوئی کے معنی میں ہے۔ (۳) درجات: جنت کی منازل معنی یہ ہے کہ اللہ مومنوں کو بلند کریں گے اور علماء کو خاص مراتب دیں گے اس لئے کہ انہوں نے علم حاصل کیا اور اس کے ساتھ لوگوں کو نفع پہنچایا۔ (۴) یعنی یہ ہے صحیح ایمان اور حقیقی خشیت اللہ تعالیٰ کی علماء میں ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کثیر فضل کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

۱۳۷۷: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۱۳۷۷: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی العلم' باب من یرد اللہ بہ حیرا و مسلم فی الزکاة' باب النهی عن المسئله

التخاريف: يفقهه في الدين: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور تعلیم کی معرفت عنایت کرتے ہیں اور فقہ لغت میں فہم کو کہتے ہیں۔  
حوادث: (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ یہ بھلائیوں کا مجموعہ ہے اور اللہ کی توفیق اور رضامندی کا عنوان ہے۔

۱۳۷۸: وَعَنْ ابْنِ مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي النَّسَبِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَطَهُ عَلَى هَلَكِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔“

وَالْمَرَادُ بِالْحَسَدِ الْعِبْطَةُ وَهُوَ أَنْ يَتَمَتَّى  
(بخاری و مسلم) حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی  
مثل تمنا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی العلم، باب الاعتباط فی العلم و الحکمة و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین، باب فضل من  
یفوم بالقرآن و یعلمہ۔

اللُّغَاةُ: التین یعنی دو خصلتیں۔ اعطاء یعنی اس کو دی ہے۔ فسلفہ علی ہلکتہ فی الحق اس کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں  
خرچ کرنے کا حق ہے یعنی نیکی کے کاموں میں اور قربت کے مقامات پر۔ الحکمة: فائدہ مند علم۔ یقضی: دو جھگڑنے والوں کے  
درمیان فیصلہ کرتا ہے اور پوچھنے والوں کو علم صحیح کے ساتھ بتلاتا ہے۔

فوائد: (۱) طلب علم کی ترغیب دی گئی اور علم پر عمل کو واجب قرار دیا گیا۔ اسی طرح کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا گیا اور اس کو اس کے  
لئے استعمال کرنا جس سے ان کی مستطحتیں پوری ہوں استعمال کرنا لازم کیا گیا۔ (۲) مال کو حاصل کرنا مستحب ہے تاکہ نیکی کے راستے پر اس  
کو خرچ کر سکے۔ نیک کاموں کی تمنا جائز ہے۔ (۳) جو چیز دوسرے کے پاس ہو اس کی تمنا کرنا ممنوع ہے مگر اس شکل میں جس کا ذکر ہوا۔

۱۳۷۹: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ  
الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا  
فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ  
فَأَنْبَتَتِ الْكَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ  
مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَقَعَ اللَّهُ بِهَا  
النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا  
وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيَعَانُ:  
لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تَنْبِتُ كَلًّا، فَذَلِكَ مَثَلُ  
مَا فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ  
فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا  
وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلَتْ بِهِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۹: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال  
اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسائے پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ  
ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی  
بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو  
روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی  
پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل  
میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگاتا پس یہی مثال اس کی  
ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر  
مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو  
سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف  
سراٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا  
ہوں اس کو قبول نہ کیا۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: یہ روایت باب الامر بالمحافظة على السنة رقم ۱۶۳۰۷ میں گزر چکی۔

اللُّغَاةُ: غيث: بارش۔ طائفة: حصہ۔ طيبة: شاداب کا زرخیز۔ الکلاہ: چارہ خواہ تر ہو یا خشک۔ العشب تر گھاس۔ اجادہ:  
سخت زمین جو جلدی پانی نہ پئے اور پانی اس میں برقرار رہے۔ قيعان: جمع قاع۔ برابر اور ملائم زمین جس میں نباتات نہ ہوں۔ من لم  
یرفع بذلك دامنہ: یہ جہالت شدت اعراض سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) علم کی طلب میں محنت کی ترغیب دی گئی اور اس کی تعلیم میں کوشش کرنے پر ابھارتا کہ اس کا نفع عام ہو۔ (۲) لوگوں کی علم

کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں (۱) جو علم کی حفاظت کر کے دوسرے کی طرف منتقل کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہ سب سے افضل حالت اور اعلیٰ قسم ہے۔ (۲) علم کی حفاظت تو کرتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف منتقل بھی کرتے ہیں جو اس سے استفادہ کریں مگر خود علم کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سے کم رتبہ ہے اور (۳) کچھ ان میں سے وہ ہیں جو علم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو سننے نہیں تاکہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور نہ کہ اس کو محفوظ کرتے ہیں تاکہ دوسروں تک اس کو منتقل کریں۔ یہ لوگوں میں سب سے بدترین لوگوں کی قسم ہے۔

۱۳۸۰: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "قُوْ  
اللَّهُ لِأَنَّ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ  
لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۰: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قسم  
ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ  
سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی؛ باب غزوة حبيبر ومسلم فی فضائل الصحابة؛ باب من فضائل علی ابن ابی طالب  
رضی اللہ عنہ۔

**اللُّغَاةُ:** حمورنعم: حمور جمع احمر کی سرخ، نعم اونٹ یہ عمدہ چیز کی مثال بیان کی جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ سرخ اونٹ  
عربوں کے ہاں نفیس ترین مال تھا۔

**فوائد:** (۱) اللہ کی طرف دعوت دینے کی فضیلت اور مخلوق کو حق کی طرف راہنمائی کی ترغیب اور یہ بغیر علم کے میسر نہیں ہو سکتی۔

۱۳۸۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَلْفُوا  
عَيْبِيْ وَوَلُوْا آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنِّيْ إِسْرَاءَ بِلَ  
وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَوَرَّ  
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۸۱: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری طرف  
سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں  
بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر  
جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء؛ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔

**اللُّغَاةُ:** ولو آية: یعنی خواہ قرآن مجید کی ایک میں سے ایک آیت ہی پہنچائی جائے۔ قرآن مجید کی تبلیغ کا حکم جس کی حفاظت کی ذمہ  
داری خود اللہ نے لی ہے۔ اسلئے حدیث کی تبلیغ کی حفاظت جس کی حفاظت کی ذمہ داری لوگوں پر چھوڑ دی گئی۔ اسکی حفاظت بدرجہ اولیٰ لوگوں  
کے ذمہ ہوگی۔ لاجرح یعنی کوئی گناہ نہیں۔ فلیتوا مقعدہ من النار: یعنی اپنا ٹھکانہ آگ بنا لے۔ التورہ: منزل اور مسکن بنانا۔

**فوائد:** طلب علم واجب ہے تاکہ اللہ کی شریعت کو پہچانے کی قدرت حاصل ہو۔ یہ فرض کفایہ ہے جب بعض مسلمان اس کو کریں تو بقیہ  
کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ (۲) بنی اسرائیل کے جو حالات گزرے ان کو بیان کرنا  
جائز ہے بشرطیکہ اس سے نصیحت اور عبرت مقصود ہو اور ایسی بات بھی نہ جس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہونا اور ان میں ایسی باتیں تلاش کرے جو  
ثابت ہوں اور شریعت اسلامیہ کے قریب ہوں۔ (۳) جھوٹ اللہ کے دین میں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان بڑے  
گناہوں میں ہیں جو کرنے والوں کو آگ تک پہنچانے والا ہے۔ (۴) کلام میں سچ کو تلاش کرنے کی ترغیب اور باتوں میں احتیاط کا حکم تا  
کہ جھوٹ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ احتیاط شریعت میں اور بھی زیادہ کی جائے کہ یہ صحیح گہرے علم کی محتاج ہے۔

۱۳۸۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔" (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کی شرح اور تخریج باب قضاء الحوائج المسلمین رقم ۴/۲۷۷ میں ملاحظہ ہو۔

**فوائد:** طلب علم کی فضیلت ذکر کی گئی کہ جنت میں داخلے کا یہ راستہ ہے کیونکہ وہ علم مسلمان کو اللہ کے حکم کی دلیل مہیا کرتا، نیکی کے اعمال کی طرف اس کی رہنمائی کرتا اور اس کے دل میں وہ روشنی پیدا کرتا ہے جس سے وہ حق و باطل کے درمیان تیز اور صحیح و غلط اعمال کی پہچان کرتا ہے۔

۱۳۸۳: وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔" (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کو باب الدلالة على الخير رقم ۱۸۶/۱ میں ملاحظہ ہو۔

**اللِّغْزَانِ:** دعا الی ہندی یعنی سچی بات کی طرف اس نے بلایا اور اپنے بیان اور فعل پر اس کو آمادہ کیا۔

**فوائد:** جس آدمی نے خود علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور اس کو سکھانے کے لئے لوگوں کو بلایا تاکہ اس کو کثیر نفع اور عام فضیلت حاصل ہو جائے۔

۱۳۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الوصیة باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔

**اللِّغْزَانِ:** انقطع عمدہ یعنی اس کے عمل پر جو ثواب ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ عمل موت کی وجہ سے موقوف ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ ثلث تین نصلتیں ایسی ہیں جن کا ثواب کرنے والے کی موت کے باوجود منقطع نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصل کے ساتھ ساتھ باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ جیسے مسجد کا وقف وغیرہ۔ علم منتفع بہ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو جیسا کہ دوسروں کو پڑھانا یا علم کی کتابیں تالیف کرنا۔

**فوائد:** (۱) علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور ترغیب دی گئی تاکہ موت کے بعد بھی اجر و ثواب میں ترقی ہوتی رہے۔ (۲) ان صدقات جاریہ کا ذکر کیا گیا جن کا نفع ہمیشہ رہے گا اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ والد اپنے بیٹے کے نیک اعمال سے فائدہ حاصل کرے مثلاً اس کے لئے استغفار اور دعا وغیرہ کرے۔

۱۳۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

مَا وَالآه: اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

تخریج: اس روایت کی تخریج اور شرح باب فضل الزهد فی الدنیا رقم ۷۸/۲۲ میں ملاحظہ کریں۔

ہوائند: (۱) علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کی رحمت سے دھتکارے جانے سے آدی بچ جائے۔ (۲) دنیا کا علم حاصل کرنا بھی مذموم نہیں اگرچہ وہ دنیا کے معاملات سے متعلق ہو بشرطیکہ یہ نیت میں مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی مصلحت کے ارادے میں بچ فرمایا۔

۱۳۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے۔“ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۱۳۸۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔“

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب فضل طلب العلم۔

اللِّغَاةُ: فی سبیل اللہ: اس کی اطاعت کے ساتھ لی ہوئی ہے۔ یو جمع اس مقام سے جہاں سے وہ نکلا۔

ہوائند: (۱) علم کی تلاش جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ طالب علم کے لئے اجر لڑائی کے میدانوں میں لڑنے والے مجاہدین جیسا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اس چیز کو انجام دیتا ہے جو دین کو زندہ کرنے والی اور اس کی حفاظت کرنے والی ہے۔ (۲) جو علم کے حاصل کرتے ہوئے دین کو زندہ کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں مصروف ہے۔ (۳) جس آدی کی موت تعلیم کے دوران آئی تو اس کو شہید کے برابر درجہ ملے گا۔ طالب علم کو زکوٰۃ دینی بھی جائز ہے جب کہ وہ ضرورت مند ہو اور دینی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔

۱۳۸۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۳۸۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ”لَنْ يَسْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مِنْهَا الْجَنَّةُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔“

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

اللِّغَاةُ: یسبع: وہ قناعت کرتا ہے۔ خیر: ہر وہ چیز جو قرب الہی کا ذریعہ ہو۔ منہاء: انجام اور انتہا یعنی وہ بھلائی سے نہیں رکتا یہاں تک کہ اس کو موت آجاتی ہے اور وہ نیک عمل کر رہا ہوتا ہے چنانچہ اس کے نیک عمل سے حاصل شدہ ثواب اس کے جنت میں داخلہ کا سبب بن جاتا ہے۔

**ہوائند:** نیکی کے اعمال کی ترغیب اور ان پر عیشگی کا حکم دیا گیا ان میں سب سے اعلیٰ علم کا رکھنا اور سکھانا ہے کیونکہ اس سے عمل منضبط ہو جاتا ہے اور وہ اس پر حاکم بن جاتا ہے۔

۱۳۸۸: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے مقابلے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء اور اہل ارض یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۳۸۸: وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَانِكُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى السَّمَلَةَ فِي حُجْرِهَا وَحَتَّى الْحَوْتُ لِيُصَلُّوا عَلَيَّ مَعَلِيمِي النَّاسِ الْخَيْرِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

**التخارج:** العالم: جو علم کے فوائد کو جانتا ہو اور اپنے اوقات کو علم کی طلب میں خرچ کرے اور اس کی تعلیم فرائض و عبادات کی ادائیگی کے بعد دے۔ العابد: وہ جو عبادت کا حق پورا کرے اس کے بعد کہ جن احکام کی پہچان اس کے ذمہ واجب ہے وہ سیکھے۔ ادناکم: فضیلت میں سب سے کم درجے والا مسلمان۔ النملة: چیونٹی یعنی خشکی کے حیوانات میں بہت چھوٹا جانور۔ حججها: وہ سوراخ جس میں چیونٹیاں رہتی ہوں۔ الحوت: مچھلی مراد سمندر کے حیوانات اور ان دونوں کا تذکرہ بطور مبالغہ کے لئے تاکہ خشکی اور سمندر کے تمام حیوانات شامل ہو جائیں۔ لیسلون: جملو سے مراد درجات کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو رحمت ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں اور حیوانات کی طرف ہو تو تفریح اور دعا۔ معلم الناس الخیر یعنی علماء

**ہوائند:** (۱) ایسی چیز کی ترغیب دینی چاہئے کہ کرنے والے کے لئے جس کا فائدہ عام ہو۔ (۲) واجب سے زائد علم نقلی عبادات سے افضل ہے کیونکہ عبادات کا فائدہ صرف کرنے والے کی حد تک ہے اور علم کا فائدہ فاعل سے متعدد ہو کر دوسرے تک پہنچنے والا ہے۔ (۳) علماء اور طلباء کے احترام کی ترغیب دی گئی اور ان کے لئے دعا کا حکم دیا۔

۱۳۸۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد (ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی و نور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور

۱۳۸۹: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَمَيُّ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَحْبَابَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَفِيرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْيَحْتَنِ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرْتُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا  
وَرْتُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّهِ وَالْفَرْقِ  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ۔

بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم ہی کو  
ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے  
اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کر لیا۔ (ابوداؤد ترمذی)

**تخریج:** رواہ ابوداؤد فی اول العلم، باب الحث علی طلب العلم، و الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی  
العبادة۔

**اللُّغَاةُ:** تَضَعُ اجْنَحَتَهَا بِيَسْ اس کی تواضع اور احترام سے مجاز ہے یا اس کی کوشش میں وہ اس کی اعانت کرتے اور اس کے اسباب  
میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اذنے سے اپنے پروں کو روک لیتے ہیں اور مجلس علم میں حاضری کے لئے اتر  
پڑتے ہیں۔ لیستغفر لہ: استغفار بھی اپنے درجے کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ تو سب بولیاں جانتے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنْ  
مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْتَبِیحُ بِحَمْدِهِ﴾ الایة۔ فضل العلم: یعنی دوسرے کو نفع عام پہنچانے کی حیثیت سے۔ کفضل القصور: دوسرے کو روشنی  
عام پہنچانے کی حیثیت سے۔ وورثة الانبیاء: علم و عمل اور لوگوں کی راہنمائی میں ان کے نائب۔ بحظ: نصیب۔ وافر: کامل و مکمل۔  
**فوائد:** (۱) طالب علم کے احترام اور ان کے ساتھ تواضع کی ترغیب دی گئی اور ان کے اس عمل پر خوش ہونا چاہئے اور ان کے لئے دعا و  
استغفار کرنا چاہئے۔ (۲) علم کی فضیلت اس لئے ہے کیونکہ اس سے وہ روشنی پھونتی ہے جو لوگوں کے لئے حق و خیر کے راستے کو روشن کرتی  
ہے۔ (۳) علم عظیم ترین دولت اور اعلیٰ سرمایہ ہے جو اس کو جمع کرے اور اس کا اکرام و احترام کرے۔ (۴) علم کی کمال عمل اور اخلاق اور  
طریق میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں حاصل ہوتی ہے۔ (۵) علماء کی توہین اور ان کو ایذا پہنچانا فسق و گمراہی ہے کیونکہ یہ میراث  
نبوت کو اٹھانے والے ہیں۔

۱۳۹۰: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "نَصَرَ  
اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَلَفَّهَ كَمَا سَمِعَهُ  
قُرْبًا مَبْلُغٌ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول  
اللہ سے سنا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم  
سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے  
سنا۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے  
زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں"۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع۔

**اللُّغَاةُ:** نَصَرَ: یہ نصارت سے ہے اصل میں چہرے کی خوبصورتی اور چمک کے لئے آتا ہے۔ خوش عیش رکھے یعنی نہایت میں ہے کہ  
مراد اس سے حسن اخلاق اور اس کی قدر ہے۔ شیناً: تھوڑا سا علم۔ کما سمعہ: جیسا اس نے لفظ و معنی کے اعتبار سے اس کو سنا یا۔ دونوں  
میں سے ایک۔ قرب مبلغ: بہت سے مبلغین۔ اوعی: یاد کرنے میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی تجلی معانی کے بارے میں زیادہ  
خبردار ہوتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) علم کا نقل کرنا بھی امانت ہے اور اس کے یاد کرنے اور سمجھنے میں بھی  
پوری احتیاط چاہئے۔ (۳) تابعین میں سے کئی ایسے ہوئے ہیں جو حدیث رسول کو سمجھنے میں بعض صحابہ سے زیادہ فقیہ تھے۔

۱۳۹۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
۱۳۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَبَلَ عَنْ عِلْمٍ لَكُمُةَ الْجَمِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْجَمُ مِنْ نَارٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپائی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی العلم کراہیۃ منع العلم والترمذی فی العلم باب ما جاء فی کتمان العلم۔

**اللغزات:** علم یعنی وہ علم جس کی تعلیم لازم اور اس کی ضرورت بھی ہے۔ کسمہ: اس کو بیان نہ کیا۔ الجم: جو لگام سے بے لگام کو کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے علم کو چھپایا گویا اس نے اپنے منہ کو لگام دی تو اس کی سزا بھی اسی نعل کی جنس سے گی۔  
**ہوائد:** علم کی تبلیغ ضروری ہے جب کہ اس کے ذمے متعین ہو خاص کر جس علم کا تعلق دین سے ہو اس علم کا چھپانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس پر سخت اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔

۱۳۹۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَتَّعَى بِهِ وَجْهَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَصًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِبْحَهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
 ۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اس علم کو دنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا"۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی العلم باب طلب العلم لغير الله تعالى۔

**اللغزات:** پیدا ہوا جس سے طلب کیا جائے گا یا قصد کیا جائے۔ لیسب بہ ارضاً: تا کہ اس کے ذریعے دنیا کے کسی منصب یا رتبے یا دنیا کی کوئی چیز پالے۔ لم يجد عرف الجنة: وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ یہ جنت سے دوری سے کنایہ ہے اور کامیاب ہونے والوں میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

**ہوائد:** (۱) طلب علم میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے اور اس کا مقصد فقط اللہ کو راضی کرنا ہے۔ (۲) جس نے علم اللہ کی رضا مندی کے لئے حاصل کیا مگر دنیا سبھا آگئی تو اس کو لینا جائز ہے اور یہ چیز اس کو نقصان نہ دے گی۔

۱۳۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا ، فَسَبَلُوا فَأَفْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا: "بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العلم باب كيف يقبض العلم ومسلم فی العلم باب رفع العلم وقبضه۔

**اللغزات:** لا يقبض العلم: اس کو اٹھائے گا نہیں یعنی آخری زمانہ میں۔ انتزاعاً: کھینچنا یا اکھاڑنا۔ يقبض العلماء: ان کی موت

کے سبب۔ رؤس: جسے رأس ایک روایت میں رؤساجح ہے۔ رؤس کی ہے۔

**فوائد:** (۱) علماء زمین پر لوگوں کے لئے امن کا سبب ہیں اور فضیلت و خیر کے چشمے ہیں۔ (۲) علماء کو اللہ کے فضل کی تکمیل میں یہ بشارت ہے کہ جو علم اللہ نے ان کو دیا ہے اس کو ان سے نہیں چھینے گا۔ (۳) طلب علم پر آمادہ کیا گیا تاکہ علماء زیادہ ہوں لوگ ان سے فائدہ حاصل کریں اور وہ اپنے دین کے معاملات میں خوب غور و فکر کریں۔ (۴) جس نے (بغیر علم کے) علم کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو جہالت کا فتویٰ دیا اس نے اللہ پر افتراء کر کے لوگوں کو گمراہی اور اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ لوگوں میں سب سے نقصان دہ حق کو باطل کے ساتھ ملانا ہے۔ (۵) جاہلوں سے فتویٰ نہ لینا چاہئے یا بغیر علم کے فتویٰ نہ دینا چاہئے علم دین کا کم ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔

## کِتَابُ حَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَشُكْرِهِ

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم شکر یہ ادا کرو تو ضرور بھروسہ تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔“ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

**حل الآيات:** فاذکرونی یعنی تم یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ یا خوشحالی میں۔ اذکروکم یعنی مغفرت کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ واشکرو لی: اور میرا شکر یہ ادا کرو میری نعمتوں پر۔ شکر اعتقاد زبان اور فعل سے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے بندے کا ان چیزوں کی طرف پھر جانا یا توجہ ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمایا۔ تکفرون: نعمتوں کا انکار کرنا اور شکر نہ کرنا۔ کفر ان نعمتوں کے انکار کو کہتے ہیں۔ لازیدنکم: ضرور میں نعمتیں بڑھاؤں گا۔ احو دعواہم: یعنی جب بھی اہل جنت کسی نعمت سے فیض یاب ہوں گے تو کہیں گے الحمد لله رب العالمین۔ حمد لغت میں زبان سے کسی اعتباری اچھائی پر بطور تعظیم کے تعریف کرنے کو کہتے ہیں اور عرف میں ایسا فعل جس سے منعم کی تعظیم ظاہر ہو کیونکہ وہ تعریف کرنے والے اور نہ کرنے والے پر انعام کرنے والا ہے۔

۱۳۹۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔ اگر آپ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔“ (مسلم)

۲۴۴: بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَاذْكُرُونِي أَذْكَرُكُمْ وَأَشْكُرُونِي وَلَا تَكْفُرُونَ﴾ [البقرة: ۱۵۲]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم: ۷]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالْآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [يونس: ۱۰]

۱۳۹۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَى لَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَكِنْ فَتَكَرَّ إِلَيْهِمَا فَآخَذَ اللَّيْلَنَ - فَقَالَ جِبْرَائِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ آخَذْتَ الْخَمْرَ عَوَتْ أَمْنُكَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللِّغْزَانِ:** اسوی ہی یعنی بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرانی گئی۔ سراء اور اسراء رات کو چلنے کو کہتے ہیں۔ بقدرحین: یعنی شراب اور دودھ کا بھرا ہوا۔ ہذاک: یعنی آپ کی راہنمائی کی اور الہام کیا کہ آپ نے فطری علامت کو چنا۔ یہاں مراد استقامت توحید اور انجام کی سلامتی ہے۔ دودھ کو اس کی علامت بتلایا گیا کیونکہ وہ پاکیزہ ظاہر نرم اور پینے والوں کے لئے خوش گوار ہے۔ بعض کو فائدہ پہنچاتا ہے اور دکھ نہیں دیتا۔ ولو اخذت الخمر غوت امتک: یعنی جہالت و گمراہی میں مشغول ہو جاتی کیونکہ شراب ام النجاست ہے اور برائیوں کو دعوت دینی والی ہے۔

**ہو اند:** (۱) اسلام دین فطرت ہے اس کو صحیح سالم نفس قبول کرتا ہے۔ مضبوط فہم اس کو پالیتے یا اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کی ترغیب دی گئی ان بھلائیوں اور فضیلتوں پر جو میسر آئیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی تعریف امت پر کی جانے والی عمومی نعمتوں پر بھی لازم ہے۔ (۴) اچھی بشارتوں سے بہتر گمان لینا اور اسی طرح خوش کن نشانات سے اچھا خیال لانا مستحب ہے۔ (۵) شراب ام النجاست ہے اور امت کے لئے جہالت اور فہم کے الٹ ہونے کا عنوان اور ہلاکت و تباہی کا ڈر ادا ہے۔

۱۳۹۵: وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ  
أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يَبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ»  
حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ۔  
۱۳۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام  
جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ  
بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابوداؤد فی الادب، باب الہدی فی الکلام وغیرہ کابن ماجہ فی النکاح، باب خطبۃ النکاح۔

**اللِّغْزَانِ:** امر: دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے کوئی کام۔ ذی بال: اہمیت والا۔ بال اصل میں دل کو کہتے ہیں۔ بالحمد للہ: یعنی اس لفظ کے ساتھ یا ایسا لفظ جس میں حمد کا معنی پایا جائے۔ اقطع: ناقص خیر و برکت میں قلیل۔

**ہو اند:** (۱) مسلمانوں کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے قول و فعل کا آغاز اللہ کی تعریف سے کرے۔ افضل یہ ہے کہ الحمد للہ اور بسم اللہ کو جمع کیا جائے۔ ابتداء بسم اللہ اور الحمد للہ سے کریں جبکہ فعل مباح، مستحب یا واجب ہو۔ اگر وہ فعل مکروہ ہے تو پھر حرام ہے اور اگر حرام ہے تو تب بھی حرام ہے۔

۱۳۹۶: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: «جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے  
فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو  
قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے  
دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے  
ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور  
انا اللہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں  
ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو»۔ (ترمذی)  
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۳۹۶: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ  
وَلَدٌ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكِهِ: قَبِضْتُمْ  
وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ: نَعَمْ - فَيَقُولُ: قَبِضْتُمْ  
ثَمَرَةَ فَوَادِيهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ - فَيَقُولُ: فَمَاذَا  
قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَأَسْتَرْجِعُ  
فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ  
وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:  
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی الحناظر، باب فضل المصیبة اذا احتسب۔

**اللغزات:** قبضتم: مقام کی عظمت کے بارے میں متنبہ کرنے کے لئے استفہام لایا گیا۔ ولا عیدی: ولا کا اطلاق چھوٹے اور بڑے سب پر ہوتا ہے۔ ثمرة فوادہ: یہ لڑکے سے کنایہ ہے، ولی تعلق کے زیادہ ہونے کی وجہ سے۔ پس وہ اسی طرح ہو گیا گویا اس کا مقصود یہی ہے۔ استرجع: انا للہ کہا۔

**فوائد:** (۱) مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر اس کی تعریف، جب مصیبت بڑی ہوتی ہے تو اجر بھی بڑا ملتا ہے۔ (۲) وہ بندہ جو مبتلا ہو اور وہ مؤمن جو قضا الہی پر راضی ہو اور اللہ کے ہاں ثواب کا امیدوار بھی ہو۔ (۳) ہر حال میں اللہ کی تعریف پر آمادہ کیا گیا۔ (۴) اسلام نے فطرت کی تمکینی کی اور اس کو پختہ کیا گیا تاکہ والد کا تعلق بیٹے سے پختہ ہو جائے۔

۱۳۹۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ كَبِيرُضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کی تخریج اور شرح باب بیان کثرت طرق الحیر ۱۴۰/۲۴ میں گزر چکی ہے۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کی حمد کی فضیلت اور اس کے اجر عظیم کی بڑائی اور اس کے لئے ابھارا گیا خواہ اچھی چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ (۴) اللہ کے فضل اور وسعت رحمت کو بتلایا۔

## کِتَابُ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۷۲: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى

بَابُ: رَسُولِ اللَّهِ ﷺ پر

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

درود شریف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت و سلام بھیجا کرو۔“ (الاحزاب)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶]

**حل الآيات:** صلوة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو رحمت اور احسان میں اضافہ مراد ہوتا ہے جبکہ ملائکہ سے استغفار اور انسانوں سے دعا۔ رسول اللہ ﷺ کو صلوة کا فائدہ درجات کی بلندی اور مراتب کمال میں ترقی پاتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ صلوة و سلام دونوں کو جمع کیا جائے۔

۱۳۹۸: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“ (مسلم)

۱۳۹۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی ﷺ۔

**اللغات:** صلوة: ایک مرتبہ پڑھا کسی بھی صیغہ کے ساتھ۔ بھا: اس کے بدلے میں یا اس کے سبب۔  
**حوادث:** نبی اکرم ﷺ پر درود کی فضیلت اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

۱۳۹۹: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۳۹۹: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللغات:** اولی الناس لی: میرے ساتھ خاص اور مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار۔ اکثرهم علی صلوة: مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھنے والا۔

**حوادث:** نبی اکرم ﷺ پر درود میں کثرت کا حکم دیا گیا اور کثرت درود والے کو قیامت کے دن اونچے درجے کی خوشخبری دی گئی۔

۱۴۰۰: وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۴۰۰: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا۔“

(ابوداؤد)

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَخِيرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرْمَتَ قَالَ يَقُولُ: بَلَيْتُ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فضل یوم الجمعة و لیلۃ الجمعة۔

اللَّخَّائِنِ: معروضہ علی: وہ فرشتے پیش کرتے ہیں جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء: یعنی زمین کو روک دیا کہ ان کے اجساد کو بوسیدہ کرے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن کی فضیلت ذکر کی گئی۔ اس دن درود شریف کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جن اعمال صالحہ کی کثرت سے ترغیب دی گئی ان میں ایک درود شریف ہے کیونکہ یہ آپ پر پیش کیا جاتا اور آپ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے درود پڑھنے والے کے لئے مزید رضامندی طلب فرماتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ آپ کی روح لوٹائی جاتی ہے جب آپ کو درود پیش کیا جاتا ہے۔

۱۴۰۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ

اللَّخَّائِنِ: رَغِمَ أَنْفٌ: مٹی سے مل جائے۔ یہ جملہ ذلت، حقارت اور خسارے سے کنایہ ہے۔ ذکرت عنده: میرے نام کا ذکر سنو۔ فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے لکھ کر یا آواز سے درود بھیجنا مستحب ہے اور یہ تذکرے وغیرہ کے لئے مستحب ہے بعض علماء اس کے وجوب کی طرف گئے ہیں۔

۱۴۰۲: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلَغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی آخر المناسك، باب زيارة القبور۔

اللَّخَّائِنِ: لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا: یعنی میری زیارت کے لئے ایسے مت جمع ہو جیسے لوگ عید کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تبلغنی: مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میرے پاس اس کا نتیجہ پہنچتا ہے۔

**فوائد:** ایسے کاموں کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے جو آپ کی زیارت کے ادب کے خلاف ہو جسے بطور نیت جس کی رخصت میہ میں دی گئی ہے کیونکہ یہ بسا اوقات ایسی چیز کی طرف پہنچانے والا ہے جو بت پرستی میں سے ہے جیسا پہلی امتوں میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس فعل کو مسلمان جاہل لوگ بعض نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے باطل اور بے نفع افعال کہتے ہیں ایسی حرکات جو رقص کے مشابہ سے ہوتی ہیں ان کی عظمت کا پردہ اٹھ جاتا ہے یہ حقیقت میں بے ادبی اور جہالت کا ثبوت ہیں تو حید میں ضل اندازی اسلام کی پاکیزگی اس کے جمال اور اصل جوہر میں ملاوٹ سے مشابہ ہے۔ (۲) مسجد نبوی کی زیارت مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھی ادب کے ساتھ مستحب ہے جبکہ بغیر کسی ضل اندازی اور سنت کی مخالفت اور آپ کے ضابطہ عمل کی راہنمائی کے خلاف ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی ترغیب دی گئی جہاں بھی آپ کا ذکر کیا جائے کیونکہ درود آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔

۱۴۰۳: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُهُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى ارْتَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۴۰۳: انہی راوی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** ابوداؤد فی الصحیح المسند باب زیارة النبوة۔

**اللَّعَنَاتُ:** رد اللہ علی روحی یعنی وہ جو اس نطق کو عام حالات میں لازم ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں زندہ ہیں اور ہر اس شخص کو سلام کا جواب دیتے ہیں جو سلام بھیجتا ہو اور کوئی زمانہ بھی سلام سے خالی نہیں ہوتا۔ (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کی حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں وہ ہماری اس زندگی سے مختلف ہے۔ (۳) درود و سلام کے کثرت سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی تاکہ مسلمان سلام کے جواب کے شرف سے حصہ پائے اور یہ جواب بھی سب رسولوں کے سردار کی طرف سے ہے۔

۱۴۰۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”الْبَحِيلُ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يَصَلِّ عَلَيَّ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۴۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے“۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** ابوداؤد الترمذی فی ابواب الدعوات باب قول الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغبہ الف رجل۔

**اللَّعَنَاتُ:** البحیل: کاس نخل والا اور اصل نخل مستحق سے چیز کو چھین لینا یا روک لینا۔ ذکرت عندہ یعنی میرا تذکرہ سنو۔

**فوائد:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقدار ہیں جب بھی آپ کا تذکرہ آئے کیونکہ آپ کا امت پر احسان ہے۔ دنیا اور آخرت میں امت کی سعادت کا سبب آپ ہی ہیں۔ (۲) آپ پر درود کا چھوڑ دینا نخل کا عنوانِ خباث نفس کی دلیل اور بد باطنی کی علامت ہے کیونکہ اس نے ایسے چیز چھوڑی جس کا بہت بڑا نفع خود اس کی طرف لوٹنے والا ہے۔ درود کے پڑھنے میں اس کی کوئی مشقت بھی نہیں اور نہ ہی کوئی چیز کم ہوتی ہے البتہ اس میں اللہ کے حکم کی پیروی کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔

۱۴۰۵: وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عَبْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۴۰۵: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آدمی نے جلدی کی ہے پھر اسی کو یا دوسرے کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔“ (ابوداؤد ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «عَجَلٌ هَذَا، ثُمَّ دَعَا فَقَالَ لَهُ - أَوْ لغيرِهِ - : «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَالنِّسَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ سُنَّةِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

تخریج: رواه ابو داؤد فی صلاة الباب فی کتاب التفسیر والترمذی فی بیہوت۔ باب ادع بحب

اللُّغَاة: فی صلواتہ ظہر میں معلوم ہوتا ہے نماز سے فارغ ہونے کے بعد۔ عجل: اس نے جلدی کی ہے اللہ کی حمد نہیں کی یا اس نے اپنی دعا کی ہے حضور پر درود نہیں بھیجا۔ صلی احدکم: یعنی دعا کرنے کا ارادہ کرے۔ ثناء: علیہ یعنی اللہ کی ذاتی صفات اور جو باتیں اس کے لائق ہیں ان سے پاکیزگی بیان کرے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے دعا کا شروع کرنا مستحب ہے۔ پھر ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ جس طرح کہ دعا کا درود کے ساتھ ختم کرنا مستحب ہے لیکن آخر میں حمد آنا چاہئے۔ (واخر دعواہم ان الحمد لله رب العالمین)

۱۴۰۶: حضرت ابو محمد کعب بن جرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم (گھر سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم کس طرح آپ پر سلام بھیجیں مگر آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم کہو اللہم صلی علی محمد۔۔۔ حمیدٌ مجیدٌ: اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک آپ تو صفیوں والے بزرگی والے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۹۰۶: وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ: اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی التفسیر، باب قوله تعالیٰ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ الآية و مسلم فی الصلوة، باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد

اللُّغَاة: عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا کہ وہ تشہد میں السلام عليك ايها النبي... الخ آخره کہا کرے۔ صلی علی محمد: یعنی آپ پر جو رحمت اس عظمت کے ساتھ آئی ہوئی ہو آپ کے مقام کے لائق ہے جس کو اے اللہ آپ ہی جانتے ہیں۔ ال محمد: آپ کے قرابت رشتہ دار نبی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا امت میں جو بھی آپ کے طریقے پر



چلنے والا ہو۔ کما صلیت: جیسے آپ نے رحمت بھیجی۔ حمید مجید: یہ محمد اور محمد سے مبالغے کے صیغے ہیں یعنی یونکہ آپ تعریف بزرگی اور عظمت کے ذاتی طور پر مستحق ہیں۔ بارک: یہ برکت سے ہے زیادتی اور غمو کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** مستحب یہ ہے کہ ان مذکورہ الفاظ سے درود بھیجا جائے۔ اس سے پیغمبر پر درود کی فضیلت حاصل ہوگی اور آپ کی پیروی اور اقتداء اور جس کا آپ نے حکم دیا اس کو لازم پکڑنے کی فضیلت میسر آئے گی۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احتیاج ثانی چیزیں ایجاد کرنے سے بہتر جبکہ سنت دوسری چیزوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔

۱۴۰۷: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا تم کہو: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ ..... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ: اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح آپ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو۔ (مسلم)

۱۴۰۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّا نَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ فَكَتَبَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْنَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

**تخریج:** رواد مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد۔

**اللِّغَاةُ:** بشیر ابن سعد: یہ ابن سعد بن ثعلبہ ہیں۔ یہ ابن سعد بن عبادہ نہیں۔ حتی تمنینا: یعنی بہت دیر تک خاموش رہنے کی وجہ سے شفقت کرتے ہوئے آپ پر تمنا کی۔ آپ کی یہ خاموشی انتظار دہی یا اجتہاد کے لئے تھی۔ کما قد علمتم: یعنی تشہد میں **فوائد:** اسی طرح کے فوائد جو پہلی روایت میں نزرے۔ دونوں حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ طایا جائے گا۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو اس کو اشکال پیدا ہو یا دین کا جو حکم اس پر مخفی ہو اس کے متعلق اہل علم سے پوچھے اور اہل علم سے سوال کرنے کے بغیر بغیر علم کے دل سے کوئی چیز نہ گھڑے۔

۱۴۰۸: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آپ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس

۱۴۰۸: وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: "قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ"

اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ  
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 طرح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی ہے شک آپ تعریف و بزرگی  
 والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی احادیث الانبیاء، باب یزفون النسلان فی العشقی، و فی الدعوات اهل یصلی علی غیر

النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التمشہد۔

**التحذیرات:** ازواجہ: ازواج جمع زوج یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی گیارہ ازواج رضاعی تھیں۔ دو  
 آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں اور نو آپ کے بعد زندہ رہیں۔ ذریعہ آپ کی تمام اولاد بیٹیاں اور ان کی اولاد آپ ﷺ کی  
 اولاد میں آپ کی وفات کے بعد فاطمہ اور اس کی اولاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔

**فوائد:** گزشتہ فوائد سمیت مستحب یہ ہے کہ درود اور برکت کی دعا آپ کی ازواج اور ذریعہ کے لئے بھی کی جائے اور یہ جمعاً ہوگی  
 کیونکہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لئے انفرادی طور پر استعمال کرنا مکروہ ہے۔

## کِتَابُ الْأَذْكَارِ

۲۷۴: بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ

وَالْحَثِّ عَلَيْهِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾  
 [العنكبوت: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَاذْكُرُونِي  
 أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى :  
 ﴿وَأَذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً  
 وَدُونَ الْجَهْرِ بِالْعُدْوَةِ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ  
 الْعَافِينَ﴾ [الاعراف: ۲۰۵] وَقَالَ تَعَالَى :  
 ﴿وَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾  
 [الحجعة: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ  
 الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ ..... إِلَى قَوْلِهِ  
 تَعَالَى ..... وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا  
 وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا  
 عَظِيمًا﴾ [الاحزاب: ۳۵] وَقَالَ تَعَالَى :  
 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا  
 كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾  
 [الاحزاب: ۴] الْآيَةُ.

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

اس سلسلہ میں آیات بہت اور معلوم ہیں۔

بَابُ: ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر

رغبت دلانے کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔“ (العنکبوت)  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔“ (البقرہ)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑ گڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں اور غافلوں سے مت بنو۔“ (الاعراف)  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“ (الحججہ)  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک مسلمان مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“ (الاحزاب)  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔“ (الاحزاب)

حل الآیات: اکبر یعنی ہر چیز سے افضل ہے۔ فاذکرونی میں بطور بعض کے زبان سے ثناء اور دعا کرنا بعض اوقات ذکر کا لفظ اس بات کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جس کا کہنے والا بات کا مستحق ہو۔ علامہ حجر نے فتح الباری میں لکھا کہ ذکر کا لفظ مطلقاً آئے تو اس سے مراد اس عمل پر پیشگی ہوتی ہے جو اللہ نے لاحق کیا (لازم کیا ہے) یا مستحب قرار دیا ہے اور زبان سے ذکر جیسے سبحان اللہ الحمد لله پڑھنا اور قلب سے ذکر ذرات و صفات کے دلائل میں سوچ و پکار کرنا اور اعطاء، وجوہ کا ذکر طاعات میں مشغولیت جیسے نماز، حج، زکوٰۃ۔ اذکرکم تم پر میں رحم کروں گا اور بخشش فرماؤں گا۔ فی نفسک یعنی آہستہ۔ تضرعاً عاجزی سے۔ خیفۃ: خوف سے۔ دون الجہر بچہر سے کم ابن عباس فرماتے ہیں کہ تیرا نفس خود سے اور دوسرا نئے سے۔ بالغدو: دن کا پہلا حصہ۔ الاصل: دن کا آخری حصہ۔ خاص طور پر ان دونوں اوقات میں ذکر کا مطالبہ ان کی فضیلت کی وجہ سے کیا گیا اور اس لئے بھی کہ

دن کی ابتداء اور اختتام نیکی اور اعمال صالحہ سے ہو اور عمل صالح اس مغفرت کو جو کہ بخشش کی طرف پہنچانے والا ہے۔ سبحوہ: ان کو پاک قرار دو ان باتوں سے جن کے وہ لائق نہیں۔ بکرة: دن کا پہلا حصہ۔ اصیلا: دن کا پچھلا حصہ۔

۱۴۰۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَسْبَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۴۰۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے جو زبان پر بلکہ پھلکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ ہیں۔" اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظمتوں والا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الايمان باب اذا قال واللہ لا نکلم الیوم و الدعوات۔ باب فضل التسیح و التوحید و مسلم فی الذکر و الدعاء باب فضل التہلیل و التسیح۔

**الذَّكَائِرُ:** کلمتان: کلمہ سے مراد یہاں لغوی معنی ہے یعنی جملہ مفیدہ۔ خفیفتان: یعنی آسان علامہ طبری فرماتے ہیں کہ خفت یہاں آسانی سے کنایہ ہے۔ اس کلام کے زبان پر آسانی سے جاری ہونے کو اس بوجھ سے تشبیہ دی۔ جو اٹھانے والے کے لئے آسان ہو۔ ثقلینان: بعض نے کہا نفل کا لفظ یہاں حقیقی معنی میں ہے کیونکہ اعمال میزان میں اعیان کی طرح جسم دار ہیں اور ان کا بھی بوجھ ہو گا جس سے ان کا بھی وزن کیا جائے گا بعض نے کہا کہ اعمال کے محفوفوں کا وزن کیا جائے گا۔ فی المیزان: کہا گیا کہ ایک محسوس جسم ہے جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہیں حقیقت اللہ جانتے ہیں۔ حبیبان الی الرحمن: اللہ کی محبت سے مراد کہنے والے سے اس کی رضامندی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یعنی میں اس کو پاک قرار دیتا ہوں جو اس کی حمد و ثناء سے پاکیزگی ملی ہوگی ہے۔ پہلوان صفات سے اللہ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں اور دوسرا کلمہ اس کو ان صفات سے مزین مانتا ہے جو کامل ہیں۔

۱۴۱۰: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ..... اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل التہلیل و التسیح و الدعاء۔

**هُوَ أَنْد:** ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو تزیین و تحمید کے ساتھ یاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کی تعظیم توحید اور بڑائی کی طرف متوجہ کیا گیا۔ یہ اذکار دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے افضل ہیں کیونکہ یہ آخرت کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ ان کا ثواب کبھی بھی بیکار اور ان کا اجر کبھی بھی منقطع نہ ہوگا مگر دنیا جو زوال کی طرف جارہی اور فنا کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

۱۴۱۱: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

۱۴۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

الْمَلِكُ ..... ” اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں۔“ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ سونئیاں لکھی جائیں سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“ (بخاری و مسلم)

الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلٌ عَشْرٍ رِقَابٍ ، وَكُنْتُ لَهُ مِائَةَ حَسَنَةٍ ، وَمُحِبَّتٌ عَنْهُ مِائَةَ سَيِّئَةٍ ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمِيسَى ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ ، وَقَالَ : مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

**تخریج:** الاول رواه البخاری فی الدعوات باب فضل التهليل ، و فی بدء ابحلق باب صفة ابليس و الثاني فی الدعوات باب فضل التسبیح و مسلم رواهما فی الذکر و الدعاء باب فضل التهليل و التسبیح و الدعاء۔  
**التلخیص:** له الملك: تسلط اور غلبہ اسی ہی کو ہے اور کوئیں۔ عدل عشر رقاب: یعنی اس کا ثواب دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہے۔ حرزاً: بچاؤ۔ عمل اکثر منه: یعنی سو سے زائد۔ زبد البحر: یعنی سمندر کی جھاگ۔

۱۳۱۲: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یہ کلمات: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولاد اسما جیل میں سے چار گردنیں آزاد کیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۲: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، عَشْرَ مَرَّاتٍ ، كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

**تخریج:** رواه البخاری فی الدعوات باب فضل التهليل و مسلم فی الذکر باب فضل التسبیح و التهليل و الدعاء۔  
**فوائد:** درجات کی بلندی اور گناہوں کو مٹانے میں ان اذکار کا بہت بڑا ثواب اور شیطان کی گمراہیوں سے حفاظت ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی تقدیس تزیین ثناء قسم قسم کی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ اذکار جن برائیوں کو مٹاتے ہیں وہ صغیرہ گناہ ہیں جبکہ کبیرہ کے لئے تو یہ ضروری ہے۔

۱۳۱۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ہے۔“ (مسلم)

۱۴۱۳: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل سبحان الله و بحمده

فوائد: اہل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

۱۴۱۴: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”طہارت ایمان کا حصہ ہے اور الحمد لله میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان الله والحمد لله یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“ (مسلم)

۱۴۱۴: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”الطَّهْوَرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُنَّ - أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارہ باب فضل الوضوء۔

اللغتان: الطهور: طہ کے صمد کے ساتھ طہارت کرنا۔ الطهور: طہ کے ساتھ پانی۔ شطرا الايمان۔ شطرا اصل میں نصف کو کہتے ہیں بعض نے کہا اس کا معنی شطرا الصلوة ہے کیونکہ صلوة کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے تعبیر فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيْمَانَكُمْ اے صلواتکم: بعض نے کہا ایمان سے یہاں مراد وہی شریعتی ایمان یعنی دل سے اس چیز کی تصدیق کرنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور طہارت کے شطرا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہم معاملہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحج عزوہ یعنی وقوف عرفات حج کے اہم ترین ارکان میں سے ہے۔

فوائد: (۱) طہارت حسیہ اور طہارت معنویہ کی ترغیب دی گئی ہے ان اذکار کا بہت بڑا ثواب ہے اس طرح اگر یہ کلمات جسم بن جائیں تو زمین و آسمان کے درمیان والا خلا بھر جائے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اور عظیم رحمت کی عظمت ذکر کی گئی۔

۱۴۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھائیں جو میں کہا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ“ اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم اس طرح کہو: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي..... آخر تک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما۔“ (مسلم)

۱۴۱۵: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَهْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلِمَاتًا أَقُولُهُنَّ - قَالَ: ”قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ“ قَالَ: فَهَوَ لَا يَرْبِي قَمَالِي؟ قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل التمسیح و التهلل و الدعاء۔

فوائد: یہ اذکار اکثر کرنے چاہئیں کیونکہ یہ پاکیزہ کلام ہیں اور اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ اس میں اللہ کی ثناء اثبات و حدائیت کے ساتھ کی گئی ہے اور ان باتوں سے اللہ کی تزیین بیان کی گئی جو اسکے لائق نہیں۔ (۲) انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے لئے عمدہ دعا کرے اور وہ جو منقول ہو خصوصاً دین و دنیا کی بھلائیوں کی جامع ہو۔ دین کے معاملات میں اہم ترین وہ ہدایت ہے جو اللہ کی رضامندیوں تک پہنچانے والی ہو۔ دنیا کی اہم ترین چیزوں میں وہ رزق ہے جس سے بدن کا توام بننا اور سوال کی ذلت سے چہرہ بچا رہتا ہے۔

۱۴۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے: **اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ** ... کہ ”اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے“۔ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ **اسْتَغْفِرُ اللَّهَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْكَلِمَةَ** فرماتے۔ (مسلم)

۱۴۱۶: وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: **اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ وَهُوَ أَخَذَ رَوَاةَ الْحَدِيثِ كَيْفَ اسْتَغْفَرُ؟ قَالَ يَقُولُ: **اسْتَغْفِرُ اللَّهَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ** رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد و هو اضع الصلاة باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفتہ۔

**اللِّحْيَانُ**: السلام: ان تمام باتوں سے محفوظ جو اس کے جلال کے لائق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ منک السلام: سلامتی کی تھ سے امید کی جاتی ہے۔ تبارکت تیری برکتیں بے شمار ہیں۔ یا ذالجلال: اے عظمتِ علیے اور زبردستی والے۔ استغفر اللہ: میں اپنے گناہوں کے لئے اس سے استغفار کا سوال کرتا ہوں۔

۱۴۱۷: حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات فرماتے ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لئے اور تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اس کو کوئی روکنے والا نہیں جو آپ دیتے ہیں اور جو آپ روک لیتے ہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دے سکتی“۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۷: وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَهُوَ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** **اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ** مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان باب الذکر بعد الصلاة و كذلك روى فی کتاب القدر و الاعتصام و مسلم فی کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة۔

**اللِّحْيَانُ**: الجحد: نصیب اور غنا کوئی غنا اس کی غنا کے بغیر فائدہ نہیں دے سکتی اور اس کو وہی کچھ کام آئے گا جو اس نے عمل صالح آگے بھیجا ہے۔

۱۴۱۸: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر نا اور طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اللہ کے سوا کوئی

۱۴۱۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذُبْرَ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا

معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کر اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں۔ گرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔“ ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے۔“ (مسلم)

اللَّهُ ۚ وَلَا تَعْبُدْ إِلَّا يَٰهُ ۚ لَهُ النِّعْمَةُ ۖ وَالْفَضْلُ ۚ وَهُوَ الْبِنَاءُ الْحَسَنُ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۚ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ ۚ وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَهْتَلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ۚ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۚ

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة۔

**التلخيص:** دہر کل صلوة: اس سے پیچھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد۔ لاحول: یعنی طاقت نہیں۔ النعمة: اچھے انجام والا لہذا کام۔ الفصل: مطلقاً کمال (عام کمال)۔ البناء: تعریف اور اچھا تذکرہ۔

**ہواوند:** (۱) مستحب یہ ہے کہ ان جامع اذا کرکوجن میں کمالات البیہ والی صفات پائی جاتی ہیں ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس کی ذات پر مکمل اعتماد کرنا چاہئے۔

۱۳۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم پہلوں کو پالو گے اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل کیا؟“ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال

۱۴۱۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتَّوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالذَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ: يُحْجُونَ، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ: «أَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟» قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «تَسْبِحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، حَلَفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ» قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّاوي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِمْ قَالَ: يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ كُلُّهُمْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ



والے بھائیوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے کیا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

ذُنُورٌ: جمع ذنور کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ"۔

"الذُّنُورُ" جَمْعُ ذَنْوٍ "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاسْكَانِ التَّاءِ السُّنَّيَّةِ" هُوَ: الْمَالُ الْكَثِيرُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان! باب الذکر بعد الصلوة و مسلم فی المساجد! باب استحباب الذکر بعد الصلوة و فی المساجد۔

فوائد: (۱) اس حدیث کی شرح باب بیان کفرہ طرق الحیور رقم ۱۲۰/۱ میں ملاحظہ کریں۔ مزید فائدہ یہ ہے کہ فتح اللہ میں کہا گیا ہے کہ ابوصالح نے بیان کیا ان کو ملا جلا کرنا چاہئے ہر قسم کو الگ الگ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ غیر محمول ہے کامل ترین کی بہ نسبت کیونکہ کامل یہی ہے کہ ہر ایک کو الگ الگ ذکر کیا جائے کیونکہ الگ الگ اکل کی بہ نسبت غیر محمول بہ ہے کیونکہ وہ اس طرح ہے کہ ہر عدد کو الگ بوا جائے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ ابوصالح کی تاویل سے یہ بہتر ہے۔ (۲) کیا ہر ایک الگ الگ تینتیس مرتبہ ہوگا یا ان کا مجموعہ تینتیس مرتبہ ہوگا۔ روایتیں دونوں پر دلالت کرتی ہیں اور سب سے زیادہ مکمل صورت یہ ہے کہ ہر ایک کو تینتیس مرتبہ الگ پڑھا جائے۔ جیسا کہ حدیث آئندہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور ۳۳ مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا اور پچھ سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ..... الی اخرہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ (مسلم)

۱۴۲۰: وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَلَاثًا وَتَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ تَلَاثًا وَتَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ تَلَاثًا وَتَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْيَمَانَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زُبْدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء! باب فضل التسبیح و التهنیل۔

اللَّعْنَاتِ: زبید البحر: یہ کثرت سے کنایہ ہے۔

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا ناراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ

۱۴۲۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَعْقَبَاتٌ لَا يَحِيبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ تَلَاثًا وَتَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَتَلَاثًا وَتَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَارْتِعَا وَتَلَاثِينَ

تَكْبِيرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
کہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة۔  
اللَّغَات: معقبات یعنی ایسی تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

۱۴۲۲: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ  
الصَّلَاةِ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ  
مَنْ أَنْ أَرُدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ  
فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ» رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے  
تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ .....» اے اللہ بزدلی اور بخل سے میں  
تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے  
کہ میں رزائل عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں  
کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں  
دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات باب التَّعَوُّدِ مِنَ الْبُخْلِ وَفِي الْجِهَادِ بَابُ مَا يَتَعَوَّذُ مِنْ الْجُنِّ۔  
اللَّغَات: اَعُوذُ: میں پناہ لیتا ہوں۔ الجبن: بزدلی کمزور دل والا بخل شرع میں واجب چیز جو مذہب واجب ہو اس کو روکنا اور بچے  
ہوئے سے سائل کو نہ دینا۔ اَرْدَلُ الْعُمُرِ: ذلیل ترین عمر رُودی اور خبیث عمر اور وہ بڑھاپا ہے۔ فِتْنَةُ الدُّنْيَا: آخرت سے ہٹ جانا۔  
فِتْنَةُ الْقَبْرِ: یعنی فرشتوں کا سوال و جواب کہ نبی اکرم ﷺ ان کلمات کو سلام سے پہلے کہتے اور سابقہ تسبیحات۔  
فَوَافِد: ہر نماز کے بعد ہر آدمی کو یہ کلمات کہنے چاہئیں۔ سلام سے پہلے اس کا وقت ہے اس کو گزشتہ اذکار کو جمع کرنا افضل ہے۔ بعض  
نے کہا ان کلمات کو نبی اکرم ﷺ سلام سے پہلے نماز کے آخر میں پڑھتے تھے اور سابقہ تسبیحات سلام کے بعد آپ کہتے تھے۔

۱۴۲۳: وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: «يَا مُعَاذُ  
وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ» فَقَالَ: «أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ  
لَا تَدْعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ  
أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ  
عِبَادَتِكَ»  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۴۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: «اے معاذ اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے  
محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے  
بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: «اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ  
وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری  
مدد فرما۔  
(ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الوتر باب الاستغفار۔  
فَوَافِد: (۱) معاذ بن جبل کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تذکرہ ہے۔ (۲) اللہ کی یاد و من کو اس کے شکر یہ کی طرف لے  
جاتی ہے اور یہ شکر یہ سچی عبودیت تک پہنچاتا ہے۔

۱۴۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ

۱۴۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: «جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے

ان چار کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنْ عَذَابِ بَلَدٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ... اے اللہ جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب اور موت اور زندگی کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء باب التعمود من شر الفتن۔

اللَّحَائِشُ: فتنۃ المحیا یعنی تمام مصیبتوں اور مشقتوں سے جو کہ زندگی میں واقع ہونے والی ہیں خواہ وہ بدن کے لئے مضربوں یا دین کے لئے۔ الممات: یعنی وہ ابتلاء جو انسان کو موت سے تھوڑی دیر پہلے موت کے حاضر ہونے کے وقت پیش آتا ہے۔ المسیح یعنی جس کی ایک آنکھ چھوٹی ہوئی ہو۔ الدجال یعنی کذاب۔ مسیح الدجال: وہ جھوٹا آدمی جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور بہت سارے لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فوائد: حدیث میں مذکورہ امور سے اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ قبر کا فتنہ اور اس کے سوال کو ذکر کیا اور دجال کا ظہور جو کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے بتلایا۔

۱۴۲۵: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ الشَّهَادَةِ وَالسَّلَامِ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ... آخر تک۔ اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گناہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جانتے والا ہے۔ آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کر کے) پیچھے بنانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

اللَّحَائِشُ: ما اسررت جو میں نے چھپائے۔ اعلنت: جو میں نے ظاہر کئے۔ اسررفت: میں نے زیادتی کی۔ فوائد: (۱) رب کے سامنے کامل خشوع کا ذکر ہے اور مقام عبودیت کا تذکرہ ہے۔ (۲) استغفار اور خضوع کرنے کی مقام عبودیت میں ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) جب رسول اللہ ﷺ جن جن کو اللہ تعالیٰ نے گنہوں سے محفوظ کیا۔

۱۴۲۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْبُرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ... آخر تک۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صفة الصلاة باب التسبیح والدعاء فی السجود و باب الدعاء فی الركوع و مسلم فی

الصَّلَاةُ بَابُ مَا يَقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۔

۱۴۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ اپنے رُکوع اور سُجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے: "سُبُّوحٌ... بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے۔ فرشتوں اور رُوح کا رب ہے۔" (مسلم)

۱۴۲۷: وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة - باب ما یقال فی الرُّکوع و السُّجود۔

اللِّغَاتُ: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ: یہ اللہ کے دو نام ہیں جو پاکیزگی اور ضربت میں مبالغہ و ظاہر کرتے ہیں ہر اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ کے اکل نہیں۔ الروح: جبرائیل علیہ السلام۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ رُکوع اور سجدے میں ضروری اقداس پڑھے۔

۱۴۲۸: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پس تم رُکوع میں اللہ کی عظمت کے کلمات کہو اور رُکوع اور رُکوع میں دعا کی خوب کوشش کرو۔ پس زیادہ امید ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں۔" (مسلم)

۱۴۲۸: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَمَنْ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة - باب ما یقال فی الرُّکوع و السُّجود۔

اللِّغَاتُ: فَمَنْ: مناسب ہے۔

۱۴۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس لئے تم سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔" (مسلم)

۱۴۲۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَكَثِّرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة - باب ما یقال فی الرُّکوع و السُّجود۔

فوائد: پہلے والے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ نیز رُکوع میں تسبیح مستحب ہے اور افضل تسبیح سبحان ربی العظیم و بحمدہ ہے اور سنت ایک مرتبہ ہے اور سب سے کم مال تین مرتبہ ہے۔ اقبال کی تیرہ صورتیں ہیں۔ سجدے میں مستحب یہ ہے کہ کثرت سے تسبیح والی دعا کرے کیونکہ انسان کی کامل تواضع اپنے رب کی بارگاہ میں اسی حالت میں ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے رب کے ہاں اس حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ قرب معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اپنے رب پر رضامندی اور اس کی طلب کو پورا کرنے کی خبر دیتا ہے۔

۱۴۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي... اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے ہوں یا پوشیدہ۔" (مسلم)

۱۴۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةَ رِجْلِي وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَةً وَسِرًّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة، باب ما یدکر فی الركوع و السجود۔

اللُّغَاظِ: دقہ: چھوٹی۔ جملہ: بڑی۔ علانیہ: ظاہر۔

۱۴۳۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّنْتُ لِمَاذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: "سُبْحَانَكَ وَيَحْمَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَافَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي لِنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَتَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کو تلاش کیا تو پایا کہ آپ رکوع یا سجدہ میں فرما رہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَيَحْمَدُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹٹولتے ہوئے آپ کے قدموں کے تلووں کو لگا۔ اس حال میں کہ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ..... آخر تک "اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة، باب ما یقال فی الركوع و السجود۔

اللُّغَاظِ: افترقت: میں نے آپ کو گم پایا اور اطلاع نہ پاسکتی۔ فتنحسنت: میں نے آپ کو ڈھونڈا اور تلاش کیا۔ فی المسجد: یعنی سجدے میں۔ سخطک: تیرے غمے اور انتقام سے۔ بمعافاتک: تیری معافی کے ساتھ۔ اعوذ بک منک: میں تیری رحمت کی تیرے عذاب سے بچنے کے لئے التجا کرتا ہوں کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کی تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ تیرے بغیر ذرا بھر کا کوئی مالک و مختار نہیں۔ الاحصی: میں طاقت نہیں رکھتا کہ گن سکوں یا تیرے اچھے اوصاف اور تیرے بے شمار فضل شمار کر سکوں۔ نساء علیک: احسانات کے ساتھ آپ کا تذکرہ۔

هو ائند: (۱) ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ یہ بھی ہے کہ سجدے میں ان اذکار کو زبان پر لانا جو اللہ تعالیٰ کی تزیین و تقدیس کو جامع ہو اور جن کا وہ اہل ہے مستحب ہے۔ (۲) آدمی اللہ کی تعریف اور تقدیس میں جتنا بھی مبالغہ کرے اس کی عظمت کی مقدار تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کی بہت ساری آیات میں اپنی تعریف فرمائی ہے وہ ان کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۱۴۳۲: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْتَسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْتَسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: "يُسْتَبِحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يَحُطَّ عَنْهُ أَلْفُ غَلْطِيئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قَالَ

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟" اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیاں مٹائی

جاتی ہیں۔“ (مسلم)

امام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوْ يَحْطُّ كَالْفِطْرِ ہے۔ علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔ اَوْ کی بجائے وَيَحْطُّ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

الْحَمِيدِيُّ: كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ: "أَوْ يَحْطُّ قَالَ الْبُرْقَانِيُّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوسَى الْأَدْبِيِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهْتِهِ فَقَالُوا: "وَيَحْطُّ" بِغَيْرِ الْفِ".

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلل والتسبیح والدعاء۔

ہوائند: نیکیاں دس گنا تک بڑھائی جاتی ہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور یہ اضافہ کا سب سے زیادہ نچلا درجہ ہے ورنہ سات سو گنا بھی وارد ہے او کا لفظ اس روایت میں واؤ کے معنی میں ہے یعنی ایک ہزار گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ قسم کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ پس بعض تسبیحات ایسی ہیں جن کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے ساتھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

۱۴۳۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے۔"

۱۴۳۳: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِي مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّلْحَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔"

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلل والتسبیح والدعاء۔

اس حدیث کی شرح باب ککو طرق الخیر رقم ۱۱۸/۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہوائند: نماز چاشت کی فضیلت ذکر کی گئی اس لئے کہ اس کی ادائیگی سے اعضاء کی عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے اور بیماری سے وہ اعضاء محفوظ رہتے ہیں۔

۱۴۳۴: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں میں تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۳۴: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بِكُرَّةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَيَّ الْحَالِ النَّبِيُّ فَأَرْفُتُكَ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ: نَعَمْ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ فَلَا تَ"

نے فرمایا: ”میں نے تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَوَدَادَ كَلِمَاتِهِ“ ”اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔“

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ”کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تم پڑھتی رہو؟“

سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ تین مرتبہ پڑھو۔

مَرَاتٍ لَوْ وَرِثَتْ بِمَا قُلْتِ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب التسیح اول النہار و عند الیوم و الترمذی فی ابواب الدعوات، باب من اوعنه المغفرة۔

**اللِّغَاتُ:** فی مسجدھا: گھر میں بنائی جانے والی نماز کی جگہ۔ اضحیٰ: پچاشت کے وقت میں داخل ہوا یعنی سورج کے بلند ہونے کے بعد۔ الحال النبی فارقتک علیہا؟: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تم اسی طرح متوجہ ہو۔ وزنتھن: مقابلہ کیا جائے۔ لوزنتھن: اجرا اور فضیلت میں ضرور اس کے برابر ہو جائے۔ رضا نفسہ: یعنی وہ رضا جو کہ اس کی بلند ذات کے لائق ہو۔ زینۃ عرشہ: یعنی اتنی مقدار جو اس کے عرش کا وزن ہے عرش چار پائی کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** اس ذکر کی عظمت بیان کی کہ وہ جس صیغہ کے ساتھ ہو جو ان احادیث میں مذکور ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل پر کثیر اجر عطا فرماتے ہیں۔

۱۳۳۵: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری، مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔“

۱۴۳۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: "مَثَلُ النَّبِيِّ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ وَالنَّبِيِّ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔"

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل و مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ۔

**حوادث:** اللہ کی یاد کو چھوڑ دینا موت کے مشابہ ہے کیونکہ اس کے چھوڑنے سے وہ غفلت پیدا ہوگی جو بھلائی کے کاموں سے اس کو دور کر دے گی اس سے بھلائی کا نفع کم ہو جائے گا یا بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ چیز میت کے مشابہ ہے عدم اشفاق میں۔

۱۴۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي: فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۳۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التوحید، باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و رواہ عن ربہ و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ۔

**اللتخات:** عن ظن عبدی بی: میں اپنے بندے کے اعتقاد پر ہوں جو اعتقاد یقین اس کا مجھ پر ہے۔ ذکونی فی نفسہ: یعنی پوشیدہ طور پر۔ ذکرته فی ملاء، ذاکرین کی جماعت میں سے میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ خیر من ملانہ: وہ معزز فرشتے ہیں ملائکہ کی فضیلت وہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جانب میں ہیں۔

**حوادث:** اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن لازم ہے اس کے بارے میں خیر ہی کا گمان کیا جائے گا۔ وہ ثواب کو قبول کرتا اور گناہ کو دھوتا ہے مجبور کو پناہ دیتا اور تکلیف کو دور کرتا ہے اس لئے اس کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتے اس کے ذکر کو سنتے اس کی پوشیدہ حالت کو جانتے اس کی اطاعت کو قبول کرتے اور اس پر ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۳) علماء نے فرمایا کہ خاص انسان یعنی انبیاء وہ خاص فرشتوں سے افضل ہیں جیسے جبرئیل اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور نیک انسان عام ملائکہ سے افضل ہیں اور عام ملائکہ نافرمان انسانوں سے افضل ہیں۔

۱۴۳۷: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ " قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الذَّاكِرُونَ اللَّهَ تَحِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مُفْرَدُونَ سَبَقْتُمْ لِي" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفْرَدُونَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں"۔ (مسلم)

رَوَى: "الْمُفْرَدُونَ" بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ وَتَخْفِيفِهَا وَالْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْجَمْهُورُ التَّشْدِيدُ۔

الْمُفْرَدُونَ: راء کے شر سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفْرَدُونَ بھی منقول ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ۔



**فوائد:** ذکر مستحب ہے۔ خواہشات کی اتباع اور لذات کے اختیار کرنے سے اس میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔ آخرت کے اندر سبقت کثرت طاعات اور عبادات میں اخلاص کی بناء پر ہوگی۔

۱۴۳۸: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہ سب سے افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔ (ترمذی) : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة۔

**فوائد:** (۱) کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے۔ یہ ان میں سب سے افضل ہے جو انبیاء نے باتیں فرمائیں اور اس کی وجہ سے ان کو مبعوث کیا گیا۔ اسی کے جھنڈے کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کئے گئے۔ یہ جنت کی چابی اور آگ سے چھٹکارا ہے۔

۱۴۳۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَسْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَّ آتِيعِ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّهُ بِهِ قَالَ: "لَا يَزَالُ لِسَانَكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۴۳۹: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔ آپ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ نے فرمایا: "تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔" (ترمذی) : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب فضل الذكر۔

**اللحائین:** شرائع الاسلام: اسلام کے وہ واجب اور مستحب احکام جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع کئے ہیں۔ التثبت بہ: میں اس کے ساتھ معلق ہو جاؤں اور ان کو مضبوطی سے تھام لوں تاکہ وہ مجھے کثیر نوافل سے مستغنی کر دیں جو مجھ پر غالب آگئے ہیں اور جن کا میں احاطہ کرنے سے عاجز ہوں۔ رطباً: علامہ طیبی نے فرمایا رطوبت لسان سے مراد آسانی سے زبان پر جاری ہونا ہے اور یہ ذکر کی پمٹگی سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) انسان ساری طاعات کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے کیونکہ وہ بے شمار ہیں اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ ان کے احاطے کا ثواب اس کو مل جائے تو اس کی زبان اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئیں۔ یہ انسان کے لئے بڑی آسان چیز ہے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اس قدر ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں۔

۱۴۴۰: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ غَرِسَتْ لَهُ نَخْلَةً فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۴۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔" (ترمذی) : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فضل سبحان اللہ۔

فوائد: اللہ کی جنت بہت وسیع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں حقیقت میں بندے کی تسبیح کے بدلے میں اللہ کے فضل سے درخت لگتے ہوں اور احتمال یہ بھی ہے کہ مجازی معنی مراد ہو یعنی اجر کا قائم رہنا اور ثواب کا زیادہ ملنا۔

۱۴۴۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَقَبْتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَ أُسْرَى بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرَى أُمَّتِكَ مِنِّي السَّلَامُ، وَأَخْبِرُهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنْهَا فَيْعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۳۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان اللہ۔

اللَّخَائِذُ: فَيْعَانٌ: جمع قاعن، وسیع برابر زمین۔

فوائد: ان الفاظ سے اللہ کو یاد کرنا جنت کی نعمتوں اس کے درختوں اور اس کی رونق کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو ان کی خوب حرص کرنی چاہئے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ وسیع فضل اور رحمت ہے۔

۱۴۴۲: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِلَّا أَنْتُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَزْفَعِيهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

۱۳۳۲: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر۔" (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال۔

اللَّخَائِذُ: از کھا: یعنی سب سے زیادہ پاکیزہ اور ثواب میں بڑھ کر۔ ملیککم: تمہارے مالک۔ ار فعمھا: اعلیٰ اور زائد۔ فوائد: اللہ کے ذکر پر ظاہر اور باطناً امت یہ عظیم ترین قربتوں میں سے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی نفع دینے والی چیزوں میں سے ہے کیونکہ اس نے اپنے سارے وقت اور ساری عمر کو اس میں مشغول کیا۔ اس لئے یہ جہاد کی وہ قسم ہے جو لوگوں کو تقویٰ پر آمادہ کرتی افتوں سے ان کو دور اور نفس امارہ کی بری خواہشات سے بچاتی ہے۔ مؤمن کا اپنے رب سے ایک دائمی تعلق ہے۔

۱۳۴۳: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے جس کے سامنے گھٹلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا .....“ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی کے مطابق جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔“ اور اللہ اکبر، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، ولا حول ولا قوة الا باللہ بھی ساتھ ملا کر اسی طرح پڑھیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۴۴۳: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوْمٌ - أَوْ حَصَى - تَسْبِيحُ بِهِ فَقَالَ: ”أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ“ فَقَالَ: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ“ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فی دعا النبی ﷺ و تَعُوذَہُ فِی دَبْرِ کُلِّ صَلَاةٍ۔  
اللَّحَاقَاتِ: نوی: یہ نوافل کی جمع ہے کھجور کی گھٹلیاں۔

ہو اند: ان الفاظ کو اسی انداز سے جیسا حدیث میں آیا کنکریاں یا تسبیح کے استعمال کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد عدد ما خلق اور جو اس کے بعد کلمات ذکر ہوئے تو اس کے بدلے میں ان مذکورہ تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے اور جو وہ کنکریوں یا گھٹلیوں میں استعمال کریگا وہ اس کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اس زیادہ کے مقابلے میں جس کی حقیقت اور تعداد اللہ ہی جانتے ہیں۔

۱۳۴۴: حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع نہ کر دوں۔“ میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: ”لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِلَّا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟“ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ مَتَّقُوا عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات، باب قول لا حول ولا قوة الا باللہ، و فی المغازی والقدر و مسلم فی الدعاء والذکر، باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔

اللَّحَاقَاتِ: کنز: بندوق، مال، مرداس سے جنت کی نفیس چیزیں اور اس کے ذخائر ہیں۔

ہو اند: لا حول ولا قوة کثرت سے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں تسلیم و تقویض اللہ کی بارگاہ میں دونوں پائے جاتے ہیں۔ بندہ اپنے معاملے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو شکر کے دور کرنے اور بھلائی کے حاصل کرنے میں ارادہ الہی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

۲۹۵: بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَائِمًا  
وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَجُنُبًا  
وَحَائِضًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ

لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ  
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا  
وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: ۱۹۰]

بَابُ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے، بیٹھنے،

لیٹنے، بلا وضو جنابت کی حالت میں اور

حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت قرآن مجید جہنی

اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش  
اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔  
وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرتے  
ہیں۔“ (آل عمران)

حل الآیات: لایات: اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور علم و قدرت پر دلالتیں ہیں۔ اولی الالباب۔ روشن عقل والے۔

۱۳۳۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔

(مسلم)

۱۴۴۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ  
أَحْيَانِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحيض، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابة۔

اللَّعْنَاتُ: علی کل احيائه: تمام اوقات و حالات میں خواہ حدیثیں سے طہارت کی حالت میں ہوتے یا ان دونوں میں سے کسی ایک  
کے ساتھ ہوتے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال اور ہر وقت جائز و مستحب ہے۔

۱۳۳۶: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی  
سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ ..... ”اللہ  
کے نام سے“ اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ  
اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں“ پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر  
ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۴۶: وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْ  
أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ،  
اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا  
رَزَقْنَا» فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَبْصُرْ، مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب صفة ابليس و النکاح، باب ما يقول الرجل اذا اتى اهله و الدعوات ما يقول  
اذ اتى اهله التوحيد باسماء الله تعالیٰ و مسلم فی کتاب النکاح، باب ما يسحب ان يقوله عند الجماع۔

اللَّعْنَاتُ: جنینا الشیطان اس کو ہم سے دور کرے۔ فقضی: پس مقدر کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ انسان یہ ذکر جماع کے شروع کرنے سے پہلے کہہ لے۔ جماع کے وقت میں تو کلام مکروہ ہے۔

(۲) شیطان کے کس اور ایذا سے وہ بچے محفوظ ہوگا جو اس جماع سے پیدا ہوگا۔

۲۴۶: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ

بَابُ: نیند کے وقت اور اس سے بیداری

وَأَسْتَقَاطِهَا

کی وقت کیا کہے؟

۱۴۴۷: وَعَنْ حُدَيْفَةَ، وَآبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُوِيَ إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ» - وَإِذَا اسْتَقَاطَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ”تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں“ اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے“۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات؛ باب ما یقولہ اذا نام و فی التوحید؛ باب السنوأل باسماء اللہ تعالیٰ۔  
اللَّحْيَانَا: اَحْيَانَا: ہمیں جگایا۔ اَمَاتَنَا: ہمیں سلا یا۔ النُّشُورُ: موت کے بعد زندگی۔

فوائد: نیند کے وقت یہ ذکر مستحب ہے اور بیداری کے وقت بھی۔ تاکہ انسان بیداری میں ذکر کرنے والا اور نیند میں اپنے مولا کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ دن و رات اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ پیش نظر اور کبھی بھی اس سے غفلت نہ برتے۔

۲۴۷: بَابُ فَضْلِ حَلْقِ الذِّكْرِ

بَابُ: ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے

وَالثَّدْبِ عَلَى مَلَاذِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ

اور

مُفَارِقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرٍ!

ان سے بلا وجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ، وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ﴾ [كهف: ۲۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضامندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں“۔ (کہف)

حل الآيات: واصبر نفسك: یعنی اس کو روک اور مضبوط رکھ۔ ولا تعد عينك: ان سے نگاہیں اپنی پھیر کر مال و مرتبے والوں کی طرف مت کرو۔

۱۴۴۸: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پالیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا

۱۴۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَرُوا: هَلُمُّوا إِلَيَّ حَاجَتِكُمْ فَيُحْفَرُ لَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا،

رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور بڑائی بیان کر رہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! نہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے رب نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہو جائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہو جائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ان میں سے نہ تھا وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بد نصیب نہیں رہ سکتا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے، میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حافظی فرشتوں کے علاوہ ہیں زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پالیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان و زمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو

فَسَأَلَهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ - مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يُسَبِّحُونَكَ ، وَيُكَبِّرُونَكَ ، وَيُحَمِّدُونَكَ ، وَيُسَبِّحُونَكَ ، فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا ، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا فَيَقُولُ : فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ : يَقُولُ : وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا - قَالَ : يَقُولُ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَأَشَدَّ لَهَا طَلِبًا ، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً - قَالَ : فِيمَا يَتَعَوَّدُونَ مِنَ النَّارِ ، قَالَ : فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُولُونَ : لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً - قَالَ : فَيَقُولُ : فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ عَفَرْتُ لَهُمْ - قَالَ : يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَسْطَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“ متفقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضَلَاءَ يَتَسَعَّرُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ ، وَحَفَّتْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا

زمین میں تیری تسبیح و بڑائی، وحدانیت، عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند لمحے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

عَرَجُوا وَصَعَدُوا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ جَنَّتْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ لِي الْأَرْضِ: يَسْتَعْرُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَيِّلُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْتَلُونَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْتَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْتَلُونَكَ جَنَّتِكَ - قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا أَيْ رَبِّ: قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ - قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ؟ فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجْرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا - قَالَ: يَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ - فَيَقُولُ: وَلَوْلَا غَفَرْتُ لَهُمُ الْقَوْمَ لَا يَشْفِي بِهِمْ حَلِيْسُهُمْ -

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل و مسلم فی الدعوات، باب فضل مجالس الذکر۔ اللُّغَاتُ: یلتسون: وہ تلاش کرتے ہیں۔ اهل الذکر: ذکر والے، ذکر کا لفظ نماز، قراءت، قرآن دارین کے لئے بھلائی کی دعا طلب علم وغیرہ سب کو شامل ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں فرمایا زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو مجالس تسبیح تکبیر اور تلاوت کے ساتھ خاص مانا جائے یہی کافی ہے۔ تنادہ: وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ ہلموا: تم آؤ۔ کیفونہم: چکر لگاتے اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ یبعو ذون: پناہ طلب کرتے۔ سیارة: زمین میں چلتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ فضلاء: یعنی خفاتی فرشتوں کے علاوہ یہ فرشتے چلنے پھرنے والے ہیں ان کا وظیفہ یہی ہے۔ یتبعون: وہ تلاش کرتے ہیں۔

هُوَ ائِد: ذکر اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت۔ اس پر جمع ہونے کی فضیلت۔ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا ان تمام فضیلتوں میں شامل ہو جاتا ہے جو ان پر ان کے رب کی طرف سے بطور اعزاز ترقی ہیں۔ اگرچہ وہ اصل ذکر میں ان کے ساتھ شریک نہ بھی ہو۔ (۲) اولاد آدم میں ذکر کرنے والوں سے ملائکہ محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ (۳) بعض اوقات سوال ان کی طرف سے بھی ہوتا ہے جو مسؤل علیہ سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں اس سے مسؤل علیہ کے مرتبے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے مقام کی بلندی کا اعلان ہوتا ہے۔

۱۳۴۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں تو ان کو فرشتے آ کر گھیر لیتے رحمت الہی ان پر سایہ لگن ہو جاتی اور سکینت ان پر اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں۔“ (مسلم)

۱۴۴۹: وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَتَعَدُّ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا أَحْفَنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَعَشِيَّتُهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم في الذكر والدعاء باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر اللطائف: حفتهم: ان کو گھیر لیتے ہیں۔ غشيتهم الرحمة: رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے یعنی اس رحمت کے آثار اللہ کے فضل سے ان پر اترتے ہیں۔ السکينة: الطمیان اصلًا وقار کہتے ہیں۔  
**فوائد:** ذکر کی فضیلت ذکر کرنے والوں کا اللہ کی بارگاہ میں مرتبہ بیان کیا گیا۔

۱۳۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتلاؤں! ”ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۵۰: وَعَنْ أَبِي وَاقِدِ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ - فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ - فَوَقَّفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَادْبَرَ ذَاهِبًا - فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفْرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی العلم باب من قعد حیثیت ینتہی بہ المجلس و مسلم فی السلام باب من اتى مجلس موحدا فرجة مجلس فيها و الا وراهم۔

**اللحائض:** ثلعة نفر: تین مرد۔ فرجة: فارغ جگہ۔ حلقة: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے سامنے حلقہ کی طرح بیٹھے والے آدمی مراد ہیں۔ حلقہ سے مراد ہر گول چیز جس کا درمیان خالی ہو۔ فادبر: لوٹا اور پھر گیا۔ اوی: خالی جگہ میں بیٹھ گیا تاکہ اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مجلس کی فضیلت کے سبب اس کا اکرام فرمایا۔ فاستحی: اس نے حیا کی یعنی گھسنے سے بعض رہا۔ کیونکہ اس سے مجلس میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ حلقے سے پیچھے بیٹھ گیا۔ فاستحی اللہ منہ مراد اس سے اللہ کی بارگاہ میں اس کا اکرام اور عدم توہین ہے۔  
**فوائد:** علم کی مجلس میں بیٹھنا مستحب ہے۔ خالی جگہ میں بیٹھنا چاہئے۔ (۲) حیا اور لوگوں کو ایذا نہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی۔



(۳) بغیر عذر کے مجلس علم سے اعراض کرنے کی مذمت اور جو آدمی اس سے اعراض کرتا ہے اس نے گویا اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی پر پیش کر دیا۔

۱۴۵۱: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا تم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ”تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۴۵۱: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجَلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، قَالَ: اللَّهُ مَا أَجَلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: مَا أَجَلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: ”مَا أَجَلَسَكُمْ؟“ قَالُوا: ”جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ، عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا - قَالَ: ”اللَّهُ مَا أَجَلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟“ قَالُوا: ”اللَّهُ مَا أَجَلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ - قَالَ: ”أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يَبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ“

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر۔

اللَّعْنَانِ: تہمة لکم: تمہاری سچائی پر شک کرتے ہوئے۔ بیہمی: وہ فخر کرتے ہیں۔

ہو اند: (۱) مجالس ذکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) اللہ کی بارگاہ میں ذکر کرنے والوں کی عظمت کو بیان کیا گیا۔

بَابُ: صبح اور شام کو اللہ کا

۲۴۸: بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ

ذکر کرنا

وَالْمَسَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو گزرتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو“۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾

[الاعراف: ۲۰۵]

(الاعراف)

اہل لقت نے فرمایا اصال یہ اصیل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے۔“  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”صبح و شام اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو۔“

اہل لقت نے فرمایا عشیٰ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خرید و فروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے۔“

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ "الْأَصَالُ" جَمْعُ أَصِيلٍ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ [طہ: ۱۳۰]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ [غافر: ۵۵]

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الْعِشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فِي بُيُوتٍ أَذْنُ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهَا فِيهَا بِالْعُدُورِ وَالْأَصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [النور: ۳۶] الْآيَةَ۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَنَا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحُنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ [ص: ۱۸]

حل الآيات۔ فی نفسک: پوشیدہ طور پر۔ تضرعاً: عاجزی سے اور گڑگڑا کر۔ خيفة: ڈر کر۔ دون الجہر: جہر سے کم امن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول جو تمہیں خود سے دوسرے کو نہ سنے۔ الابکار: دن کے شروع میں۔ اذن اللہ ان ترفع: یعنی ان کی تطہیر اور ان کی قدر اور ان کی تعظیم ان کے مرتبے کے مطابق کی جائے۔ سخونا: ہم نے تابع کر دیا۔ معہ: یعنی داؤد علیہ السلام کے ساتھ۔ الاشراق: سورج کے چمکنے کا وقت۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہہ لیا۔ قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو۔“ (مسلم)

۱۴۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِي، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةً مَرَّةً لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْفَضْلِ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَخَذَ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب فضل التہلیل و التہلیل۔

فوائد: (۱) یہ ذکر کثرت سے کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اسکی کوئی حد نہیں کہ جس سے تجاوز کرنا منع ہو۔ صبح و شام کے اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ابتداء اور اختتام ایک دینی عمل و اطاعت سے ہو اور وہ دن کے بقیہ کاموں کیلئے کفارہ بن جائیں۔

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچھو کے کانٹے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ فرمایا: ”اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا“ اَعُوذُ بِ... اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (مسلم)

۱۴۵۳: وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَعْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ جِئَنَ أَمْسِيَتِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب التعوذ من سوء القضاء و درک الشفاء و غیرہ۔

**اللَّغَاةُ:** ما لقیۃ: یعنی بہت بڑی چیز ہے جس کو میں نے پایا۔ اعوذ: میں پناہ مانگتا ہوں۔ کلمتہ اللہ: اللہ کا کلام اور اس کے فیصلے اور اس کے کام اور اس کی قدرت۔ التامات: جو ہر نقص سے پاک ہو۔

**فوائد:** تمام ایذا دینے والی چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگی جاہے جو ان چیزوں سے پناہ طلب کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ .....“ اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح و شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور اٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچتا ہے۔“ اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ .....“ اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جاتا ہے۔“ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۵۴: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: ”اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الشُّؤْرُ“ وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ”اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح و الترمذی فی الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسنى۔

**اللَّغَاةُ:** بك اصبحنا یعنی آپ کی قدرت کے ساتھ ہم صبح میں داخل ہوئے۔ الشؤر: کا معنی لوٹنا۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ”اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.....“ اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے رب اور ان کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام اور بستر پر لیتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۵۵: وَعَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرِنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ - قَالَ: ”قُلِ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّهِ“ قَالَ: قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح والترمدی فی الدعوات باب ما یقال فی الصباح و المساء۔  
**اللغزات:** فاطر: بغیر سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے۔ الغیب و الشهادة: جو غائب ہے اور جو سامنے نظر آتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ ملکہ: اس کا مالک۔ جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

۱۴۵۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" قَالَ الرَّوَّي: أَرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْحَبَ الْمُلْكُ لِلَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے: اَمْسَيْنَا..... "کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی الذکر الدعاء باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم یعمل۔

**اللغزات:** قال فیہن: یعنی اس کے ساتھ کیا۔ سوء الکبر: مرض اور بڑھاپا۔

**قوائد:** (۱) صبح شام اور سوتے جاگتے ان اذکار پر مواظبت مستحب ہے تاکہ رب کے حضور میں انسان کا ذہن حاضر رہے۔ اس کی بارگاہ سے حفاظت ہدایت نجات اور موزی اشیاء جو آخرت اور دنیا میں ایذا پہنچانے والی ہیں ان سے سلامتی کا امیدوار رہے۔ اس کی ربوبیت کا اقرار اور اس کی الوہیت کا معترف رہے۔

۱۴۵۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْبٍ "بِصَمِّ الْحَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اقْرَأْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، فَلَا تَمْرَاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۵۷: حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ تم قُلْ هُوَ اللَّهُ (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین یعنی (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات، باب ما یقال عند النوم۔  
**اللَّحَاقَاتُ:** المعوذتین: سورۃ قلقل وناس۔ تکفیک: دوسرے اذکار کی جگہ کافی ہے حصول ثواب اور تمام موذی اشیاء سے بچانے کیلئے۔  
**فوائد:** سورۃ اخلاص اور معوذتین صبح شام پڑھنا مسنون ہے۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر لیٹتے ہوئے ان کو پڑھتے اور پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا وہاں تک اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

۱۴۵۸: وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۴۵۸: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی)  
 حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا منی۔

**اللَّحَاقَاتُ:** باسم اللہ: یعنی میں اس زبردست ذات کے نام کی حمایت حاصل کرتا ہوں جس کی حمایت حاصل کی جاتی ہے۔ ہر برائی سے خواہ وہ جمادات یا چوپایوں یا جنات و شیاطین یا حیوان و عاقل و غیر عاقل کی طرف پہنچنے والی ہو۔ وہ ذات کائنات کے تمام حالات کو جاننے والی اور ان حالات کے پھیرنے پر جس طرح چاہے قدرت رکھنے والی ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی ازلی تقدیر کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔

**فوائد:** (۱) اس ذکر کے کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اللہ کی قدرت کے ذریعے تمام تکالیف اور نقصانات سے بچ سکے۔ (۲) اللہ وحدہ لا شریک پر نجات و سلامتی کی طلب اور تمام مصائب و آفات سے عافیت کی طلب میں اللہ ہی کی ذات پر اعتماد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کی حفاظت اور بچاؤ کرنے والے اور وہ اپنی قدرت کے ساتھ ہر ایذا و مصیبت کو پھیرتے ہیں۔

**بَابُ: غِنْدُكَ وَقَتٌ كَيْفَ كَيْفَ؟**

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں۔" (آل عمران)

**۲۴۹: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

**حل الآيات:** لا ولی الا للہ: عقلمند۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخَلِّفُ الْمُعَادَ۔

۱۴۵۹: وَعَنْ حَدِیْقَةَ وَآبِی ذَرِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَىٰ إِلَىٰ فِرَاشِهِ قَالَ: "بِسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۵۹: حضرت حدیفہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوْتُ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: باب آداب النوم رقم ۱۴۴۷/۱ میں ملاحظہ ہو۔

ہوائند: (۱) رسول اللہ ﷺ کی اقتداء و پیروی کے طور پر نیند سے قبل ان کلمات کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ مسلمان ہر حال میں موت کو مستحضر رکھے والا ہو۔

۱۴۶۰: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَىٰ فِرَاشِكُمَا أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" - وَفِي رِوَايَةٍ التَّسْبِيحُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَفِي رِوَايَةٍ التَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ۔

۱۳۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد لله کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سبحان اللہ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی النفقات، باب عمل المرأة فی بیت زوجها، و فی الدعوات، باب التكبير و التسبيح عند النوم و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التسبيح اول النهار و عند النوم۔

اللَّحْيَانِيْن: اوتنما الی فراشکما: نیند کے ارادہ سے بستر کی طرف متوجہ ہو۔ مضاجعکما: جمع مضجع، بستر، سونے اور لیٹنے کی جگہ اور او اخذتما مضاجعکما: تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ۔ یہ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ اختیار فرماتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تسبیح چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں تکبیر ۳۴ مرتبہ اور نسائی کی روایت میں حمد ۳۴ مرتبہ اور طبرانی کی روایت میں اور نسائی کی روایت میں ان میں کسی ایک یعنی تسبیح، تحمید تکبیر کو ۳۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ یہ اضافہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تینوں سو مرتبہ ہونی چاہئیں۔ ہوائند: (۱) ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آمادہ کیا گیا ہے اور ان پر مداومت نیند سے پہلے اور لیٹنے کی حالت میں ہے۔

۱۴۶۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا أَوَىٰ أَحَدُكُمْ إِلَىٰ فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَعْتُ جَنِّي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا

۱۳۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَعْتُ جَنِّي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكَتْ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا

فَأَحْفُظُهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“ اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کرنا جن سے متفق علیہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب التَّعْوِذِ وَالْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْمَنَامِ وَفِي التَّوْحِيدِ وَمُسْلِمٌ فِي الذِّكْرِ وَالِدَعَاءِ، باب ما يقول عند النوم وَاخَذَ الْمُضْحَعِ۔

اللُّغَاةُ: بِدَاخِلَةِ اِزَارَةٍ: یعنی اس جانب سے جو جسم کے قریب ہے۔ اسکت نفسی: یہ موت سے کنا یہ ہے۔ ارسلتها: یہ دنیا میں باقی رہنے سے کنا یہ ہے۔

فوائد: (۱) بستر میں داخل ہونے سے قبل اس کو جھاڑنا مستحب ہے تاکہ اس پر پڑی ہوئی مٹی وغیرہ بھی صاف ہو جائے یا میل یکیل جھڑ جائے یا کیڑے کوڑے جو ایزاء کا باعث ہیں وہ نہ رہ جائیں۔ (۲) اس حدیث میں وارد شدہ دعا کو مانگنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی اور دلی اطمینان میسر ہوتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

۱۴۶۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَحَدٌ مَضَّعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ : يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے والے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

اہل لغت فرماتے ہیں : النَّفَثُ : بغیر تھوک کے جو پھونک

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ : النَّفَثُ نَفْحٌ لَطِيفٌ

ہو۔

بِلَارِيفٍ۔

تخریج: الاول رواہ البخاری فی الدعوات، باب التَّعْوِذِ وَالْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْمَنَامِ وَالتَّانِي فِي فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، باب فضل المعوذتين ومُسْلِمٌ فِي السَّلَامِ، باب رقية المريض بالمعوذات والنَّفَثِ۔

اللُّغَاةُ: بِالْمُعَوِّذَاتِ: یعنی قل هو اللہ احد اور معوذتین۔ غالباً تینوں کو معوذات کہا۔ فوائد: اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے نیند کے ارادے کے وقت جو کچھ کہنا اور کرنا ہے وہ سکھایا۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شے نہیں کہ اس مکمل التجا میں ہر ضرر سے نجات ہے۔

۱۴۶۳: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُكَ .....“ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا۔“ اگر اسی رات تیری موت آجائے تو فطرت اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهَا قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا آتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُ نَفْسِي اِلَيْكَ وَوَجْهَتُ وَجْهِي اِلَيْكَ ، وَقَوَّضْتُ اَمْرِي اِلَيْكَ ، وَالْاَجَاثُ ظَهَرِي اِلَيْكَ ، وَرَغْبَةُ وَرَهْبَةُ اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَا وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ، اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُولُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: تخریج اور شرح باب یقین و التوکل رقم ۸۰۶۲ میں ملاحظہ کریں۔

اللَّحْنَانِینِ : اسلمت نفسی الیک: میں نے اپنی جان کو آپ کے حکم کا مطیع بنایا۔ وجہت وجہی الیک: یعنی میں نے اپنی ذات اور اپنے نفس کو صرف آپ ہی کی طرف متوجہ کیا وجہ ذات سے کنایہ ہے۔ الجہت ظہری الیک: اپنے تمام معاملات میں آپ پر بھروسہ کیا۔ رغبة و رهوة و رغبة الیک: یعنی تیری سزا سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی طمع رکھتے ہوئے۔ الفطرة: خالص دین توحید جو شرک سے خالی ہو۔

فَوَافِد: نیند طہارت کی حالت میں کرنی چاہئے اور یہ دعا مانگی چاہئے۔ (جو عبودیت اور اللہ کی غلامی کو) اللہ کی بی غلامی اور کامل عبودیت کو ظاہر کرتی ہو۔

۱۴۶۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ : ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّفَنَا وَاَوَانَا فَكُم مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَكَ وَلَا مُوَوَّى“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۶۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ..... ”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب ما یقول عند النوم و اخذ المضحج۔

اللَّحْنَانِینِ : کفانا: یہ کفایت سے ہے اور ہمیں کافی ہو گیا۔ اوانا: ہمارے لئے ایسا ٹھکانہ بنا دیا جہاں ہم ٹھہرتے ہیں۔ لا کافی ولا مؤدی: کوئی مہربانی کرنے والا نہیں اور نہ کوئی شفقت کرنے والا۔ بعض نے کہا اس کا کوئی وطن نہیں اور اس کیلئے کوئی ٹھکانہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔ فَوَافِد: نیند سے پہلے ان لفظوں سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اس میں بندہ ان نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو اس پر اللہ نے کی ہیں اور ان پر نگاہ ڈالتا ہے جن کو دنیوی لحاظ سے ان کو اس سے نیچا بنایا ہے تاکہ جو اس کے پاس ہے اس کو بڑا سمجھے اور اللہ کے شکر کیے میں اضافہ کرے۔ (۲) ہر چیز میں کفایت کرنے والے اور عنایت کرنے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو رزق میں کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ میسر کرنے والے ہیں۔



۱۳۶۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ قِنِي....." اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔" ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

۱۴۶۵: وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرُقُدَ وَضَعَ يَدَهُ اليمنى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

تخریج: رواه الترمذی فی الدعوات، باب من الادعية عند النوم و ابوداؤد فی الادب، باب ما يقوله عند النوم۔

التحذیرات: قنی: میری حفاظت فرما۔

فوائد: اس روایت میں اس دعا کی فضیلت ذکر کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنے رب کے سامنے جھکتا ذکر کیا گیا۔ ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے اور تعظیم کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں یا اپنی کوتاہی پر مختلف جہالت کا اظہار نہ کریں یا شیطان اور اس کے دوسرے سے غافل نہ ہوں۔

## کتاب الدعوات

بَابُ: دُعَاكَ فُضِّلْتَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے رب نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم اپنے رب کو پکارو گڑ گڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کون ہے وہ جو مجبور کی فریاد رسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے" (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

۲۵: بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [الاعراف: ۵۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ: ۱۸۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

[النمل: ۶۲]

حل الآيات: ادعونی: آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے بعض نے کہا پکارنا اور سوال کرنا ہے۔ تضرعاً: عاجزی اور ذلت ظاہر کرتے ہوئے۔ و خفیة: اور اپنے دلوں میں پوشیدہ طور پر۔

۱۴۶۶: وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دعا عبادت ہی ہے۔“ (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة' باب الدعاء و الترمذی فی الدعوات' باب الدعاء مع العبادۃ۔

**اللُّغَاتُ:** الدعاء هو العبادۃ: قاضی عیاض کہتے ہیں وہ حقیقی عبادت ہے جو کہ عبادت کہلانے کی اہل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے علاوہ سے اعراض کرنے اور منہ موڑنے پر دلالت کرتی ہے۔

**ہوائند:** اسلام میں عبادت کا مفہوم ہر اطاعت و عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو شامل ہے لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ فرضی عبادت نماز روزے زکوٰۃ حج سے دعا مستغنی کر دے گی۔ حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دعا عبادت میں بشمول ہے اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۴۶۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سِوَى ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۶۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (ہمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند سے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة' باب الدعاء۔

**اللُّغَاتُ:** یسحب: پسند کرتے استعمال کا استعمال مبالغہ کیلئے ہے۔ الجوامع من الدعاء: وہ دعائیں جن کے الفاظ قلیل اور معانی زیادہ ہوں۔ یدع: وہ چھوڑ دیتے ہیں۔

**ہوائند:** دعائیں مختصر لفظ لانا مسنون ہے اور دعا جامع ہونی چاہئے تاکہ دعا کرنے والے کو مطلوبہ چیز آسان طریقے سے پہنچ جائے۔

۱۴۶۸: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرَ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسْلِمٌ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ يَدْعُوهُ دَعَا بِهَا بِهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوا يَدْعُوهُ دَعَا بِهَا فِيهِ۔  
۱۳۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: ”اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات' باب قول البخاری ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و المسلم الذکر و الدعاء' باب کراهة الدعاء بتعجيل العقوبة فی الدنیا۔

**اللُّغَاتُ:** وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ: یعنی آگ کے عذاب سے تو ہماری حفاظت فرما۔

**ہوائند:** (۱) مستحب یہ ہے کہ دعا میں آنے والی اس دعا کو کرنا مستحب ہے کیونکہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں اس میں جمع ہیں اور

اس لئے بھی کہ حضور ﷺ اس پر مداومت فرماتے تھے۔ (۲) صحابہ کرام افعال و اقوال میں حضور اقدس ﷺ کی اقتداء کے کس قدر حریص اور خواہش مند تھے۔

۱۴۶۹: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
الْهُدَىٰ، وَالنُّقْيَ، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنَى، رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ.

۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اللَّهُمَّ إِنِّي ..... اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل۔

**اللُّغَاتُ:** الہدی: بھلائی کی ہدایت اور توفیق یہ ہدایت کا لفظ ضلالت کی ضد ہے۔ النقی: تقویٰ کو لازم پکڑنا اور وہ درحقیقت جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ان کو کرنا اور منہیات سے پرہیز کرنا ہے۔ العفاف: گناہوں سے رکننا۔ الغنی: لوگوں کی طرف حاجت پیش کرنے سے استغناء اختیار کرنا۔

**حوادث:** (۱) مختصر کلمات جن سے نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے اگر وہ مسلمان کو میسر ہو جائیں اس کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔

۱۴۷۰: وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا اسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ  
الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ:  
"اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي،  
وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ  
لَهُ عَنْ طَارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَّهُ رَجُلٌ  
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ  
رَبِّي؟ فَقَالَ: "قُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي،  
وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ  
دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ"

۱۴۷۰: حضرت طارق بن أشيم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نیا مسلمان ہوتا تو آپ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي "اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر۔" (مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رب سے کس طرح سوال کروں؟ آپ نے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ..... دعا تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: "یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔"

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء باللہم اتنا فی الدنیا حسنة۔

**اللُّغَاتُ:** تجمع لك دنیاك و آخرتك: یعنی یہ تیری دنیا اور آخرت کے مقاصد کو جامع ہے اس لئے رزق عافیت رحمت دنیا اور آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور مغفرت آخرت کے لئے خاص ہے۔

**حوادث:** (۱) نماز کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کا عظیم رکن ہے۔ (۲) اس دعا پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے مقاصد کو جامع ہے۔

۱۴۷۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اللَّهُمَّ مُصْرِفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُصْرِفَ الْقُلُوبِ..... "اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء

الْحَدِيثُ: مصرف القلوب: یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے والا۔ صرف قلوبنا علی طاعتك: یعنی ہمارے دلوں کو اطاعت کی طرف اس طرح پھیر کہ وہ ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ ہوں۔

حوادث: یہ دعا اس لئے مسنون ہے کہ اس میں ہدایت اطاعت کے ساتھ طلب کی گئی اور اس پر پہنچنے کی گئی ہے۔

۱۴۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، "مَتَّقُوا عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ: أَشْكُ أَنْبِيَّ زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا۔"

۱۴۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم پناہ مانگو محنت کی (نا قابل برداشت) مشقت سے، بدبختی کے آ لینے سے، برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔" (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ میں نے ایک کا اضافہ کر دیا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب القدر، باب من تعوذ باللہ من من در الشقاء و سوء القضاء و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء۔

الْحَدِيثُ: جہد البلاء: جہد مشقت کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جو انسان کو مشقت کی شدت میں پہنچے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے جہد البلاء کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا مال کی قلت عیال کی کثرت درک الشقاء شدت اور تنگ دستی کا ملنا اور پالینا یہ ہلاکت پر بھی لفظ بولا جاتا ہے۔ شماتۃ الاعداء: شامت کا معنی دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔ سوء القضاء: دین دنیا، بدن مال اور اہل میں پریشانی، کبھی یہ خاتمہ یعنی انتہا میں بھی ہوتی ہے۔

حوادث: نبی اکرم ﷺ نے طلب کیا کہ ہم یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دعا جامع ہے ناپسندیدہ چیز کے واقع ہونے اور اس کے دور کرنے کے لئے ہے۔

۱۴۷۳: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اے اللہ میرے اس دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اس دنیا کی درست فرما جس پر میرا گزاران ہے، میری اس آخرت کو درست فرما جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے، زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا مسبب بنا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل

**اللَّحَائِشُ**: عصمة امری: تمام امور جس سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ عصمت اصل میں حفاظت اور ممانعت کو کہتے ہیں۔ النی فیہا معاشی: یعنی جس میں میرا گزر اوقات ہے، یعنی جہاں میری زندگی کا مقام اور زمانہ میسر ہو۔ النی فیہا معادی: یعنی میرے لوٹنے کی جگہ یا لوٹانے جانے کا زمانہ۔ واجعل الحیاة: یعنی میری طویل عمر دے۔ واجعل الموت: اور موت جلدی عنایت فرما۔

**ہو ائد**: نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے امت کی تعلیم کے لئے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ میری عمر کو ایسے کاموں میں مصروف کر دے جس کو آپ پسند کرتے ہوں اور اپنی ناپسند سے مجھے بچا۔

۱۴۷۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ نے قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: "قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فرمایا تم اس طرح کہو: اللَّهُمَّ اهْدِنِي دے اور درست وسیدھا رکھ۔" اور ایک روایت میں یہ ہے: "اے الٰہی، وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔" اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سوال کرتا ہوں۔" (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل

**اللَّحَائِشُ**: سد دنی: تو مجھے توفیق دے۔ الہدی: راہنمائی۔ سداد: استقامت اور میاں نہ روی۔

**ہو ائد**: (۱) ان جامع کلمات سے دعا مستحب ہے کیونکہ یہ توفیق اور ہدایت کو جامع ہے۔ (۲) دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عمل کی درستی و پختگی کا حریص ہو اور سنت کو لازم پکڑنے والا ہو۔

۱۴۷۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَفِي رِوَايَةٍ وَضَلَعُ الدِّينِ وَعَلَبَةِ الرِّجَالِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عاجزی، سستی، بزدلی، بڑھاپا اور بخل سے اور اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے" کے الفاظ ہیں۔ (مسلم)

**تخریج**: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من العجز و الكسل

**اللَّحَائِشُ**: العجز: بھلائی کی قدرت نہ ہونا۔ الكسل: نوبی فرماتے ہیں کہ کسل بھلائی کی طرف نفس کا آمادہ نہ ہونا اور اس کے امکان کے باوجود اس کی طرف رغبت کی کمی۔ الجبن: خوف اور دل کی کمزوری اور یہ شجاعت کی ضد ہے۔ الهرم: بڑھاپا۔ البخل: جس چیز کی ادائیگی کا مطالبہ ہو اس چیز سے رک جانا۔ ضلع الدین: قرضے کا بوجھ اور اس کی شدت۔ غلبة الرجال: اس سے مقصد اس بات سے پناہ مانگنا ہے کہ وہ ظالم بنے یا مظلوم۔

**ہو ائد**: اللہ کی طرف پناہ لینے چاہئے ان تمام شرور سے نجات اسی لئے طلب کرنی چاہئے اور ان کے اندر مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے۔

۱۴۷۶: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو

میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً..... ”اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشن ہا رحم کرنے والا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے فِیْ بَيْتِيْ (اپنے گھر میں) کے الفاظ میں كَثِيْرًا کی جگہ كَثِيْرًا کے الفاظ ہیں پس مناسب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے كَثِيْرًا كَثِيْرًا پڑھیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب التعوذ من شر ما عمل۔۔۔

الدُّعَاءُ: فِیْ بَيْتِيْ: یعنی اپنی نماز کے بعد گھر میں۔

فوائد: یہ کلمات جو نبی اکرم ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو سکھائے۔ ان سے دعا کرنی گھر اور نماز میں ان پر مداومت مستحب ہے۔

۱۴۷۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ..... ”اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجاویز اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے اللہ! میرا ارادہ کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادہ کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور علانیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے والے ہیں۔ آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب قول النبی اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ما قدمت۔ و مسلم فی الذکر و الدعاء

باب التعوذ من سوء ما عمل۔

الدُّعَاءُ: اسرافی: میرا حد سے تجاوز کرنا۔ کل ذلك عندی: یعنی یہ تمام معاملات تجھ میں موجود ہیں اور میرے نفس کا ان میں واقع ہونا ممکن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے امت کی تعلیم اور اپنے خالق کی بارگاہ میں تواضع کے لئے یہ الفاظ فرمائے۔ ما قدمت وما اخرت: یعنی جو مجھ سے واقع ہو چکے یا جو مجھ سے آئندہ ہوں گے۔ وما اسرر مع: اور جو میں نے لوگوں کی نگاہوں سے خفیہ کیا۔ وما اعلنت: اور جو میں نے ظاہر کئے۔ انت المقدم: آپ جس کو چاہتے ہیں جنت کی طرف آگے بڑھا دیتے ہیں۔ انت الموعود: اور جو میں نے ظاہر کئے۔

اَدْعُوْا بِهٖ فِیْ صَلَاتِيْ ، قَالَ : قُلْ : اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ ، وَاَرْحَمِنِيْ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ“ متفق عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : ”رَفِيْ بَيْتِيْ“ وَرَوَى : ”ظُلْمًا كَثِيْرًا“ وَرَوَى ”كَثِيْرًا“ بِالْفَاءِ الْمُنْفِئَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيَقَالُ : كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر کے آگ کی طرف بنانے والے ہیں۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے جامع دعا طلب فرمائی اس دعا سے آپ کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قول و عمل سے نمایاں ہو رہی ہے۔ (۲) ہر گناہ سے تمام حالات و اوقات میں دعا اور طلب مغفرت کرنی چاہئے۔

۱۴۷۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب التعوذ فی شر ما عمل....

**اللَّحَائِشُ:** اَعُوذُ: میں پناہ مانگتا ہوں۔

**فوائد:** جو گناہ واقع ہو چکے اور جن کے واقع ہونے کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے ان کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے لئے جی عبودیت پائی جاتی ہے۔ تکبر اور خود پسندی کا چھوڑنا ظاہر ہوتا ہے۔

۱۴۷۹: وَعَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيعِ سَخِطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی: "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الرقاق، باب اکثر اهل الحنة الفقراء۔

**اللَّحَائِشُ:** زَوَالِ نِعْمَتِكَ: یعنی وہ نعمت جو آپ نے دینی یا دنیوی دے رکھی ہے اس کا زائل ہونا۔ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ: آپ نے جو صحت عنایت فرما رکھی ہے اس کا ضعف اور مرض میں تبدیل ہونا۔ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ: اچانک سزا میں مبتلا ہونا۔ جَمِيعِ سَخِطِكَ: یعنی تیری ناراضگی کے اسباب۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی چاہئے اس بات سے کہ اس کی نعمتیں زائل ہو جائیں عافیت بدل جائے اور اچانک سزا میں گرفتار ہو جائے۔ مزید اسی طرح اس کی ناراضگی کے دوسرے اسباب سے بھی۔ (۲) نعمت اور عافیت کو ان چیزوں میں استعمال کرنا چاہئے جو اللہ کو خوش کرنے والی ہوں تاکہ یہ ان نعمتوں کے بقاء کا سبب بن جائے۔

۱۴۸۰: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبَخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، اللَّهُمَّ ابْتِنْفِيسِي تَقَوَّاهَا ، وَرَزَقَهَا أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ رِزْقِهَا ، أَنْتَ"۔  
 ۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے: "اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بخل، شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا

وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا“  
 مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب الاستعاذہ من شر ما عمل

**اللُّحَاثَاتُ:** ات نفسی تقواها: یعنی اس کو قوت عنایت فرما کہ وہ تیرے حکم کی اطاعت کرے۔ خواہشات کی اتباع سے دوری اور ارتکاب سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔ ذکھا: اس کو رذائل سے پاک کر دے۔ انت ولیہا: تو اس کا مددگار ہے۔ مولاہا تو اس کا مالک و مختار ہے۔ من علم لا ینفع: ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ علم جو فائدہ مند دے۔ لا یخشع: جو جلال الہی کے سامنے عاجزی نہ اختیار کرے۔ وہ دل سخت ہے۔ ولا تشبع: حرص کی بناء پر سیر نہ ہو اور پیاسا رہے۔

**فوائد:** (۱) حدیث میں مذکورہ امور سے استفادہ مستحب ہے۔ (۲) تقویٰ کی ترغیب دی گئی اور عمل و علم کو پھیلانے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کر لے اور اطاعت اور واجبات کی ادائیگی کے لئے پابکار رہے اور اپنی طرف سے ایسے کام کرے جو بھلائی میں مخلص ظاہر کرنے والے ہیں اور اعمال کی توفیق میں باری تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کرے۔ (۴) اپنے دین اور دنیا کے لئے فائدہ مند علم کو حاصل کر لے اور بے فائدہ علم کو چھوڑ دے اور قناعت پر راضی ہو جائے۔

۱۴۸۱: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَرَبِّكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَرَبِّكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا، آپ پر توکل کیا، آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔ پس تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔" بعض روایوں نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد ( الحدیث الاول) و الدعوات، باب الدعاء اذا انتہ من اللیل و مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب ما یقول عند النوم و اخذ المضحج۔

**اللُّحَاثَاتُ:** الیک انبت: میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بک خاصمت: میں تیرے راستہ میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔ الیک حاکمت: یہ حکمت کے معنی میں ہے اور باب فاعلہ مبالغہ کے اظہار کے لئے ہے۔ میں تیری بارگاہ میں فیصلہ پیش کرتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل رجوع، تمام حالات میں جھکاؤ اور میلان اختیار کرنا بیان کیا گیا۔ اسی کی رسی مضبوط تھامنا اور اس کی پناہ میں آنا چاہئے نہ کہ کسی اور کی۔



۱۳۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ" "اے اللہ میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب، غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

۱۴۸۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ : "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذة والترمذی فی الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر و الدجال و كذلك رواه البخاری فی الدعوات، باب التعوذ من فتنه الفقر۔

**اللِّخَائِذُ:** من فتنه النار: آگ کے ابتلاء سے۔ من شر الغناء و الفقر: اور ترمذی کی روایت میں من شر فتنه الغنى اور من شر فتنه الفقر کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ غناء فتنے کا باعث اس وقت بنتا ہے جبکہ حلال و حرام کا مال جمع کیا جائے اور انسان بخل، تکبر اور خوش عیشی میں مبتلا ہو جائے اور فقر بعض حالات میں ناامیدی، اکتاہٹ اور تقدیر سے بیزاری تک پہنچا دیتا ہے۔

**ہوائد:** (۱) آگ سے خوف کا تذکرہ فرمایا گیا۔ ان معاصی کے ارتکاب سے دور رہنے کا حکم دیا گیا جو آگ میں داخلے کا باعث بنتے ہیں۔ (۲) غناء اور فقر میں بھلائی ہے جو ان کو بھلائی میں لگائے اور ان سے بھلائی کمائے۔ (۳) فتنہ غناء و فقر سے خبردار کیا گیا۔

۱۳۸۳: حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ" "اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۸۳: وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ، وَهُوَ قُتَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ : "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد عليه السلام۔

**اللِّخَائِذُ:** قطبہ بن مالک: یہ ثعلبی صحابی ہیں جو کوفہ میں رہائش پزیر ہوئے اور آپ ﷺ سے انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ منکرات الاخلاق: مثلاً خود پسندی، تکبر، فخر، غرور، حسد، ظلم و بغاوت۔ منکرات الاعمال: زنا، شراب خوری اور تمام محرمات۔ منکرات الہواء: غلط عقائد اور باطل مقاصد۔ تباہ کن افکار و خیالات اور گھٹیا عادات و اطوار۔

**ہوائد:** (۱) روایت میں منکرات سے بچنے کی تاکید اور عمدہ اخلاق اور اعمال صالح کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۳۸۴: حضرت شکر بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دعا سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: "اے اللہ میں اپنے کان کے شر، آنکھ کے شر، اپنی زبان کے شر، اپنے دل کے شر، منی (مادہ حیات) کے شر سے تیری پناہ

۱۴۸۴: وَعَنْ شَكْرِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءٍ قَالَ : "قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي

وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي ' وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ' چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد ترمذی)  
وَالْبَرِّ مَذِي قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی الصلاة' باب الاستعاذه والترمذی فی ابواب الدعوات' باب الاستعاذه من شر السمع۔  
**التخارج:** شر سمعی: یعنی یہ کہ میں جھوٹی بات، بہتان وغیبیت اور جن باتوں کا سننا حرام ہے ان کو سنوں اور حق بات کو نہ سنوں۔  
شر بصری: لوگوں کے مستورہ مقامات پر میری نظر پڑے یا محرمات پر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نگاہ رکھوں۔ شر قلبی: اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ دل کو کسی دوسری چیز میں مشغول کروں۔ شر مینی: بنی لذت و شہوت سے نکلنے والے انسانی مادہ یہاں مراد شرمگاہ ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں صراحتاً مذکور ہے اور اس کا شریہ ہے کہ اس کو غیر مشروع مقام پر استعمال کرے۔

**ہوائند:** (۱) اس روایت میں کان، آنکھ، دل، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقامات پر استعمال سے منع کیا گیا۔ (۲) حواس کے سلسلہ میں انسان کی مسؤلیت ذکر کی گئی۔ جیسا ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ کہ ان تمام سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۱۴۸۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُدَامِ، وَسَبِيءِ الْأَسْقَامِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ میں برص، جنون، کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی کتاب الصلاة' باب الاستعاذه۔

**التخارج:** البرص: یہ معروف بیماری ہے جس سے بدن پر سفید دھبے بن جاتے ہیں۔ الجنون: عقل کا زائل ہونا۔ الجزام: صاحب قاموس کہتے ہیں یہ مرض جسم میں سوداء کے پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اعضاء کا مزاج اور ان کی ہیئت کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ بعض اوقات پر تمام اعضاء کو کھاجاتا ہے اور زخموں سے گوشت کٹ کٹ کر گرنے لگتا ہے۔ سینی الاسقام: بدترین بیماریاں مثلاً فاج، اندھا پن وغیرہ۔

**ہوائند:** (۱) مہلک اور بدترین بیماریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ بیماریاں انسان کے صبر کو زائل کر کے اس کے اجر کو ختم کر دیتی ہیں۔

۱۴۸۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يَنْسُ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يَنْسِتُ الْبِطَانَةُ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواه ابو داؤد فی الصلاة' باب الاستعاذه۔

**التخارج:** الضجیع: ساتھی۔ البطانة: اندرونی خصلت۔

**فوائد:** (۱) سخت بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی اور خیانت کی عادت سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

۱۴۸۷: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مَكَاتِبًا جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمْنِيَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جَلْدٍ دَبْنَا آذَاهُ اللَّهُ عَنْكَ؟ قُل: "اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؑ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے اگرچہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں: "اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی باب ابواب الدعوات۔

**اللِّغْزَانِ:** مکاتب: وہ غلام جس کو ایک طے شدہ رقم کے بدلے آزاد کرنے کا معاہدہ مالک کرے۔ کتابت: وہ قرضہ جو بدل کتابت کا مجھ پر بنتا ہے۔

**فوائد:** (۱) ان کلمات سے دعا کرنا قرض کی ادائیگی میں معاون ہے اور اس سے لوگوں سے استغناء بھی مل جاتا ہے۔

۱۴۸۸: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَ أَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِمَا: "اللَّهُمَّ اَلْهِمْنِي رُشْدِي" وَاعْذِنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین کو دو کلمات بتلائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ اَلْهِمْنِي....." اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں الہام فرما اور میرے نفس کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی باب الدعوات۔

**اللِّغْزَانِ:** الہمنی رشدی: اے اللہ مجھے ہدایت کا الہام فرما ان اعمال کے ذریعہ جو آپ کو پسند ہیں۔ اعذنی: مجھے پناہ دے اور میری حفاظت فرما۔ من شر نفسی: مجھے میرے نفس کے شر اور اس کی خواہشات سے محفوظ فرما۔ یہ دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری پیدا کرنے والی ہیں۔

**فوائد:** (۱) نفس کی شرارتوں سے بچنا چاہئے اور تمام امور و معاملات میں اللہ تعالیٰ سے استقامت و ہدایت طلب کرنی چاہئے۔

۱۴۸۹: وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ: "سَلُوا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ" فَمَكَّنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ

۱۳۸۹: حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھلا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ سے عاقبت مانگو" میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے

تَعَالَى قَالَ لِي: "يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولَ اللَّهِ، سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے عباس! اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات: باب ای الدعاء الفضل۔

اللَّخَائِذُ: العافية: یہ عافا اللہ سے اسم مصدر ہے یعنی اے اللہ میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذا دینے والی ہیں۔  
 فوائد: (۱) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے کیونکہ اس میں گناہوں اور بیماریوں سے سلامتی میسر آتی ہیں۔

۱۴۹۰: وَعَنْ شَهْرٍ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرَ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرَ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۳۹۰: حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپ کے پاس ہوتے تو آپ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپ کی اکثر دعا یہ تھی: "اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے پر مضبوط رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الدعوات باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی۔

اللَّخَائِذُ: یا مقلب القلوب: اے دلوں کو پھیرنے اور گراہی سے ہدایت کی طرف تبدیل کرنے والے۔  
 فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور عاجزی بارگاہ الہی میں اس سے ظاہر ہو رہی ہے اور آپ نے اپنی امت کو یہ دعا سکھا کر اسی کی تعلیم دی۔ (۲) استقامت و ثابت قدمی کی اہمیت واضح کی گئی اور بتلایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

۱۴۹۱: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ: اَللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَأَهْلِي، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۳۹۱: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: "اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان، اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات: باب من دعاء داؤد علیہ السلام۔

اللَّخَائِذُ: و من الماء البارد: ٹھنڈے پانی کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ طبیعت کا میلان اس کی طرف بہت ہوتا ہے اور خصوصاً گرمیوں میں تو یہ سب سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت پر ابھارا گیا اور عمل صالح کی طرف کوشش کی ترغیب دی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ...﴾ - الایة (۲) اپنی ذات و اہل و عیال اور ہر وہ چیز جس کی طرف نفس مائل ہو ان سب

پرانہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور مجاہدہ نفس کو مقدم کیا۔

۱۴۹۲ : وَعَنْ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْظُّوْرُ بَيْنَا ذَا الْجَلَالِ  
 وَالْإِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
 مِنْ رِوَايَةِ رَبِيعَةَ ابْنِ عَمْرِو الصَّحَابِيِّ قَالَ  
 الْحَاكِمُ : حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ :  
 "الْظُّوْرُ" بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الظَّاءِ  
 الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ : الزُّمُوْرُ هَذِهِ الدَّعْوَةُ  
 وَأَكْبَرُهَا مِنْهَا۔

۱۳۹۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" کے کلمات کا خوب اہتمام کرو۔" (ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

الْظُّوْرُ: اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب رقم ۹۹ ولم نره فی النسائی و قد ذکر فی التعليق علی الترمذی ان هذا مما تغرد به الترمذی۔

**التَّحْقِيقُ:** الجلال و الاكرام: اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات والوہیت کے لئے جو صفات ضروری ہیں ان کی جامع ہے۔ بعض نے کہا الجلال و الاكرام یہ اسم اعظم ہیں اس میں اعظم کی تعین میں ایک قول یہ بھی ہے۔

**فوائد:** کثرت سے دعا کرنی چاہئے اور حدیث میں وارد الفاظ سے دعا کی ابتداء کرنی چاہئے کیونکہ اس میں اللہ کی مکمل تعریف اور صفات کمال سے اس کو موصوف کیا گیا ہے۔

۱۴۹۳ : وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ تَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ تَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، فَقَالَ : "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا ﷺ وَتَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۳: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعائے بتلا دوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو: "اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الدعوات، باب اللهم انا نسالك بما سالك به نبيك صلى الله عليه وسلم

**اللَّحَازِنُ**: المستعان اس سے متسود اعانت ہے۔ عليك البلاغ اس کا معنی کفایت ہے جو چیز دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کفایت کی حد تک پہنچ جائے۔

**فوائد**: (۱) اس جامع دعا پر بیشکی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی تمام دعاؤں کی جامع ہے۔ (۲) اس حدیث کا فائدہ خاص طور پر اس آدمی کے لئے ظاہر ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کی دعائیں یاد نہ ہوں یہ اسلام کی آسانی اور اللہ کی اپنے بندے پر رحمت کی وسعت ہے۔

۱۴۹۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ أَيْئًا أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آثِمٍ وَالنَّعِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالْفُورَ بِالْحَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: "اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔" حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر ہے۔

**تخریج**: رواہ الی کم فی المستدرک۔

**اللَّحَازِنُ**: موجبات رحمتک یعنی جو چیزیں تیری رحمت کو لازم کرنے والی ہیں۔ عزائم مغفرتک یعنی وہ چیزیں جو تیری بخشش کا تقاضا کرتی ہیں۔ السلامة من کل آثم: اثم سے مراد یہاں معصیت ہے۔ والنعیمہ من کل بر: یعنی ہر بھلائی کی کثرت۔

**فوائد**: نیکی اور اطاعت کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے۔ گناہوں اور نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اس باب کے اختتام پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ اصل مطلوب تو دعائیں ہیں جیسے دوسرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حق عبودیت کے بعد اور آگ سے نجات اور سلامتی کے ساتھ جنت کا داخلہ طلب کرنا چاہئے۔ اس عظیم مقصد میں قبولیت کا مدار جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ ہی تو ہے۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ رُحِّحَ عَنِ النَّارِ...﴾ الایة۔

**بَابُ**: پس پشت دعا کرنے

۲۵۱: **بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرٍ**

کی فضیلت

الْغَيْبِ!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔" (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں۔" (محمد) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ [الحشر: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ [محمد: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى: إِخْبَارًا عَنْ

علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: ”اے رب ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو“۔ (ابراہیم)

۱۳۹۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی اس کے مثل ملے“۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسند فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب

اللَّخَائِذُ: لاجیہ: یعنی اسلامی بھائی۔ بظہر الغیب: اس کی غیر موجودگی میں۔ ولک بمثل: یعنی تمہیں بھی اس کی مثل اور اس کے بدلے میں ملے جو تو نے دعا کی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ یہ فضیلت تمام مسلمانوں یا مسلمانوں کی کسی جماعت کے کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

۱۳۹۶: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ”مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے مثل ملے“۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب۔

اللَّخَائِذُ: ملک مؤکل یعنی اس عمل کے لئے خاص طور پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ آمین: یا اسم فعل ہے جو امر کے معنی میں ہے یعنی تو قبول کر۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ مسلمان اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے تاکہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مثل اس کو حاصل ہو جائے۔

### بَابُ: دَعَاكَ مَتَّعًا

۱۳۹۷: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو جزا اللہ خیراً (یعنی اللہ تجھ کو

إِبْرَاهِيمَ ۞ : رَبَّنَا اغْفِرْ لِي ۙ وَلِوَالِدَيَّ  
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ  
[ابراہیم: ۴۱]

۱۴۹۵: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ۞ يَقُولُ: ”مَا مِنْ عَبْدٍ  
مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ  
الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسند فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب

اللَّخَائِذُ: لاجیہ: یعنی اسلامی بھائی۔ بظہر الغیب: اس کی غیر موجودگی میں۔ ولک بمثل: یعنی تمہیں بھی اس کی مثل اور اس کے بدلے میں ملے جو تو نے دعا کی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ یہ فضیلت تمام مسلمانوں یا مسلمانوں کی کسی جماعت کے کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

۱۴۹۶: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ۞ كَانَ  
يَقُولُ: ”دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ  
الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ: عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ  
كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ  
بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ“  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب۔

اللَّخَائِذُ: ملک مؤکل یعنی اس عمل کے لئے خاص طور پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ آمین: یا اسم فعل ہے جو امر کے معنی میں ہے یعنی تو قبول کر۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ مسلمان اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے تاکہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مثل اس کو حاصل ہو جائے۔

### ۲۵۲: بَابُ فِي مَسَائِلِ مِنَ الدُّعَاءِ

۱۴۹۷: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۞: ”مَنْ صَعَّ إِلَيْهِ  
مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ

أَبْلَغَ فِي النَّسَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : (بہتر بدلہ دے) دے تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی۔  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب النیر والصلۃ باب ما جاء فی المستشبع بسانم یعضہ۔

**اللَّحَائِشُ:** ابلغ فی النساء یعنی کرنے والے کی اس نے پوری تعریف کر دی اور احسان کرنے والے کو اس کے احسان کا بہترین بدلہ دے دیا۔

**فوائد:** مؤمن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مؤمن کو احسان کر کے جتنا نائیں چاہئے البتہ احسان کرنے والے کے احسان کا اعتراف کرنا چاہئے۔

۱۴۹۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "لَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ ، وَلَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنِّي اللَّهُ سَاعَةً يُنْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی جانوں کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے بددعا کرو اور نہ اپنے اموال کے لئے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بددعا تمہارے حق میں قبول کر لی جائے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلمہ فی اوخر کتاب الزهد و الرفائق باب حدیث حابر الضویں و قضاہ ابی النسر

**فوائد:** (۱) اپنے لئے اولاد یا مال کے لئے کسی نقصان کی بددعا نہ کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا قبولیت کے وقت میں ہو۔  
 (۲) بعض اوقات کی کچھ خصوصیات ہیں جن میں اللہ دعا قبول فرماتے ہیں۔ مؤمن کو ان مبارک گھڑیوں میں دعا کے لئے اہتمام کرنا چاہئے لیکن دعائیں خیریت رحمت اور عافیت کی ہونی چاہئے نہ کہ عذاب و بلاکت کی۔ (۳) قبولیت دعا میں سب سے زیادہ قابل امید اوقات رات کا پچھلا پہرا اور فرضی نمازوں کے بعد کے اوقات ہیں۔

۱۴۹۹ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاجْتَرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلمہ فی کتاب الصلاة باب ما یقال فی الركوع و السجود

**اللَّحَائِشُ:** اقرب ما یكون العبد من ربه یعنی مرتبے کا قرب جو کہ معنوی ہے مراد ہے۔

**فوائد:** (۱) سجدہ کی حالت میں دعا افضل ہے کہ اس حالت میں نمازی اپنے رب اور خالق سے انتہائی قریب ہوتا ہے۔

۱۵۰۰ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "يُسْتَحَابُّ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ : قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جہد میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے لگے میں نے اپنے رب



سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلدی میں نہ پڑے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔“

وَقِيلَ رَوَايَةٌ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِأَنفِهِ، أَوْ قَطِيعَةَ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعِجِلْ" قِيلَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْتِعْجَالُ؟" قَالَ: "يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَبْ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ"

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الدعوات، باب يستجاب لنعبد ما نتم بعجل

اللحائش: یا انہم: یعنی معصیت: فلیث تحسر: پس وہ جلدی بچانے سے تھک جاتا ہے۔

**فوائد:** مسلمان اپنے رب سے دعا کرے اور اس کی دعا خیر ہی ہوتی چاہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے بے شک کہ وہ گناہ کی دعا نہ کرے یا جلدی نہ بچائے۔ (۲) قبولیت سے مانع جلد بازی وہ ہے جو دعا کو چھوڑنے تک لے جانے والی ہے

۱۵۰۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں کے بعد کی۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۵۰۱: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب العزم فی المسألة۔

اللحائش: جوف الليل: رات کا درمیان حصہ۔ و بر الصلوات المكتوبات: یعنی پانچ فرضی نمازوں کے بعد۔

**فوائد:** (۱) دعا کی قبولیت کے لئے مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ کثرت سے دعا کرے۔

۱۵۰۲: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زمین پر جو مسلمان بھی اللہ پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔“ لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ زیادہ دے دیں گے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

حاکم نے ابو سعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اسی طرح کا اجر خیرہ فرمالتے ہیں۔

۱۵۰۲: وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَا عَلَيَّ الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ بِهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِأَنفِهِ، أَوْ قَطِيعَةَ رَحِمٍ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِذَا نَكَّرْتُ قَالَ: "اللَّهُ أَكْثَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ - وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رَوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ: "أَوْ يَدْحَرُ لَهْ مِنَ الْآجِرِ مِثْلَهَا۔"

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب استجابة الدعاء فی غیر قطعیة رحمہ اللہ تعالیٰ: اذا نکثر: یعنی جب دعا بغیر گناہ کے قبولیت والی ہے تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ اللہ اکبر: یعنی اللہ کے احسانات بہت زیادہ ہیں اور اس کی عنایتیں اس سے کہیں بہت بڑھ کر ہیں۔ صرف: روک لیا۔

**فوائد:** دعا ضائع نہیں جاتی یا تو وہ اسی وقت قبول ہو جائے گی اور اس کا مقصد صل ہو جائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنی قدرت سے برائی کو روک دے گا یا اسی کی طرح کالفع اس کے لئے جمع کر دے گا کیونکہ اللہ کے ہاں بھلائیاں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں جتنی لوگ مانگتے اور طلب کرتے ہیں۔

۱۵۰۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: 'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور حلم والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں'۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۰۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُرْبِ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات 'باب الدعاء عند الكرب'۔ و مسلمہ فی کتاب التذکر 'باب الدعاء الكرب اللہ تعالیٰ: الكرب سخت

**فوائد:** سختیوں اور پریشانیوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل اعتماد اور ماسوا پر نظر نہ رکھنا اسباب کو جمع کرنے کے بعد یہی اس کی دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کثرت سے ایسے موقعہ پر کرنی چاہئے۔

بَابُ: اولیاء اللہ کی کرامات اور ان

۲۵۳: بَابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ

کی فضیلت

وَفَضْلِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء ان پر نہ خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے'۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'اے مریم تو کھجور کے ستے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے پس تو کھا اور جی'۔ (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: 'جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے زکریا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّا إِنَّا الْأَوْلِيَاءِ اللَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْأٰخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ» [يونس: ۶۲-۶۴] وَقَالَ تَعَالَى: «وَهَزَىٰ إِلَيْكَ بِجَنَاحِ السَّحَابِ تَسَاقُطُ عَلَيْكَ رَطْبًا حَبِيبًا فَاكُلِي وَاشْرَبِي» [مریم: ۲۵-۲۶] وَقَالَ تَعَالَى: «كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ

وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں تلخدگی اختیار کرو پھر نماز میں پناہ لو۔ تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارا رب لئے تمہارے معاملے میں آسانی مہیا فرمادے گا۔ اور تم دیکھو گے کہ سورج طلوع ہوتے وقت نماز کے دہانے سے مڑ کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف ان سے ستر کرنا نکل جاتا ہے۔" (الکہف)

يَتَرَمُّمُ أَنِي لَكَ هَذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ | آل عمران: ۱۳۷ | وَقَالَ تَعَالَى: وَإِذْ عَتَرْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَهْتِكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَيَتَرَى الشَّمْسُ إِذَا طَلَعَتْ تَوَارُورًا عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرَّبَتْ مِنْ ذَاتِ الشَّمَالِ | الْكَهْف: ۱۶ |

حل الآيات: اولیاء اللہ جمع ولی، وہ مؤمن جو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اس لئے کہ اس نے اللہ کی رضامندی کی اتباع کر کے اس کے ساتھ دوستی اختیار کر لی۔ ربطاً جنساً یعنی وہ تازہ کھجوریں جو تازہ جانے کے لائق ہوں یا تازہ کھجوریں۔ المحراب: وہ کمرہ جس میں مریم بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی اور زکریا علیہ السلام نے یہ کمرہ ان کے لئے بنایا تھا۔ انی بک هذا: یہ انہی کیف کے معنی میں ہے کہ تمہیں کیسے ملے یا دین کے معنی میں ہے کہ تمہیں کہاں سے ملیں۔ منتشر: وہ پھیلائے گا۔ موفق: وہ چیز جس سے تم اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہو۔ تزور: مائل ہونا اور پھر جانا۔ تقرض: ان سے پھر کر اور دور بوکر۔

۱۵۰۴: حضرت ابو محمد عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو سات لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو لائے اور نبی اکرم ﷺ کو گھر لے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھایا پھر رز کے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا تمہیں اپنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا: "کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے آپ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اونا دان! مجھے برا بھلا کہا اور بد دعا دی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ

۱۵۰۴: وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فَقْرَاءً وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةً فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ" أَوْ كَمَا قَالَ، "وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبَّكَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ - قَالَتْ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصْيَابِكَ؟ قَالَ: أَوْ مَا عَشَيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبُو حَتَّى تَجِيءَ وَقَدْ غَرَضُوا عَلَيْهِمْ قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَأَخْبَبْتُ! فَقَالَ: يَا غَنُورُ! فَحَدِّثِ وَسَبِّ، وَقَالَ: كُلُوا!

بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتنا کہ پہلے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتنا اس سے پہلے تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو اپنی بیوی کو فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک البتہ وہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابو بکر رضی اللہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغمانے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے وہ صبح تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہو گئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ چھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابو بکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوا یا اور خود کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جو نبی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر ابھر آتا تھا پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک بے شک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پہلے جتنا تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبد الرحمن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا مالک کہاں ہے؟ عبد الرحمن نے کہا تم کھانا کھا لو انہوں

لَا هَيْنًا وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ۚ قَالَ : وَإِنَّ اللَّهَ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ : يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ : لَا وَقُوَّةَ عَيْنِي لَهَا الْآنَ أَكْثَرَ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ ! فَآكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ : إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ۚ بَعْنِي بِمِثْنِهِ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاصْبَحَتْ عِنْدَهُ - وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلَ ۚ فَتَفَرَّقْنَا ۚ انْتَبَهَ عَشْرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ نَاسٌ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمِّ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَآكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ ۚ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ ۚ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوْ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَذَعَا بِالطَّعَامِ فَآكَلَ وَآكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْتَفِعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَسَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ : يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ : مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ : وَقُوَّةَ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ أَكْثَرَ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ ! فَآكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ اللَّهَ أَكَلَ مِنْهَا - وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ : دُونَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهِمُ قَبْلَ أَنْ أَحْبِيَءَ ۚ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَنَاهُم بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ : أَطْعَمُوا ۚ فَقَالُوا : آيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ

نے جواب دیا جب تک ہمارے گھر کا مالک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کر لو اگر وہ اس حال میں آگئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہمیں ضرور ان کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: تم لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے عبدالرحمن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی اے عبدالرحمن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا: اونا دان! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو فوراً آ جا۔ پس میں اٹھا اور میں نے کہا آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے کہا اس نے سچ کہا۔ یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابو بکر صدیق نے کہا تم نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ فرمایا: ”تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے ہو؟ تو کھانا لا۔“ عبدالرحمن کھانا لائے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور کہا: بسم اللہ! پہلی بات یعنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ: یعنی اور نادان۔ فَجَدَّعَ: ان کو برا بھلا کہا جَدَّعَ کا اصل معنی کاٹنا ہے يَجِدُّ عَلَيَّ: ناراض ہونا۔

أَطْعَمُوا ، قَالُوا مَا نَحْنُ بِأَكْلِينَ حَتَّى يَجِيئَ رَبُّ مَرْزَلِنَا ، قَالَ : أَقْبِلُوا عَنَّا فِرَاكُمُ فَإِنَّهُ إِن جَاءَ وَتَمَّ تَطْعَمُوا لِنَلْقِيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُّ عَلَيَّ ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ : مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ ، فَقَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَّتْ ، ثُمَّ قَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكَّتْ ، فَقَالَ عُنْفُرٌ أَفْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتُ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتُ! فَعَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَصِيَّاكَ ، قَالُوا : صَدَقَ ، أَنَا يَا بَه - فَقَالَ : إِنَّمَا أَنْتَظِرُ تَمُوتِي وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ - فَقَالَ الْآخَرُونَ : وَاللَّهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ فَقَالَ : وَيَلِكُمْ مَا لِكُمْ لَا تَقْبَلُونَنَا عَنَّا فِرَاكُمُ! هَاتِبِ طَعَامَكَ فَجَاءَ بِهِ فَوَضَعَ بَدَهُ فَقَالَ : بِسْمِ اللَّهِ الْأُولَى مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَآكَلُوا وَآكَلُوا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهُ "عُنْفُرٌ" بِعَيْنِي مُعْجَمَةٌ مَضْمُومَةٌ ثُمَّ نُونٌ سَاكِنَةٌ ثُمَّ تَاءٌ مُطْلَقَةٌ وَهِيَ: الْعَيْبَةُ الْجَاهِلُ وَقَوْلُهُ فَجَدَّعَ : أَي سَنَمَهُ ، وَالْجَدَّعُ الْقَطْعُ - قَوْلُهُ "يَجِدُّ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيمِ : أَي يُغَضِبُ۔

تخریج: رواد البخاری فی کتاب مواقیت الصلاة، باب السمرع الاهل و کتاب المناقب و مسند فی کتب الاشریة، باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ۔

اللُّغْزَانُ: الصفة: وہ چھوٹا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی چھیلی جانب اس لئے بنوایا تھا تاکہ وہاں وہ فقراء صحابہ ٹھہر سکیں جن کے کوئی اہل و عیال نہ تھے۔ بسادس: اور چھٹے سمیت۔ لبت: کسی معاملے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ وقد عرضوا: گھروالوں یا خدام نے پیش کیا اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ہم نے ان پر پیش کیا مگر انہوں نے انکار کیا۔ فجدع: انہوں نے کان کاٹنے کی دعا کی یا جدع سے مراد ناک یا ہونٹ۔ رہا بڑھ گیا۔ یاخت بنی فراس: یہ بنو فراس کنانہ کا قبیلہ بنی مراد اس سے اے ان لوگوں کی بہن جن کی نسبت بنو فراس کی طرف ہے۔ و فرقة العين: واؤ قسمیہ اور فرقة لعین یہ خوشی سے کنایہ ہے اس چیز کو دیکھنا جس کو انسان پسند کرے۔ یہ مراد ہے۔ فحلفت المرأة امرأة سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے۔ هذه من الشيطان اس سے مراد وہ قسم ہے جو نہ کھانے کی تھی یا اس سے مراد غصے کی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے قسم کھائی جائے۔ دونک

اضیافک: یعنی اپنے مہمانوں کو لو اور ان کی خدمت کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فافرغ من قراہم: یعنی ان کی مہمانی اور اکرام کو مکمل کر لو۔ رب منزلنا: گھر کا مالک۔ تنحیت: یعنی میں دور ہوا اور ان کے غصے سے ڈر کر چھپ گیا۔ لما جنت: یہ جواب قسم ہے یعنی میں تمہیں قسم دیتا ہوں تو ضرور آؤں۔ ویلکم: ویل کا معنی بلاکت ہے اور یہ کلمہ بد دعا کے طور پر کہا جاتا ہے۔ الا ولی من الشیطن: یعنی وہ پہلی قسم جو انہوں نے نہ کھانے کے لئے اٹھائی۔

ہوائند: (۱) کھانے میں اضافہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ (۲) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بیوی اور بیٹے کی سخاوت اور کرم نفس کہ مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ان کے دل پریشان ہوئے۔ (۳) قسم توڑنا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا چاہئے جبکہ کسی بھلائی کے چھوڑ دینے کی قسم کھائی ہو۔ جیسا بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: "انہی لا احلف بعینا فارحی غیرہا خیر منہا الا کفرت عن یمینی" (الحديث) یعنی "جب میں کسی چیز کی قسم اٹھالیتا ہوں پھر دوسرا کام اس سے بہتر پاتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے وہ بہتر کام کر لیتا ہوں"۔

۱۵۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَلْبَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ نَاسٌ مُّحَدِّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَفِي رِوَايَتَيْهَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: "مُحَدِّثُونَ" أَيْ مُلْهُمُونَ۔

۱۵۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔" (بخاری)

مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول "مُحَدِّثُونَ" کا معنی "مُلْهُمُونَ" یعنی الہام کئے ہوئے ہے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی فضائل الصحابة' باب مناقب عمر و فی کتاب الانبياء و مسلم فی فضائل الصحابة' باب من فضائل عمر رضي الله عنه۔

ہوائند: اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۵۰۶: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَا أَهْلَ الْكُوفَةِ سَعْدًا يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْتَمَعَلَ عَلَيْهِمْ عَمَارًا فَشَكَرُوا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ بَصُلِيٍّ - فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا اسْحَاقَ! إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تَصَلِيٍّ فَقَالَ: أَمَا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أَصَلِيٍّ بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا أَحْرِمُ عَنْهَا أَصَلِيٍّ عَلَوْتِي الْعِشَاءَ فَأَرَكُدُّ فِي الْأَوَّلِينَ وَأُخَفُّ

۱۵۰۶: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمار کو ان کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابو اسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لے لیا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو

اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیقات کیلئے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو فوف بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنو عیسیٰ میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابو سعده تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد لشکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں برابری کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تین دعائیں کروں گا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فقر کو لمبا کر دے اور فتنوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ جابر بن سمرہ سے راوی عبد الملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر پڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا۔ (بخاری و مسلم)

فِي الْأَحْرَبِ قَالَ : ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَقَ وَأُرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا - أَوْ رَجُلًا إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ فَلَمْ يَدْعُ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ ' وَيُنَوِّنُ مَعْرُوفًا ' حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبَسَ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ' يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ ' يُكْنَى أَبُو سَعْدَةَ ' فَقَالَ : 'أَمَا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَعْدُلُ فِي الْقَضِيَّةِ ' قَالَ سَعْدٌ : 'أَمَا وَاللَّهِ لَا دُعُونَ بِنَلَاتِ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَمَا دَبَّابًا ' قَامَ رِيَاءٌ ' وَسَمِعَهُ قَاطِلٌ عُمَرَهُ ' وَأَطْلُ فِقْرَهُ وَعَرَضَهُ لِلْفَتَنِ - وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ : ' شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ ' أَصَابَنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو الرَّائِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ : 'فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنِهِ مِنَ الْكِبَرِ ' وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْحَوَارِي فِي الطَّرْفِ فَيَعِزُّهُمْ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان باب وجوب القراءة للامام و مسلم فی کتاب الصلاة باب القراءة فی الظہر و العصر۔

اللِّحْيَانِ : واستعمل یعنی عامل بنایا۔ عمار: ان کے حالات کتاب کے آخر میں باب التراجم میں دیکھو۔ یا ابان اسحق: یہ سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے ان کے حالات بھی باب التراجم میں دیکھو۔ للاحوم: میں کم نہیں کرتا۔ فارقد: یہ لفظ تلو سے بنا ہے جس کا معنی لمبی دیر قیام کرنا ہے۔ نشدتنا: تُو نے ہم سے بات طلب کی۔ لایسیر بالسریة: یعنی لشکر کے ساتھ نہ نکلے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ لایقسم بسویة: یعنی مال عدل و مساوات سے نہیں دیتے بلکہ غرض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ ولا يعدل فی القضية: یعنی فیصلوں میں اور احکام میں عدل نہیں کرتے۔ ریاء و سعنة: یعنی تاکہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کی بات سنیں۔ پس اس کو اس کی وجہ سے شہرت ہے اور اس کا تذکرہ ہو۔

ہوا عند: (۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ (۲) ترمذی ابن حبان اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ اے اللہ تو سعد کی دعا قبول کر جو وہ تم سے دعا کرے۔ (۳) جو آدمی کسی والی کے متعلق چغلی کھائے۔ تو اس کے عمل کے مقام پر فضیلت والے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھ پچھ کر لینی چاہئے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں سے سوال کیا جو نماز کے لئے مسجد کو لازم پکڑنے والے تھے۔ (۴) امام کسی حاکم کو جس کے متعلق شکایت پیدا ہو

خواہ وہ شکایت جھوٹی ہو جب کہ وہ مصلحت سمجھے تو معزول کر سکتا ہے تاکہ وہ ان پر امیر نہ بنا رہے اس حال میں کہ ان میں کچھ ناپسند کرنے والے ہوں۔

۱۵۰۷: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین زبردستی لے لی ہے۔ پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین دہالی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک باشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: 'اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلاک کر۔' حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہو گئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود نایبا اور دیواریں ٹوٹتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزرا ایک کنویں کے پاس سے ہوا جو اس کے گھر میں واقع تھا جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

۱۵۰۷: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنَ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَاصَمْتَهُ أُرْوَى بِنْتُ أَوْسِ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ أَخَذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ" فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَذَابَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيِّنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدْرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّهَا مَرَّتْ عَلَى بَنِي فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتَهُ فِيهَا فَوَقَعَتْ فِيهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا.

**تخریج:** رواه البخاری فی بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع ارضین و رواه فی کتاب النظم و مسلم فی المسافد، باب تحريم الظلم و غصب الارض۔

**اللغزات:** سعید بن زید یہ عشرہ مشرہ میں سے ہیں ان کے حالات باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ مروان بن الحکم: یہ بنو امیہ سے ہیں یہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ جب یہ معاملہ پیش ہوا اس وقت یہ مدینہ کے گورنر تھے۔ ابی سبع ارضین: ظلمانی جانے والی ایک باشت زمین پر اس کو سزا سات زمینوں تک دھنسا کر لی جائے گی اور ہر زمین اس کی گردن میں ایک طوق بنا کر لٹکا دی جائے گی۔ بینة: حجت دلیل۔ تلتمس الجدر: دیواریں تلاش کرتی پھرتی اندھے پن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔



**حوادث:** (۱) حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور ان کی قبولیت دعا میں کرامت اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا لحاظ نہ کر ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا پہنچانے سے احتراز کرنا چاہئے اور بعض اوقات سزا دینا میں واقع ہو جاتی ہے۔

۱۵۰۸: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرْتُ أَحَدَ دَعَائِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي عَزْرًا عَلَى مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَأَسْتَوْصِ بِأَخْوَاتِكَ خَيْرًا فَاصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلُ قَيْلٍ وَذَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ فَاسْتَخَرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ غَيْرَ أُذُنِهِ فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرِ عَلِيٍّ حِدَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۰۸: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب احد کا موقع آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی ﷺ میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان میں سب سے پہلا میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے یوم احد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سوائے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو علیحدہ قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب هل یخرج العیت من القبر۔

**اللغزات:** حضرت احد: میں معرکہ احد میں حاضر تھا۔ ماہرانی میں اپنے متعلق نہیں گمان کرتا مگر مقتول ہونا۔ فاقض: قرض والوں کو قرضہ ادا کر دینا۔ لم تطب نفسی: یعنی مجھے آرام و اطمینان میسر نہ ہوا۔ فاستخرجتہ: یعنی میں نے ان کو ان کی قبر سے نکالا۔ شاید کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کہ میت کے ریزہ ریزہ ہونے سے پہلے ان کو قبر سے نکالنا شافیہ کے نزدیک قبر کا کھولنا میت کے ریزہ ریزہ ہونے کے غالب گمان اور اس کے اثرات کا غالب گمان ہونے سے پہلے جائز نہیں۔ علی حدہ: میں نے ان کو علیحدہ قبر کے اندر دفن کیا۔

**حوادث:** (۱) عبد اللہ والد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت اس سے ظاہر ہوتی ہے کافی عرصہ کے بعد بھی ان کا جسم نہیں پھٹا۔ موت سے پہلے ان کو اپنی موت کا احساس ہو گیا اور انہوں نے سچے دل سے اللہ سے شہادت طلب کی۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور اپنے نفس اہل اور اولاد پر آنحضرت ﷺ کا ترجیح دینا۔

۱۵۰۹: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِمَا ' فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى آتَى أَهْلَهُ

۱۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة فی الباب التاسع و السبعین قبیل 'باب الخوذة و المرفی المسجد و مناقب الإنصار' باب منقبة اسید بن حضیر و عباد بن بشر

**حوالہ:** (۱) ان دو صحابہ کی کرامت اس میں ظاہر ہوتی ہے اور پیغمبر ﷺ کا معجزہ کیونکہ جو ان کے سامنے روشنی ظاہر ہوئی تھی وہ نور نبوت کی روشنی تھی۔ (۲) جو آدمی اللہ کے فرائض ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو قائم کرنے کے لئے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

۱۵۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام بداءہ میں پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہزبل کے قبیلہ بنولیمان کو ان کی اطلاع ہو گئی پس وہ سوتیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پناہ لی۔ تیر اندازوں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و پیمانہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنولیمان نے ان پر تیر برسائے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین اور شخص ان کے عہد و پیمانہ پر نیچے اتر آئے۔ ان میں ضیب اور زید بن دشہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنولیمان نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لئے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور ضیب اور زید بن دشہ کو لے کر چل دیئے یہاں تک

۱۵۱۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ رَهْطٍ عِنَّا سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ ابْنَ قَابِثِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَزْبِ بَيْتِ بَنِي لِحْيَانَ فَفَرَّوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ فَاغْتَصَبُوا آثَارَهُمْ - فَلَمَّا أَحْسَسَ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَاءُوا إِلَى مَوْضِعٍ فَاحْطَطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا انزِلُوا فَاعْطُوا بَايِدِنَاكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا: فَقَالَ عَاصِمٌ بِنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ عَلَى ذِمَّةِ كَافِرٍ: اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ، فَرَمَوْهُمْ بِالسَّبْلِ فَفَقْتَلُوا عَاصِمًا، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِثَاقِ، مِنْهُمْ حَبِيبٌ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّنِيَّةِ، وَرَجُلٌ آخَرٌ - فَلَمَّا اسْتَمَكُّوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْ تَارَ قِسِيْتَهُمْ فَرَبَطُوهُمْ: قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا أَوَّلُ الْعُدْرِ وَاللَّهُ لَا أَصْحَابَكُمْ إِنَّ لِي بِهَذَا لَأَسْوَأَ سُوءٍ يُرِيدُ الْقَتْلَى فَعَجْرُوهُ وَعَالَجُوهُ قَابِثِي أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَفَقْتَلُوهُ وَأَنْطَلَقُوا بِحَبِيبٍ،

کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خیب کو خرید لیا۔ حضرت خیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا انہوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک آسترہ زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے منگوایا۔ اس نے عاریتہ دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ آسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑکی سخت گھبرائی۔ اس بات کو حضرت خیب نے جان کر کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالنا کہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کفار کو کہا) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمبا کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ ان کی تعداد گن لے اور ان کو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے:

”مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے۔“

حضرت خیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جلا کر باندھ کر قتل کیا جا رہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ

وَزَيْدُ بْنُ الدَّيْنَةِ ، حَتَّىٰ بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَاَتَبَاعَ أَبُو الْحَارِثِ بْنُ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خَيْبًا ، وَكَانَ خَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّىٰ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ قَتْلِهِ فَاَسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَىٰ يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاعَارَتْهُ فَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّىٰ آتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَةً عَلَىٰ فِخْدِهِ وَالْمُوسَىٰ بِيَدِهِ فَفَرِعَتْ فَرَعَةً عَرَفَهَا خَيْبٌ فَقَالَ : اَتَخَشِينِ اَنْ اَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لَافْعَلَ ذَلِكَ ، قَالَتْ : وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ اسِيرًا خَيْرًا مِنْ خَيْبٍ ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قُطْفًا مِنْ عَنَبٍ فِي يَدِهِ وَانَّهُ لَمُؤْتَقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ نَعْمَةٍ وَكَانَتْ تَقُولُ : اِنَّهُ لِرِزْقِ رَزَقَهُ اللّٰهُ خَيْبًا فَلَمَّا حَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِجْلِ قَالَ لَهُمْ خَيْبٌ : دَعُونِي اَصَلِّيْ رَكَعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللَّهِ لَوْ لَا اَنْ تَحْسَبُوْا اَنْ مَا بِيْ جَزَعٌ لَرُدُّتُ : اللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا ، وَاَقْتُلْهُمْ بِدَدًا ، وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا - وَقَالَ :

فَلَسْتُ اَبَالِيْ خَيْرِ اَقْتُلْ مُسْلِمًا عَلَىٰ اَبِيْ حَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذَلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلَهِ وَاِنْ يَشَأْ يَبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شَلُوْ مُمَزَّعٍ وَكَانَ خَيْبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قِتْلًا صَبْرًا لِصَلْوَةٍ ، وَاخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَصْحَابَهُ يَوْمَ اَصْبَحُوا خَيْرَهُمْ ، وَبَعَثَ نَاسًا مِنْ قُرَيْشٍ اِلَىٰ عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدُّوْا اَنَّهُ قِتْلًا اَنْ يُّوْتُوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ ، وَكَانَ قِتْلًا رَجُلًا

نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی اطلاع اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے۔ قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی کھپوں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ ان کھپوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی۔ پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔ (بخاری)

الْهُدَاةُ: جگہ کا نام ہے۔

الظَّلَّةُ: بادل۔

الذَّبْرُ: شہد کی کھپی۔

أَقْلَهُمْ بَدَاذًا: یہ بَدَّةً کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔ اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مارا کہ ہر ایک کا حصہ ہو۔ بعض نے بَدَّةً کی جمع بنایا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہلاک ہو۔ اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جو اپنے مقام پر ابواب میں نرچکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہوگئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ دلائل اس سلسلہ میں بے شمار معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

مِنْ عَظْمَانِهِمْ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مَعْلُ الظَّلَّةِ مِنَ الذَّبْرِ فَحَمَتَهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "الْهُدَاةُ" مَوْضِعٌ وَالظَّلَّةُ: السَّحَابُ - وَالذَّبْرُ: النَّحْلُ - وَقَوْلُهُ:

"أَقْلَهُمْ بَدَاذًا" يَكْسِرُ الْبَاءَ وَفَتْحَهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعٌ بِدَّةٍ يَكْسِرُ الْبَاءَ وَهِيَ النَّصِيبُ وَمَعْنَاهُ: أَقْلَهُمْ حِصَصًا مُتَقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ: مُتَقَرِّقِينَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبِيدِ - وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ هَذَا الْكِتَابِ مِنْهَا حَدِيثُ الْعَلَامِ الَّذِي كَانَ يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيثُ أَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِينَ أُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُولُ:

اسْمِي حَدِيثٌ فَلَانَ، وَغَيْرُ ذَلِكَ، وَالذَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع و کتاب الجهاد، باب هل یستار اللعنان: رهط: آدمیوں کی جماعت۔ عینا: یعنی دشمن کے متعلق جاسوسی کرنے والوں کا کہ ان کے حالات اور پوشیدہ راز وہ معلوم کر سکے۔ بالہدۃ: عسکان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ فنفر وہم: وہ تیزی کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ فاعطوا بایدیکم: یعنی تم فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ جملہ قید ہونے اور اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔ درجیل:

آخر: یہ عبد اللہ بن طارق ہیں۔ استمکنوا منہم: انہوں نے ان پر قدرت پائی۔ اوتار قسیہم: یعنی کمانوں کی تانت۔ یستحذ:

زیر ناف بال صاف کرے۔ فدرج بنی: پجران کے ہاتھوں اور پاؤں میں لڑھکنے لگا۔ قطفنا: گچھ (انگوروں کا)۔ لموثق بالحدید: لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے۔ فی الہل: یعنی ان کو تعظیم کی طرف نکالنا کہ حرم کی زمین سے ان کو دور لے جائیں۔ جزع:

موت کی گھبراہٹ۔ مصرعی: میری موت۔ اوصال: اعضاء۔ شلو: جسم۔ ممزع: کٹا ہوا۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع و کتاب الجهاد، باب هل یستار اللعنان: رهط: آدمیوں کی جماعت۔ عینا: یعنی دشمن کے متعلق جاسوسی کرنے والوں کا کہ ان کے حالات اور پوشیدہ راز وہ معلوم کر سکے۔ بالہدۃ: عسکان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ فنفر وہم: وہ تیزی کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ فاعطوا بایدیکم: یعنی تم فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ جملہ قید ہونے اور اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔ درجیل:

آخر: یہ عبد اللہ بن طارق ہیں۔ استمکنوا منہم: انہوں نے ان پر قدرت پائی۔ اوتار قسیہم: یعنی کمانوں کی تانت۔ یستحذ:

زیر ناف بال صاف کرے۔ فدرج بنی: پجران کے ہاتھوں اور پاؤں میں لڑھکنے لگا۔ قطفنا: گچھ (انگوروں کا)۔ لموثق بالحدید: لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے۔ فی الہل: یعنی ان کو تعظیم کی طرف نکالنا کہ حرم کی زمین سے ان کو دور لے جائیں۔ جزع:

موت کی گھبراہٹ۔ مصرعی: میری موت۔ اوصال: اعضاء۔ شلو: جسم۔ ممزع: کٹا ہوا۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں اس جماعت کی فضیلت۔ ان کے صبر اور بہادری کا بیان۔ (۲) حضرت عاصم اور خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامت اور مشرکین کے تکلیف دینے پر ان کا صبر اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی نہ کرے اور قید میں اپنی بنیادی اور اخلاقی باتوں پر قائم رہے اور دشمن کی طرف سے تکلیف دیے جانے پر بھی ثابت قدم رہے۔ (۴) شہادت سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت خبیب نے یہ عمل کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو باقی رکھا یعنی اس کی تردید نہیں فرمائی۔

۱۵۱۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ  
 لَيْسَ بِ قَطُّ: إِنِّي لَا أَظُنُّهُ كَذَّابًا إِلَّا كَانَ كَمَا  
 يُظُنُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -  
 ۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح  
 کہتے سنا کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ  
 اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی مناقب الانصار باب اسلام عمر

**فوائد:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی قوت ذکاوت اور صحیح حاضر و ماضی اور یہ اللہ کا ان پر خاص فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں سے ایسا معاملہ فرمادیتے ہیں۔

## کتابُ الْأُمُورِ الْمَنْهِيَّ عَنْهَا

بَابُ: غَيْبَتِ كِي حَرَمَتِ أَوْرِزْبَانِ پَر

۲۵۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْعِيْبَةِ وَالْأَمْرِ

پابندی لگانے کا حکم

بِحِفْظِ اللِّسَانِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پانہ کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے: روئے شک اللہ تو یہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔“ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ جو لفظ بھی زبان سے بولتا ہے تو اس کے پاس گنہگار تیار ہے۔“ (ق)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَا تَغْتَبْ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ [سجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: إِمَّا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَيْنٌ [ق: ۱۸]

حل الآيات: لا یغیب او غیبت نہ کرے۔ غیبت پیچھے پیچھے چھٹی کرنا آیت میں مسلمان بھائی کی عزت کو خراب کرنے کو بدترین قسم کی چیز سے تشبیہ دی گئی۔ لا تقف: یعنی مت اجتر کرو۔ رقیب عین: یعنی وہ فرشتہ جو باتوں کی نگہبانی کیلئے تیار اور موجود رہتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ ذمہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرنی چاہئے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترک کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ نفل تک پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

إِعْلَمَنَّ أَنَّهُ يُسْعَى لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَنْ اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرَكَهُ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالْسُنَّةُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَدْ بَنَجَرَ الْكَلَامَ الْمُبَاحَ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ وَالسَّلَامَةِ لَا يَبْدُلُهَا شَيْءٌ۔

۱۵۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔“ (بخاری و مسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوانہ کرے اور خیر وہ ہے جس کی بھلائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درنگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

۱۵۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يُسْعَى أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِي ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ وَمَنْ شَكَّ فِي ظُهُورِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمْ۔

اللِّغَاطِ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ: جو کمال ایمان رکھتا ہو۔ لیصمت: ارادہ اور قصد سے کلام نہ کرے۔

فَوَافِدُ: (۱) کمال ایمان میں سے یہ ہے کہ آدمی بھلی بات کہے یا اپنی زبان کو بے فائدہ بات کرنے سے روک کر رکھے۔

۱۵۱۳: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۱۳: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الايمان، باب ای الاسلام افضل و الرقاق و مسلم فی کتاب الايمان، باب بیان نفاضل الاسلام۔

اللِّغَاطِ: سلم: امن سے رہیں۔ من لسانہ ویدہ زبان اور ہاتھ سے۔ زبان اور ہاتھ کو اس لئے خاص کیا کہ بہت سارے کام انہی سے انجام پاتے ہیں۔

فَوَافِدُ: لوگوں کو ایذا پہنچانے کی ممانعت کی گئی۔ فضیلت والا وہ مسلمان ہے جو دوسرے مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے۔

۱۵۱۴: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جڑوں کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان۔

اللِّغَاطِ: يضمن: حفاظت کو لازم قرار دے۔ ما بین لحيہ: لہجیان یہ دونوں وہ ہڈیاں ہیں جن کے اوپر اور نیچے دانت اُگتے ہیں اور ان کے درمیان زبان ہے۔ مثال کے طور پر اس کو آپ نے ظاہر فرمایا تاکہ اس میں کامل تاکید آجائے۔ ما بین رجليہ: یہ شرم گاہ سے کنایہ ہے کہ وہ نہ زنا کرے اور نہ کسی حرام کار تکاب کرے۔

فَوَافِدُ: زبان اور شرم گاہ کو حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھنا چاہئے یہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات پانے کا راستہ ہے۔

۱۵۱۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَكَلِّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَّبِعُ فِيهَا يَزُلُّ بِهَا إِلَى النَّارِ أَوْ إِلَى مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَى: "يَتَّبِعُ" يُفَكِّرُ إِنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

"يَتَّبِعُ": سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

تخریج: رواہ البخاری فی الرقاق، باب حفظ اللسان و مسلم فی کتاب الزهد، باب حفظ اللسان۔

اللِّغَاطِ: يزل: گر جاتا اور پھسل جاتا ہے۔

فَوَافِدُ: آدمی پر لازم ہے کہ وہ زبان کی حفاظت کرے اور گفتگو میں اسکو آزاد مت چھوڑے۔ بعض کلمات آگ تک لے جانے والے ہیں حالانکہ وہ انکی بالکل پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ کلام کرنے سے پہلے انکا وزن کیا جائے اور اسکے انجام کو پہچانا جائے۔

۱۵۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔" (بخاری)

۱۵۱۶: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءً يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَلَاءً يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

تخریج: رواه البخاری فی الرفاق، باب حفظ اللسان۔

الذخائر: لا یلقى لها بالاً وہ اسکا اہتمام نہیں کرتا اور نہ اسکو زیادہ سمجھتا ہے۔ سخط اللہ: اللہ کی ناراضگی۔ بیہوی: اترتا ہے۔ فوائد: اچھی بات کہنے والے کو جنت میں بلند درجات کا وعدہ دیا گیا اور بری بات کرنے والے کیلئے جہنم میں گرنے کی وعید سنائی گئی۔

۱۵۱۷: حضرت ابو عبد الرحمن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ملاقات کے تک اپنی رضامندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ملاقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔" (موطأ مالک ترمذی)

۱۵۱۷: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُرْتَبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا تَبْلَغُ يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا تَبْلَغُ يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

تخریج: رواه مالك في الموطأ، كتاب الجامع، باب ما يؤمر به من النحفظ في الكلام، والترمذی فی ابواب الزهد، باب قلة الكلام۔

فوائد: علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق کسی کا اختلاف مجھے معلوم نہیں کہ آدمی کوئی بات کرتا ہے اور وہ بات ظالم بادشاہ کے ہاں اس کو خوش کرنے والی ہوتی ہے جس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے باطل کو مزین کرتے ہیں جس کا وہ ارادہ کرتا ہے یعنی خون بہانا مسلمان پر ظلم کرنا وغیرہ۔ جس سے وہ اپنی خواہشات کی رستی میں گھرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی کو پاتا ہے۔ اس طرح بعض کلمات ایسے ہیں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور بادشاہ کے ہاں وہ آدمی کہتا ہے تاکہ اس کو اس کی خواہش سے پھیر دے اور اس معصیت اور گناہ سے روک دیں جس کا وہ ارادہ کئے ہوئے ہے اور اس سے وہ اللہ کی رضامندی اس قدر پالے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

۱۵۱۸: وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵۱۸: حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں



نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: ”تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرو“۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے متعلق سب سے زیادہ خطرہ کس چیز کا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا کر فرمایا: ”اس کا“۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخُوفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: «هَذَا» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللُّغَاتُ: اعْتَصِم: میں مضبوطی سے تھام لوں گا۔ قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ: میں اپنے رب پر پہلے ایمان لایا کیونکہ تمام اعمالِ صالحہ کی بنیاد ہے۔ ثم استقم: او امر الہی کے انجام دینے اور نواہی سے بچنے پر پیشگی کرے۔

فوائد: (۱) پہلے ایمان کو پختہ کرے پھر اعمالِ صالحہ کرے تاکہ ایمان دل میں جم جائے اور اندرونی ایمان پر وہ دولت کرے۔ (۲) زبان کا معاملہ بہت بڑا ہے اس لئے اس کے شرور سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ بلاکت میں بہت جلد ہوتا کر دیتی ہے۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ علامہ عاقول رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خوف کی نسبت زبان کی طرف فرمائی کیونکہ یہ انسان کی لگام ہے۔ جب آدمی اس کو آزاد چھوڑ دے تو یہ اس کو ناپسندہ کاموں کی طرف لے جاتی ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس کے علاوہ کسی انسانی عضو میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔

۱۵۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اس لئے کہ کثرتِ کلام (بے پرکی ہانکتا) دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سختی والا ہے“۔ (ترمذی)

۱۵۱۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بغيرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ تَعَالَى قَسْوَةً لِلْقَلْبِ؛ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب بعد الناس من الله القلب القاسی۔

اللُّغَاتُ: قَسْوَةُ الْقَلْبِ: دل کی سختی اور وعظ سے اس کا متثر نہ ہونا۔

فوائد: (۱) بے فائدہ گفتگو کثرتِ دل کی سختی کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا باعث ہے۔

۱۵۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ کر لے جو اس کے دونوں جڑوں کے درمیان ہے اور اس کے شر سے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ (ترمذی)  
حدیث حسن ہے۔

۱۵۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَانُ** : وقاه الله: اس کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے۔ ما بین لحيه: یعنی زبان۔ ما بین رجله: شرم گاہ۔  
**فوائد:** (۱) زبان پر کنٹرول کرنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اس کو آزاد نہ چھوڑنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناپسند میں مبتلا نہ ہو جائے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہئے کہ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

۱۵۲۱: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَكَيْسَفِكَ بَيْتَكَ وَأَبِكْ عَلَى حَاطَتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۵۲۱: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع جو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر رو"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَانُ** : ما النجاة: نجات تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ ویسعلک بیتک: ظاہر میں ہم تو گھر کو بے گھر مرداں کا مالک ہے یعنی ایسا کام کر جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ گھر میں رہنے کا سبب بنے۔

**فوائد:** زبان کی حفاظت کی تاکید کی اور انسان کو اپنی حالت میں گن رہنے کی تاکید کی گئی جبکہ دوسرے کو نفع پہنچانے سے عاجز ہو یا اپنے دین یا جان کے بارے میں میل جول کی صورت میں نقصان کا خطرہ محسوس کرتا ہو۔

۱۵۲۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِّرُ اللِّسَانَ تَقُولُ: ائْتِ اللَّهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنِ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا، وَإِنِ اعْوَجَّجَتْ اعْوَجَّجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔  
 ۱۵۲۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضا اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ منسلک ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست و سیدھے رہیں گے اور تو تیزھی ہوگی تو ہم تیزھے ہو جائیں گے"۔ (ترمذی)

معنی "تُكْفِرُ اللِّسَانَ": ائْتِ تَذَلُّ وَتَخَضُّعٌ۔  
 تُكْفِرُ اللِّسَانَ: عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَانُ** : اذا اصبح: جب صبح کرے۔ نحن بك: جو تم سے صادر ہوگا ہم سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔  
**فوائد:** (۱) انسان کی سلامتی میں زبان کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دل کی خلیفہ و ترجمان ہے اور انسان دو چھوٹی چیزوں کا نام ہے یعنی زبان اور دل۔ (۲) تمام اعضا کسی عضو کے گناہ و معصیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

۱۵۲۳: وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ"۔  
 ۱۵۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: "تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ

آسان فرمادے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا نماز و قیام کرا رکوع ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کرا کر اترتے وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ پھر فرمایا کیا بھلائی کے دروازے نہ بتا دوں؟ (پھر خود ہی) فرمایا: 'روزہ ڈھال ہے اور صدقہ نعلی کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا آدھی رات کو نماز ادا کرنا' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: 'تَتَجَافَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ' "ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔" یہاں تک کہ 'يَعْلَمُونَ' تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس معاملے کی جزا اور اس کے ستون اور اس کے وہاں کی چوٹی نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا سارے معاملے کی جزا اسلام اس کا ستون نماز اور اس کے وہاں کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: 'کیا میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: 'اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ'۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی'۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ما قبل باب میں گزری۔

تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعَبَّدُ اللَّهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ،  
تَقِيْمُ الصَّلَاةَ ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَتَصُومُ  
رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ، إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ  
سَبِيلًا" ثُمَّ قَالَ : "أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ آيَاتِ  
الْمُحَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ  
الْحَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلَاةُ  
الرَّجُلِ مِنْ حَافِئِ اللَّيْلِ" ثُمَّ تَلَا : "تَتَجَافَى  
جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" حَتَّىٰ بَلَغَ يَعْلَمُونَ  
ثُمَّ قَالَ : "أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ ،  
وَذُرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ : بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ :  
"رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ  
وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ : "أَلَا أُخْبِرُكَ  
بِمَسْلَاكِ ذَلِكَ كَلِمَةٍ؟" قُلْتُ : بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ ،  
فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ : "كُفَّتْ عَلَيْكَ هَذَا" قُلْتُ  
: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَمَوْأخِدُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ  
بِهِ؟ فَقَالَ : تَكَلَّمْتَ أَتَمَّكَ وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسَ  
فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَانِدُ لِسِنَتِهِمْ  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ  
وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابٍ قَبْلَ هَذَا۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الايمان' باب ما جاء فی حرمة الصلاة۔

اللِّغَاةِ: جُنَّةٌ: آگ سے بچاؤ۔ الصدقة تطفي الحطينة: گناہ کے اثر کو صدقہ مٹاتا ہے پس اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ جوف الليل: رات کے درمیان میں۔ دور اور بلند رہتی ہیں۔ عن المضاجع: بستر و خوابگاہ۔ حتى بلغ يعلمون: آپ نے دو آیتیں تلاوت فرمائیں جن کا اختتام يعلمون پر ہے سورہ عجمہ۔ ذروة سنامہ: یہ بلندی سے کنایہ ہے۔ بمسلاك ذلك جس پر اس کا دار و مدار ہے۔ فكلتک: تمہیں گم پائے۔ یکب ان کو آگ میں پلٹا جائے گا۔

فوائد: (۱) اسلام کے ارکان میں سے ہر رکن کی اہمیت و مقام بیان کیا۔ (۲) زبان کے خطرات ذکر فرمائے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر اس کو شرور سے بچایا نہ جائے تو یہ آگ میں لے جاتی ہے۔

۱۵۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو نبیت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس

۱۵۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "اتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟

کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟ فرمایا: ”اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی نسیبت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔“ (مسلم)

قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: «أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحْيٍ مَا أَقُولُ؟» قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ»

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النِّسَابِ باب تحریمہ نسیبۃ

اللِّغَائِیْنِ: افرایت: تم مجھے بتلاؤ۔ بہتہ تو نے اس پر بہتان باندھا۔

فوائد: نسیبت اور بہتان کے معانی کی حد بندی فرمادی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے لئے ان کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ زبان کی آفات میں سے ہیں۔

۱۵۲۵: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجت الوداع کے موقع پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ”بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! کیا میں نے بات پہنچا دی؟“ (بخاری و مسلم)

۱۵۲۵: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بَيِّنِي فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَّا هَلْ بَلَغْتُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب یتلغ من کم الشہادۃ، و فی کتاب الحج باب الحظیۃ ایام منیٰ و

فی غیرہما و مسلم فی کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللِّغَائِیْنِ: یوم النحر: قربانی کے دن۔ یومکم: قربان کا دن۔ فی شہر کم: ہذا: مکہ۔ ذی الحج کا مہینہ۔ بلدکم: ہذا: مکہ۔ فوائد: (۱) مسلمان کے خون، مال یا عزت پر ایسا تعرض جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی، حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح نسیبت کر کے کسی مسلمان پر زیادتی کی اجازت نہیں دی۔

۱۵۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا قد تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تذکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا

۱۵۲۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مَرَجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَرَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهَا إِنْسَانًا فَقَالَ: «مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنْ لِي كَذَا وَكَذَا» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»

وَمَعْنَى: "مَرْجَتُهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَيْبِهَا وَقُبْحِهَا وَهَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَلْبَلِغِ الزَّوْجِرِ عَنِ الْيَمِيَّةِ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾

(کچھ) "طے"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

مَرْجَتُهُ: اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت و گندگی سے بدبو بنا دے۔ یہ روایت نصیبت کیلئے بلیغ ترین ذانت ہے اللہ نے صحیح فرمایا: "ہمارا پیغمبر (ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا، وہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب الغیبة والترمذی فی ابواب صفة القیامة باب تحریم الغیبة۔ اللغزات: حسک من صفة: تمہارے لئے اس سے کافی ہے۔ صفیہ: یہ ام المؤمنین بنت حمی بن اخطب ہیں جو نبی نصیر سے تھیں۔ آیت: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (النجم: ۴)

فوائد: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نصیبت کے متعلق بلیغ ترین زواجر میں سے ہے۔ مسلمان کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

۱۵۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَمَّا عَرَجَ بِي مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ يَخْمِسُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ! - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۵۲۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزرا ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب الغیبة۔

اللغزات: عرج لی: مجھے اسراء و معراج کی رات اوپر لے جایا گیا۔ یخمشون و جہہم یا کلون لحم الناس لوگوں کی نصیبت کرتے ہیں۔ نصیبت کو گوشت کھانے سے تشبیہی ہے جو کہ تلذذ کو جامع ہے و یقعون فی اعراضہم: بری کلام کر کے ان کی عزت خراب کرتے ہیں۔ عزت انسان کی مذمت اور تعریف کی جگہ ہے۔ فوائد: نصیبت سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ نصیبت کرنے والے کو انسانی گوشت کھانے والے اور گہرے کندوں میں گرنے والے شخص سے تشبیہ دی۔

۱۵۲۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ" - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور مال حرام ہے۔"

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النہی باب تحریم ظلم المسلم۔

اللغزات: حرام: حرام کیا گیا۔ عرضہ ذوات و حسب۔

فوائد: (۱) اسلام عزت، خون اور مال کی کس قدر حفاظت کرتا اور دوسرے لوگوں کے احترام و اکرام کا کس قدر پاس کرتا ہے۔

بَابُ: غَيْبَتِ كَا سِنَا حَرَامِ هِيَ اَوْر

آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید و انکار کرے

اگر اس کی استطاعت نہ ہو

تو

اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب وہ لغوبات سنتے ہیں تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں"۔ (التقصص)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں"۔ (المومنون) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یقیناً کان آنکھ اور دل ان تمام کے متعلق جواب دی ہوگی"۔ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات کے متعلق طعن و تشنیع کر رہے ہیں ان سے اس وقت تک الگ رہو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے (اے مخاطب) شیطان بھلا دے تو پھر یاد آ جانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو"۔ (الانعام)

حل الآيات: اللغو: سب و شتم وغیرہ بری باتیں یحوضون: طعن و استہزاء کرتے ہیں۔ فاعرض عنهم: انکی مجلس ترک کر دو۔

۱۵۲۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چہرے سے آگ رد (دور) فرما دیں گے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۵۲۹: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: راوہ الترمذی فی ابواب البر و الصلوة باب ما جاء فی الذب عن المسلم۔

اللغوات: من رد عن عرض اخيه: جس نے مسلمان کی عزت کا دفاع اس شخص کے سامنے کیا جو اس کی غیبت کر رہا تھا۔

قوائد: (۱) مسلمان کی عزت سے دفاع قیامت کے دن آگ کے نذاب سے چھوڑنے کا باعث ہے۔

۱۵۳۰: حضرت عثمان بن ماکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی مشہور روایت میں جو نثر شد باب الرجاء میں لڑ چکی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو

۱۵۳۰: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي

۲۵۵: بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغَيْبَةِ  
وَأَمْرٍ مَنْ سَمِعَ غَيْبَةً مُحَرَّمَةً بَرَدَهَا  
وَالْإِنْكَارِ عَلَى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ أَوْ  
لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ فَارَقَ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ  
إِنْ أَمَكَنَهُ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ ۖ فَالْقَصَصُ: ۵۵ | وَقَالَ تَعَالَى: وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۖ (السومون: ۳) | وَقَالَ تَعَالَى: إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۖ (الاسراء: ۳۶) | وَقَالَ تَعَالَى: وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّ الشَّيْطَانَ فَلا تَفْعَدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (الانعام: ۲۸)

فرمایا: ”مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْبَانُ: مشہور اور عتبان عین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔  
الذُّخْشُمُ: دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

فَقَالَ: ”أَيُّنَ مَالِكِ بْنِ الدُّخْشِمِ؟“ فَقَالَ رَجُلٌ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”لَا تَقُلْ ذَلِكَ إِلَّا تَرَاهُ“ قَدْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”وَعَنْبَانٌ“ بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَحِكْمَى صَمَّهَا وَبَعْدَهَا تَاءٌ مُتَّأَةً مِنْ فَوْقِ نَمِّ بَاءٍ مُوَحَّدَةً وَالذُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاسْكَانِ الْخَاءِ وَضَمِّ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة باب المساجد فی النبیوت و مسلم فی کتاب المساجد باب المرخصة فی التخلف عن الجماعة بعدہ۔

اللُّغَاتُ: حرم علی النار: آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیا۔ بسا اوقات مؤمن کو کسی گناہ کی معافی نہ ملنے کی وجہ سے کسی گناہ کی سزا مل سکتی ہے۔

هُوَ ائِد: غیبت کے متعلق حدیث میں جو ممانعت وارد ہے یہ تحریم پر ائد است کرتی ہے۔ غیبت کی ممانعت یا تو اس شخص کو روکنے سے ہوگی جو کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا ہے اور اس کا طریق کار اس کو ذات ڈیٹ کرنا ہے یا اس کی بات کو مسترد کر دینے سے ہوگی۔ (۲) نیک عمل وہ فائدہ مند ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو اور اس کی عبودیت اور تقرب چاہا گیا ہو۔ اس حدیث کی شرح پاب الرجاء رقم ۱۸۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۳۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی طویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی مسلمہ کے ایک شخص نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے نے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تُو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۳۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ التَّوْبَةِ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بَبُوكَ: ”مَا قَعَلَ كَعْبُ ابْنِ مَالِكٍ؟“ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَسَبَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظْرُ فِي عِطْفِيهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِنَسٍّ مَا قُلْتَ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

عَطْفَاهُ: اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

”عَطْفَاهُ“ جَانِبَاهُ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى اَعْمَا

بِه بِنَفْسِه۔

تخریج: تخریج حدیث باب النوبہ رقم ۲۱/۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللُّغَاةُ: حسمہ برادہ: اس کو لڑائی کے میدان میں حاضری سے اس کی چادروں نے روکا یعنی خوشحالی نے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات باب التراجم میں دیکھیں۔

فَوَافِدُ: (۱) آپ ﷺ کا معاذ بن جبل کے اس دفاع کو برقرار رکھنا جو انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا اور مسلمانوں کو غیبت سے بچانے کے لئے اس قسم کے اعمال کی شاندار توجیہ پیش کی گئی ہے۔

بَابُ: جو غیبت مباح ہے

۲۵۶: بَابُ مَا يَبَاحُ مِنَ الْغَيْبَةِ

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچا جاسکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم، مظلوم کو جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹنے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرورتاً جائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عقرب حدیث ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو

أَعْلَمَ أَنَّ الْغَيْبَةَ تَبَاحُ لِعَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمَكِّنُ الْوُصُولَ إِلَيْهَا وَهُوَ بِسَبَبِ الْأَوَّلِ التَّظَلُّمِ فَيَجُوزُ لِلْمَظْلُومِ أَنْ يَتَّظَلَ إِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ أَوْ قُدْرَةٌ عَلَى انْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ فَيَقُولُ ظَلَمَنِي فَلَانَ بِكَذَا الْفُلَانِي الْإِسْعَاقَةَ عَلَى تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ وَرَدِّ الْعَاصِي إِلَى الصَّوَابِ فَيَقُولُ لِمَنْ يَرْجُوا قُدْرَتَهُ عَلَى إِزَالَةِ الْمُنْكَرِ: فَلَانَ يَعْمَلُ كَذَا فَارْجُوهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذَلِكَ وَيَكُونُ مَقْصُودُهُ التَّرْوِصَ إِلَى إِزَالَةِ الْمُنْكَرِ فَإِنْ لَمْ يَقْصِدْ ذَلِكَ كَانَ حَرَامًا الْفَالِكُ الْإِسْتِغْنَاءُ فَيَقُولُ لِلْمُفْتِي ظَلَمَنِي أَبِي أَوْ أَيْحَى أَوْ زَوْجِي أَوْ فَلَانَ بِكَذَا فَهَلْ لَهُ ذَلِكَ وَمَا طَرِيقِي فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيلِ حَقِّي وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذَلِكَ فَهَذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ وَلَكِنَّ الْأَحْوَطَ وَالْأَفْضَلَ أَنْ يَقُولَ: مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَوْ شَخْصٍ أَوْ زَوْجٍ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ كَذَا فَإِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الْعَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ وَمَعَ ذَلِكَ فَالتَّعْيِينُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي حَدِيثِ هِنْدِ



نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ رایوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرنا یا کسی کو اس کو شریک کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرا یہ کہ جب کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا دیکھے اور خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان اٹھائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب عالم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملا ہوا لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس لئے کہ وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہوتا کہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو مناسب ہو حاکم بنائے یا اس کو یہ بات بتلا دے تاکہ وہ اس نچلے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یا تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدلے ڈالے۔ (۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً اعلا یہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لیتا ہے اور ان سے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ، الرَّابِعُ تَحْلِيلُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ ، وَذَلِكَ مِنْ وَجْهِ : مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوحِينَ مِنَ الزَّوَاةِ وَالشُّهُودِ وَذَلِكَ جَائِزٌ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ ، وَمِنْهَا الْمَشَاوَرَةُ فِي مَصَاهِرَةِ إِنْسَانٍ أَوْ مُشَارَكْتِهِ ، أَوْ إِبْدَاعِهِ ، أَوْ مُعَامَلَتِهِ ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ ، أَوْ مُجَاوَزَتِهِ - وَتَجِبُ عَلَى الْمَشَاوِرِ أَنْ لَا يُخْفِيَ حَالَهُ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيَّ الَّتِي فِيهِ بَيْنَةَ النَّصِيحَةِ وَمِنْهَا إِذَا رَأَى مَتَقِّهَا يَتَرَدَّدُ إِلَى مُتَبَدِّعٍ ، أَوْ فَاسِقٍ يَأْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمُ ، وَخَافَ أَنْ يَتَضَرَّرَ الْمُتَقِّفَهُ بِذَلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بَيَانِ حَالِهِ ، بِشَرْطِ أَنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ وَهَذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمُ بِذَلِكَ الْحَسَدَ ، وَيَلْبِسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذَلِكَ ذَلِكَ ، وَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ نَصِيحَةٌ فَلْيَنْفَطِنْ لِذَلِكَ وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلا يَتَى لَا يَقُومُ بِهَا عَلَى وَجْهِهَا ، أَمَّا بَأَنْ لَا يَكُونَ صَالِحًا لَهَا ، وَأَمَّا بَأَنْ يَكُونَ فَاسِقًا ، أَوْ مَغْفَلًا ، وَنَحْوَ ذَلِكَ - فَيَجِبُ ذِكْرُ ذَلِكَ لِمَنْ لَهُ عَلَيْهِ وَلا يَتَى عَامَّةً لِيُؤَيِّلَهُ وَيُؤَيِّلَ مَنْ يَصْلُحُ ، أَوْ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى حَالِهِ وَلَا يَغْتَرُّ بِهِ ، وَأَنْ يَسْعَى بِهِ أَنْ يَحْتَفَظَ عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ ، الْخَامِسُ أَنْ يَكُونَ مُجَاهِرًا بِفِسْقِهِ أَوْ بَدْعَتِهِ ، كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ ، وَمُضَادَرَةِ النَّاسِ ، وَأَخِذَ الْمَكْسِ ، وَجَبَايَةِ الْأَمْوَالِ ظُلْمًا ، وَتَوَلَّى الْأُمُورَ الْبَاطِلَةَ - فَيَجُوزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ ، وَيَحْرَمُ ذِكْرُهُ بغيره

بہتہ وصول کرتا ہے یا ظلماً ٹیکس لیتا ہے اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے مگر اس کے دوسرے عیوب (مخفی) کا ذکر کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے جواز کی کوئی دوسری وجہ ثابت ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ (۶) مشہور نام سے پکارنا جب کوئی آدمی کسی لقب سے مشہور ہو مثلاً اعمش، اعراب، اسم، امی احوال وغیرہ تو مشہور نام سے ہی اس کا تذکرہ جائز ہے مگر تنقیص کے طور پر اس کا اطلاق حرام ہے۔

یہی چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ان میں اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور ان کے ذرائع صحیح احادیث میں مذکورہ ہیں اور جن میں سے چند احادیث یہ ہیں:

اللغیان: ینظلم: اس کے ظلم کا ازالہ کرے۔ الرواۃ: حدیث کی سند کے لوگ۔ المشہود: گواہ۔ یلبس: غلط ملط کرتا ہے۔ اخذ: المکس: صاحب قاموس نے کہا بیچ میں کس سے ملے اس کا معنی مال وصول کرنا ہے۔ المکس: ظلم و نقص جاہلیت کے زمانے میں کچھ درہم سامان بیچنے والے سے لئے جاتے تھے یا وہ درہم جو صدقہ سے فراغت کے بعد صدقہ کرنے والا اس کو دے اس کو مکس کہتے ہیں۔ مصباح میں ہے مکس وصولی کو کہتے ہیں مگر مکس کا غالب استعمال اس مال میں ہونے لگا جو بادشاہ کے حواری ظلماً وصول کریں۔ الاعمش: وہ شخص کہ جس کی نظر بہت زیادہ آنسوؤں کے بہنے سے بہت زیادہ کمزور ہو جائے۔

۱۵۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے امداد آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: اس کو اجازت دے دو یہ خاندان کا ایک بہت برا آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم) بخاری نے اس روایت کا اصل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کو جائز ہونے کی دلیل بنایا۔

۱۵۳۲: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: "اَنْذَرُوا لَهُ ابْنَ اَخِي الْعَشِيرَةَ مَتَّقُوا عَلَيَّ"۔ اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِي جَوَازِ غَيْبِهِ اَهْلِي الْفَسَادِ وَاَهْلِي الرَّيْبِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب ما لا يجوز من اغتیب اهل الفساد و مسلم فی المیزان باب مراة من يتقى فحشه۔ اللغیان: اخو العشيرة: قبیلے کا آدمی یعنی وہ بہت برا ہے جبکہ وہ انہی میں سے ہو۔

فوائد: امام نووی نے ذکر کیا کہ مشلوک اور مشد لوگوں کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کے ظاہر ہونے سے لوگ دھوئے میں مبتلا نہ ہوں۔ ۱۵۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے خیال میں تو فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے"۔ (بخاری)

۱۵۳۳: وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَغْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا"۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: أَحَدُ رَوَاةِ هَذَا الْحَدِيثِ: هَذَا الرَّجُلَانِ كُنَّا مِنَ الْمُنَافِقِينَ۔

اس حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب ما یكون من الظن۔

اللَّخَائِذُ: ما اظن فلانا و فلانا یعرفان من دیننا شیئاً یعنی حقیقت میں وہ اسلام کی کئی بات پر نہیں۔

فوائد: منافقین کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کی ظاہری حالت سے ان لوگوں کو التباس نہ ہو جو ان کی حالت سے ناواقف ہوں۔

۱۵۳۴: وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ حَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضَرَابٌ لِلنِّسَاءِ" وَهُوَ تَفْسِيرٌ لِرِوَايَةٍ: لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ " وَقِيلَ مَعْنَاهُ: كَثِيرُ الْأَسْفَارِ۔

۱۵۳۳: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابو الجہم اور معاویہ دونوں نے مجھے حطاب کہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ تو مفلک ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابو جہم اپنے کندھے سے لٹھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)"۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابو جہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ یعنی بعض نے کہا اس کا معنی بہت زیادہ سفر کرنا ہے۔

تخریج: لم ترہ البخاری و قد ذکر صاحب منقذی الاخبار انه رواه الجماعة الا البخاری و مسلم فی کتاب التلخیص

باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها۔

اللَّخَائِذُ: صعْلوك تفسیر۔ عاتقه یعنی کندھے اور گردن کا درمیانی حصہ۔

فوائد: منکفی کا پیغام دینے والے کے سامنے وضاحت جائز ہے اس طرح جس طرح پیغام دیا گیا اور اس میں اس کی غلطیوں کو چھپایا نہ جائے گا اور یہ غیبت نہ ہوگی۔

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اس میں لوگوں کو سختی پہنچی تو عبد اللہ بن ابی نے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی آپ نے عبد اللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپ کی قسم اٹھا کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ بولا میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾ میں اتار دی پھر نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تاکہ آپ ان کے لئے

۱۵۳۵: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي: لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَقَالَ: لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي، فَأَجَنَّهُدَ بِيَمِينَهُ مَا فَعَلَ: فَقَالُوا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقِي: "إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ" ثُمَّ دَعَاهُمْ

النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَعْفِرَ لَهُمْ فَلَوْوَا رءُوسَهُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ  
استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی  
کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر، تفسیر سورة المنافقون و مسلم فی اول کتاب صفات المنافقین۔  
**اللَّعَائِشَاتُ:** عبد اللہ بن ابی سلول: مدینہ کے منافقین کا لیڈر۔ ینفضوا: وہ منتشر ہو جائیں۔ فاجتهد عینہ: یعنی قسم اٹھائی  
اور تکرار سے قسم کو مؤکد کیا۔ شدة: بڑھ۔ ﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾: الایہ: لوو اور وسهم: استغفار سے بے رغبتی اور اعراض  
کرتے ہوئے اپنے سروں کو موڑتے۔

**فوائد:** خان اور منافق لوگوں کے رازوں کا افشاء کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۱۵۳۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةٌ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا  
سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلاَ يَسَّرُ لِيُعْطِيَنِي مَا  
يَكْفِيَنِي وَوَلَدِي إِلاَّ مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لاَ  
يَعْلَمُ قَالَ: "خُذِي مَا يَكْفِيَنَّكَ وَوَلَدَكَ  
بِالْمَعْرُوفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۱۵۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ  
ابوسفیان رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ  
ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور  
میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے  
لے لوں۔ آپ نے فرمایا: "دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری  
اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النفقات، باب نفقة المرأة اذا غاب زوجها و البيوع، و باب من اجرى امر  
الامصار على ما يتعارفون و غيرهما و مسلم فی کتاب الاقضية، باب قضية هند۔

**اللَّعَائِشَاتُ:** ہند: یہ ہند بن ربیعہ القرظیہ ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اپنے خاوند کے مسلمان ہونے کے  
ایک رات بعد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ شحیح: بخیل و حریص بغیر اسراف اور کمی کے۔  
**فوائد:** (۱) میاں بیوی کو ایک دوسرے کی غیبت فتویٰ طلب کرنے کے وقت جائز ہے کیونکہ اس پر شریعت کے احکام کا دار مدار  
ہے۔ (۲) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ خاوند کے مال سے اپنا حق بغیر اس کی اجازت کے لے لے جبکہ وہ اس سلسلے میں رکاوٹ بننا ہو۔

**بَابُ: چغلی کی حرمت**

چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے  
کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور  
چغلی خور" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جو بھی انسان لفظ بولتا ہے اس  
پر ایک نگران فرشتہ تیار ہے۔"

۲۵۷: **بَابُ تَحْرِيمِ التَّمِيمَةِ وَهِيَ**

**نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةِ**  
**الْاِفْسَادِ**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿هَمَّازٍ مَشَاءٍ بَنِيْمٍ﴾  
[۱۱:۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلاَّ  
لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۸]

**حل الآيات هما:** غیبت کرنے والا یا لوگوں کے لئے غیبت کرنے والا۔ مشاء بنمیم: لوگوں میں بہت زیادہ لگائی بھائی  
اور بہت زیادہ فساد لوگوں کے درمیان پھیلانے والا۔

۱۵۳۷: وَعَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَاءٌ" (بخاری و مسلم)

۱۵۳۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ الصحاح فی الادب الاہل ما یکون من مسلمة و مسلم من کتاب الامان باب غنظ تحريم التمیمة۔  
اللغزات: تمام بہت زیادہ چغلی کرنے والا۔ نہ فداوارے کرنے کسی بات کی اشاعت کرنا اور نبوت سے کلام کو مزین کرنا۔  
فوائد: دو پھل خور جو چغلی و حلال سمجھے، جبکہ وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے حرام ہونے پر سب کو اتفاق ہے تو جنت میں داخل نہ ہوگا اور اگر کسی نافرمان کی چغلی کھائے تو جنت میں اولین کامیاب ہونے والوں میں شامل نہ ہوگا۔

۱۵۳۸: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: "إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ بَلَى إِنَّهُ كَبِيرٌ. أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يُمِشِي بِالْيَمِينَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَبِرُ مِنْ بَوْلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ إِحْدَى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ

۱۵۳۸: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جا رہا کیوں نہیں بندہ وہ بڑی بات ہی ہے پھر ایک ان دونوں میں سے چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا لحاظ نہیں رکھتا تھا۔" (بخاری و مسلم)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى: "وَيُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ": أَيْ كَبِيرٍ فِي زَعْمِهِمَا - وَقِيلَ: كَبِيرٌ سُرُكَةٌ عَلَيْهِمَا۔

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ علماء نے فرمایا "وَيُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی النوصاء الباب الذي بعد ما جاء في غسل البول و الجنائز باب عذاب القبر من الغيبة و البول و اباة التحريم على القبر وغيرهما و مسلمة فی کتاب الظہار باب الملبس على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه۔

اللغزات: لا يستبرأ من بوله: یعنی لوٹوں کی آنکھوں سے وہ پردہ نہیں کرتا تھا یا اپنے پیشاب سے وہ نہیں بچتا تھا۔ ایک اور روایت میں یہ ہے لا يستبرأ من بوله: پیشاب سے وہ برأت نہ حاصل کرتا تھا اور نہ ہی اس وقت تک رکتا تھا کہ پیشاب والی جگہ میں جو کچھ ہے وہ صاف ہو جائے۔

فوائد: (۱) غیرت حرام ہے اور یہ وہ ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو مرتکب کے لئے عذاب قبر کا باعث ہے۔ پیشاب کے وقت چھینا یعنی پردہ کرنا ضروری ہے اور اس سے چھوٹا حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۲) عذاب قبر کا ثبوت بتلایا گیا اور اس کے مجملہ اسباب میں چغلی اور پیشاب سے نہ بچنا یا پیشاب کے وقت ستر کا لحاظ نہ کرنا ہے۔

۱۵۳۹: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِلَّا أَنْبُكُمْ مَا الْعَضَّةُ؟ هِيَ النَّيْمَةُ: الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بتانا دوں کہ عضۃ یا عضۃ کیا ہے؟ فرمایا وہ چغلی ہے لوگوں کے درمیان کسی کی بات

کرنا۔ (مسلم)

الْعَصَةُ: عین مہملہ کے فتح اور ضاد معجمہ کے سکون اور ہاء کے ساتھ۔ (الوجه) کے وزن پر اور یہ لفظ عین کے کسرہ اور ضاد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

”عِدَّة“ کے وزن پر جموٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور پہلی روایت کے لحاظ سے الْعَصَةُ مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ عَصَاهُ عَصَاهُ یعنی اس کو تمہم کیا۔

”الْعَصَةُ“ بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَأَسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَاءِ عَلَى وَزْنِ الْوَجْهِ وَرَوَى الْعِصَّةُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلَى وَزْنِ الْعِدَّةِ وَهِيَ الْكُذِبُ وَالْبُهْتَانُ وَعَلَى الرَّوَايَةِ الْأُولَى: الْعَصَةُ مَصْدَرٌ يُقَالُ: عَصَاهُ عَصَاهُ: أَي رَمَاهُ بِالْعَصَةِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البیاء باب تحریرہ نسیمہ۔  
فوائد: چغلی سے چنچا چنے یہ جھڑے اور افتراق کا سبب ہے۔

بَابُ: لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت

بلا فساد انگیزی وغیرہ کے

حکام تک پہنچانے سے

ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر“۔

(المائدہ)

گزشہ باب والی احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

۱۵۴۰: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف ہو“۔ (ابوداؤد ترمذی)

۲۵۸: بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ

وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وِلَاةِ الْأُمُورِ إِذَا

لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ حَاجَةٌ كَخَوْفِ

مَفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

وَفِي الْبَابِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَلْبًا۔

حَلُّ الْآيَاتِ الْإِثْمِ: گناہ۔ الْعُدْوَانُ ظَلَمٌ

۱۵۴۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يَلْفَنِي أَحَدٌ

مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ

أَخْرَجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرُ“ رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب وقع من المجلس والترمذی فی ابواب المناقب باب فضل ازواج

النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللِّعَانَاتِ: لَا يَلْفَنِي مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ: مجھے کوئی شخص میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے جس کو میں ناپسند کرتا

ہوں یا جس کا نقصان اس کو پہنچے۔

فوائد: ستر پر آمادہ کیا گیا اور ناٹیوں سے درنذر کرنے پر آمادہ کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی اور قوت و رابطہ کے لئے شدید خواہش ظاہر کی گئی۔

### بَابُ: منافع کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے (اپنی قدرت کے ساتھ) جب کہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں۔“

جمل الآيات يستحفون: چھپتے۔ بیعتوں وغور کرتے اور اصل اس کی یہ ہے کہ رات کو ہو۔

۱۵۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر ان کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔“ (بخاری و مسلم)

### ۲۵۹: بَابُ دَمِ ذِي الْوَجْهِينِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَسْتَحْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَحْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّنُونَ مَا لَا تَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرًا

۱۵۴۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ حَيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَهُوا وَتَجِدُونَ حَيَارَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لَّهُ وَتَجِدُونَ سَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهِينِ الَّذِي يَأْتِي هَوَآءَ بَوْحِيهِ وَهَوَآءَ بَوْحِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

تخریج: رواه البخاری فی اول باب المناقب و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب حیار الناس۔

اللُّغَاتُ: تجدون الناس معاون: لوگوں کو ساتھ لیا جاتا ہے۔ معنی احکام شریعت کا جاننا۔ فی هذا الشأن یعنی امارت و خلافت میں۔ یہ قاف کے ضمیر اور کہہ دو لوگوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

فوائد: (۱) جاہلیت میں اچھی اصل والے لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر اسلامی احکام دیکھ لیں تو ان کی اصلیت و شرافت کو اور چاند لگ جائیں گے۔ (۲) منصب کا سب سے زیادہ اہل وہ ہے جو اس سے زیادہ بے ریشی اختیار کرنے والا ہے کیونکہ اگر وہ حاکم بنا دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہے گا اور ان کو نافرمانی کرنے میں بہت زیادہ حریص ہوگا۔ (۳) ذو الوجہین سے وہ شخص مراد ہے جو ایک جماعت کے سامنے خود کو ان کا ساتھی اور دوسروں کا مخالف ظاہر کرے وہ بدترین لوگوں میں سے ہے۔ جو آدمی ہرگز وہ کے پاس جائے اور اصلاح کے لئے کوشاں ہو وہ اچھا انسان ہے۔

۱۵۴۲: محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے میرے دادا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو اس کے الٹ کہتے ہیں جو ہم باتیں کرتے ہیں اس وقت جب کے ان کے ہاں سے نکلتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا

۱۵۴۲: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ”إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا

نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاقِ شاربوتی  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاحکام باب ما یکرہ من نساء السلفان۔

اللَّعَانَةُ: سلطاننا: اپنے حکمران۔ نقول لهم بخلاف اذا اخرجنا من عدهم ہم ان کی موجودگی میں ان کی  
تعریف کرتے جبکہ باہر نکل کر ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ کنا نعدھا نفاقا ہم اس کو نفاقِ عملی قرار دیتے تھے۔

ہوائند: (۱) سچے ایمان والوں کی علامت یہ ہے کہ سامنے اور غیر موجودگی میں سچ بولتے ہیں باقی جو لوگ منہ پر حریف اور پیچھے مذمت  
کرتے ہیں وہ بزدل منافق ہیں۔ (۲) مسلمان حاکم کے ساتھ اپنی پوری خیر خواہی ظاہر کرتا ہے اور عارضی منفعت والی ملاقات اس سے  
نہیں کرتا۔

### ۲۶: بَابُ تَحْرِيمِ الْكِذْبِ

### بَابُ: جھوٹ کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم  
نہیں۔" (الاسراء)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو لفظ بھی انسان بولتا ہے مگر اس پر ایک لہجہ  
مقرر ہے۔" (ق)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ  
عِلْمٌ (الاسراء: ۳۶) وَقَالَ تَعَالَى : وَمَا  
يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَبِيدٌ

[۱۸:ق]

حل الآيات: ولا تقف: اتباع کرو۔

۱۵۴۳: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً سچائی نیکی کی طرف  
راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی  
ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس صدق لکھا  
جاتا ہے۔ جھوٹ گناہ کی طرف لے جانے والا اور گناہ آگ تک  
پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے  
ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔"

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الصِّدْقَ  
يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ  
وَإِنَّ الرَّجُلَ لِكَاذِبٍ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ  
صِدْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ  
وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ  
لِكَاذِبٍ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا" مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ  
الصَّادِقِينَ﴾ و مسلم فی کتاب البر باب قبح الكذب و حسن الصدق۔

اللَّعَانَةُ: الصدق: اپنے علم کے مطابق اطلاع دینا۔ یہ کذب کی ضد ہے۔ البر: یہ لفظ ہر خیر کو جامع ہے۔ صدیقاً: سچائی کا  
عادی۔ الكذب خلاف واقعہ بات کہنا۔ الفجور: فسق اور گناہوں میں مشغول ہو کر سرعام گناہ کرنا۔ ہر شر کا جامع نام ہے۔

ہوائند: (۱) صدق کی طرف توجہ دینے اور اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ جب وہ اس کی طرف راغب ہوگا تو اس سے  
کذب سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس میں تساہل پسندی اختیار نہ کرنا چاہئے۔ جھوٹ چیزوں میں



سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اور سچ اشیاء میں سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (۳) واقعات کے سامنے بہادری پر سچ دلالت کرتا ہے جبکہ جھوٹ تردید زداری اور حالات کے بالمقابل بے یقینی پر دلالت کرتا ہے۔ (۴) کسی اچھے کام کی عادت ڈال لینا جو آدمی کی پہچان بن جائے یہ عمدہ اخلاق میں سے ہے۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے، جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔“ (بخاری و مسلم) یہ روایت وضاحت کے ساتھ باب ”الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ فِي بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ“

۱۵۴۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ مَعَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهِ فِي بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان، باب علامات المنافق و مسلم فی کتاب الایمان، باب لا یدخل الجنة الا المؤمنون و قد تقدم فی باب الوفاء بالعهده۔

اللِّخَائِطُ: اربع چار خصلتیں۔ يدعها: ان کو چھوڑ دے۔ فجور: جھگڑنے میں مبالغہ کرنے اور جھوٹی قسمیں اٹھانے۔ فوائد: (۱) ان خصلتوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ منافقین کی خصلتوں میں سے ہیں۔ (۲) یہ چار خصلتیں جب کسی انسان میں اکٹھی ہو جائیں تو وہ مکمل منافق ہے۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو بچہ کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طوف کان لگایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن گھٹلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا۔“ (بخاری)

۱۵۴۵: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَلَّفَ أَنْ يَقْعَدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَقْعَلَ، وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ تَكَارُهٌ صَبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْأُنْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذِبَ وَكَلَّفَ أَنْ يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ يَنْفَخُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ." "تَحَلَّمَ": رَأَى قَالَ إِنَّهُ حَلَمَ فِي نَوْمِهِ وَرَأَى كَذًا وَكَمَدًا وَهُوَ كَاذِبٌ - "وَالْأُنْكَ" بِالْمِدِّ وَصَمَّ النَّوْنُ وَتَخْفِيفُ الْكُفَّافِ: وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمُنْدَابُ.

تَحَلَّمَ: یوں کہنا میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وَالْأُنْكَ: گھٹلا ہوا سیسہ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب التعمیر، باب من كذب فی حلمه۔

**اللِّعَانَاتُ**: بحلم: خواب خواہ اچھا ہو یا برا اصل یہ ہے کہ برے خواب کو کہتے ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: الرویا من اللہ و الحلم من الشیطن: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برا گندہ خیالات شیطان کی طرف سے ہے۔ ان یعتقد بین الشعیرتین و لن یفعل: وہ دو جو کے درمیان گرہ لگائے گر وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا یہ اس لئے تاکہ آگ میں اس کو ڈگنا عذاب ہو کیونکہ دوہو کے درمیان گرہ لگانا ناممکن ہے۔ صب: ڈالا جائے گا۔

**قوائد:** (۱) جو جھوٹی خواب بنائے اس کے متعلق سخت وعید ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لوگوں پر جھوٹ بولنا ہے۔ (۲) جاسوسی اور خفیہ کسی کی باتیں سننے سے ڈرایا گیا۔ (۳) جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ (۴) تصویر بنانے والوں کے لئے سخت وعید سنائی گئی کیونکہ وہ قدرت الہی کے متعلق منازعت کرنے والے ہیں۔

۱۵۴۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَفْرَى الْفَرَى أَنْ يَرَى الرَّجُلُ عَيْبَهُ مَا لَمْ تَرَ يَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمَعْنَاهُ يَقُولُ: رَأَيْتُ فِيمَا لَمْ يَرَهُ.

۱۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو"۔ (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التعلیقات باب من کذب فی حلمہ۔

**اللِّعَانَاتُ**: افری: سب سے بڑا جھوٹ۔ الفری: جمع فریۃ جھوٹ۔  
**قوائد:** (۱) نیند یا بیداری میں جھوٹی تصاویر گھڑنے کی مذمت کی گئی۔

۱۵۴۷: وَعَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِمَّا يُكْفِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: "أَهْلُ رَأَى أَحَدًا مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟" فَيَقْضُ عَلَيْهِ مِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْضَى، وَآيَةٌ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: "إِنَّهُ آتَانِي اللَّيْلَةَ آيَاتَانِ، وَآيَتُهُمَا قَالَا لِي: أَنْتَ تَطْلُقُ، وَأَنَا تَطْلُقُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُصْطَجِعٍ، وَإِذَا انْحَرَفْتُمْ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِوَأْسِهِ فَيَسْلُغُ رَأْسَهُ، فَيَسْتَدْهِنُهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَسْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِخَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرْءُ الْأَوَّلِي" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: إِنَّا تَطْلُقُ، فَأَنْتَ تَطْلُقُنَا

۱۵۴۷: حضرت سمرہ بنت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت ایزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہوا اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو کچل دیتا پتھر وہاں سے دور لڑھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس لوٹتا نہیں تھا کہ اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چلو چلو۔ ہم چل دیے۔ ہم ایک آدمی

کے پاس سے گزرے جو چیت لینا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا زہور لئے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف کے کلی کو گدی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درخت ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چل دیئے چنانچہ ہمارا گزر تو رحمتی چیز کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور و شغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جو نبی نیچے آگ کی لپٹ ان کو پہنچتی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا گزر ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا امان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ خون کی طرح سرخ نہر اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیرنے والا تیرا اس آدمی کی طرف آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھولتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا پھر یہ جا کر تیرنے لگتا کچھ دیر بعد پھر لوٹ کر آتا جب بھی لوٹتا تو یہ اپنے منہ کو کھولتا تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ کھلاتا میں نے ان دونوں کو کہا یہ کون ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چل دیئے ہمارا گزر ایک کمریہ منظور آدمی کے پاس سے ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہاء درجہ کے قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد زور رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ

فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلِي لِقَعَاهُ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ يَكْتَلِبُ مِنْ حَيْدِيدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقِي وَجْهِهِ فَيُشْرِشِرُ شِدْقَهُ وَمَنْحِرَةَ إِلَى قَعَاهُ وَعَيْنَهُ إِلَى قَعَاهُ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَنَابِ الْآخِرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَنَابِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَنَابِ حَتَّى يَصِيحَ ذَلِكَ الْجَنَابِ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوذُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى قَالَ قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَ لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُورِ فَاحْسِبْ أَنَّهُ قَالَ: "فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ وَأَصْوَاتٌ فَاطْلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ فَإِذَا آتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْ - قُلْتُ: مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلَى شَطِئِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الْإِنْسِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْعَرُّ لَهُ فَأَهْ فَيُلْقِمُهُ حَجْرًا فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كَلِمًا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرَّ لَهُ فَأَهْ فَالْقَمَّةُ حَجْرًا قُلْتُ لَيْسَا: مَا هَذَا؟ قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرَاةِ أَوْ كَأَكْرَهٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ رَجُلًا مَرَأَى فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحْسِبُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قُلْتُ لَيْسَا مَا هَذَا؟ قَالَ لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا

کو کہا (آئے) چلنے (آگے چلنے) ہم چل دیے۔ پھر ہمارا گزرا ایک گھنے باغ سے ہوا جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور باغ کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ اس کی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلے (آگے چلے)۔ ہم چلتے رہے۔ ہمارا گزرا ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑا اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھنے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم کبھی دیکھا نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (باغ کے) عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی بد صورتی (ان سے زائل ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین و جمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیرا مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل ہر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں البتہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے آج رات جو عجائبات ملاحظہ کیں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا نہیں ہم آپ

مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ ' وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي  
الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ  
طَوِيلًا فِي السَّمَاءِ ' وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ  
أَكْبَرٍ وَلِدَانٌ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ : مَا هَذَا؟  
وَمَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي : انْطَلِقْ انْطَلِقْ . فَأَنْطَلَقْنَا  
فَاتَيْنَا إِلَى دُرْحَةِ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرْ دُرْحَةً قَطُّ  
أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَا لِي : إِرَاقِ فِيهَا ' .  
فَارْتَقَيْنَا فِيهَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَيْسٍ ذَهَبٍ  
وَلَيْسٍ فِضَّةٍ ' فَاتَيْنَا بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَنُصِّحَ  
لَنَا فَدَخَلْنَا هَا ' فَتَلَقَانَا رِجَالٌ شَطْرَ مَنْ  
خَلْفِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ ' وَسَطْرَ مَنْهُمْ  
كَأَفْجَحٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ ' قَالَا لَهُمْ : اذْهَبُوا فَعَمُوا  
فِي ذَلِكَ النَّهْرِ ' وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ  
بِخَرَى كَانَ مَاءٌ هُوَ الْمَحْضُ فِي الْبِضَاضِ ' .  
فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ' ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ  
ذَلِكَ السَّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ  
صُورَةٍ ' قَالَ : قَالَا لِي : هَلِيهِ جَنَّةٌ عَدْنٌ  
وَهَذَاكَ مِنْ ذَلِكَ فَسَمَا بَصْرِي صُعْدًا فَإِذَا  
فَصُرُّ مِثْلَ الرِّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا لِي : هَذَاكَ  
مِنْ ذَلِكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ' فَدَرَانِي  
فَادْخَلَهُ - قَالَا : أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ -  
قُلْتُ لَهُمَا : فَاتِنِي رَأَيْتَ مِنْذُ اللَّيْلِ عَجَبًا؟ فَمَا  
هَذَا الَّذِي رَأَيْتَ؟ قَالَا لِي : أَمَّا أَنَا سَنُخْبِرُكَ :  
أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي آتَيْتَ عَلَيْهِ يُبْلَغُ  
رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ  
فَيَرْفُضُهُ ' وَتَسَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ ' وَأَمَّا  
الرَّجُلُ الَّذِي آتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرَسُ شُرُّ شِدْقُهُ إِلَى  
فَقَاهُ وَمَنْخَرُهُ إِلَى فَقَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَعُدُّوا مِنْ

کو اطلاع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سو رہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ اس کے جبروں کو گدی تک اور اس کے نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جا رہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپ نے آگ کے پاس دیکھا وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ مالک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل القامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (دوہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کو اٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم

بِئْسَ مَا كَذِبَ الْكُذِبَةِ تَبْلُغُ الْأَفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التُّنُورِ فَإِنَّهُمْ الزَّنَاةُ وَالزَّوَانِي وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي آتَتْ عَلَيْهِ يَسُخُّ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ أَكَلُ الرَّبَاةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكُرْبِيُّ الْمَرَاةُ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُثُّهَا وَيَسْطِي حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ حَازِنٌ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْحَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِي رِوَايَةٍ الْبُرْقَانِيُّ "رُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ" وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرًا مِنْهُمْ قَبِيحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ" زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ "رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتَيْنِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَالَ : "فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَقْبٍ مِثْلِ التُّنُورِ أَعْلَاهُ ضَبَقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا ، وَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا ، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ" وَفِيهَا "حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ" وَلَمْ يَسْلُكْ "فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ" فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ قُوْدَةٌ

ہو جاتی تو اس میں لوٹ جاتے اس میں عورتیں اور مرد برہنہ تھے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا نژد خون کی ایک نہر کے پاس سے ہوا اور روایت میں شک و شبہ کے الفاظ کی گنجائش نہیں نہر کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر کبھی ایک آدمی کھڑا تھا پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹا دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جڑے چیرے جارہے ہیں وہ کذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپ نے دیکھا اس کا سر کھینچا جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات کو اس سے سو رہا اور دن میں اس پر عمل نہ کیا قیامت تک اس کے ساتھ ایسا کیا جاتا رہے گا وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام مومنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے تم اپنا سراٹھاؤ دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپ پورا کریں گے تو آپ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے۔ (بخاری)

يَنْلَعُ رَأْسَهُ : تا مثلاً تین مجسمہ کے ساتھ اس کو چیر رہا تھا۔  
يَنْدَهُدُهُ لِاحْلَاكَ۔

كُلُّوْبُ : کاف کے فتح اور لام مشدہ کے پیش کے ساتھ مشہور چیز ہے جس کو آنکڑا یا جمبور کہتے ہیں۔

فَيْشَرُّشِرُ : کاٹا جاتا ہے اس کے ٹکڑے کر رہا ہے۔

ضَوْضُوْا : دونوں ضاد مجسمہ کے ساتھ مراد شور مچایا۔

حَيْثُ كَانَ ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ بِحَرْجٍ جَعَلَ يَرْمِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ“  
وَفِيهَا ”فَصَعِدَا بِنِي الشَّجَرَةِ فَادْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرْقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا“ فِيهَا رَجُلٌ شُبُوحٌ وَشَبَابٌ“ وَفِيهَا : ”الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبِ فَنُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَفَاقَ فَيُصْعَقُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ وَفِيهَا : ”الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدِّخُ رَأْسَهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْسَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ فَيُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ وَالذَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارَ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ ، وَأَنَا جِبْرِيْلُ ، وَهَذَا يَمُكَّاءُ بِلُ فَارْفَعُ رَأْسَكَ“ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَاذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابَةِ ، قَالَ : ذَاكَ مَنَزِلُكَ ، قُلْتُ دَعَانِي ادْخُلْ مَنَزِلِي ، قَالَ : إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عَمْرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ ، فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ آتَيْتَ مَنَزِلَكَ“  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ ”يَنْلَعُ رَأْسَهُ“ هُوَ بِالْفَاءِ الْمُتَلَفِّفَةِ وَالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ أَي يَشَدُّهُ وَيَشَقُّهُ -  
قَوْلُهُ ”يَنْدَهُدُهُ“ : أَي يَنْدَحْرَجُ -  
”وَالْكُلُّوْبُ“ بِفَتْحِ الْكَافِ وَصَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوفٌ - قَوْلُهُ ”فَيْشَرُّشِرُ“ : أَي يَقَطِّعُ : قَوْلُهُ - ”ضَوْضُوْا“ وَهُوَ بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : أَي صَاوَحُوا قَوْلُهُ ”فَيْفَغَرُّ“ هُوَ بِالْفَاءِ وَالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : أَي يَفْتَحُ - قَوْلُهُ ”الْمَرَّاةُ“ هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ : أَي الْمَنْظَرِ - قَوْلُهُ ”يَبْحَثُهَا“ هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَصَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْيَيْنِ الْمُعْجَمَةِ :

قِيَصْفَرُ فَأُورِثْنِي مَجْمَعُ كَيْ سَا تَهْ اس کا منہ کھولتا ہے۔

الْمَرْأَةُ: مِمَّ كَيْ فَتَحْ كَيْ سَا تَهْ مَنْظَرُ يَانْظَارَه۔

يَحْشَهَا يَاءُ كَيْ فَتَحْ اَوْ رَحَاءُ مِهْمَلُ كَيْ ضَمُّ اَوْ شَيْنِ مَجْمَعُ كَيْ سَا تَهْ۔ مَرَادُوهُ

آگ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةٌ مُعْتَمَةٌ: کَا مِمَّ كَيْ فَتَحْ عَيْنِ كَيْ

سُكُونِ تَاءُ كَيْ فَتَحْ اَوْ مِمَّ كَيْ شَدُّ كَيْ سَا تَهْ جَسْ كِي اَنْوَرِي طَوِيلِ اَوْ رَوَا فِر

ہو۔ کالی نباتات والا۔ دَوْحَةٌ: دَالِ كَيْ فَتَحْ وَاوْ كَيْ سُكُونِ اَوْ رَحَاءُ

مِهْمَلُ كَيْ سَا تَهْ بَہْت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ الْمَحْضُ: مِمَّ كَيْ فَتَحْ

اَوْ رَحَاءُ مِهْمَلُ كَيْ سُكُونِ اَوْ رَحَاءُ مَجْمَعُ كَيْ سَا تَهْ دُو دُ كَيْ كَاتِبَةٌ هِي۔ فَسَمَا

بَصْرِي: مِيرِي نَظَرُ بَلَنْدِ هُوَئِي يَا مِيرِي نَگَاہِ اَوْ پَرَا نَظْمِي۔ صُعْدًا: صَادِ اَوْ ر

عَيْنِ كَيْ ضَمُّ كَيْ سَا تَهْ بَلَنْدِ كَيْ مَعْنِي مِیْنِ سَبْ بَلَنْدِي وَاوَا يَا بَلَنْدِ هُوَنِي

وَالِي۔ رَبَابَةٌ: رَاءُ كَيْ فَتَحْ اَوْ رَحَاءُ مَوْجِدُہ مَكْرَرُہ كَيْ سَا تَهْ بَا دَلِ

أَيُّ يُوقِدُهَا "قَوْلُهُ" رَوْضَةٌ مُعْتَمَةٌ "هُوَ بِضَمِّ

الْيَسْبِ وَرَأْسِ الْغَيْنِ وَقَطْعِ التَّاءِ وَتَشْدِيدِ

الْيَمِيمِ: أَيُّ وَآفِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيلِيهِ - قَوْلُهُ

"دَوْحَةٌ" هِيَ يَفْتَحُ الدَّالِ وَرَأْسِ الْوَاوِ

وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ

- قَوْلُهُ "الْمَحْضُ" هُوَ يَفْتَحُ الْمِيمِ

وَأَسْكَانِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ

: وَهُوَ اللَّيْنُ قَوْلُهُ "فَسَمَا بَصْرِي" أَيُّ ارْتَفَعَ

: "وَصُعْدًا" بِضَمِّ الضَّادِ وَالْعَيْنِ: أَيُّ

مُرْتَفِعًا - "وَالرَّبَابَةُ" يَفْتَحُ الرَّاءِ وَبِالْبَاءِ

الْمَوْجِدَةَ مُكْرَرَةً: وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

تخریج: رواہ البھاری فی التَّعْبِيرِ بَابِ تَعْبِيرِ الرَّوْضِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

اللِّغَاظُ: ذَاتُ عِدَاةٍ: اِیْکِ دِنِ كَيْ فَتَحْ ذَاتُ كَالْفِظِ زَا مَدَّہ۔ یَہْ شَعْنِي كِي اِضَافَتِ اِیْنِي ذَاتِ بِي كِي طَرَفِ ہے۔ حَسْبِي یَصِیْحُ

رَأْسُهُ كَمَا كَانَ: اِسْ كَا سَرْمَیجُ ہُو جَا تَا ہے جِیسا كَیْلے سے پہلے تھَا۔ شَدَقَهُ مَدَّہ كِي اِیْکِ طَرَفِ۔ التَّنْوِيرُ: رَوْنِي پُكَا نِي كِي جَلْدِ یَزْمِنِ مِیْنِ

كُزْ هَمَّ كِي شَكْلِ مِیْنِ ہُو تَا ہے یَا سَیْحُ زَمِنِ كَيْ اَوْ پَر كُزْ هَمَّ كِي صَوْرَتِ مِیْنِ۔ لَفْظُ: جُو كَلَامُ خَا بَرِنِ ہُو بَلَدُ اِسْ مِیْنِ شَوْرُو شَغْبِ ہُو۔ نَوْرُ

الرَّبِيعِ بِجَوْلِ۔ شَطْرُ: آدِہَا۔ الْمَحْضُ بِخَالِصِ۔ جَمَّةُ عَدَنِ: یَہْ عَدَنِ بَا لِمَكَانِ سے لیا گیا جس كَا مَعْنِي اِقَامَتِ اِخْتِیَارِ كَرْتَا ہے۔ ہِمِشَہ

اَوْ رَا بَاتِي رَسْبُ وَاوَا بَا شُ۔ فَذَرَانِي: تَمَّ دُونُوں مَجْمَعُ چھوڑ دو۔ یَا حِذْلُ الْقُرْآنِ: اِسْ كُو یَا دِ كَرْتَا ہے۔ فِیْرُ فَعْنَةُ: اِسْ كَا دُو رُ كَرْنِي مِیْنِ سَسْتِي كَرْتَا

ہے تَكْدِ بِجَوْلِ یَن جَا تَا ہے۔ الْاِفَاقُ: اطْرَافِ۔ تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْہُمْ: اللّٰهُ تَعَالٰی نے اِن كُو بَحْشِ دِیَا۔ نَقَبٌ: بَحْنِي ہُوئِي جَلْدُ۔

فَوَاسِدُ: (۱) یَا دِ كَرْنِي كَيْ بَعْدِ قُرْآنِ مَجِيدِ بَجَلَانِي سے ڈرَا یَا اَوْ قُرْآنِ مَجِيدِ پَر مَعْلُ چھوڑ نِي سے خَبْرِ دَارِ كِیَا گیا۔ (۲) فَرَضِ نَمَازِ سے سَسْتِي

كَرْنِي وَا لِي كَيْ لِي سَخْتِ ڈرَا وَا ہے۔ (۳) جھوٹ سے بچنا چاہنے اِس سے آدِي سَخْتِ سَا كَا مَسْتَحَقُّ یَن جَا تَا ہے۔ اِی طَرَحِ زَنَا اَوْ رَوُو

خَوْرِي سے بَحْنِي بچنا چاہنے۔ (۴) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْ مَرْتَبِہ و مَقَامِ كَا ذِكْرُ اَوْ اللّٰهُ تَعَالٰی كَيْ بَا شَہِدَاءِ كَا مَرْتَبِہ و مَقَامِ بَيَانِ كِیَا گیا ہے۔

(۵) جَنَّتِ كِي نَعْتِیْنِ اَوْ رُو دُو زِخْ كَا عَذَابِ بَرَحِ ہے اِس مِیْنِ كِسِي شَبْہِ كِي تَنْجِیْشِ نِیْسِ۔ (۶) اِس رَوَا یَتِ سے مَعْلُوْمُ ہُوَا كَا اَنْخَضْرَتِ نَزَلَتْہُمْ

نے آخِرَتِ كَيْ بَہْت سے اَمُوْرُ كُو مَلا حَظْرَ مَیَا تَہَا۔

بَيَانُ: كَذِبِ كِي قِصَمِ

جُو جَا تَا ہے

اِیْچھی طَرَحِ جَانِ لُو كَا اِگْرُ چھوٹِ اِصْلِ كَيْ لَظَاظِ سے حَرَامِ

ہے۔ مَگْرُ بَعْضِ صَوْرَتُوں مِیْنِ چَند شَرَا ئِظِ كَيْ سَا تَهْ جَا نَزْ ہُو جَا تَا ہے۔ جَن

كُو وَضَا حَتِ كَيْ سَا تَهْ مِیْنِ نِي كِتَابِ الْاِذْكَارِ مِیْنِ ذِكْرِ دِیَا ہے۔ اِس كَا

۲۶۱: بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنْ

الْكِبَابِ

إِعْلَمَ أَنَّ الْكِبَابَ وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُخْرَمًا

فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قَدْ

أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ: "الْإِذْكَارِ" وَمُخْتَصَرٌ

خلاصہ یہ ہے کہ کلام حصول مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس بروہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے جھوٹ کا استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا۔ (۲) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارتا یا اس کا مال پھینتا چاہتا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو لینا چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ تور یہ اختیار کیا جائے تو یہ کامطلب یہ ہے کہ ذومعنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی نیت کرے۔ تاکہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹا نہ ہو۔ اگر ظاہراً اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخاطب سمجھ رہا ہو وہ جھوٹا ہو اور اگر توریہ کی بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی، علماء نے ام کلثوم کی روایت سے استدلال کیا:

حل العبارات: (۱) امام نووی رحمۃ اللہ کی کتاب "الاذکار" باب النهی عن الکذب و بیان اقسامہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ (۲) جاز الکذب: ممنوع نہیں۔ یہاں جاز کا لفظ مباح کے معنی میں نہیں۔

۱۵۴۸: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرانے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ ام کلثوم کہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے:

(۱) لڑائی۔ (۲) لوگوں میں صلح۔

ذَلِكَ: أَنَّ الْكَلَامَ وَسِيلَةً إِلَى الْمَقْصِدِ فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَقْصُودٌ يَسْكُنُ تَحْصِيلَهُ بِغَيْرِ الْكُذْبِ يَحْرُمُ الْكُذْبُ فِيهِ وَإِنْ لَمْ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالْكَذْبِ جَازَ الْكُذْبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذَلِكَ الْمَقْصُودِ مَبَاحًا كَانَ الْكُذْبُ وَاجِبًا فَإِذَا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يُرِيدُ قَتْلَهُ أَوْ اخْتِافَى مَالَهُ وَأَخْفَى مَالَهُ وَسِيلَ إِنْسَانٍ عَنْهُ وَجَبَ الْكُذْبُ بِأَخْفَائِهِ - وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ وَأَرَادَ ظَالِمٌ أَخْذَهَا وَجَبَ الْكُذْبُ بِأَخْفَائِهَا - وَالْأَخْوَاطُ فِي هَذَا كُفْلُهُ أَنْ يُورَى - وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ أَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُودًا صَحِيحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يَتَّفِقُهُ الْمُخَاطَبُ وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَأَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكُذْبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هَذَا الْحَالِ - وَاسْتَدَانَ الْعُلَمَاءُ بِجَوَازِ الْكُذْبِ فِي هَذَا الْحَالِ بِحَدِيثٍ.

۱۵۴۸: وَعَنْ أُمِّ كَلْثُومَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ الْكُذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ: "قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرْجَسُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: تَعْنِي الْحَرْبُ وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثَ الرَّجُلِ أَمْرَاتِهِ وَحَدِيثَ



النِّمْرَةَ وَوَجْهَهَا۔ (۳) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے یا بیوی مرد سے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس مسلم فی البیر، باب تحریک کذب و بیان المباح منه۔

**الذخائر:** ام کلثوم: یہ عقبہ بن ابی معیط بن عبد شمس کی بیٹی ام کلثوم قرشی ہیں۔ حالات، باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ لیس الکذاب: شرعی لحاظ سے قابل مذمت نہیں۔ فیمنی: پس پہنچاتا ہے۔ حدیث الرجل الی امراته: اس کے ساتھ ایسا وعدہ جس سے وہ خوش ہو۔

**فوائد:** کذب کی ایک قسم وہ ہے جس کی شرعی طور پر اجازت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔

۳۶۲: الْحَدِيثُ عَلَى الشَّبْتِ فِيمَا

بَابُ: قَوْلِ وَحَايَتِ مِثْلِ بَاتِ

بِحَتْلِي كِي تَرْغِيبِ

يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک گنہگار تیار ہے۔“ (ق)

۱۵۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنتے وہ (آگے) بیان کر دے۔“ (مسلم)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ» [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: «مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عِينٌ»

[۱۸:۱۸]

۱۵۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كُفِيَ بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی المقدمة، باب النهی عن بکل ما سمع۔

**فوائد:** (۱) پندرہ دوسرے تک پہنچانی چاہئے ہر کہی جانے والی بات کی تصدیق نہ کر دینی چاہئے۔ (۲) علامہ ابن عسلمان فرماتے ہیں: باب میں مذکورہ حدیث و آثار کا مقصد یہ ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کر دینے کے قابل نہیں کیونکہ آدمی بسا اوقات سچ جھوٹ سنتا ہے۔ اس نے ہر سنی سنائی بات کر دی تو اس نے جھوٹ بولا اس لئے کہ اس نے انہونی بات کی اطلاع دی۔

۱۵۵۰: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ غَيْبِي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۰: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المقدمة، باب وجوب الرواية من الثقات و ترك الكذابين۔

**الذخائر:** فهو احد الكاذبين: ایک روایت میں کاذبین جمع مذکور ہے اور دوسری میں کاذبین تفسیہ مذکور ہے۔ **فوائد:** (۱) رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی پڑتال کرنی ضروری ہے اور روایت کرنے سے قبل اس کی صحت جانچ لینی چاہئے۔ (۲) کذاب کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو خود جھوٹ گفترے یا جھوٹ کو نقل کرنے اور پھیلانے میں معاونت کرے۔

۱۵۵۱: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے وہ کچھ ملتا ہے جو واقعاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔“ (بخاری و مسلم)

الْمُتَشَبِعُ: جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنی یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَا بَيْسُ نُؤْبَى زُورٍ: جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زاہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تاکہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اسکا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی النکاح: باب المتشبع بما لم ينال و مسلم فی اللباس و الزينة: باب النهی عن التزوير فی اللباس۔

اللَّعْنَاتُ: ضرة: سوکن اس کی جمع ضرات اور ضراتو ہے۔ جناح گناہ۔

فوائد: (۱) اگر کوئی آدمی ایسی چیز ظاہر کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ جھوٹ اور تزویر کرنے والے لوگوں میں شمار ہے۔ (۲) جہاں تک ممکن ہو ظاہر باطن کے مطابق ہونا چاہئے۔

## بَابُ: جھوٹی گواہی کی

### شدید حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم جھوٹی بات سے بچو۔“ (الحج) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔“ (نبی اسرائیل) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔“ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے۔“ (الغفر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر

۱۵۵۱: وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنْ لِي ضُرَّةٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ تَشْبَعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمُتَشَبِعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسُ نُؤْبَى زُورٍ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”الْمُتَشَبِعُ“ هُوَ الَّذِي يُظْهِرُ الشَّبَعُ وَلَيْسَ بِشُعْبَانٍ وَمَعْنَاهُ هُنَا أَنْ يُظْهِرَ أَنَّهُ حَصَلَ لَهُ فَصِيلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً۔ “وَلَا بَيْسُ نُؤْبَى زُورٍ” أَي ذِي زُورٍ وَهُوَ الَّذِي يُزُورُ عَلَى النَّاسِ: بِأَنْ يَتَزَيَّرَ بِزِيَّتِي أَهْلِ الرَّهْدِ وَالْعِلْمِ أَوْ الْفَرَوَةِ لِيَعْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِبِنِكَ الصِّفَةِ - وَقِيلَ غَيْرَ ذَلِكَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

## ۱۶۲: بَابُ بَيَانِ غِلْظِ

### تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَجْتَبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [نبی اسرائیل: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۸۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَلِغٌ صَادِقٌ﴾ [المعارج: ۱۱۴]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ

نہیں ہوتے۔ (الفرقان)

الزُّورِ [الفرقان]

حجۃ الآیات: قول الزور باطل اور جھوٹی بات۔ لیسرصاد: ان کے اعمال کی کمزوری کرتا اور اس پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔ لا یشهدون الزور: باطل گواہی نہیں دیتے۔

۱۵۵۲: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَا أُبَيِّنُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكُفَّارِ؟" قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مَتَكًا" فَجَلَسَ فَقَالَ: "أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ! فَمَا زَالَ يُكْرِمُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۵۵۲: حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم کو سب سے بڑا کفر نہ بتا دوں؟ ہم نے عرض کیا نہ اور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھے اور فرمایا: خرد دار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواد البخاری فی کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شهادة الزور، و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرها۔

اللِّعَانَاتِ: انہنکم: میں تمہیں خبر دیتا اور بتا ہوں۔ الاشراک باللہ: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ کفر اپنی تمام اقسام سمیت مراد ہے۔ والدین کی نافرمانی یعنی ان کو ایذا پہنچانا اور ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وکان متکنا فجلس: آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھے گئے۔ تاکہ بات کی اہمیت کے متعلق متنبہ کر دیں۔

فوائد: (۱) تحریک حقوق والدین کے باب میں جو افادات ذکر کئے وہ عیش نظر ہیں۔ اس ارشاد میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ آپ ﷺ کا الاوشہادۃ الزور کو بار بار دہرانا اس بات کی نشاندہی کئے کہ امت کے لئے یہ انتہائی خطرناک ہے اور قیامت کے دن جھوٹی گواہی والے سخت عذاب ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بغض ترین گناہ شریک و والدین کی نافرمانی، جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ شرک کی عفت میں جھوٹی گواہی کو ذکر کرنا اس کی قباحت اور شفاعت کو اور برحمتاً ہے کیونکہ معاشرے میں اس سے بے شمار مفاسد اور بڑے نقصانات ہوتے ہیں۔

باب: کسی معین شخص یا جانور کو

لعنت کرنا حرام ہے

۱۵۵۳: حضرت ابو زید بن ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اسلام کے عادی کسی اور دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی وہ اسی طرح ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر دیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت

۲۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ إِنْسَانٍ

بِعَيْنِهِ أَوْ دَابَّةٍ

۱۵۵۳: وَعَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَادِبًا مُتَعَدِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ

بَشِيءٌ عَذَابٌ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَوْلِهِ "مَتَّقْ عَلَيْهِ"۔

کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحائز باب ما جاء فی قاتل النفس و الادب باب ما ينهى من السباب و اللعن و الايمان باب من حلف بملء سؤی الاسلام مع اختلاف فی بعض الالفاظ و مسلم فی الايمان باب غلط تحريم قتل الانسان نسبه۔

**الذخائر:** بیعة الرضوان: ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں یہ بیعت پیش آئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: **وَلَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ** (الایۃ)۔ من حلف علی یمین بملء غیر الاسلام: مثلاً کسی نے اس طرح کہا تم بخدا اگر تو ایسا کرے تو تو یہودی یا نصرانی ہے تو وہ اسی طرح ہو گیا جب اس نے کہا جبکہ وہ اس دین کو اختیار کرنے کا عزم و ارادہ رکھتا ہو تو وہ فی الحال کافر ہو جائے گا کیونکہ ارادہ کفر بھی کفر ہے اور اگر اپنے آپ کو روکنے کے لئے مبالغہ مقصود ہو مگر قطعاً یہودیت وغیرہ کا قصد نہیں تو پھر معصیت ضرور ہے اس سے استغفار ضروری ہے۔

**فوائد:** (۱) غیر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے اور کسی بھی جان کو قتل کرنا حرام ہے۔ جو شخص خودکشی کرتا ہے اس کو قیامت کے دن اپنے نفس کو قتل کرنے کی وجہ سے مسلسل عذاب دیا جائے گا تاکہ اس کی سزا اس کے فعل کی جنس سے ہو۔ (۲) جس چیز کا انسان اختیار نہ رکھتا ہو اس کی نذر مان لینے سے نذر کا پورا کرنا لازم نہیں۔ (۳) مسلمان پر لعنت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس کے قتل کے مترادف ہے۔

۱۵۵۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَّبِعُنِي لِصِدِّيقِي أَنْ يَكُونَ لَعَانًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب النیر باب النهی عن لعن الدواب و غیرہا۔

**فوائد:** (۱) کثرت لعن کامل ایمان اور کمال تصدیق کے منافی ہے۔

۱۵۵۵: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَكُونُ اللَّعَانُونَ شَفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب النیر باب النهی عن لعن الدواب و غیرہا۔

**فوائد:** (۱) جو شخص لوگوں کو لعنت کرنے کی عادت بنا لے وہ فاسق ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور قیامت کے دن اس کی شفاعت نہ کی جائے گی۔

۱۵۵۶: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ: ۱۵۵۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی لعنت اور غضب اور  
وَلَا يَغْضِبُهُ وَلَا بِالنَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ' آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو'۔ (ابوداؤد ترمذی)  
وَالْتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب فی اللعن والترمذی فی البر باب ما جاء فی اللعنة۔

اللَّعْنَاتُ: لا تلاعنوا تم باہمی ایک دوسرے کو لعنت مت کرو۔

فوائد: لعنت اللہ اور غضب اللہ اور جہنم میں جانے کی بدعا مت دی جائے تو یہ تمام بہت بڑی چیزیں ہیں۔

۱۵۵۷: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ۱۵۵۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
"لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الفاحش" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طعن زنی کرنے والا اور  
الفاحش" وَلَا الْبِدِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زبان دراز مؤمن نہیں"۔ (ترمذی)  
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی البر باب ما جاء فی اللعنة۔

اللَّعْنَاتُ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ: کامل الایمان۔ بالطعان: جو لوگوں کی مذمت وغیبت کر کے ان کی عزت خراب کرے۔ اللعان:  
بہت لعنت کرنے والا۔ الفاحش: اپنے کلام اور فعل میں فحش اختیار کرنے والا اور ان کے نسبوں میں طعن زنی کرنے والا۔ لعنت اللہ  
تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں۔ البدی: وہ فحش گو جو اپنی گفتگو میں بدکلامی کرنے والا ہو خواہ اس کی کلام میں سچائی ہو۔  
فوائد: (۱) ان تمام خصلتوں کی مذمت کی گئی کیونکہ یہ مؤمن کے ایمان میں کمی پیدا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ایمان سے نکالنے  
کے قریب کر دیتی ہیں۔

۱۵۵۸: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵۵۸: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے  
دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر دائیں اور  
بائیں جانب جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت  
کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے"۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب فی اللعن۔

اللَّعْنَاتُ: مساعاً براستہ اور گنجائش۔

فوائد: (۱) لعنت کا اثر اگر گناہ کرنے والوں غیر معین لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو یعنی وہ اس کے مستحق نہ ہوں تو پھر اس کا نقصان خود  
اس کہنے والے کو ضرور پہنچے گا۔

۱۵۵۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب وغیرہا۔

اللحائین: ضحوت: اونٹنی کے تنگ کرنے تکلیف پہنچانے سے پریشانی ہوئی اور اُکتا گئی۔ خذوا ما علیہا: اس کا کجاہ اور سامان اتار لو۔

ہواند: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

۱۵۶۰: حضرت ابو برزہ نصلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہو گیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلِّ) بمعنی حل۔ اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو“۔ (مسلم)

حَلِّ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے۔ یہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنی میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے، ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو

۱۵۵۹: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَأَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَمَعَتْهَا فَمَسَمَعُ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَذَعُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ: فَكَانَتِي أَرَاهَا الْآنَ تَمْسِي فِي النَّاسِ مَا يَعْزُضُ لَهَا أَحَدٌ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب وغیرہا۔

ہواند: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

۱۵۶۰: وَعَنْ أَبِي بَرزَةَ نَصْلَةَ ابْنِ عُبَيْدِ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ إِذْ بَصُرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَصَافَيْتُ بِهِمْ فَجَاءَتْ: حَلِّ اللَّهُمَّ الْعَنْهَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "حَلِّ" يَفْتَحُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةَ وَاسْكَانِ اللَّامِ: وَهِيَ كَلِمَةٌ لِرَجْرِ الْإِبِلِ - وَاعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْخَبِيرُ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا إِشْكَالَ فِيهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذَلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنَعَ مِنْهُ، إِلَّا مِنَ الْمُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِأَنَّ لَهُ التَّصَرُّفَاتِ

كُلَّهَا كَانَتْ جَائِزَةً فَمَنْعَ بَعْضِ مَنِهَا فَيَقِي الْبَاقِي عَلَى مَا كَانَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

بقیہ تصرفات اپنے حکم پر ہے۔ واللہ اعلم

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب وغیرہا۔

اللغزات: جاریمہ: نوجوان عورت۔

ہوائند: (۱) لعنت سے بچنا چاہئے۔ بدعتی اور فاسق لوگوں کی دوستی سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ لعنتوں کا محل ہیں۔ (۲) حدیث میں کوئی ایسا اشارہ نہیں جس سے اونٹنی کا آزاد چھوڑنا معلوم ہوتا ہو کیونکہ اسلام میں سائڈ بنا کر چھوڑ دینا درست نہیں امام نووی رحمۃ اللہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

بَابُ: غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت

۲۶۵: بَابُ جَوَازِ لَعْنِ أَصْحَابِ

کرنا جائز ہے

الْمَعَاصِيْ غَيْرِ الْمُعَيَّنِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“ (ہود)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [ہود: ۱۸] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَأَذِّنْ مُؤَدِّنَ بَيْنَهُمْ إِنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (الاعراف)

[الاعراف: ۴۴]

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں“ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ لعنت کرے سودخور پر“ اور اسی طرح آپ نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی اور اسی طرح فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں رد و بدل کیا“ اور یہ بھی فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک ائدہ چراتا ہے“ اور یہ فرمایا: ”اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا“ اور یہ فرمایا: ”جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت“ اور یہ فرمایا: ”اے اللہ! لعنت کر ذعل زکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی“۔ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا“ اور یہ فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے

وَوَيْتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”لَعْنُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَأَنَّهٗ قَالَ : لَعْنُ اللَّهِ اِكْمَلِ الرَّبَا“ وَأَنَّهٗ لَعْنُ الْمُصَوِّرِينَ وَأَنَّهٗ قَالَ : لَعْنُ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ مَنَارِ الْأَرْضِ “ أَيْ حُدُودَهَا : وَأَنَّهٗ قَالَ : ”لَعْنُ اللَّهِ السَّارِقِ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”لَعْنُ اللَّهِ مَنْ لَعْنُ وَالِدَيْهِ“ ”وَلَعْنُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”مَنْ أَحَدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَرَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”اللَّهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا ، وَذَكْوَانَ ، وَعُصَيْيَةَ : عَصَاؤُا اللَّهِ وَرَسُولَهُ“ وَهَذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلٍ مِنَ الْعَرَبِ وَأَنَّهٗ لَعْنُ الْمُعْتَشِبِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَجَمِيعُ

ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں۔  
یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں  
ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں نہیں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔  
ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں  
گی۔ ان شاء اللہ

هَذِهِ الْأَلْفَاظُ فِي الصَّحِيحِ : بَعْضُهَا فِي  
صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُهَا فِي  
أَحَدِهِمَا وَآتَمَّا قَصَدْتُ الْإِخْتِصَارَ بِالْإِشَارَةِ  
إِلَيْهَا ، وَسَأَذْكَرُ مَعْظَمَهَا فِي أَبْوَابِهَا مِنْ هَذَا  
الْكِتَابِ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

حل الآيات : اذن مؤذن ایک منادی کرنے والا نداء دے گا۔ الواصلہ و المستوصلة : وہ عورت جو اپنے بالوں کو آدمی  
کے بالوں کے ساتھ لگائے۔ مستوصلة : وہ عورت جو یہ مطالبہ کرے کہ اس کے بالوں کو ملایا جائے بالوں کا ملانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ  
اس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اپنی بیوی اور غیر کا بھی فرق نہیں۔ بالوں کے ملانے کی حرمت میں حکمت یہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی اور عورت کا اپنے آپ کو غیر حقیقی صورت میں محض خاوند کو دھوکہ دہی کے لئے پیش کرنا ہے۔ اس سے  
ایسے مفاسد بنتے ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ من احدث فیہا : جو مدینہ میں نئی چیز ایجاد کرے گا۔ محدثا : دین میں بدعت ایجاد  
کرنے والا جو اصل دین میں نہ ہو یا اس نے زندگی کو پناہ دی جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

بَابُ : مسلمان کو ناحق

۲۶۶ : بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ

گالی دینا حرام ہے

الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقِّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور  
عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس  
انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا۔“ (الاحزاب)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا  
بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مِينًا﴾ [احزاب: ۵۸]

حل الآيات : بهتاناً : برائے فعل یا سخت جھوٹ۔ میناً : ظاہر۔

۱۵۶۱ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال  
سمجھ کر) کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۶۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”سَبُّ الْمُسْلِمِ  
فُسُوقٌ ، وَقَتْلُهُ كُفْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج : رواہ البخاری فی الادب ، باب ما ینہی من السباب و اللعن و فی الایمان و الفتن و مسلم فی الایمان ، باب  
قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم فسوق۔

اللغة : سباب المسلم : اس کو گالی دینا اور اس کی عزت میں عیب لگانے والی بات کرنا۔ فسوق : اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے  
نکلنا ہے۔ قتالہ کفر : اور اس کا قتل حرمت و گناہ میں کفر کی طرح ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کے ساتھ قتالہ سے مراد شدت باری  
اور زیادتی ہو اور ایک نسخے میں سباب المسلم کقتالہ کے الفاظ موجود ہیں اور وہ روایت بھی بخاری و مسلم کی ہے۔

فوائد : (۱) مسلمان کو لعنت کرنے اور اس کے ساتھ لڑنے پر ڈانٹ پلائی گئی کیونکہ یہ کفران نعمت اور اخوت ایمانی کے حق کو پورا نہ کرنا  
ہے۔ ابو جریطر رحمۃ اللہ نے فرمایا لعنت و قتل میں مشابہت اس طرح ہے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں اور قتل  
زندگی سے دوری کو کہتے ہیں۔



۱۵۶۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) لعنت کا حقدار نہ ہو“۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب باب ما ينهى من السباب و اللعن۔

**اللَّعْنَاتُ:** ارتدت بلوتی ہے۔

**ہوائد:** علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں اس شخص کو فاسق قرار دیا گیا جو غیر فاسق کو فاسق کہے یعنی وہ خود اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا فاسق بن جانا بھی عین ممکن ہے اگر وہ اس فسق پر اصرار کرے۔ (۲) جو شخص کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے کفر کا قصد کیا ہو اور اس کو طال سمجھتا ہو۔

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہا اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے“۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن السباب۔

**اللَّعْنَاتُ:** المتسابان: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے۔ ماقالا: اس گالی کا گناہ جو ان دونوں نے دی۔ يعتدی المظلوم: بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے۔

**ہوائد:** امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو گالم گلوچ کا گناہ ان کے درمیان خصوصاً ابتداء کرنے والے کو ملے گا۔ مگر یہ کہ مظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے اور ظالم کو اس کے قول سے بڑھ کر ایذا پہنچائے۔ (۲) بدلہ لینا جائز ہے لیکن صبر اور محاف کرنا افضل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَعَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ کہ جس نے صبر و عفو سے کام لیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو مارو“ ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹائی کے بعد واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرم نے فرمایا: ”اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو“۔ (بخاری)

۱۵۶۴: وَعَنْهُ قَالَ: أَيْ النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: "أَضْرِبُوهُ" قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَتَّأَ الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِتَوْبِهِ - فَلَمَّا انصرفت قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحدود باب ما يكره من لعن شارب الحمر۔

**اللَّعْنَاتُ:** قد شرب: شراب پی۔ اخزاک اللہ: اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے اور ذلیل کرے۔ لا تعینوا علیہ الشیطان: شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ شیطان کی مدد کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس معصیت کو مزین کر

کے اس کو رسوا کرنا چاہتا ہے جب وہ بھی بددعا کرنے لگے تو گویا انہوں نے شیطان کو اس کے مقصد میں کامیاب کر دیا۔  
**ہواشد:** (۱) کوڑے کے علاوہ بھی پٹائی سے شراب کی حد قائم کی جاسکتی ہے۔ علماء کے اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں (۱) ان تمام میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ کوڑے لگائے جائیں۔ (۲) کپڑے اور ہاتھوں سے پٹائی کرنے پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ (۳) گناہ کرنے والوں کو ایسی بددعا نہ دینی چاہئے جو ان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرے اور شیطان کی مددگار ثابت ہو۔ (۴) اسلام میں حدود کا درجہ تادیب کا ہے تعذیب کا نہیں۔

۱۵۶۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكًا بِالرِّزَا يَقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۵۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحدود؛ باب قذف العبيد و مسلم فی الايمان؛ باب التغليظ علی من قذف مملوكه بالزنا۔

**الْحَنَائِزُ:** قذف: تہمت لگائی۔ الحد شرع میں مقرر شدہ سزا جو تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی گئی۔

**ہواشد:** (۱) غلام و خادم پر ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے عذاب کا باعث ہوگا تاکہ عدل الہی کا کمال ظاہر ہو۔

۳۶۷: **بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ** بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

حرام ہے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات و فسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔

ما قبل آیات و احادیث اسی باب سے بھی متعلق ہیں۔

۱۵۶۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۵۶۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجے) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحنائز؛ باب ما ينهى من سب الاموات؛ و فی الرفاق؛ باب سكرات الموت۔

**الْحَنَائِزُ:** افضوا: پہنچ گئے۔ ما قدموا: جو انہوں نے اچھا برا عمل کیا۔

**ہواشد:** مسلمان مردوں کو گالی سے منع کیا گیا جبکہ کافر مردوں کو گالی دینا درست ہے مگر ان کے بھی نام لے کر گالی جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی موت اسلام پر آئی ہو مگر وہ لوگ کہ جن کے متعلق شارع کی طرف سے نص موجود ہو کہ ان کی موت کفر پر آئی مثلاً ابولہب ابو جہل وغیرہ۔

بَابُ: کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بلا کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا“۔ (الاحزاب)

۱۵۶۷: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان تفضل الاسلام، و فی روایة مسلم زیادة و المؤمن من امنه انناس علی دمانهم و اموالهم۔

اللَّعْنَةُ: المسلم: جو اسلام میں داخل ہوا اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی یہاں مراد کامل مسلم مراد ہے۔ ویدہ: حقیقی ہاتھ بھی مراد ہو سکتا ہے اور معنوی ہاتھ غلبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ المہاجر: جو اپنا وطن اور اہل و عیال چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ: حدیث میں مراد کامل مہاجر ہے۔ من ہجر: جو گناہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر۔  
فَوَاند: (۱) ہر اس چیز سے دور رہنا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ (۲) کامل اسلام یہ ہے کہ گناہوں سے نفس کو پاک رکھے اور کمال ہجرت یہ ہے کہ گناہوں کو خیر باد کہہ کر اطاعت الہی سے مزین ہو جائے۔

۱۵۶۸: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤَخَّرَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَيَأْتِي إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثِ طَوِيلٍ سَبَقَ فِي بَابِ طَاعَةِ وِلَاةِ الْأُمُورِ۔  
۱۵۶۸: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو پسند ہو کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا ہو کہ کیا جائے“۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الإمارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء فی حدیث طویل۔

اللَّعْنَةُ: بیزحزح: دور کر دیا جائے گا۔  
فَوَاند: (۱) ایمان اور اچھے اعمال مداومت کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔ (۲) مسلمان کو دعوت دی گئی کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرے جیسا وہ معاملہ اپنے ساتھ کرنا پسند کرتے ہیں۔

۳۶۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ

وَالْتَقَاطِ وَالتَّدَابُرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾  
 [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَذَلَّةٌ عَلَى  
 الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكُفْرَيْنِ﴾  
 [المائدة: ۵۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ  
 اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ  
 بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹]

بَابُ: باہمی بغض، قطع تعلقی

اور بے رخی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان آپس میں بھائی  
 ہیں۔“ (الحجرات)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر  
 سخت خو ہیں۔“ (المائدہ)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو  
 ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں۔“ (الفتح)

حل الآيات: اذلة على المؤمنين: ان پر مہربانی کرنے والے اور باہمی رحم کھانے والے۔ اعزة على الكافرين: سخت۔  
 اشداء على الكفار: کفار پر سختی کرنے والے۔ رحماء بينهم: ایک دوسرے پر رحم اور نرمی کرنے والے۔

۱۵۶۹: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا  
 وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ  
 إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ  
 فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اے  
 لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو نہ باہمی حسد کرو نہ ایک  
 دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے  
 بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے  
 مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الادب، باب ما ینہی عن التحاسد و مسلم فی البر، باب النهی عن التحاسد۔

التَّحَاذُرُ: لا تباغضوا: ایسے اعمال مت کرو جو دلوں میں بغض پیدا کرنے والے ہوں۔ لا تحاسدوا: ایک دوسرے کی نعمت  
 کے زوال کی تمنا نہ کرو۔ لا تدابروا: تدابردان سے یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے ملاقات کے وقت چینیہ پھیر کر چلا جائے اس  
 سے اعراض کرتے ہوئے یہاں مقصود اعراض اور قطع تعلق ہے۔ لا تقاطعوا: تقاطع: خاص تعلق کو چھوڑ دینا جو بغض نفرت تک پہنچ  
 جائے۔ ان یهجروا: وہ چھوڑ دے۔

فَوَاشِد: (۱) ان باتوں سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ جدائی، کمزوری، علیحدگی کو جنم دینے والی ہیں۔ (۲) مسلمان کو اس طرح چھوڑنا حرام  
 ہے کہ اس کو سلام کرنا چھوڑ دے اور تین دن سے زائد اس پر اعراض کرے۔

۱۵۷۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ  
 يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ عَبْدٍ  
 لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ  
 وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ فَيَقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ

۱۵۷۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو  
 کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی  
 (بخشش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے

حَتَّى يَصْطَلِحَا! أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا! رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "مُعْرَضُ الْأَعْمَالِ فِي كُلِّ يَوْمٍ حَمِيمٍ وَالنَّيْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَهُ.

درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر، باب النهی عن الفحشاء والتهاجر۔

اللُّغَاظِ: شحناء: دشمنی و بغض۔ انظروا: مہلت دو اور ایک روایت میں ہے اترو کو: یعنی اس کو چھوڑے رکھو۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

فوائد: مقاطعہ بلا سبب کے ممنوع قرار دیا گیا جس سبب سے شرع درگزر کرے اور اس بات کو بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کی دشمنی اور قطع تعلق آخرت میں دخول جنت کے لئے رکاوٹ ہے۔

### بَابُ: حَسَدِ كَيْفَ مَمَانَعَتِ

حسد کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعمت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔ (النساء) اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

۱۵۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کہا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو۔"

(ابوداؤد)

### ۲۷. بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ

وَهُوَ تَمَنِّي زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سِوَاءَ كَانَتْ نِعْمَةً دِينٍ أَوْ دُنْيَا.

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء: ۵۴]

وَفِي حَدِيثِ أَنَسِ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

۱۵۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ" رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ.

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الادب، باب الحسد۔

اللُّغَاظِ: اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ: حسد سے بچو۔ حسد: اپنے دوست و ساتھی سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا ہے۔ خواہ وہ نعمت دین کی ہو یا دنیا کی۔ یا کُلُّ الْحَسَنَاتِ: یہ نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ العشب: گھاس

فوائد: (۱) حسد کی ممانعت کی گئی اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے نیکیاں ختم ہو جاتی اور جلدی سے باطل ہو جاتی ہیں جس طرح کہ آگ لکڑیوں اور گھاس کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

### بَابُ: جَا سَوْسَى (ثَوَه) اِدْرَاسِ اِدْمِي كِي طِرْحِ كِه جَوْسِنِي

سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

### ۲۷۱. بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ

وَالسَّمْعِ مَنْ يَكْتُمُهُ اسْتِمَاعَهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم جاسوسی مت کرو“۔ (الحجرات)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو  
بلا تصور ایذا دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا  
اور بہتان باندھا“۔

(الاحزاب)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾  
[الحجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ  
يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا  
اَكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾

[الاحزاب: ۵۸]

حل الآيات: لا تجسسوا: مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے اور ان کی پوشیدہ باتیں ڈھونڈنے مت لگو۔

۱۵۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان  
سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی  
مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو! ایک دوسرے سے بغض مت کرو!  
ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن  
جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس  
پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔  
تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اس وقت اپنے ہاتھ  
سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی  
ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون  
عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور  
نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک  
روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو! نہ ایک دوسرے سے بغض  
رکھو نہ جاسوسی کرو نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی  
مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور  
روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو! نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو! باہمی  
مقاطعہ مت کرو! نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ! نہ ایک دوسرے سے  
بغض رکھو اور نہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔  
ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے  
کی بیع پر بیع کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے  
اکثر روایت کیا۔

۱۵۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ  
الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا  
تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَنَافَسُوا ، وَلَا تَحَاسَدُوا ،  
وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ  
اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ - الْمُسْلِمُ أَخُو  
الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ ، وَلَا يَخْذُلُهُ ، وَلَا يَحْقِرُهُ  
التَّقْوَى هُنَا ، التَّقْوَى هُنَا“ وَيُشِيرُ إِلَى  
صَدْرِهِ بِحَسَبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ  
أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلَّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ  
حَرَامٌ : دَمُهُ ، وَعَرَضُهُ وَمَالُهُ ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ  
إِلَى أَحْسَادِكُمْ ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ ، وَلَا  
أَعْمَالِكُمْ ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَفِي  
رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا  
تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا تَنَاجَشُوا  
وَكَوْنُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ، وَفِي رِوَايَةٍ لَا  
تَنَاقَطُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا  
تَحَاسَدُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ، وَفِي  
رِوَايَةٍ : ”وَلَا تَهَاجَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى  
بَيْعِ بَعْضٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ  
وَرَوَى الْبَخَارِيُّ أَكْثَرَهَا۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر، باب تحریم ظلم اعلم المسلم وخذلہ و البخاری روی اکثرہ فی ابواب متفرقة كالنکاح و الوصایا و الاکراه و المظالم۔

**اللَّعْنَاتُ:** ایاکم والظن: بدگمانی سے بچو۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ تہمت جس کا کوئی سبب نہ ہو یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کسی پر زنا کی تہمت لگا دی جائے بغیر اس بات کہ اس کے اسباب ظاہر ہوں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا اس سے مراد یہ نہیں کہ گمان و ظن پر عمل چھوڑ دیا جائے جس ظن پر بہت سے اعمال کا دارومدار ہے بلکہ یہاں مراد وہ ظن ہے جس پر یقین کر کے بیٹھ جائے۔ اس سے اس شخص کو بھی ضرر پہنچتا ہے جس پر بدگمانی کی گئی اور یہی حکم اس ظن و گمان کا بھی ہے جو بلا دلیل دل میں آتا ہو۔ ولا تجسسوا ولا تھسسوا: ان دونوں میں ایک ایک تاکو حذف کر دیا گیا تاکہ تخفیف پیدا ہو جائے اصل میں یہ تتجسسوا اور ولا تتحسسوا ہے۔ اسی طرح نبی کے تمام صیغے جو اس کے بعد آ رہے ہیں۔ التتحسس: عیوب و عیوب کے پیچھے پڑنا اور عام طور پر ہاتھ سے ہوتو اس کو تجسس کہتے ہیں۔ ولا تنافسوا: کسی دوسرے کے حق کے سلسلے میں مفرداً حق کے خواہش مند مت بنو اور اس کے حصول میں مزاحم و آڑ مت بنو۔ ولا یخذلہ: اس کی مدد و اعانت بھی مت چھوڑو۔ ولا یحقرہ: اس کی توہین نہ کرے اور اس کی عظمت کو بھل کر قرار نہ دے۔ یحسب: کافی ہے۔ ولا تھاجروا: وہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑیں۔ ولا تناجسوا: یہ بخشش سے ہے۔ قیمت میں بغیر خریدنے کی نیت کے اضافہ کر دانا تاکہ دوسرے کو دھوکہ ہو یہ بھی بغض و عداوت کا باعث ہے۔

**ہو اند:** (۱) مسلمان کی عزت کی حفاظت کا حکم اور محض گمان سے عزت کے متعلق کسی بھی بات سے روک دیا گیا یا اس کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے پیچھے پڑنے سے منع کیا گیا۔ (۲) اسلامی بھائی چارے کی کس قدر حفاظت مزید یہ کہ اس کے عملی نشانات کی رعایت کی گئی اور یہ نشانات ظلم نہ کرنا، ذلیل نہ کرنا، کسی کو حقیر نہ قرار دینا اور تکبر نہ کرنا ہیں۔ (۳) مال، خون اور عزت کی عظمت و حرمت ذکر کر دی گئی۔ (۴) کسی کو تکلیف پہنچانے کے لئے مصنوعی بولی دے کر ریٹ بڑھانا ناجائز قرار دیا۔ (۵) اعتبار حقیقت کا ہے مظاہر کا اعتبار نہیں۔ (۶) کسی کے سودے پر سودا کرنا نفرت اور باہمی بغض کو پیدا کرتا ہے۔ (۷) ہر مسلمان دوسرے کے متعلق ذمہ داری رکھتا ہے۔

۱۵۷۳ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِنَّكَ إِنْ  
اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ  
كَدَّتْ أَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ، يَأْتِيهِمْ صَحِيحٌ۔

۱۵۷۳: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کے فساد کے قریب کر دے گا۔" (ابوداؤد)

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب، باب النهی عن التجسس۔

**اللَّعْنَاتُ:** اتبع عورات المسلمین: تو ان کی جاسوسی کر کے گویا ان کی عزتوں کا پیچھا کرتا اور ان باتوں کو کھولتا ہے جس کے متعلق ان کو خطرہ ہے۔ او کدت قریب ہے۔

**ہو اند:** (۱) مسلمانوں کی جاسوسی سے منع فرمایا اور دوسروں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑنے سے روکا کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے۔

۱۵۷۴: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ ابْنَ بَرَجَلٍ قَبِيلَ لَهُ: هَذَا فَلَانٌ تَقَطَّرُ لِحْيَتُهُ  
آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فلاں ہے جس کی

ڈاڑھی سے شراب سے چپک رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو لیں گے۔ ابو داؤد نے ایسی سند سے بیان کیا جو شرط بخاری و مسلم پر ہے۔

خَمْرًا فَقَالَ إِنَّا قَدْ نَهَيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلَكِنْ إِنْ يَظْهَرُ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذُ بِهِ، حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب فی النهی عن التجسس۔

اللَّحَائِثُ: نہینا عن التجسس: ہمیں جاسوسی سے روکا گیا۔ احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ممانعت ہے جو قرآن و سنت میں وارد ہوئی ہے۔ ناعذ بہ: ہم اس کے متفتنہاء کے مطابق معاملہ کرتے ہیں خواہ حد کی صورت میں ہو یا تعزیر کی شکل میں۔  
 فوائد: (۱) اسلام کے اوامر و نواہی کو مضبوطی سے تھامنے کی صحابہ میں کس قدر حرص تھی۔ (۲) شہد کی بنیاد پر حد قائم نہ کر دینی چاہئے۔ حد کو واجب کرنے والی چیز کی تاکید و یقین پہلے ضروری ہے۔

بَابُ: بلا ضرورت مسلمانوں کے متعلق

۲۷۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الظَّنِّ السُّوِّءِ

بدگمانی کی ممانعت

بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

(الحجرات)

[الحجرات: ۱۲]

حَلُّ الْآيَاتِ: كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ: بدگمانی اہل خیر کے متعلق۔ اثم: گناہ ہے۔

۱۵۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۷۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”يَا أَيُّكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: تخریج پہلے سابقہ باب میں رقم ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: (۱) بدگمانی کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں مسلمانوں پر خواہ مخواہ جھوٹی تہمت لازم آتی ہے۔ (۲) اسلامی عقوبات کا دار و مدار یقین پر ہے محض گمان پر نہیں۔ (۳) عدل مسلمانوں کے درمیان اعتبار کی بنیاد ہے مگر جبکہ اس کے الٹ کا ثبوت مہیا ہو جائے۔

بَابُ: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے

۲۷۳: بَابُ تَحْرِيمِ اِحْتِقَارِ

کی حرمت

الْمُسْلِمِينَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ



اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔“ (الحجرات)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر طعنہ مارنے والے عیب جو کے لئے ہلاکت ہے۔“ (مہرہ)

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِاللِّقَابِ  
بِنَسِ الْأَسْمِ الْمُسَوِّقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ  
يَتَّبِعْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۱﴾  
[الحجرات: ۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَبَلِّغْ لِكُلِّ  
مَعْرَظٍ لَعْنَتَهُ﴾ [معرزہ: ۱]

حل الآيات: لا يسخر: مذاق نازاے۔ ولا تلمزوا: ایک دوسرے کو عیب مت لگاؤ۔ لا تنابروا باللقاب: برے القاب سے مت پکارو۔ طعان: لوگوں کے بہت عیب نکالنے والا۔

۱۵۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے۔“ (مسلم)  
حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

۱۵۷۶: أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بِحَسَبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا بَطُولُهُ.

تخریج: حدیث کی شرح اور ترجمہ باب النهی عن التجسس رقم ۱۵۷۲/۱ میں گزری۔

فوائد: (۱) مسلمان کی حقیر بہت بدترین حرکت ہے یہ کرنے والے کو برائی میں ڈوب دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں شدت کی بناء پر وہ اس پر بھی اکتفاء نہیں کرتا کہ دوسروں میں سے کوئی اس سے میل جول رکھے۔

۱۵۷۷: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔“

۱۵۷۷: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ" لَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ قُوْبُهُ حَسَنًا، وَتَعَلُّهُ حَسَنَةً لَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ - الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(مسلم)

”بَطْرُ الْحَقِّ“ حق کو نہ ماننا۔

وَمَعْنَى "بَطْرُ الْحَقِّ" دَفَعُهُ "وَعَمَطُهُمْ"؛ إِحْتِقَارُهُمْ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ أَوْضَحَ مِنْ هَذَا فِي بَابِ الْكِبَرِ.

”وَعَمَطُهُمْ“: لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے

بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب تحريم الکبر و بیانہ۔

فوائد: (۱) مذموم تکبر کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ تمہوڑا سا تکبر بھی دخول جنت میں رکاوٹ ہے۔ تکبر کی حقیقت لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کی طرف نہ جھکتا ہے۔ اس حدیث کی شرح باب تحريم الکبر و الاعجاب رقم ۶۱۲/۱ میں گزر چکی۔

۱۵۷۸: حضرت جنذب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۵۷۸: وَعَنْ جَنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل پر باد کر دیے۔“

(مسلم)

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ - فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَبْتُكَ عَمَلِكَ -  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب البر باب النهي عن تقبيل الانسان من رحمة الله.

**اللُّغَاتُ:** يتألى: قسم اٹھائے۔ احببت عملك: تیرے عمل کا ثواب جاتا رہے گا۔

**حوادث:** (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اپنے بندوں پر وسیع ہے۔ (۲) کسی مسلمان کو حقیر قرار دینے سے ڈرایا گیا ہے۔ (۳) ایسے کسی بھی حکم پر یقین کر کے نہ بیٹھ جائے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کا پہلو لگتا ہے۔ (مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں گناہ کو یقیناً نہیں بخشے گا)۔

**بَابُ: مُسْلِمَانِ كَيْ تَكْلِيفِ**

خوش ہونے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مومن آپس میں بھائی ہیں۔“ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

(النور)

۱۵۷۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں بتلا نہ کر دے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اس باب میں حدیث ابو ہریرہ کی جو باب التَّحْسُّسِ میں گذری ہے کہ ”ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے۔“

۲۷۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ اِظْهَارِ

الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَنَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿رَأَى الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾

[النور: ۱۹]

۱۵۷۹: وَعَنْ وَالِئَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ”لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِإِخِيكَ لِئَرَحِمَهُ اللَّهُ وَيَتَّبِعَكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي بَابِ التَّحْسُّسِ: ”كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ“ الْحَدِيثُ۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب صفة القيامة باب لا تظهر الشماتة لا خيك فيما فيه الله و يعليك

**اللُّغَاتُ:** الشماتة: دوسروں کی تکلیف پر خوش ہونا۔

**حوادث:** (۱) اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت فرمائی اور ایسا کرنے والے کی دینی سزا ذکر کی گئی ہے۔

(۲) سچا مومن ایسی بات سے دکھ زدہ ہوتا ہے جس سے اس کے مسلمان بھائی کو دکھ پہنچے۔

بَابُ: ظاہر شرع کے لحاظ سے جو

نسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلا عذاب اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

۱۵۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا سبب ہیں، نسب میں طعن اور میت پر نوحہ۔“

(مسلم)

۲۷۵: بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي

الْاَنْسَابِ النَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُمْ لَقَدْ اٰخْتَمَلُوْا  
بُهْتَانًا وَّ اٰثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”النَّتَانِ فِي النَّاسِ  
هُمَا بِهِمْ كُفْرُ الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ  
عَلَى الْمَيِّتِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی العطن

اللِّغَاتِ النَّابِتَةِ: النتنانہ اس سے مراد دو خصالتیں ہیں۔ ہما بہم کفر، اگر ان کو جانتے ہوئے حلال سمجھ کر کیا تو بالاجماع کفر ہے کیونکہ یہ دونوں جاہلیت کے کام ہیں۔ النیاحۃ: رونے میں آواز بلند کرنا امام نووی فرماتے اس کے متعلق کئی قول ہیں ان میں سب سے زیادہ درست مطلب یہ ہے کہ یہ کفار کے اعمال اور جاہلیت کے اخلاق میں سے ہیں۔

فوائد: (۱) نوحہ اور نسب میں طعن کرنے کی حرمت اس قدر شدت سے بیان کی گئی کہ ان کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ (تاکہ اس سے بچتے کا اہتمام کیا جائے)۔

بَابُ: کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا، تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

۱۵۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں، جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گڈا ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا، پس آپ کی انگلیوں کو تری پہنچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس

۲۷۶: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْعَشِّ وَالْجِدَاعِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُمْ لَقَدْ اٰخْتَمَلُوْا  
بُهْتَانًا وَّ اٰثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا  
السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ عَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ  
عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَادْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَتَأَلَّتْ  
أَصَابِعُهُ بَلَلًا - فَقَالَ: ”مَا هَذَا يَا صَاحِبَ

الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 ۞ قَالَ: "أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ  
 النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔"

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اس کو تو  
 نے غنہ کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا)  
 جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الیمان فی بابی من حمل علینا السلاح و من غشنا

**اللُّغَاةُ:** حمل علینا السلاح: مسلمانوں کے خلاف بغاوت و خروج سے کنایہ ہے۔ فلیس منا: وہ ہمارے طریقے اور راستے  
 پر نہیں۔ غننا: کھوٹ کی کئی اقسام ہیں۔ (۱) کبھی کھوٹ معنوی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ باطل کو حق کا لباس پہنایا جائے۔ (۲) مادی کھوٹ  
 سے مراد چیز کے عیب چھپا دینا عمدہ اور ردی کو ملا دینا اور سامان میں کوئی ایسی چیز بڑھا دینا جس کا اس سے تعلق نہ ہوتا کہ اس چیز کا وزن  
 زیادہ ہو جائے۔ صبرہ: غلہ وغیرہ کا ڈھیر جو باپ تول ہو۔ اصابتہ السماء: اس پر موسلا دھار بارش برسی۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح لوگوں کے درمیان معاملات میں کھوٹ و ملاوٹ حرام کی گئی  
 ہے۔ فروخت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر چیز عیب دار ہو تو وہ اس کے عیب خریدار کے سامنے واضح کر دے۔ (۲) حکام پر  
 بازاروں کی نگرانی لازم ہے اور ملاوٹ کرنے والوں کو سزا دینا ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ ملاوٹ والے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانے کے  
 مرتکب ہیں۔ (۳) جو شخص جان بوجھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ملاوٹ کرے اس کو امت کا دشمن اور امت کے خلاف بغاوت  
 کرنے والا سمجھا جائے گا۔

۱۵۸۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا  
 تَنَاجَشُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:  
 "خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** اس روایت کی تخریج باب ۲۷۱ روایت ۱۵۷۲۱ رواہ مسلم فی کتاب البر۔

**اللُّغَاةُ:** لا تناجشوا: سامان کی قیمت میں خریدنے کی نیت کے بغیر اضافہ کرنا تاکہ دوسرا زیادہ قیمت سے خرید لے  
**فوائد:** (۱) نجش کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس میں دھوکہ اور ملاوٹ ہے۔

۱۵۸۳: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ،  
 أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۳: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے دھوکے کی  
 غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البيوع فی باب النجش و مسلم فی البيوع باب النهي عن النجش

**فوائد:** نجش جیسی قبیح حرکت سے روکا گیا کیونکہ اس میں دوسروں کا دھوکا ہوگا۔

۱۵۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ  
 ﷺ أَنَّهُ يُخَدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: "مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ"

۱۵۸۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی  
 نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و  
 فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت  
 کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

"الْخِلَابَةُ" بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُورَةٍ وَبَاءٍ  
 مُوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخُدَيْعَةُ۔

**الْخِلَابَةُ:** خاء معجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ دھوکہ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البيوع؛ باب ما يكره من الخداع و مسلم فی البيوع باب من يخدع في البيع

**اللُّغَاةُ:** ذَكَرَ رَجُلٌ: یہ جہان بن مسعود ہیں۔ يخدع: دھوکہ کیا جاتا ہے۔

ہو آئند: (۱) مشتری کو خیار کا حق حاصل ہے اگر اس کو دھوکہ دیا جائے تو وہ سامان رد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شرط پہلے لگائی ہو۔

۱۵۸۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَبَبَ زَوْجَةً أَمْرِي، أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں۔"

(ابوداؤد)

"خَبَبَ بِحَاءٍ مُعْجَمَةٍ ثُمَّ بَاءً مُوَحَّدَةً مُكْرَرَةً: أَي أَلْسَدَهُ وَخَدَعَهُ.

خَبَبَ: اخاء معجمة با موحده مکررہ کے ساتھ۔ یعنی اس کو دھوکہ دیا اور خراب کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد دی کتاب الادب، باب من خبب مملوکاً علی مولاه۔

ہو آئند: (۱) عورتوں یا خدام کو ان کے خاندنوں یا آقاؤں کے خلاف بھڑکانا حرام ہے۔ اس طرح ان میں باہمی اختلاف ڈالنا بھی حرام ہے۔ (۲) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تعاون اور ایک دوسرے کی مدد پر قائم رہتا ہے۔

### ۲۷۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْعَدْرِ كِتَابُ: دھوکے کی حرمت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدہ: ۱] قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء: ۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!"۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا"۔ (الاسراء)

حجۃ الایات: العقود: مضبوط و پختہ معاہدات۔ العہد: تمام معاہدات میں جو باہمی طے کیا جائے یا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا بندے کو مکلف بنایا ہے۔ مسئلہ: معاہدوں میں مطلوب جس سے دنیا و آخرت میں ان معاہدات کے متعلق سوال ہوگا۔

۱۵۸۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَرْبَعٌ مِنْ كُنَّ فِيهِ مَنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ التَّقَايِ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ عَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۸۶: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار باتیں جس میں ہو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی اچک ہے یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بکواس کرے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: تقدم تخریج وہ شرحہ فی باب تحريم الكذب رقم ۱۰۴۴/۲

اللہ تعالیٰ: منافقاً: لغت میں نفاق ظاہر کا باطن کے خلاف ہونا شرع میں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق اعتقادی۔ اسلام ظاہر کرنا اور دل میں کفر چھپانا۔ (۲) نفاق عملی: منافقین جیسے اعمال کریں اور یہاں یہی مراد ہے۔ خصلہ: نفس میں رچی ہوئی حالت اس کو خلع بھی کہا جاتا ہے۔ فجور: جھگڑے میں مبالغہ کرے۔

**فوائد:** (۱) یہ عادات اصل تو منافق کے لئے مناسب ہیں پس مومن کو ان سے دور رہنا اور اپنے دامن کو ان سے داغدار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اعلیٰ و عمدہ اخلاق قوی ایمان کے ساتھ تعلق کا مضبوط ذریعہ ہیں۔ جہاں ایمان ہوگا یہ اخلاق ہوں گے اور جہاں ایمان غائب ہوگا یہ اخلاق غائب ہوں گے۔ (۳) نفاق طبیعت میں بھی بری عادت ہے مگر تمام انسانوں پر اس کا اثر الٹ ہوتا ہے۔

۱۵۸۷: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ  
وَأَنَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
: لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ  
غَدْرَةُ فُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا یہ فلاں کی بد عہدی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب انہم الغادر و المسلم فی الجہاد باب تحريم الغدر اللغوي: غادر: معاہدے کو توڑنے والا۔ لواء: بڑا جھنڈا گاڑا جائے گا تاکہ اس کی خوب رسوائی ہو جائے اور اس کے معاملے کی برائی دوسروں کے سامنے آجائے اور اس مجمع عام میں اس کا دھوکہ ظاہر ہو جائے۔

۱۵۸۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْاءٌ  
عِنْدَ اسْتِثْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا  
وَلَا غَادِرٌ أَعْظَمَ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَامَّةٍ» رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر دھوکہ باز کے لئے اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہو گا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہو گی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجہاد، باب تحريم الغدر اللغوي: استئمة: مراد در ہے اور اس کا تذکرہ اس کی تفسیر مزید اور برائی کا ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ امیر عامہ: حاکم اعلیٰ یا اس کا نائب۔

**فوائد:** (۱) غداری کی حرمت شدیدہ کو بیان کیا۔ خاص طور پر جبکہ وہ حاکم اور مقتداء میں پائی جائے کیونکہ اس کو وعدہ توڑنے میں کوئی مجبوری نہیں وہ اس کو پورا کرنے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ اس کی وعدہ خلافی کا نقصان عام انسانوں کو پہنچنے والا ہے۔

۱۵۸۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «ثَلَاثَةٌ أَنَا  
تَحْصُمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ  
غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكْتَلَتْ نَمَنَةً، وَرَجُلٌ  
اسْتَأْجَرَ أَحَبْرًا فَأَسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ  
أَجْرَهُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام لیا، مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البیوع، باب انہم من باع صرا اللغوي: ثلثة: ثلاثہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں خصمہم: جھگڑنے والا اور غالب آنے والا یہ لفظ واحد جمع مذکر مؤنث پر یکساں استعمال ہوتا ہے۔ یوم القیامۃ: اس دن کو خاص طور پر ذکر کیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ان کی طرف سے جھگڑنے والے ہیں۔ کیونکہ

وہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے۔ اعطی ہی: میرا نام لے کر اپنے بھائی سے معاہدہ کیا ثم غدر: وعدہ توڑ دیا اور اس کو پورا نہ کیا یا دہونے اور اختیار ہونے کے باوجود۔

**فوائد:** (۱) معاہدوں کو پورا کرنے پر برا بیخند کیا گیا۔ آزاد آدمی کو فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی تاکید کی گئی۔ (۲) ان تینوں کو خبردار کیا گیا اور سخت عذاب سے ڈرایا گیا۔ پھر ان میں سے جو پہلا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت و عظمت کو توڑا، ربا دوسرا آدمی تو مراد اس سے اس پر مکمل قبضہ اور غلبہ ہے کہ اس کو کوئی اختیار نہ ہو۔ خرید و فروخت مراد نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت لینا اور کھانا مراد ہے۔ اس مفہوم کو ابو داؤد کی روایت سے تائید ملتی ہے۔ رجل اعنہ محجوراً: وہ آدمی جس نے آزاد کو غلام بنا لیا۔ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے جھگڑنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آزادی اور قید میں برابر ہیں۔ پھر تیسرا شخص وہ اس دوسری قسم میں داخل ہے کیونکہ اس نے بلا بدلہ خدمات لی ہے اور یہ عین ظلم ہے اعاذنا اللہ منہ

بَابُ: عطیہ وغیرہ پر احسان

۲۷۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ

جتنا منع ہے

بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا دے کر ضائع مت کرو“۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں“۔ (البقرۃ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿بِأَيِّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ [البقرۃ: ۲۶۴] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى﴾ [البقرۃ: ۲۶۲]

حل الايات: لا تبطلو صدقاتكم: اسکے ثواب کو باطل نہ کرو۔ بالمن: منعم علیہ کو احسان شمار کرنا۔

۱۵۹۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) نختوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ”اپنی چادر اور کپڑے کو تکبیر کی وجہ سے نختوں سے نیچے لٹکانے والا“۔

۱۵۹۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُرَكِّبُهُمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالَ أَبُو ذَرٍّ: حَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمُنْفِقُ سَلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: ”الْمُسْبِلُ إِزَارَةً“ يُعْبَى الْمُسْبِلُ إِزَارَةً وَتَوْبَهُ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْحَيَلَاءِ“

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الایمان باب غلظ تحریم اسبال الازار و المن

اللحائث: لا یکلّمہم اللہ: اینا کلام نہیں فرمائیں گے جو ان کو خوش کرے یہ غضب سے کنایہ ہے۔ ولا ینظر الیہم: رحمت و

مغفرت کی نگاہ ان پر نہ ڈالیں گے۔ المسبل: تکبر سے کپڑا نکالنے والا۔ المنان: وہ آدمی جو دوسروں پر احسان کو کثرت سے جلاتا ہے۔ سلعتہ: سامان۔

**قوائد:** (۱) احسان جتنا حرام ہے کیونکہ اس میں نعمت پانے والے کی تذلیل اور ایذا مندوڑی ہے۔ (۲) اگر تکبر کی وجہ سے کپڑا نکال دیا جائے تو حرام ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (۳) فروخت کی خاطر جھوٹی قسم حرام ہے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق اس سے مال کی کمبری تو بڑھ جاتی ہے مگر برکت مٹ جاتی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔

بَابُ: فخر و سرکشی

۲۷۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ

کی ممانعت

الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے۔“ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ (الشوریٰ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَرْكُؤُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ [النجم: ۳۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ أُورَثَكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الشورى: ۴۳]

**جمل الايات:** فلا تزكوا انفسكم: ان کی تعریف اچھے اعمال پر مت کرو۔ انما السبيل: عقاب دوسرے کے ساتھ۔ يبغون في الارض: فساد کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔

۱۵۹۱: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تو وضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے۔“

۱۵۹۱: وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْخَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَقْبَحُوا أَحَدًا عَلَى أَحَدٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

اہل نعت نے فرمایا:

البغی: ظلم و زیادتی اور دست درازی

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الْبَغْيُ التَّعَدِّي

وَالْإِسْطَالَةُ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحنۃ باب الصفات الیٰی یعرف بہا فی الدینا اهل الحنۃ۔

**اللَّحَائِثُ:** اوّلٰی الٰہی ان تو واضعوا: مجھے اور تمہیں تو واضع کا حکم دیا اور اس میں زیادہ سے زیادہ تو واضع سے لئے فرمایا گیا۔ یعنی: ظلم میں مبالغہ کرتا اور بہت بڑھتا ہے۔

**قوائد:** (۱) روایت میں فخر و بغاوت کی ممانعت ہے۔ مال و مرتبہ کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا اس دنیائے فانی کے کسی بھی سامان کی کسی چیز کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا۔

۱۵۹۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ۱۵۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ



نہی فرمایا: ”جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے۔“ (مسلم)

مشہور روایت اہلکھم کاف کے ضمن سے ہے۔ اور زبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتا ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

علماء رحمہم اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔ جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس، خطابی، حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں کی ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالرِّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ «أَهْلُكُهُمْ بِرَفْعِ الْكَافِ وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا» ذَلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذَلِكَ عَجْبًا بِنَفْسِهِ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ، فَهَذَا هُوَ الْحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَ لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ، وَقَالَ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ، وَعَلَى الَّذِينَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَهَذَا فَسْرَهُ الْعُلَمَاءُ وَقَصَلُوهُ۔  
وَمِمَّنْ قَالَ مِنَ الْأَيْمَةِ الْأَعْلَامِ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْحَطَّابِيُّ، وَالْحَمِيدِيُّ وَآخَرُونَ وَقَدْ أَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ «الْأَذْكَارِ»۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلاة باب النهی عن قول هلك الناس

الذخائر: اہلکھم: ہلاکت میں سب سے بڑھ کر یہ منصوب بھی ہے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا کہ فتح پر مبنی ہے۔ رفع و نصب دونوں اعراب کے لقب ہیں۔

حوادث: خود پسندی اور دوسروں کو حقیر قرار دینا ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھ جانا چاہئے۔

بَابُ: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے

آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان

البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق

کرنے کی اجازت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔ تم ان کے درمیان اصلاح کرو۔“ (الحجرات)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر۔“

(المائدہ)

۲۸. بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرَانِ

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا

لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ أَوْ تَظَاهُرٍ

بِفَسْقٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ» [الحجرات: ۱۰]  
وَقَالَ تَعَالَى: «وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ» [المائدة: ۲]

حل الايات: ولا تعاونوا على الاثم و العداوان: برائی اور تعدی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ ان میں مسلمان سے قطع تعلق اور بغیر کسی سبب شرعی کے اس کو چھوڑنا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

۱۵۹۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہمی ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ! آپس میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۹۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقَاطِعُوا، وَلَا تَدَابِرُوا، وَلَا تَبَاغِضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الادب ما نہی عن التحاسد و الباب الذی بعده و فی باب ההجرة اللِّخَائِثِ: لا تقاطعوا: یہ اصل میں لا تقاطعوا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ چھوڑے اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو۔ ولا تدابروا: اعراض کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرے اور الگ نہ ہو۔ کونوا عباد اللہ اخوانا: آپس میں صلہ رحمی کرنے والے اور رحم کرنے والے کیونکہ اخوت کا تقاضا یہی ہے۔

**فوائد:** (۱) ان امور کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ اس اسلامی اخوت کے منافی اور مخالف ہیں۔ ان میں سب سے اہم بلا کسی شرعی عذر کے علیحدگی اختیار کرنا ہے۔

۱۵۹۴: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔" (بخاری و مسلم)

۱۵۹۴: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"

**تخریج:** رواه البخاری فی الادب باب ההجرة و فی الاستيذان و مسلم فی کتاب البر باب تحريم الهجر فوق ثلاث اللِّخَائِثِ: لا یحل: جائز نہیں۔ یهجرا: بلا عذر مسلمان بھائی سے الگ رہے اور اس سے قطع تعلق اختیار کرے۔ یعرض هذا: ہٹ جائے اور اپنے چہرے کو اس سے پھیرے۔

**فوائد:** (۱) حدیث بالا میں بھائی کے لفظ سے تعبیر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں میں باہمی میل جول ہونا چاہئے قطع تعلق اور انقطاع نہ ہونا چاہئے۔ (۲) انقطاع کرنے والوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جو سلام و کلام میں ابتداء کرے اور بھائی چارے کو قائم کرے اور قطع تعلق اسباب کو زائل کرے۔ (۳) تین روز سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ تین دن کی حد بندی کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ عرصہ کینوں کو دفن کرنے اور غلطیوں کو بھلانے اور سوچ و بچار کرنے کے لئے کافی ہے۔ (۴) مسلمان باہمی طور پر کینے کو بھلاتا اور صلح کی طرف جلدی کرتا ہے تاکہ فضیلت کو پالے۔ السلام علیکم کا کلمہ اسلام میں محبت و اخوت کی رمز ہی تو ہے۔

۱۵۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمل ہر سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے والا نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے

۱۵۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَقُولُ تَعْرِضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ النَّبْتِ وَخَمِيسٍ" فَيَغْفِرُ اللَّهُ لِكُلِّ أَمْرٍ إِلاَّ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا أَمْرًا

كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيَقُولُ أَتُرَكُّوْا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البر و الصلاة، باب النهی عن الشحناء و التهاجر

اللَّحَائِشُ: شحناء: دینوی معاملے کی وجہ سے بغض و عداوت۔

فوائد: (۱) بغض و عداوت دونوں جھگڑے والوں کے لئے حصول مغفرت سے محرومی کا ذریعہ ہے جب تک کہ دونوں صلح نہ کر لیں اور باہمی نفرت و عداوت کو ختم نہ کر دیں۔

۱۵۹۶: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَسَسُ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلِّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)۔ (مسلم)

”التَّحْرِيشُ“: الْإِسْتِذَاذُ وَتَغْيِيرُ قُلُوبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ۔  
التَّحْرِيشُ: فساد ڈالنا، دلوں کو بدلنا، آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صفة القيامة و الجنة و النار، باب تحريش الشيطان

اللَّحَائِشُ: بئس: یہ یاس میں ہے نا امید ہونا۔ ایک نسخہ میں ايس ہے معنی ایک ہی ہے۔ المصلون: مسلمان۔

فوائد: (۱) نماز کے نفلہ نوافل میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جذبہ محبت کی محافظ اور ان کے درمیان بھائی چارے کے روابط کو مضبوط بناتی ہے۔ (۲) شیطان اس بات کیلئے کوشاں رہتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں جھگڑے لڑائیاں، بغض و عداوت، فتنے اور فساد برپا کرے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر ان سب چیزوں سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے اور اس سے پناہ طلب کرے۔ (۳) یہ حدیث معجزات نبوت میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر دی جو اسی طرح واقع ہوئی۔

۱۵۹۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَا تِ دَخَلَ النَّارَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ۔  
۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا۔“ (ابوداؤد بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب فيمن يهجر اخاه المسلم

اللَّحَائِشُ: فوق ثلاث: تین دن رات کے دوران وہ آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے سلام کلام نہیں کرتے۔

فوائد: (۱) جس آدمی نے اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑا اور اس پر مصر ہا تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل فرمائیں گے تاکہ گناہ گار مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی عذاب چکھے۔

۱۵۹۸: حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی ان کو سلمی بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا۔“ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

۱۵۹۸: وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ أَبِي حَدْرَدِ الْأَسْلَمِيِّ وَيُقَالُ السَّلْمِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً لَهُوَ كَسَفِكَ دَمِهِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب من هجر اخاه سنة اللعنان (۱): کسفک دمہ: گویا اس نے اس کے خون کو دھشتی سے بہایا۔ ہوائند: (۱) قطع تعلق سے ڈرایا گیا کیونکہ معنوی قتل مادی قتل سے کم نہیں۔

۱۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مؤمن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

۱۵۹۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَيَلْقَاهُ وَيُسَلِّمَ عَلَيْهِ فَإِنَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَ فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يُرِدْ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِلْمِ، وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذْ كَانَتْ الْهَجْرَةُ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَيْسَ مِنْ هَذَا فِي شَيْءٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب فیمن یهجرا خاه المسلم۔

اللعنان (۱): بقاء بالائم: گناہ اور برائیاں لے کر لوٹا۔ المسلم: یہ اسم فاعل ہے سلام میں ابتداء کرنے والا۔

ہوائند: (۱) تین دن سے زیادہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی کو عتاب کے طور پر چھوڑنے سے متعلق ہے۔ اس کے لئے تین دن کی مدت رکھی گئی ہے۔ البتہ والد کے بیٹے کو اور خاوند کا بیوی کو چھوڑنا یا جن کا حکم انہی جیسا ہوا ان پر تین دن کی قید نہیں بلکہ تین دن سے زیادہ بھی چھوڑنا جائز ہے جیسا نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ماہ کے لئے چھوڑا۔ (۲) سلام کر لینے سے چھوڑنے کی تکمیل ہو جاتی ہے اگر دوسرے نے جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دیا تو بوجھ اسی کے ذمہ رہے گا۔ سلام کرنے والا قطع تعلق کے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (۳) یہ وعید ان لوگوں کیلئے ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کی وجہ سے چھوڑے مثلاً ارتکاب بدعت یا برسر عام معصیت کرنا ان حالات میں چھوڑنا نیکی ہے۔

بَابُ: دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کی اجازت کے

بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان ہاں ضرورت کے پیش

۲۸۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ

دُونَ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ

نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے“۔ (المجادلہ)

وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهَا وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَا

بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادلہ: ۸]

حل الایات: النجوى: آہستہ کلام سرگوشی۔

۱۶۰۰: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، مسلم و ابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ امام مالک نے موطا میں عبد اللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے اس گھر کے پاس تھے جو بازار میں ہے اچانک ایک آدمی نے آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپ نے مجھے اور اس تیسرے آدمی کو جس کو بلایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو بے شک رسول اللہ سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

۱۶۰۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَجَّوْنَ الثَّانِيَ دُونَ الثَّلَاثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرِزَاةٌ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: قَارِبَةٌ؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ، رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ ذَارِ خَالِدِ بْنِ عَقْبَةَ النَّبِيِّ فِي السُّوقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَجَّوَهُ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي فَدَعَا ابْنَ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَالرَّجُلِ الثَّلَاثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَخْرَ شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَتَنَجَّوْنَ الثَّانِيَ دُونَ وَاحِدٍ۔

تخریج: رواه البخاری فی الاستیذان، باب لا یتناجی الثانی دون الثالث و مسلم فی کتاب السلام باب تحریم مناجدة الاثنین دون الثالث و ابو داؤد فی کتاب الادب، باب التناجی و مالک فی الموطا کتاب الکلام، باب ما جاء فی ضاحاة اثنین۔

التحذیر: فلا یتناجی: یہ لفظاً جملہ خبریہ ہے مگر معنایہ یہی ہے کہ دو خفیہ کلام نہ کریں۔ عبد اللہ بن دینار: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ اور ثقہ ہیں۔ یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات پائی۔ استاخیر شینا: تھوڑے پیچھے ہٹے اور یہ اس لئے تاکہ بلانے والا اپنا مقصد پالے۔

فوائد: (۱) اسلام اپنی ترحیب و تنظیم میں زندگی کی تمام اطراف کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس کے آداب کی تلقین فرمائی ہے۔ (۲) تیسرے کو چھوڑ کر دو کلمات کرنا یا چوتھے کو چھوڑ کر تین کا سرگوشی کرنا ممنوع ہے اور یہ اس وقت

ہے جب کہ سرگوشی اچھی بات ہو اور اگر سرگوشی بری بات کی ہو تو وہ دوسرے سے حرام ہے۔ خواہ تیسرا ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْأَلْسِنَةِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ۔ اے مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ دشمنی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشی مت کرو۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک آدمی کو کلام کے سننے یا سمجھنے سے دور چھوڑنا تم میں مبتلا کر دے گا اور شک میں ڈال دے گا اور اگر اور بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر گناہ نہیں اور سرگوشی کی ممانعت بھی نہیں۔

۱۶۰۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا تَتَنَاجَى الثَّانِي دُونَ الْأُخْرَى حَتَّى تَحْتَلِطُوا بِالنَّاسِ" مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُخَوِّنُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۰۱: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاستیذان، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس و مسلم فی کتاب السلام، باب تحريم مناجات الاثني دون الثالث۔

اللَّخَائِطُ: حتى تحتلطوا: یہاں تک کہ تین زیادہ جمع میں مل جائیں۔

فوائد: (۱) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا حرام ہے حرمت کی دلیل اس کا تیسرے کے لئے باعث غم داؤد اہ ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يُوذُونَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو ایذاء بغیر کسی قصور کے پہنچاتے ہیں انہوں نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ ہے۔

بَابُ: غلام، جانور، عورت اور

لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف

دینے کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَالدِّينَ کے ساتھ احسان کرو اور قرابت داروں اور قریبیوں مسکینوں، قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو"۔ (النساء: ۳۶)

۲۸۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَعْدِيْبِ الْعَبْدِ

وَالدَّائِبَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَالِدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ

شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالْبَالُوْالدِّينِ اِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتٰلًا فَخُوْرًا﴾ [النساء: ۳۶]

حل الايات: وبالدين احسانا: ان پر خوب احسان کرو۔ احسان سے مراد ان سے بھلائی اور نرم روی ہے۔ بیدی القربى: رشتہ دار۔ والجارى ذى القربى: پڑوس میں جو تمہارے قریب ہو یا رشتہ دار میں قریب ہو۔ والجار الجنب: دور کارشتہ دار۔ والصاحب بالجنب: سفر و پیشہ کا ساتھی بعض نے کہا بیوی مراد ہے۔ ابن السبيل: مسافر جو ضرورت مند ہو جائے۔ وما ملکت ايمانکم: غلام لونڈی۔ مختالاً: متکبر۔

۱۶۰۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

۱۶۰۲: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لے۔ (بخاری و مسلم)

خَشَاشُ الْأَرْضِ: زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "عَذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَذَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لِأَنَّهَا أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"خَشَاشُ الْأَرْضِ" يَفْتَحُ الْحَاءِ الْمُعْجَمَةَ وَبِالْشَّيْنِ الْمُعْجَمَةَ الْمُحَرَّرَةَ وَهِيَ هَوَامُّهَا وَخَشَرَائِهَا۔

تخریج: رواه البخاری فی اواخر کتاب الانبیاء و مسلم فی کتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة

فوائد: (۱) حیوان کے ساتھ بھی نرمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کو بند کرنے اور بھوکا رکھنے کو حرام قرار دیا۔ (۲) اس حیوان کو باندھنا جائز ہے جسکے پالنے کا پورا اہتمام کرے۔

۱۶۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کر لیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے بے شک رسول اللہ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

الْفَرَضُ: نشانہ اور وہ چیز جس پر تیر چھوڑے جائیں۔

۱۶۰۳: وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفَيْعَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلِّ خَطِيئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ عَرَضًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْفَرَضُ" يَفْتَحُ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةَ وَالرَّاءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِي يَرْمَى إِلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الذبائح، باب ما يكره من المثلة و مسلم فی کتاب الصيد، باب النهي عن صيد البهائم۔

اللغزات: نصبوا طيرا: پرندہ کو نشانہ کے طور پر رکھا تھا۔ خاطئة: ہر وہ تیر جو نشانے سے خطا کر جائے۔

فوائد: (۱) ذی روح کو نشانہ بنانے کی جگہ رکھنا ناجائز ہے کیونکہ اس میں بلا شرعی جواز کے حیوان کو ایذا پہنچاتا ہے۔ حدیث اس سلسلہ میں وضاحت کر رہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے کرنے والے کو طعون قرار دیا گیا ہے۔

۱۶۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔ (بخاری، مسلم)

۱۶۰۴: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَمَعْنَاهُ: تَحْبَسَ لِلْقَتْلِ۔  
مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الذبائح، باب ما یکره من المذلة و مسلم فی کتاب الصید، باب النهی عن صبر البهائم۔  
**ہوائند:** (۱) حیوان کو پکڑ کر بند کر کے قتل کرنے کی ممانعت ہے علمی کہتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ زندہ کو پکڑ لیا جائے پھر کوئی چیز اس کی طرف بھینگی جائے جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔

۱۶۰۵: وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مِقْرَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مِقْرَانَ مَالَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةً لَطَمَهَا أَصْفَرًا فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَعْتِقَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ "سَابِعَ إِخْوَتِي"۔  
۱۶۰۵: حضرت ابوعلیٰ سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الايمان، باب صحبة المماليك۔

**اللِّغَاظُ:** سابع سبعة: سات میں سے ایک تھا۔ یہ سات بھائی تھے تمام کے تمام مہاجر صحابہ میں ان کے اس کمال میں کوئی اور ثانی نہیں۔ لطمها: تھپڑ مارا۔

**ہوائند:** (۱) غلاموں کو سزا میں حد سے گزرنے پر سختی کی گئی بلکہ اس کے آزاد کرنے کو مستحب قرار دیا گیا تاکہ اس کی سزا ضرب کا کفارہ بن جائے۔

۱۶۰۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا تَنِي بِالسُّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ" فَلَمَّ أَلْفِهِمُ الصَّوْتُ مِنَ الْغَضَبِ - فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السُّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هُوَ حُرٌّ لَوْجِهَ اللَّهِ، فَقَالَ: "أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلْفَحَكَ النَّارُ أَوْ لَمَسْتِكَ النَّارُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَيْذِهِ الرِّوَايَاتِ۔  
۱۶۰۶: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابو مسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابو مسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔

(ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الايمان، باب صحبة المماليك۔



**اللِّغْطَانُ** : فلم افهم الصوت: آواز میں کمی جانے والی بات میں نہ سمجھ-کا۔ دنا: قریب ہوا۔ ابا مسعود: اے ابو مسعود! حرف نداء کو انحصار کے لئے حذف کیا گیا۔ الفحلتک النار: تجھے آگ جلاؤ! الٹی۔

**فوائد** (۱) غلاموں اور نوکروں سے نرمی برتنی چاہئے خصوصاً اس وقت جب کہ ان کی کوئی غلطی بھی نہ ہو مگر جب غلطی کریں تو گناہ کی مقدار کے مطابق سزا کی اجازت ہے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم کے دنوں میں حضور ﷺ کا سب قدر عرب تھا اور کس قدر جلدی وہ آپ ﷺ کے ارشادات و فرامین پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

۱۶۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَرَبَ غَلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ ، أَوْ لَطْمَةً ، فَإِنَّ تَكْفَارَتَهُ أَنْ يُعْتَقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۶۰۷ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپن مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

**تخریج** : رواہ مسلم فی الایمان ، باب صحبة السمالیک و کفارة من لطم عبیدہ۔

**اللِّغْطَانُ** : حدًا: مفعول لہ ہے یعنی حد کی بناء پر۔ حد اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کو شرع نے مقرر کر دیا ہے۔ لم یاتہ: حد کے مناسب عمل نہیں کیا۔ کفارہ: اس ناراضگی کے گناہ کو مٹانے والی ہے۔

**فوائد** : قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا اس بات پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ یہ آزاد کرنا فرض نہیں البتہ مستحب ضرور ہے۔ لیکن اس آزادی کا بدلہ اور اجراس کے برابر نہیں ملتا جتنا بغیر کسی سبب کے غلام کو آزاد کرنے کا ملتا ہے۔

۱۶۰۸ : وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أَنَسِ بْنِ الْأَنْبَاطِ ، وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ ، وَصَبَّ عَلَى رُؤْسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ : مَا هَذَا؟ قِيلَ يُعَذِّبُونَ فِي الْخَرَاجِ ، وَفِي رِوَايَةٍ : حُسْبُوا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا ، فَدَخَلَ عَلَى الْأَمِيرِ فَحَدَّثَهُ فَأَمَرَ بِهِمْ فَخُلُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۶۰۸ : حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیون کا تیل ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جزیہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

الْأَنْبَاطُ : عجمی کسان۔

"الْأَنْبَاطُ" الْفَلَاحُونَ مِنَ الْعَجَمِ۔

**تخریج** : رواہ مسلم فی کتاب النہر ، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق۔

**اللِّغْطَانُ** : يعذبون فی الخراج: خراج نہ دینے کے سبب سزا دی جا رہی ہے۔ خراج: وہ ٹیکس ہے جو کفار پر ان کی زمینی آمدنی پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشہد لسمعت: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ضرور سنا ہے۔ یہ قسم مقرر کا جواب ہے یا اشہد کا جواب ہے واقع ثابت ہونے کی وجہ سے اس کو قسم کے قائم مقام لایا گیا۔ فخلوا: ان کی سزا موقوف کر دی گئی۔

**ہواشد:** (۱) ناحق شعفاء و مساکین کو دکھ نہ دینا چاہئے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم کرنے والے تھے۔ (۳) ظالموں کو ظلم سے ڈرانا اور خیر دار کرنا چاہئے۔

۱۶۰۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوُجْهِ فَانْكَرَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَسْمُهُ إِلَّا أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوُجْهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَكُوِيَ فِي الْجَاعِرَتَيْنِ، فَهُوَ أَوْلُ مَنْ كُوِيَ الْجَاعِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

”الْجَاعِرَتَانِ“ نَاحِيَةَ الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الذَّنْبِرِ۔

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب اللباس، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه۔

**الذَّنْبِرَانِ:** موسوم الوجه: داغا ہو چہرہ تاکہ دوسروں سے ممتاز معلوم ہو۔

**ہواشد:** (۱) حیوان کے چہرے پر داغ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے فرمان پر کہ حیوان کے چہرے کو مت داغنا پر فی الفور عمل کیا۔

۱۶۱۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وَسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْإِدْيَى وَسَمَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔ (مسلم)

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَيْضًا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّرْبِ فِي الْوُجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوُجْهِ۔

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب اللباس، باب النهي عن ضرب الحيوان في الوجه ووسمه فيه۔

**ہواشد:** (۱) چہرے پر داغنا منع ہے۔ اسی طرح چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے کیونکہ چہرہ لطیف عضو ہے جو محاسن اور حواس کو جامع ہے اس پر داغ حواس کے زوال اور بد صورتی کا باعث بن جاتا ہے۔ (۲) یہ مارنے کی ممانعت عمومی ہے جو بیٹے، خادم، بیوی کو تادیب کے طور پر سزا دینے کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح گوندنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کی تاثیر تو عام ضرب سے شدید تر ہے۔

۲۸۴: بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْدِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيْوَانٍ حَتَّى الْقَمَلَةَ وَنَحْوَهَا

بَابُ: تمام حیوانات کو آگ کے ساتھ عذاب دینے کی حرمت کا بیان یہاں تک کہ چیونٹی بھی اس میں شامل ہے

۱۶۱۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۶۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پاؤ دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پا لو تو قتل کر دو۔

(بخاری)

بَعَثْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَقُلَانًا لِزُجَلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا" فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "حِينَ آرَدْنَا الْحُرُوجَ: "إِنِّي كُنْتُ أَمْرَتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا فُلَانًا وَقُلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب لا یعذب بعذاب اللہ

**الذخائر:** فی بعث لشکر میں جس کو بھیجا گیا تھا۔

**فوائد:** (۱) آگ سے جلانا ممنوع ہے اور قتل پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے خواہ کتنے ہی دشمن ہوں کیونکہ یہی انتہائی درجہ کی سزا ہے۔

۱۶۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ تھک گئے۔ ہم نے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چوئیٹوں کی ہستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا مناسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قریۃ نمل: چوئیٹوں سمیت چوئیٹوں کی جگہ۔

۱۶۱۲: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَنطَلَقَ لِإِحَابِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا فُرْعَانٌ فَأَخَذْنَا فُرْحَيْهَا فَبَجَاءَتْ بِالْحُمْرَةِ تُعَرِّشُ فَبَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: "مَنْ فَجَعَ هَذِهِ يَوْمَئِذٍهَا رُدُّوا وَلَئِذَا هِيَ إِلَيْهَا" وَرَأَى قَرِيَةً نَمَلٍ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ: "مَنْ حَرَقَ هَذِهِ؟" قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

قَوْلُهُ "قَرِيَةٌ نَمَلٍ" مَعْنَاهُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد و باب کراہیۃ حرق العدو بالنار۔

**الذخائر:** حمرة: چڑیا جیسا پرندہ ہے۔ تعرش: ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں کہ تعریش تکلیف کی وجہ سے بلند ہونے اور اپنے پروں سے نیچے سایہ کرنے کو کہتے ہیں۔ من رذء هذه: کس نے اس کے بچے چھپا کر تکلف دی؟ قریۃ نمل: چوئیٹوں کی رہائش گاہ۔

**فوائد:** (۱) پرندوں کو تکلیف دینے اور ان کے بچے پکڑنے کی ممانعت کی ہے۔ اسی طرح چوئیٹوں اور دیگر حشرات کو جلا نے کی ممانعت ہے۔ البتہ چوئیٹوں سے خالی سوراخ کا جلا نا اس میں شامل نہیں۔ (۲) جس نے کسی انسان کو آگ سے قتل کر دیا تو اگر وہی بدلہ چاہے تو اس کو قصاص قتل کیا جائے گا خواہ تلوار سے ہو یا آگ سے۔

**بَابُ:** مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں

۲۸۶: بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ

## بِحَقِّ طَلْبَةِ صَاحِبِهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَئِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي أُؤْتِيَ مِنْ أَمَانَتِهِ﴾ [البقرة: ۲۸۳]

## مال دار کا مال منول کرنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے۔“

**حل الايات:** الامانات: امانت کا لفظ تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے۔ امن بعضکم بعضاً: اگر ایک دوسرے پر اطمینان بغیر رہن اور بغیر گواہوں کے ہو۔

۱۶۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا مال منول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)  
اتبیع: سپرد کیا جانا۔

۱۶۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ اتَّعَدَّكُمْ عَلَىٰ مَلِيٍّ ءِ فَلْيَتَّبِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
مَعْنَى "اتَّبَعَ": اتَّبَعَ -

**تخریج:** رواه البخاری فی اوّل الحوالات و مسلم فی کتاب البیوع باب تحریم مطل الغنی  
**اللُّغَاتُ:** مَطْلُ الْغَنِيِّ: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار کا مال منول کرنا مراد یہاں قدرت کے باوجود مستحق کو ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے۔ الغنی: قرضے کو ادا کرنے کی قدرت رکھنے والا۔ ظلم: علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مطل کو ظلم قرار دینا اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے۔ علی ملنی: مالدار۔ فلینبع اس کے پیچھے لگ جائے اس سے وصول کرے۔  
**فوائد:** (۱) مالدار کو قرضہ کی ادائیگی بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے (۲) سپرد رانی کو قبول کرنے کا حکم ہے امام رافعی کے بقول جب مالدار کا مال منول کرنا ظلم ہے تو جس پر قرضہ کی ادائیگی ڈالی جائے قرض خواہ اس کو قبول کر لے کیونکہ مسلمان کی یہی نشانی ہے کہ وہ ظلم سے بچتا ہے اس لئے خواہ مخواہ مال منول نہ کرے۔ (۳) لوگوں میں باہمی حسن معاملہ ہونا چاہئے۔

**بَابُ:** اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت اور جس چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز جو مال بصورت زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی

۲۸۵: بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمَهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمَهَا وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كَفَّارَةٍ

دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے

خریدنے کا جواز ہے

۱۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے بہہ کو لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی تے کو لوٹائے۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو تے کرے پھر اس کی طرف لوٹ کر اس تے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں بہہ کو لوٹانے والا اپنی تے کو لوٹانے والے کی طرح ہے۔

وَنَحْوَهَا وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ

شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

۱۶۱۴: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يُعْوَدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

وَفِي رِوَايَةٍ: "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَبِيءُ ءَ ثُمَّ يُعْوَدُ فِي قَيْبِهِ فَيَاكُمُهُ"

وَفِي رِوَايَةٍ: "الْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ"

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الہبۃ فی ابواب متعدده و مسلم فی کتاب البیوع، باب تحریم الرجوع فی الصدقۃ والہبۃ۔

**الذَّخَائِرُ:** يعود فی ہبۃ لوٹائے اپنے بہہ کو۔

**فوائد:** (۱) امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حرمت میں ظاہر ہے اور اس کو اجنبی آدمی کے بہہ پر محمول کیا گیا ہے۔ اگر اپنے لڑکے یا دیگر اولاد میں سے کسی کو بہہ کر دے تو شرط بہہ میں رجوع کرنا جائز ہے۔ (۲) علامہ ابن رقیق العید نے فرمایا تشبیہ میں شدت و درجہ سے ہے۔ (۳) لوٹانے والے کو کتے سے تشبیہ دی۔ (۴) لوٹائی ہوئی چیز کو تے سے تشبیہ دی اور ہر دو قابل نفرت ہیں۔

۱۶۱۵: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو ستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خریدو اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی تے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری، مسلم)

حَمَلْتُ عَلَى قَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

۱۶۱۵: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى قَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أُشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرَاهِمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

قَوْلُهُ: "حَمَلْتُ عَلَى قَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ -

**تخریج:** رواه البخاری فی الزکاة، باب هل یشتری صدقته والہبۃ، باب لا یحل لا حدان یرجع فی ہبۃ و مسلم فی الہبات، باب کراهۃ شراء الانسان ما تصدق بہ ممن تصدق علیہ۔

**الذَّخَائِرُ:** فعزاعہ الذی کان عنده: چارہ کھلا کر اس کا خیال نہ کیا اور نہ اسکی طرف توجہ دی۔ برخص: یعنی قیمت میں سستا ضعیف اور کمزور ہونے کی وجہ سے۔ فان العائد فی صدقته: یعنی صدقہ کو لوٹانے والے خواہ خرید کر ہی ہو۔

ہوا شد: صدقہ کو خرید کر بھی واپس لوٹانے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔

۲۸۶: بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الانعام: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالطُوهُمْ فَاقُوهُمْ كَمَا وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ۲۷۵]

بَابُ: یتیم کے مال کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔“

حل الایات: یا کلون: تلف کرتے ہیں کھانے سے اس کو تعبیر اس لئے کیا کیونکہ عموماً لوگ کھا کر ہی تلف کرتے ہیں۔ ظلماً: اس حال میں کہ اس کو کھا کر ظلم کرنے والے ہیں۔ فی بطونہم ناراً: وہ پیٹ بھر کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو ان کو آگ کی طرف لے جا رہی ہے۔ سیصلون سعیراً: آگ میں داخل ہوں گے۔ الا بالتی ہی احسن: مگر اس طریقے کے ساتھ جو طریقوں میں سب سے عمدہ ہو مثلاً مال کی حفاظت اور اس کو تجارت میں لگا کر۔ وان تخالطوہم: یعنی تم اپنا کھانا ان کے کھانے کے ساتھ ملا لو بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملات کو انجام دینے کے لئے ان کے مالوں میں سے کچھ اجرت تم حاصل کرو۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح: یعنی اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جانتے ہیں جس کا ارادہ بگاڑنے یا اصلاح کرنے کا ہے چنانچہ اس کو اس کے ارادے کے مطابق بدلہ دیں گے۔

۱۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو (۳) اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

المُؤَبَقَاتِ: ہلاک کر دینے والی چیزیں

۱۶۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤَبَقَاتِ؟" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: "الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلِ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَآكُلِ الرِّبَا، وَآكُلِ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّرَكُّ يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤَمَّنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - "المُهْلِكَاتِ": المَهْلِكَاتُ -

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الوسیای فی باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ﴾ و رواه فی باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر اللعنان: الشُّرْكُ بِاللَّهِ: اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ التوی يوم الرجف: دشمن کے مقابلے کے وقت میدان سے بھاگنا۔ قذف

المحسنات: بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

**ہو اشد:** (۱) علامہ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث بتا رہی ہے کہ سب گناہوں میں سب سے بڑا شرک ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (۲) مسلمانوں کو بھلائی کے رستے کی طرف بھلائی کی گئی اور شر اور قباح سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۳) بعض دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں گناہ ہونے میں بڑے ہیں۔ (۴) جس بات سے اللہ کے رسول نے منع فرمایا اس میں لازماً نقصان اور بگاڑ پایا جاتا ہے حدیث کے اندر مذکور اعمال امت میں اتنا بڑا نقصان کرنے والے ہیں جن نقصانات کو شمار کرنا ممکن نہیں اور ان سے بچنے میں انسانیت اور امت گمراہی اور انحراف سے پاک رہ سکتی ہے۔

### بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خطی (پاگل کر دیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔“ ..... اللہ عزوجل کے اس قول تک ..... ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو“۔

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیث ابو ہریرہ گزری۔

**حل الايات:** الربا لغت میں اضافے کو کہتے ہیں شرع میں کسی مخصوص غیر معلوم عوض کا معاہدہ کرنا کہ شرح میں عقد کے وقت اس کا مماثل معلوم نہ ہو یا دونوں بدلوں میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو مؤخر کرنا۔ لایقومون یعنی قبروں سے وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔ یتخبطہ: اس کو پچھاڑ کر زمین پر گرا دے۔ من المس: مجنون بنا کر یا خطی بنا کر محقق اللہ الرباء: جس مال میں سود شامل کیا جائے اس کو مٹاتا ہے۔ یربى الصدقات: اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتا ہے جس سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ ذروا ما بقى من الربا: اصل مالوں سے زائد جو مال تمہارا لوگوں کے ذمہ ہے۔

۱۶۱۷: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ..... إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ..... بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة: ۲۷۵-۲۷۸]

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكثيرةٌ فِي الصَّحِيحِ مشهورةٌ مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۶۱۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «لَعْنُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ:

”وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبِيهِ“۔ دیکھنے والے اور اس کے لکھنے والے پر (لعنت فرمائی)۔

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب المساقاة، باب لعن اكل الربوا و الترمذی فی ابواب البيوع، باب ما جاء في اكل الربوا۔

**اللَّعْنَاتُ:** اكل الربوا: سود لینے سے مراد ہے خواہ وہ اس کو نہ کھائے۔ موکلہ: دینے والا خواہ نہ کھائے۔

**فوائد:** (۱) سود کی حرمت بیان کرنے میں سختی برتی گئی ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس کے لکھنے والے اور گواہوں پر بھی لعنت کی گئی ہے حالانکہ ان کو سود میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تو جو شخص خود لینے والا یا دینے والا وہ لعنت کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔ (۲) اس قسم کے معاملہ سے انتہائی احتراز کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایسے معاملے سے بھی جو سود کے لئے معاون بنے یا سود کی طرف رغبت کا باعث ہو یا سود کی طرف راہنمائی کرنے والا ہو۔ (۳) اسلام کا نظام تعاون اور قرض حسن پر قائم ہے۔ جمع کرنے اور اس میں ہٹ دھرمی کرنے کا نام نہیں۔

### بَابُ: رِيَاكَارِي كِي حَرَمَت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر“۔ (البینۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ایسے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے“۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگوں کو دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں“۔ (النساء)

### ۲۸۸: بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ [البینۃ: ۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا تَبْتَغُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُفِيقُ مَالَهُ رِيَاءَ النَّاسِ﴾ [البقرۃ: ۲۶۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يُرَاءُ وَنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

[النساء: ۱۴۲]

**حل الایات:** حنفاء: سب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف جھکنے والے۔ المن: جس پر احسان کیا ہو اس کو نعمتیں گنائی جائیں۔ راء: الناس: لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کے لئے۔ یروون الناس: تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور اس پر ان کی تعریف کریں۔

۱۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اُس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

۱۶۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَعْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ - مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم في الزهد، باب من اشرك في عمله غير الله۔

**اللَّعْنَاتُ:** اشرك فيه معي غيري: غیر اللہ کو دکھانے کا قصد کیا یا شہرت چاہی شاید کہ اس کو دکھلا دے سے مال مرتبہ یا تعریف میسر ہو جائے۔ تركته و شركه: اجر سے اس کی محرومی اور ثواب کے ضائع ہونے سے کناہ ہے۔

**فوائد:** علامہ ابن عسلمان رحمۃ اللہ نے فرمایا یا شرک کہا گیا یہ شرک خفی ہے اگر اصل ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں مگر ثواب و اجر کے جہت ہونے سے اور اجر سے محرومی کا باعث ضرور ہے۔

۱۶۱۹: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ”سب



سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تاکہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہا جا چکا پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تاکہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تو نے اس لئے کیا تاکہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہوگا پس اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جبریؑ: بہت بڑا بہادر۔

يَقُولُ: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأْتَيْتُ بِهِ فَعَرَفْتَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفْتُهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: كَذَبْتُ فَبِكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ"۔ قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ فَاتَلْتُ لِأَنَّ يُقَالُ: جَرَىءٌ أَفْقَدَ قَيْلٌ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْيَقَىٰ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأْتَيْتُ بِهِ فَعَرَفْتَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفْتُهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: قَارِئٌ أَفْقَدَ قَيْلٌ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْيَقَىٰ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ فَأْتَيْتُ بِهِ فَعَرَفْتَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفْتُهَا - قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تَحِبُّ أَنْ يَنْفِقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ - قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: جَوَادٌ أَفْقَدَ قَيْلٌ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْيَقَىٰ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"جبریؑ" بفتح الجيم و كسر الراء وبالمد: أي شجاع حادق۔

تخریج: رواه مسلم في كتاب الامارة: باب من قاتل للرياء و السمعة المستحق النار۔

اللَّعْنَةُ: يقضى يوم القيامة عليه: اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ فعرفه نعمته: اللہ تعالیٰ بندے کو وہ نعمت یاد دلائیں گے جو اس پر دنیا میں تھی۔ قاتلت فيك: تیری رضامندی کے لئے اور تیرے دین کی مدد کے لئے فقہ قبیل: دنیا میں وہ تجھے مل چکا جو تو نے ارادہ کیا۔ فسحب: اس کو کھینچا جائے گا۔ ہو جواد: بہت بڑا سخی۔ جواد: وہ ہوتا ہے جو جس کو جو مناسب ہو وہ دے۔

هَوَانِد: (۱) ریا کاری سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ سب سے اولین اعمال جن کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا ان میں یہ ریا کاری ہے تاکہ ریا کاروں کی خوب ذلت و رسوائی ہو۔ (۲) آخرت کی نجات کیلئے ظاہری عمل کافی نہیں بلکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاص ضروری ہے۔

۱۶۲۰: حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۶۲۰: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سَلَطِينِنَا فنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب ذم ذی الوجدین ۱۵۴۲/۲ میں کی جا چکی ملاحظہ ہو۔

ہوآند: (۱) حکام کے سامنے چالپوسی اور جھوٹ کے متعلق خبردار کیا گیا کیونکہ یہ نفاق کی خصلتوں میں سے ہے۔ ۱۶۲۱: جناب بن عبداللہ بن سفیان سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: ”جس نے دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۲۱: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ“ وَمَنْ يَرَىٰ يَرَىٰ يَوْمَ اللَّهِ بِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

مسلم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

”سَمِعَ“ بِتَشْدِيدِ الْمِيمِ – وَمَعْنَاهُ أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً ”سَمِعَ“ اللَّهُ بِهِ: أَيِ فَضَحَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ – وَمَعْنَى: ”مَنْ رَأَىٰ يَوْمَ اللَّهِ بِهِ“ أَيِ مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيُعْظَمَ عِنْدَهُمْ ”رَأَىٰ اللَّهُ بِهِ“ أَيِ أَظْهَرَ سِرِّيَّتَهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ.

سَمِعَ اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے ظاہر کیا۔ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ: اللہ قیامت کے دن اس کو رسوا کریں گے۔ رَأَىٰ اللَّهُ بِهِ: اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ راز مخلوق پر ظاہر فرما دیں گے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب الرياء و السمعة و مسلم فی الزهد باب تحريم الرياء.

ہوآند: ریا کاری اور دکھلاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جو اس کا قصد کرے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرتے ہیں۔

۱۶۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضامندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تا کہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔“ (ابوداؤد)

۱۶۲۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْتَعَىٰ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْحَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ يَعْنِي رِيئَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ – وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

صحیح سند کے ساتھ۔

احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی تاب انعلم' باب فی طلب العلم لغير الله۔

**اللَّعْنَاتُ:** عروضا: نہایہ میں فرمایا گیا عرض دنیا کے سامان کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) علم شرعی کے حصول میں بھی اخلاص کے چھوڑنے پر ڈرایا گیا ہے۔ (۲) دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنایا قیامت کے دن جنت کی نعمتوں میں سے اپنے آپ کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے لیکن خوشبو سے ممانعت کا معنی جنت کے دخول سے ممانعت ہونا ضروری و لازم نہیں خواہ وہ داخلہ عذاب کے بعد ہو یا پہلے بلکہ یہ داخلہ بالکل ممکن ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح دنیا میں شراب پینے والے کو جنت کی شراب سے محروم قرار دیا گیا اور دنیا میں ریشم پیننے والے کو جنت کے ریشم سے محروم قرار دیا گیا۔ (۳) طالب علم کو دنیا کی خاطر علم کے حصول سے خبردار کیا گیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس نے اپنی طلب کو ایک حقیر چیز سے معلق کر دیا اور اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا پس مناسب یہ قرار دیا گیا کہ یہ اس شرف سے محروم کر دیا جائے جس کا مستحق خالص نیت والا ہوگا۔

**بَابُ:** جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق

۲۸۹: بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ

ریاء کا خیال ہو جائے جو واقعہ میں ریاء نہ ہو

رِيَاءٌ وَلَيْسَ هُوَ رِيَاءًا

۱۶۲۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ مؤمن کی جلدی ملنے والی خوشخبری ہے۔“ (مسلم)

۱۶۲۳: عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلمہ فی کتاب الثبر' باب اذا اثني على الصالح۔

**اللَّعْنَاتُ:** آرايت: مجھے بتلائیں۔ عاجل بشری المؤمن: یہ مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے۔ لهم البشرى فى الحياة الدنيا والاخره.....

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اعمال میں اخلاص اختیار کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے میں لوگوں کا تعریف و ثناء کرنا کمزور نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں کی زبان پر اس کی تعریف جاری کر دینا قبولیت کی دلیل اور سچی گواہی ہے اور نوز و فلاح کے لئے جلد میسر آنے کی گواہی ہے۔

**بَابُ:** اجنبی عورت اور

۲۹۰: بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ

خوبصورت بے ریش بچے

الْأَجْنِبِيَّةِ وَالْأُمُرِدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ

کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

حَاجَةِ شَرْعِيَّةٍ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مؤمنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔“ (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿الاسراء: ۳۶﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَلِ الْمُرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک کان، آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں۔“ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپؐ کا رب البتہ گھات میں ہے۔“ (الفجر)

**حل الآيات:** بغضوا من ابصارهم: محرمات کی طرف نگاہ ڈالنے سے نگاہوں کو روکا۔ الفؤاد: دل۔ کان عنہ مسئولا: اللہ تعالیٰ کان آنکھوں سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ان سے کیا کچھ کیا۔ خائنة الاعین: جس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو اس کی طرف نظر چرا کر دیکھنا۔ لبنا لمرصاد: ان کے اعمال کی تمہیانی کرتا اور ان پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔

۱۶۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئُهُ مِنَ الزَّانَا مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانُ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْأَذْنَانُ زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخِطَا، وَالْقَلْبُ يَهُوِي وَيَتَمَنَّى، وَيَصْدُقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكْذِبُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرِوَايَةٌ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

۱۶۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، دونوں کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، قدم کا زنا چل کر جانا ہے، دل کا زنا خواہش و تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“ (بخاری اور مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔  
بخاری کی روایت مختصر ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاستیذان باب زنا الحوارج و مسلم فی کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنی۔  
**الذخائر:** کتب: تقدیر میں لکھ دیا۔ مدرک: حاصل کرنے والا ہے۔ زناہما النظر: ان چیزوں کو دیکھنا جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ الاستماع: وہ کلام جس کا سننا حرام ہے۔ الکلام: جو زبان پر لانا درست نہ ہو۔ القلب بھوی: دل اس کی طرف میلان اختیار کرتا ہے جس شہوت کو نفس پسند کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) زنا اور اس کے محرکات سے بچنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَةَ﴾ کہ تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی اور برار استہ ہے۔ علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا کہ یہاں سب کو مجازاً مسبب کے طور پر ذکر کر کے دواعیہ زنی پر زنا کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہ وہ لغزش ہے جس کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا جب کہ شرمگاہ کی تصدیق نہ پائی جائے۔ جب فرج نے تصدیق کر دی تو اس وقت یہ لغزش نہ رہی بلکہ کبیرہ گناہ بن گیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کے لئے زنا کا حصہ مقدر ہے پس ان میں سے بعض وہ افراد ہیں کہ جن کا زنا حقیقی یعنی شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کرنے سے ہوتا ہے اور بعض کا زنا مجازی یعنی محرمات کی طرف نظر کرنے سے ہوگا اور اسی طرح کی دیگر چیزیں جو مذکور ہیں یہ تمام زنا مجازی کی اقسام ہیں اور شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے یعنی شرمگاہ سے وہ گناہ حقیقی بن جاتا ہے اگر دخول پایا گیا یا اسی طرح ہی مجازی رہا۔

۱۶۲۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ”اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارہ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔“ انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نگاہ کا نیچا رکھنا، ایذا سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔“

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المظالم، باب افنیۃ الدور و الجلوس علی الصعدات و فی اوائل کتاب الاستیذان و مسلم فی کتاب اللباس باب النهی عن الجلوس فی الطرقات۔

**التغایب:** ایاکم: بچو اور دور رہو۔ مالنا من مجالسنا بد: ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ غض البصر: محرمات سے نظر کا بچنا۔ کف الاذی: ایذا کا دور کرنا اور ایذا کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ المعروف: ہر بھلائی و نیکی۔ المنکر: ہر برائی۔  
**فوائد:** (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھلائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

۱۶۲۶: ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنائی؟“ ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو۔“ صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ”نگاہ کا نیچا رکھنا، سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا۔“ (مسلم)

الصُّعَدَاتِ: راستے۔

۱۶۲۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "يَا كُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطَّرَقَاتِ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بَدٌ تَتَحَدَّثُ فِيهَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ" قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی المظالم، باب افنیۃ الدور و الجلوس علی الصعدات و فی اوائل کتاب الاستیذان و مسلم فی کتاب اللباس باب النهی عن الجلوس فی الطرقات۔

**التغایب:** ایاکم: بچو اور دور رہو۔ مالنا من مجالسنا بد: ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ غض البصر: محرمات سے نظر کا بچنا۔ کف الاذی: ایذا کا دور کرنا اور ایذا کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ المعروف: ہر بھلائی و نیکی۔ المنکر: ہر برائی۔  
**فوائد:** (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھلائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

"الصُّعَدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: آبی

الطَّرَقَاتِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب السلام، باب من حق الجلوس علی الطريق رد السلام۔

**اللِّغَازَاتُ:** الافنیۃ: جمع فناء، گھر کے سامنے وسیع جگہ۔ مقام علینا: ہمارے پاس آکھڑے ہوئے۔ نغذا کر۔ مسائل علم میں باہم مذاکرہ کر رہے تھے۔

**فوائد:** (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنا مباح اور جائز ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ راستے کا حق ادا کیا جائے اور اسلامی آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ ان میں سے بعض آداب کا ذکر اس حدیث اور اس سے پہلے والی روایت میں موجود ہے مثلاً نگاہ کا نیچا رکھنا، تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی گفتگو کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

۱۶۲۷: وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول  
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفَجَاءِ فَقَالَ: اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا تو  
"أَصْرِفْ بَصْرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ آپ نے فرمایا: "تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الاداب، باب نظر الفجاء۔

**اللِّغَازَاتُ:** الفجاء: اچانک بلا قصد نگاہ پڑنا۔

**فوائد:** جس چیز کی طرف نظر کرنا حرام ہے اگر اس پر اچانک نظر پڑ جائے تو درست مگر جان بوجھ کر اس پر نگاہ جمانا جائز نہیں۔

۱۶۲۸: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ  
مِيمُونَةٌ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْنُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ  
أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَحْصِيَا  
مِنْهُ" فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى:  
لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
"أَعْمَى وَأَنْ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تَبْصِرَانِ؟" رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ  
صَحِيحٌ۔

۱۶۲۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپ کے پاس  
ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب  
کا حکم ملنے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم  
دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا  
وہ ناپینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی ناپینا ہو کیا تم دونوں اس کو  
نہیں دیکھتی ہو"۔ (ابوداؤد ترمذی)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اللباس، باب فی قولہ تعالیٰ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ مِمَّنْ غَضِضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ الترمذی فی ابواب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

**اللِّغَازَاتُ:** میمونہ: یہ حارث کی بیٹی بلالیہ آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن ام مکتوم: ان کا نام عمرو بن قیس ہے۔ یہ مؤذن رسول ہیں یہ حضرت خدیجہ کے ماموں زاد ہیں۔ افعمیاوان: یہ عمیاء کا تثنیہ ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو ناپینا سے پردے کا حکم دیا کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے دوسری عورتوں کو اندھے سے پردہ لازم نہیں البتہ اس کے چہرے پر ان کو نگاہ ڈالنا جائز نہیں جبکہ وہ اجنبی ہو کیونکہ اس میں فتنہ کا احتمال ہے۔ (۲) عورت کو اجنبی مرد پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کو عمدہ مفسدہ کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے ان کے ہاں دلائل موجود ہیں۔

۱۶۲۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں ننگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔“ (مسلم)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحیض، باب تحریم النظر فی العورات

اللِّحْيَانِ: الرجل: مرد، چھوٹے بڑے سب کو شامل ہے۔ لایفصی: پہنچنا، انتہا کرنا۔ فی ثوب واحد: ایک کپڑے میں ننگے نہ لیٹیں۔

ہوائند: (۱) مستور مقامات پر نظر ڈالنا جائز نہیں جب کہ جنس ایک ہو اور جنس مختلف ہو تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ (۲) اسلام نے ماحول کو کس قدر پاک رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور حتی الامکان زنا کا دروازہ بند کیا۔ (۳) ناف سے گھٹنے تک کا حصہ مرد کے لئے ستر ہے۔ اسی طرح لونڈی کا بھی حکم ہے اور آرزو عورت کیلئے جسم کا اتنا حصہ ہی ستر ہے مگر اپنی محرم خواتین اور محرم مردوں کے لئے باقی اجنبی کے لئے تو عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے مگر چہرہ اور تھیلیاں جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو ستر سے خارج ہیں۔ (۴) علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں بے ریش بچہ کی طرف نگاہ خواہ فتنہ کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

بَابُ: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

۲۹۱: بَابُ تَحْرِيمِ الْخُلُوَّةِ بِالْأَجْنِبِيَّةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ»

(احزاب: ۶۵)

[الاحزاب: ۵۳]

حل الايات: متاعاً: ضرورت کا سامان۔ حجاب: پردہ۔

۱۶۳۰: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچا۔“ اس پر ایک انصاری نے کہا: ”دیور کا کیا حکم ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۳۰: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْدُخُولَ عَلَى النِّسَاءِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: «أَرَأَيْتَ الْحَمُو؟» قَالَ: «الْحَمُو الْمَوْتُ؟» مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الْحَمُو: خاوند کا قریبی رشتہ دار۔ بھتیجا، بھائی، بیچا زاد بھائی۔

«الْحَمُو» قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ وَابْنِ أَخِيهِ وَابْنِ عَمِّهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة و مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ

بالاجنبیۃ

اللِّحْيَانِ: ایاکم: بچو۔ الدخول علی النساء: اجنبی عورتوں کے پاس خلوت یا جب وہ کپڑے اتارے ہوئے ہوں جانا۔

**فوائد:** (۱) اسلام مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی کا بہت زیادہ خواہاں ہے اس لئے شر کے دروازے کو بند کرتا اور زنا کے اور دوائی زنا سے بھی روکتا ہے۔ (۲) خاندان کے محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی تمام کے ساتھ عورت کا خلوت میں بیٹھنا منع کیا گیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ قریب سے خطرہ دور کی پر نسبت زیادہ ہے اور شر کی اس سے توقع ممکن ہے اور فتنہ کا خطرہ زیادہ ہے کیونکہ عورت تک پہنچنے اور اس کے ساتھ بغیر انکار کے خلوت کی قدر رکھتا ہے۔ بخلاف اجنبی کے علامہ قاضی ایاز فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاندان کے بھائی کے ساتھ خلوت فتنہ اور بلاکت تک پہنچنے والی ہے اور اس فتنہ کو موت کی بلاکت سے تعبیر کر کے کلام میں شدت کرنا مقصود ہے۔

۱۶۳۱: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَخْلُونَ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے۔"

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل المرأة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔  
**اللحاح:** مامراة: یعنی اجنبی عورت۔ ان مع ذی محرم: یعنی جو عورت کا محرم ہوتا کہ خلوت کی پریشانی نہ ہو۔  
**فوائد:** اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ یہ برائی پر آمادہ کرنے اور بے حیائی میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

۱۶۳۲: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلِفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيُخَوِّنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى، ثُمَّ التَّمَّتْ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا طَلَبْتُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
حضرت بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گالے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الامارة باب حرمة نساء المجاہدین۔

**اللحاح:** یخلف رجلا من المجاہدین فی اہلہ: یعنی اس کی طرف سے ان کی ضروریات کا ذمہ دار ہو۔

**فوائد:** (۱) مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کی کفالت پر آمادہ کیا گیا اور دوسروں کی سلامتی کا خواہاں بننے کا حکم دیا گیا۔ (۲) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ خیانت سے خبردار کیا گیا کیونکہ مجاہدین دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور بیٹھنے والوں کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں اس لئے کسی بھی بیٹھنے والے کے لئے جائز نہیں کہ ان کی عورتوں میں سے کسی عورت پر خاوند کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہاتھ ڈالے۔ (۳) مجاہدین کی عورتوں پر زیادتی کرنے والا قیامت کے دن نیکیوں سے خالی کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے والوں اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (۴) اسلام مجاہدین اور غائبین کے اہل و عیال کی امن و سلامتی کا احاطہ کرنے والا ہے۔



بَابُ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو

مردوں کے ساتھ لباس اور حرکات و سکنات

میں مشابہت حرام ہے

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو عورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اور ان عورتوں کو ملعون قرار دیا جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں۔ (بخاری)

۲۹۲: بَابُ تَحْرِيمِ تَشْبِهِ الرَّجَالِ

بِالنِّسَاءِ وَتَشْبِهِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ!

۱۶۳۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَلِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُرْتَجِلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی اللباس، باب المتشبهین بالنساء والحدود، باب نفی اهل المعاصی والمختلین۔

اللُّغَاتُ: المختلین: جمع مخنت یہ خنث سے اسم مفعول ہے اور وہ نرمی عاجزی اور انکساری کو کہتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو عورتوں کے خاص معاملات میں ان سے مشابہت اختیار کریں اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مردوں کی مشابہت عادی اور طبعی امور میں ناجائز ہے۔ (۲) علماء نے فرمایا حدیث: لعنت کے الفاظ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ مشابہت کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس حرمت کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیار کرنے والا مرد یا عورت اپنے آپ کو اس فطرت اور طبیعت سے جس پر رب العالمین نے اس کو پیدا کیا اس سے نکالنا چاہتا ہے۔ (۳) آج کل مردوں کے لمبے لمبے بال اور تنگ لباس کا پہننا اور عورتوں کی زینت والی چیزوں میں اور ان کی گفتگو اور پاپوش میں تقلید کرنا اسی طرح عورتوں میں بالوں کا چھو کرنا اور مردوں جیسے کپڑے پہننا یہ بلاشبہ خنث اور تشبیہ میں داخل ہے اور آنے والے خطرے کا الارم ہے اور امت کو خبردار کر رہا ہے کیونکہ یہ فطرت کے راستوں سے خروج اور دونوں جنسوں کے اپنے فرائض و اجبات سے غفلت کی علامت ہے اور فقط اس اندھی تقلید کا نتیجہ ہے جس میں یہ امت اور اس کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۳۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت

پر لعنت فرمائی جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۳۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ

الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

تخریج: رواه ابو داؤد فی اللباس باب لباس النساء۔

اللُّغَاتُ: لبسة المرأة ولبسة الرجل: یعنی وہ لباس جو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص ہو۔

فوائد: (۱) مرد کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو عورت کیلئے خاص ہو اسی طرح عورت پر حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو مردوں کے ساتھ خاص ہو۔ (۲) لباس میں مرد کا عورت کی نقل کرنا یا عورت کا مرد کی نقل کرنا۔ درحقیقت فطرت انسانی سے انحراف ہے اور ہر دو جنسوں کو جو عظمت دی گئی اس کا گرانا ہے اور احمقانہ تقلید پر چلنا اور فطرت کی حکمت مٹانا ہے قطع نظر اس کے یا اسلام کے طریقے اور

سنت نبوی سے نکلنا بھی ہے۔

۱۶۳۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا دو قسمیں آگ والوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں ہوگی)۔ ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی، خود مائل ہونے والی۔ ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔ (مسلم)

کاسیات: اللہ کی نعمت کا لباس پہننے ہوئے۔ العاریات: نعمت کے شکر سے عاری۔ بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور بعض کو خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے کھولے۔ بعض نے کہا وہ ایسا کپڑا پہنے جو ان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔ مانیلات: اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔ مومیلات: ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔ بعض نے کہا مانیلات ناز و انداز سے چلنے والی اور مومیلات اپنے کندھوں کو مٹکانے والی۔ بعض نے کہا مومیلات: وہ ایسی کنگھی پنی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پنی ہے اور مومیلات دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح کرنے والی۔ اور رء و سہن کاسیمۃ البحت: اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

۱۶۳۵: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَأَسْيَابِ عَارِيَاتٍ مُمِيلَاتٍ مَائِلَاتٍ، زَوُوسُهُنَّ كَأَسِيمَةِ الْبُحْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معنی "کاسیات" اُنّی مِنْ تَعَمَّةِ اللَّهِ "عاریات" مِنْ شُكْرِهَا وَقِيلَ مَعْنَاهُ: تَسْتُرُ بَعْضُ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ إِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهِ - وَقِيلَ: تَلْبَسُ قُبْرًا رَافِقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا وَمَعْنَى "مَائِلَاتٍ" قَبْلَ عَنِ طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظًا - "مُمِيلَاتٍ" اُنّی يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فَعَلَهُنَّ الْمَذْمُومَ - وَقِيلَ: مَائِلَاتٍ يَمْسِيحْنَ مَسِيحَاتٍ، مُمِيلَاتٍ لَا تَكْفَاهِنَّ - وَقِيلَ: مَائِلَاتٍ يَمْتَسِطُنَ الْمَشْطَةَ الْمِيْلَاءَ، وَهِيَ مَشْطَةُ الْبُعَايَا - "وَمُمِيلَاتٍ" يُمْسِطُنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمَشْطَةَ "رء و سہن کاسیمۃ البحت": "اُنّی يَكْبُرُ نَهَا وَيُعْظِمُنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عَصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهَا۔

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات المومیلات۔

اللَّحْخَائِذُ: من اهل النار: یعنی وہ لوگ جن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا اور اس میں طویل مدت تک اس میں رہیں گے یا ہمیشہ رہیں گے۔ لم ارہما: یعنی میرے زمانے میں وہ نہیں پائے گئے۔ سیاط: جمع سوط لاشی وغیرہ جس سے لوگوں کو مارا جائے۔ کاذا باب البقر: یعنی گائے کی دموں کے مشابہ ہوں گے۔ یضربون بہا الناس: یعنی ان سے لوگوں کو ظلم و زیادتی کی وجہ سے ماریں گے حدود و قیاس میں نہیں۔ کاسیات عاریات: مصنف کے تذکرے کے مطابق اس کی نسبت اس لباس کی طرف کی گئی ہے جو تنگی میں جسم کے حجم کو ظاہر کرے اور اس کی مثال وہ لباس بھی ہے جو کہ اگر چہ کھلا اور نرم ہو لیکن چلنے میں ستر کو ظاہر کرے یا ہوا کے چلنے کے وقت ستر کو کھول دے یا اسی طرح وہ چمکدار کڑھا ہوا لباس جو اپنی چمک سے نظروں کو کھینچے اور متوجہ کرے۔ بد معاش آدمیوں کو اس تنخیل میں ہتلا کر

دے کہ وہ عورت کو ہر پردے سے ننگا خیال کریں۔ مانیلات مہیلات، گزشتہ جو قسمیں ذکر کی گئی ان کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرف خود میلان اختیار کرنے والیاں ہوں اور اپنی زینت اور سجاوٹ کو ٹھہر کر کے ان کے میدان کو اپنی طرف متوجہ کرنے والیاں ہوں۔ کاسنمۃ البخت: مصنف کے بیان کے مطابق اس میں ان عورتوں کی طرف اضافت کی گئی جو اپنے بالوں کو جمع کرنے والی اور بال ان کے ساتھ ملانے والیاں ہیں تاکہ زیادہ ظاہر ہوں یا عاریتاً، گت کر بال لگانے والیاں۔ بخت: لمبی گردن والے اونٹوں کی ایک قسم ہے۔ لایدخلن الجنة: یعنی کامیاب ہونے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی اگر ان چیزوں کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں اور جنت میں بالکل داخل نہیں ہوں گی اگر ان کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں۔ لایجدن ریحھا: وہ جنت کی خوشبو نہ پائیں گی یہ دوری میں مبالغہ کو کننا یہ بیان کیا گیا۔ کذا و کذا: مسافت معینہ سے کننا یہ ہے اور بعض روایات میں یہ ہے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ البغایہ: جمع بغی کی زانیہ عورت اس کٹھی کو اس کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ سے اس کے طرز عمل پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔

**فَوَاصِد:** (۱) لوگوں کو مارنا اور ایذا دینا ان کے کسی گناہ و جرم کے بغیر حرام ہے۔ وہ لوگوں کو خواہ مخواہ تہمتوں میں پکڑ کے غلاموں کی طرح کوڑے لکائیں گے اور ظلم کے طور پر ان کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائے گے۔ یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔ جو دین سے نکلنے والے اور ہر اچھے اخلاق سے عاری ہوں گے اور ان کی سزا بلاشبہ دنیا میں ذلت اور قیامت کے دن آگ میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔ (۲) اس روایت میں عورت کو خبردار کیا گیا اور نفرت دلانی گئی کہ وہ اس عزت کو توڑے اور اس عظمت سے نکلے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کے لئے مقرر فرمائی۔ اسی طرح عورت کو اس پردہ کے اتار بھیجنے سے خبردار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما کر اسکی شرافت کا نشان کرامت کی علامت اور اسکی حفاظت و محفوظیت کا ضامن بنایا۔ (۳) مسلمان عورت کو اللہ تعالیٰ کے حکم لازم پکڑنے پر آمادہ کیا اور ہر ایسی چیز سے دور رہنے کا حکم فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے دردناک عذاب کا حقدار بنا دے اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہنے والا بنائے۔ (۴) اس حدیث میں امت کے اس طبقہ کے لئے سخت وعید اور ڈراوا ہے جو آج اس بے پردگی اور عریانی میں مبتلا ہو چکی ہے جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا تھا۔ امت کے مردوں میں زمانہ پن اور عورتوں میں مردوں کی مشابہت رائج ہو چکی ہے اور وہ یہ سب کچھ کرنے والے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر کر رہے ہیں۔ جس کنارے کا گرنار اور ان کا گڑھے میں پڑنا لازم ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی امت میں انتشار پھیل چکا ہے اور اچھے والوں کی کثرت سے ظلم، تعدی، غضب، حقوق اور ناحق سلب اموال و انفس رواج پا گیا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

بَابُ: الشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ: شیطان اور کفار کے ساتھ

۲۹۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّيْطَانِ

مشابہت ممنوع ہے

بِالشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ

۱۶۳۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔ (مسلم)

۱۶۳۶: عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۳۷: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہر گز نہ کھائے اور نہ پئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

۱۶۳۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی الاشریۃ، باب آداب الطعام و الشراب و احکامها۔

**فوائد:** (۱) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ ہے کیونکہ یہ شیطانی عادت ہے اور اس کا فعل ہے۔ پس گویا اس سے مشابہت پیدا ہو گئی۔ (۲) ہر اچھا عمل کھانے پینے پر قیاس کیا جائے گا اس میں دائیں جانب مسنون اور بائیں ہاتھ کا استعمال مکروہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہر خسیس عمل میں بائیں ہاتھ کا استعمال مسنون اور دائیں کا استعمال مکروہ ہوگا۔ شیطان اس کا الٹ کرتا ہے کیونکہ وہ خود گندہ اور خسیس ہے (۳) ہر شیطانی فعل جو فعل شیطانی عمل کی طرف لے جانے والا ہو اس کا کرنا مکروہ ہے اور خسیس حرکت ہے۔ (۴) اسلام کے آداب کے بیان میں عجیب طرز اختیار کیا گیا ہے۔ اسلام کس قدر بشری مصالح کا خواہاں اور دلدادہ ہے۔

۱۶۳۸ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصِفُونَ فَخَالِفُوهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہود و نصاریٰ سر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کے بالوں کو نہیں رنگتے لہذا تم ان کی مخالفت کرو (ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)"۔ (بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ : خِصَابُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الْأَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ ، وَأَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهَى عَنْهُ ، كَمَا سَدَّ ذِكْرَهُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

مرد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔ یہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس باب الخضاب و مسلم فی اللباس و الزینۃ، باب مخالفة اليهود فی الصبغ۔

**اللِّحْيَانِ :** الخضاب: مہندی وغیرہ یہ مصدر ہے خضب و صبغ: کا ایک معنی ہے۔ بعض نے کیا جب حناء کو استعمال کریں تو خضب کا لفظ بولتے ہیں اور جب کوئی دوسری استعمال کریں صبغ بولتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) مہندی وغیرہ سے بڑھاپے کی سفیدی کو رنگنا چاہئے خواہ سفیدی ڈاڑھی میں ہو یا سر میں۔ (۲) مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی عادی چیزوں کی مخالفت کا حکم دیا اور اس طرح ان کی خصوصی حالت و لباس وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے۔ (۳) مسلمان کی شخصیت دوسروں سے لباس طرز تمدن میں نمایاں ہونی چاہئے۔ (۴) مسلمانوں کو سنت نبوی کو لازم پکڑنا چاہئے غیر مسلموں کے افعال و اطوار میں ان کی نقل نہ اتارنی چاہئے۔

**بَابُ :** مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے

۲۹۵ : بَابُ نَهَى الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةَ

اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

عَنْ خِصَابِ شَعْرِهَا بِسَوَادٍ

۱۶۳۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال شقامہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر

۱۶۳۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَيْبَىٰ بَابِي فُخَافَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَاللَّقَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

عَنْ: "عَبِّرُوا هَذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفیدی کو بدل دو اور  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ سیاہی سے پرہیز کرو"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینة، باب صبغ الشعر و تغير الشیب۔

اللَّعَائِشُ: ابو قحافة، ان کا نام عثمان بن عامر ہے۔ ابو بکر صدیقؓ کے والد ہیں۔ ان کو ابو بکر صدیقؓ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں لائے پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ النعمامة: اس کا واحد نعام ہے یہ پہاڑوں پر پائی جانے والی ایک جڑی بوٹی ہے۔ خشک ہو کر یہ سفیدی میں برف کی طرح ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ سفید پھلوں اور پھول والا درخت ہے۔

فوائد: (۱) بڑھاپے کے بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ ہندی وغیرہ سے اس کا رنگ بدل دیا جائے البتہ سیاہ رنگ کا استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں دھوا اور تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے دشمنوں کو ڈرانے کیلئے جہاد کے موقع پر یہ درست ہے۔

بَابُ: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان

اور

مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت

البتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

۱۶۳۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کو موٹڈنا اور کچھ کو چھوڑ دینا)۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۶: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ

وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ

بَعْضٍ وَابَاحَةَ حَلْقِ كُلِّهَا لِلرَّجُلِ

دُونَ الْمَرْأَةِ

۱۶۴۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس، باب القزع و مسلم فی اللباس والزینة، كراهة القزع۔

اللَّعَائِشُ: القزع: اس کا معنی وہی ہے جو شروع باب میں ذکر ہوا۔ قزع سحاب: یعنی بادل کے گلے گلے ہونے کے ساتھ مشابہت ہے اس کا واحد قزعة ہے۔

۱۶۳۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال موٹڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیئے گئے پس آپ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا: "اس کے سب بالوں کو موٹڈ دو"۔ (ابو داؤد) بخاری و مسلم کی شرط صحیح۔

۱۶۴۱: وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: "احْلِقُوهُ كَلَّةً أَوْ اتْرِكُوهُ كَلَّةً" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الترجل، باب الزواہة۔

فوائد: گزشتہ روایت سمیت۔ (۱) بعض سر کے بالوں کو موٹڈ ہٹا اور بعض کو چھوڑنا ممنوع ہے۔ یہ ممانعت کراہت شدیدہ کی علامت ہے

اس میں حکمت یہ ہے کہ فطری شکل کو اس میں بگاڑنا بھی لازم ہوتا ہے اور اہل کتاب کی مشابہت بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ یہود کے احبار و رہبان کی عادت ہے۔ اسی طرح فساق و فجار کی علامت ہے۔ البتہ علا جا یہ درست ہے یا کسی عذر کی خاطر۔ (۲) سر کے تمام بالوں کو مونڈنا جائز ہے اور تمام بالوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے بشرطیکہ ان کی حفاظت و صفائی کا لحاظ کیا جائے اور عورتوں سے مشابہت نہ اختیار کی جائے۔

۱۶۴۲: حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے چھبجوں کو بلاؤ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چوزے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'بال مونڈنے والے کو بلاؤ' پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد) بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح۔

۱۶۴۲: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْمَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَهُمْ فَقَالَ: "لَا تَبْكُوا عَلَيَّ أَحْيَى بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ: "ادْعُوا لِي بِنِي أَحْيَى" فِجِيءَ بِنَا كَانَتَا أَوْحُ فَقَالَ: "ادْعُوا لِي الْخَلَاقَ" فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: زواہ ابو داؤد فی کتاب البترحل، باب حلق الراس۔

اللِّحْيَاتُ: اخی: یہاں مراد پچازاد بھائی جعفر بن ابی طالب جبکہ ان کی شہادت کی خبر غزوہ موتہ سے آئی۔ بنی اخی: وہ محمد عبداللہ عرف رضی اللہ عنہم ہیں۔ افوح: جمع فرخ، چوزہ یہ تشبیہ دی کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہیں اور ان کے والد کی موت کا غم ان کو پہنچا ہے (جیسے پرندہ مر جائے اور اس کے بچے اڑنے کے قابل نہ ہوں)۔ فحلق رؤوسنا: ظاہر لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بال منڈوا دیئے گئے۔ فوائد: (۱) بچوں کے تمام بال منڈوا دینے چاہئیں۔ (۲) اہل میت کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہئے اور خاص کر شہداء کے اہل و عیال اور ان کو ایسے افعال کی طرف دعوت دے جو غم ورنج کو زائل کرنے والے ہوں۔ (۳) کسی بھی فعل حرام مثلاً گریبان پھاڑنا، رخساروں کو پیٹنا وغیرہ کے ارتکاب کے بغیر میت پر رونا جائز ہے۔ میت پر غم و افسوس کی مدت تین دن ہے۔ بیوی کے علاوہ اور کسی کو تین دن سے زائد غم کرنے کی اجازت نہیں۔ (۴) تین دن بعد رونا (ان شرائط کے ساتھ) درست ہے۔ رونے کی ممانعت کراہت تمہر یہ کے درجہ میں ہے۔

۱۶۴۳: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔ (نسائی)

۱۶۴۳: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

تخریج: زواہ انسانی فی کتاب الزینة، باب النهی عن حلق المرأة راسها۔

فوائد: عورت کو اپنے بال مونڈنا جائز نہیں کیونکہ یہ مثلہ کی ایک قسم ہے البتہ اگر دوائی کے لئے منڈوائے جائیں مطلقاً جائز ہیں۔

بَابُ: مصنوعي بال (وگ) اور گوندنا اور

۲۹۷: بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوُشْمِ

دانتوں کا باریک کرنا حرام ہے

وَالْوِشْرُ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْإِنْسَانِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”یہ اللہ کے سوا مومنٹ چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اُس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے۔“ (النساء: ۱۱۷)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ  
إِلَّا أَنَا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا لَعَنَهُ  
اللَّهُ وَقَالَ : لَا تَخَذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ  
نَصِيًّا مَفْرُوضًا وَلَا مَنِيبًا وَلَا مَرْتَبًا  
وَلَا مَرْتَبًا فَلْيَتَكَنَّ إِذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْتَبًا  
فَلْيُغَيِّرُوا خَلْقَ اللَّهِ

[النساء: ۱۱۷]

**حل الايات:** ان نافیہ ما کے معنی میں ہے يدعون: وہ عبادت کرتے ہیں۔ اناساً: بت ہر قبیلے کا الگ بت تھا اور اسی کی مناسبت سے اس کا مومنٹ نام تجویز کرتے اور ان میں کچھ بتوں کے نام کا لفظ بھی مومنٹ مثلاً عزرائی اساف نائیلہ وغیرہ۔ شیطاناً مریداً: سرکش جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلے والا ہو۔ حقیقتاً: شیطان نے ہی لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور اسی کی کافر پوجا کرتے ہیں نہ کہ بتوں کی۔ (بت تو ظاہر دکھلاوا ہیں)۔ لا تخذنن میں ان کو اپنا بیرو بناؤں گا۔ نصیباً مفروضاً: عین تعداد۔ لامنیبہم: تمناؤں کا وسوسہ ڈالوں گا کہ وہ عنقریب اپنی تمنا کو پالیں گے اگرچہ وہ معاصی کے مرتکب ہیں۔ اپنے اعمال سے ان گناہوں کا تدارک کر لیں گے کیونکہ زندگی بہت لمبی ہے۔ جنت و دوزخ کے متعلق ان کو شک میں مبتلا کر کے ان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ فلیتکنن اذان الانعام: وہ جانوروں کے کان چیریں گے۔ یہ جاہلیت کے اس رواج کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ان پر سواری کو حرام سمجھے اور انا کو بجز وہ سائید وغیرہ کہتے۔ فلیغیرون خلق اللہ: وہ اصل خلقت کو تبدیل کریں گے ان افعال کو انجام دے کر جن کا تذکرہ آئندہ روایات میں آ رہا ہے۔

۱۶۴۴: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصہ (جلد کی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقع پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں الواصیۃ اور المستوصیۃ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔

۱۶۴۴ : وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ  
شَعْرُهَا وَإِنِّي رَوَّجْتُهَا أَقْصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ :  
"لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ" مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ "الْوَاصِلَةُ"  
وَالْمُسْتَوْصِلَةُ"۔

فتمرق: گر گئے، بکھر گئے۔  
الواصيۃ: بال جوڑنے والی اپنے بالوں کو یا دوسری عورت کے بالوں کو اور کے ساتھ۔

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّاءِ وَمَعْنَاهُ :  
انْتَرَّ وَسَقَطَ - وَالْوَاصِلَةُ الَّتِي تَصِلُ  
شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرِ آخَرَ -  
"وَالْمَوْصُولَةُ" : الَّتِي يُوَصَّلُ شَعْرُهَا -  
"وَالْمُسْتَوْصِلَةُ" الَّتِي تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ لَهَا

الموصولة: جس کے بال جوڑے جائیں۔  
المستوصلة: جو بال جوڑنے کا سوال اور مطالبہ کرے۔

ذَالِكْ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب الموصلة الشهر و مسلم فی اللباس والزينة، باب نحریم فعل الموصلة والمستوصلة۔

**اللِّحْيَانُ:** المحصبة: پھوڑا جو جسم پر لگتا ہے بعض نے کہا یہ جدری کی بیماری ہے۔ و انی زوجته: اس میں وصل کے متعلق سوال کا ذکر کیا گیا اور وہ خاوند کے لئے اس کا خوبصورت بنانا ہے۔

۱۶۴۵: وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَامَ حَجِّ عَلِيٍّ الْمُنِيرِ وَتَنَاولَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ آيْنَ عُلَمَاءُؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ - وَيَقُولُ: "إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنَوْتُ إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاءً وَهُمْ۔  
حضرت حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری و مسلم) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب وصل الشعر و مسلم فی اللباس والزينة باب نحریم فی الموصلة والمستوصلة۔  
**اللِّحْيَانُ:** حمید بن عبد الرحمن بن عوف: یہ بڑے ثقہ تابعی ہیں ان کی وفات ایک سو پانچ ہجری میں ہوئی۔ عام حج: اس سے مراد ۵۱ھ ہے۔ علی المنبر: منبر نبوی مراد ہے۔ قصہ: بالوں کا گچھا بعض کہتے ہیں وہ پیشانی کے بال تھے۔ انہی کو فرہ کہا جاتا ہے۔ حرسی: پہرے دار۔ امیر کے غلام کو بھی کہتے ہیں۔ این علماء کم: یہ استفہام انکاری ہے۔ ان کے انکار نہ کرنے اور چشم پوشی کرنے کی وجہ سے۔ اتخذها نساءؤهم: ان کے علماء نے ان پر انکار نہ کیا۔

**قواعد:** اس سے ما قبل روایت سمیت (۱) کسی کے بالوں سے کچھ بال ملانا یا مکمل طور پر دوسرے کے بال رکھنا۔ آج کل اس کو بارو کہ (وگ) کہتے ہیں۔ بعض علماء تو اس کو مکمل طور پر حرام کہتے ہیں۔ بعض نے اس طرح تفصیل کی ہے کہ اگر ملانا طبعی بالوں سے ہو تو یہ قطعی حرام ہے اور اگر بال مصنوعی ہوں تو یہ عورت کیلئے اس کے خاوند کی اجازت سے جائز ہیں اور کسی دوسرے فرد کیلئے یہ فعل مطلقاً جائز نہیں۔ پس مردوں کیلئے اس کی تحریم مطلق ثابت ہے۔ (۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تمام حکام کے لئے لازم ہے کہ برے کام کو دور رکھیں اور ان کے ختم کرنے کی کوشش کریں اور جو اس کی اہلیت کے باوجود اس میں کوتاہی کرنے والے ہوں ان کو ڈانٹ پائی گئی ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب اور ہلاکت کا سبب منکرات کا لوگوں میں رواج پکڑنا اور خاص لوگوں کا ان کو نہ روکنا ہے۔ (۴) امت کو سخت متنبہ کیا گیا اس بات سے کہ اس میں مخالفین پھیلیں اور معاصی واقع ہوں خاص کر عورتوں کی بے حجابی اور ان کا بازاروں میں سرگشت اور ایسے کاموں کا ارتکاب جو بالوں کے ملانے سے بھی بدتر ہو۔ عام لوگ اس پر بالکل خاموش ہیں اور دوسروں کو اس سے روکنے کے لئے تیار نہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۴۶: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : لَعْنُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ ، گوئندے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی اللباس 'باب المستوشمة و مسلم فی اللباس وازينة' باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة۔  
**اللَّعْنَاتُ:** الواشمة: یہ وشم سے قائلہ کا وزن ہے۔ اس کا معنی جلد میں کسی چیز کو چھونانا کہ خون نکل آئے اور پھر اس جگہ کو سرمہ یا تیل سے بھر دیا جائے۔ وہ تیل و غیرہ اس میں پیوست ہو جائے۔ المستوشمة: وہ عورت جو دوسروں کے لئے بھی خواہاں ہو کہ دوسری عورت گوئندی کروائے یا وہ عورت جس کی گوئندی کی جائے۔

**قوائد:** (۱) بالوں کا جوڑنا حرام ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے والے کو توبہ لازم ہے اور گوئندی مردوں اور عورتوں ہر دو کو حرام ہے (۲) علماء شافعیہ رحمہم اللہ نے فرمایا گوئندی والا مقام نجس ہے اس کا ازالہ ضروری ہے جب کہ کسی ضرر فاحش کے بغیر ازالہ ممکن ہو۔ اس کے ازالہ میں دیر کرنا حرام ہے البتہ معذوری اور ضرر فاحش والی صورت مستثنیٰ ہے۔

۱۶۴۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَعْنُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُعْتَبَرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ! فَقَالَتْ لَهْ امْرَأَةٌ فِي ذَلِكَ فَقَالَ : وَمَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : "وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۴۷ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوئندی کرنے والی اور گوئندوانے والی اور چٹکوں کے بال کھلوانے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ پس ایک عورت نے اس سلسلے میں آپ سے بحث کی تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ نے فرمایا: "اور جو تمہیں رسول دیں اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔" (بخاری و مسلم)

**مُتَمَلِّجَةٌ:** اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے دانتوں پر اس لئے ریتی لگواتی ہے تاکہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ان میں حسن پیدا ہو جائے اور اسی کو 'وشر' کہا جاتا ہے۔ نَامِصَةٌ: اس عورت کو کہتے ہیں جو ابرو کے بالوں کو لیتی ہے اور ان کو باریک کرتی ہے تاکہ وہ ابرو حسین ہو جائے۔ مُتَمِصَّةٌ: وہ عورت جو کسی کو یہ کام کرنے کے لئے کہے۔

"الْمُتَمَلِّجَةُ" هِيَ : الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيلًا وَتَحْسِنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ - وَالنَّامِصَةُ : الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَفِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَنًا وَالْمُتَمِصَّةُ الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذَلِكَ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی اللباس 'باب المتملجات للحسن و مسلم فی اللباس وازينة' باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة  
**اللَّعْنَاتُ:** فقالت له امرأة في ذلك: يا ام يعقوب تهي مراد یہ ہے کہ ام یعقوب نے ان کو عورتوں کے لعنت کے سلسلے میں ملامت کی۔ ہوا ہی اللعن: کہ لعنت کتاب اللہ میں کیا موجود ہے؟ فی کتاب اللہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے رُک جانے کا حکم دیا جس سے رسول اللہ ﷺ نے رُکا ہے۔

**فوائد:** (۱) کسی بھی تخلیق باری کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ تبدیلی اضافہ سے ہو یا کمی سے یا خوبصورتی بنانے کے لئے ہو یا بدصورتی (کھال پہن کر بہرہ و بیابنا) البتہ اگر کوئی عمدہ فائدہ میسر آتا ہو تو پھر کمی و اضافہ درست ہے۔ یہ اس تبدیلی کا حکم ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ اس قسم میں دانتوں کا فاصلہ کروانا اور گوندنی ہے اور جو باقی نہ رہے مثلاً مہندی لگانا تو علماء نے اس کی اجازت دی جب کہ کسی انجمنی کو اس کی اطلاع نہ ہو (۲) چہرے کے حصہ ابرو سے بالوں کا لیتا حرام ہے اور حناء وغیرہ سے دھاگے وغیرہ سے اکھاڑنا میں حرمت زیادہ اور اس میں مرد و عورت کا حکم برابر ہے عورتوں کا تذکرہ احادیث میں خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ عورتیں اس کا ارتکاب کثرت سے کرتی ہیں۔ (۳) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے چہرے پر ڈاڑھی اور مچھوں کے بال اگر آئیں تو ان کو دور کرے۔ (۴) دانتوں میں فاصلہ کروانا حرام ہے۔ یہ فعل عموماً بوڑھی عورتیں حسن کی خاطر کرواتی ہیں اور چھوٹی عمر ظاہر کرنے کیلئے کرتی ہیں اور اگر عورت کی عمر زائد ہو تو یہ مثلہ ہے یا کثرت کی طالب ہو تو ان میں سے کسی چیز کا کاٹنا اور کھینچنا جائز نہیں البتہ اگر انکے باقی رکھنے میں ایذا ضرر ہو جائز ہے۔

**بَابُ: مرد کا ڈاڑھی**

اور

سر کے بالوں کا اکھاڑنا بے ریش کا ڈاڑھی

کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے

۲۹۸: **بَابُ النَّهْيِ عَنِ نَتْفِ الشَّيْبِ**

**مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ**

**نَتْفِ الْأَمْرِدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ**

**طُلُوعِهِ**

۱۶۴۸: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید بالوں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۶۴۸: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَنْتَفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورٌ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَنُّيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنَةٍ - قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ -

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الترغیل باب نطف الشیب و الترمذی فی ابواب الادب و التسنائی فی التزیۃ باب النهی عن نطف الشیب۔

**اللَّحْيَانِ:** نور المسلم: اس کی رونق اسلامی فطرت کا حسن اور اسکے چہرے کی روشنی ہے۔

**فوائد:** (۱) بالوں میں سے سفید بالوں کا اکھاڑنا جہاں بھی ہوں ممنوع ہے کیونکہ یہ لمبی عمر اور بڑھاپے کی علامت ہے اور آخرت کے گھر کی طرف مندر ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ اسلام کی حالت میں جس کے بال سفید ہوئے اللہ تعالیٰ کو اے عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے۔

۱۶۴۹: **وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

۱۶۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو وہ (امر) مردود ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الاقضية باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور۔

**اللَّعْنَاتُ:** لیس علیہ امرنا، ہمارے دین کی کوئی دلیل اس پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی ہماری شریعت کا کوئی اصول اس کا ساتھ دیتا ہے۔ فہور د: وہ مردود اور غیر مقبول ہے۔

**فوائد:** جب نیا کام خلاف شرع اور خلاف اصول شرع ہو وہ مردود ناقابل اعتبار اور غیر مقبول ہے۔ بلکہ کرنے والے کا مواخذہ ہوگا ان میں سے وہ کام جو لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں ڈاڑھیوں کا سونڈ وانا اور چہرے کے بالوں کا نوچنا اسی طرح سفید بالوں کا نوچنا اور سیاہ رنگ سے بالوں کو سیاہ کرنا اس کے علاوہ بھی بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کے قواعد و ضوابط اور احکام آداب کے خلاف ہیں۔

**بَابُ: دَائِمِينَ هَاتِهِ سِ اسْتِجَاءِ**

اور

شرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ ہے

۱۶۵۰: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی شخص پیشاپ کرے تو اپنے آلہ تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے“۔ (بخاری و مسلم)

اس باب میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں۔

۲۹۹: **بَابُ كَرَاهَةِ الْاِسْتِجَاءِ**

**بِالْيَمِينِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ**

**غَيْرِ عُدْرٍ**

۱۶۵۰: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَجِجْ بِيَمِينِهِ وَلَا يَنْتَفِسْ فِي الْإِنَاءِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الموضوع باب لا یمسک ذکرہ بيمينہ اذا بال و مسلم فی الطهارة باب النهی عن الاستنجاء باليمين

**اللَّعْنَاتُ:** لا یخذن نہ تھامے اور پکڑے۔ یستنجی: پیشاپ و پاخانہ کے اثر کو زائل کرنا۔

**فوائد:** (۱) استنجاء کرتے ہوئے دایاں ہاتھ کو استعمال کرنا اور عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے چھونا۔ اسی طرح کا ہر گند کام دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے کیونکہ یہ ہاتھ مکرم اور کھانے اور افعال خیر کے لئے ہے۔ (۲) پانی پینے کے دوران برتن میں سانس لینا مکروہ ہے (۳) بائیں ہاتھ میں کوئی تکلیف ہو تو دائیں ہاتھ کا استعمال گندگی کے ازالہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (۴) اسلام کمال نظافت کا خواہاں ہے اور گندگی سے دوری کو پسند کرتا ہے دایاں ہاتھ معزز کام کے لئے مثلاً کھانا پینا لکھنا مصافحہ وغیرہ کے لئے اور ناپسند امور کے لئے بائیں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔

**بَابُ: اَیْکِ جَوْتَا اَوْر اَیْکِ مَوْزَه پَهْن کَر**

بلا عذر چلنا مکروہ ہے

اور جوتا اور موزہ بلا عذر

کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے

۱۶۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

۳۰۰: **بَابُ كَرَاهَةِ الْمَسِي فِي نَعْلِ**

**وَاحِدَةٍ أَوْ خَفٍّ وَاحِدٍ لِعَيْرِ عُدْرٍ**

**وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخَفِّ قَائِمًا**

**لِعَيْرِ عُدْرٍ**

۱۶۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْسُ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَأَحَدِهِ لِيَنْعَلَهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُخَلِّعَهُمَا جَمِيعًا وَفِي رِوَايَةٍ: "أَوْ لِيُحْفِيَهُمَا جَمِيعًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں اتار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر دے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب لا یمسح فی نعل واحد و مسلم فی اللباس و الزینۃ، باب اذا اتعل فلیدء بالیمین۔  
**اللِّحْيَانِ:** ینعلہما جمیعاً: دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔ لیخلعہما: دونوں پاؤں سے جوتا اتار دے اور سوزے کا بھی یہی حکم ہے۔  
 ۱۶۵۲: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا انْقَطَعَ سَمْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْسُ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يَصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔ جب تک کہ اس کو درست نہ کروائے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی اللباس و الزینۃ، باب اذا اتعل فلیدء بالیمین۔  
**اللِّحْيَانِ:** الشسع: ایسا چلنا جس میں جوتا قدم سے رکار ہے اور پاؤں کی پشت پر ہی ہو۔ یصلحہا: پاؤں میں دوسرے کو درست کر کے پہن لے۔

**ہو اند:** ماقبل حدیث سمیت۔ (۱) ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں جوتا نہ ہو اس حالت میں چلنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ بدزیب و قار کے خلاف اور بعض اوقات لوگوں کے ہنسی مذاق کا سبب ہے جیسا کہ اس سے چلنے میں مشکل پیدا ہوتی ہے اسی طرح بعض اوقات زمین پر لڑھک کر گرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے اگر کہیں اس سلسلہ میں پوری احتیاط ہو تو پھر ایک پاؤں میں جوتا پہننے میں کراہت نہیں رہے گی۔

۱۶۵۳: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَنْتَعَلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۱۶۵۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اللباس، باب الانتعال۔  
**اللِّحْيَانِ:** ینتعل: جوتے میں اپنا پاؤں داخل کرے۔  
**ہو اند:** (۱) کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننا مکروہ جب کہ بیٹھ کر مستحب ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ پہننے میں ہاتھوں کی معاونت کی ضرورت ہوتا کہ وہ کبڑا ہو نتیجہ حالت ظاہر نہ کرے اور کبھی اس حالت میں زمین پر بھی آگرتا ہے جب جوتے میں ہاتھوں کی معاونت کی ضرورت نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (۲) شریعت اسلامیہ نے آداب کا بھی کس قدر اہتمام کیا یہاں تک کہ جوتا پہننے کی کیفیت میں بھی احکام بتلائے تاکہ مسلمان اچھی حالت میں ظاہر ہوں۔

بَابُ: آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا

۳۰۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَرَكِّ النَّارِ

فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ

چھوڑنے کی ممانعت

كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

خواہ وہ دیا ہو یا دوسری کوئی چیز

۱۶۵۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوتے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوا مت چھوڑو"۔ (مسلم بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی السبذان' باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلم فی الاشرية باب الامر بتغطية الاناء و ابكاء البقاء۔

۱۶۵۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى آهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَانِهِمْ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِنُوهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: "بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی السبذان' باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلم فی الاشرية باب الامر بتغطية النار۔ اللعنان: من اللیل: رات کے کسی حصہ میں۔ بشانہم: جو معاملہ ان پر گزرا۔ ان هذا النار عدو لکم: یہ دشمن کی طرح کیونکہ اس میں مال کو تلف کرنے اور ابدان کو ہلاک کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

۱۶۵۶: وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "غَطُّوا الْإِنَاءَ أَوْ كَبُّوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَجِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً - فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَتَّعِزَّ عَلَى إِيَّانِهِ عَوْدًا، وَيَذْكَرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفَوَيْسِقَةَ تَضُرُّمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانپ دو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چولہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے"۔ (مسلم)

"الْفَوَيْسِقَةُ" الْفَارَةُ - "وَتَضُرُّمُ" : فَوَيْسِقَةُ: چولہا۔

تَضُرُّمُ: وہ جلاتا ہے۔ تَحْرِقُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الشربة' باب الامر بتغطية الاناء و البكاء و السقاء۔

اللعنان: او کتو: یہ لفظ وکاء ہے جس کا معنی باندھنا ہے۔ وکاء اس دھاگے یاری کو کہتے ہیں جس سے برتن کو باندھتے ہیں۔

السقاء: شك - لا يحل سقاء: مشک کا بند نہ کھولے۔ يعرض: چوزائی میں رکھ دے۔ تصوم: شعلہ مارتی اور بھڑکتی ہے یعنی اس کا سبب بنتی ہے کہ دیئے کی بتی کو کھینچ کر سامان میں ڈال دیتی ہے جس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

**فوائد:** (۱) نیند کی حالت میں کسی بھی جلتی ہوئی چیز کو چھوڑنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ بعض اوقات یہ مکان سمیت گھر والوں کو جلا ڈالتی ہے۔ خواہ آگ روشنی کے لئے ہو مثلاً دیا، موم بتی یا تپنے کے لئے انگلیٹھی، چولہا وغیرہ۔ اگر انجام کا پورا خیال کر کے انتظار کیا گیا تو پھر کراہت نہیں۔ مگر پھر بھی افضل بھجانا ہے۔ ایسی چیز میں مشغول ہونا مکروہ جس کی نگرانی میں غفلت ہو سکتی ہے۔ (۲) کھانے کے بعد برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہئے اور پانی والے برتنوں کے بندھنوں کو مضبوطی سے باندھ دینا چاہئے یا کم از کم ان کو ڈھانپ دینا چاہئے اس سے وہ حشرات الارض اور گرد و غبار سے بچ جائیں گے۔ (۳) گھروں کے دروازوں اور بالا خانوں کو نیند کے وقت احتیاطاً بند کر دینا چاہئے تاکہ فساق و فجار اور چوروں اور ہر ایسے خطرے سے جس کا امکان ہے حفاظت رہے۔ تاکہ نفس کو اطمینان اور سکون اور نیند کی راحت میسر آسکے۔ (۴) شیطان غفلت کے اوقات میں مختلف انسانوں سے مختلف حرکات کرواتا ہے۔ حشرات الارض کو ایذا کے لئے براہیختہ کرتا ہے۔ اس لئے ہر متوقع شر سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدام اٹھانا ضروری ہے۔ (۵) اشیاء کو رکھنے اور اٹھانے کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

بَابُ: تکلف کی ممانعت

قول جو مشقت سے

کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں ہوں۔“ (ص)

**حل الایات:** آیت سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے اپنی دعوت پر کوئی دینی مزدوری نہیں مانگتا کیونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تکالیف ایسی چیزوں کے لئے اٹھاتے ہیں جو بے فائدہ ہوں۔ آپ ﷺ سے تکلف کی نفعی تکلف کے قابل خدمت ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔

۱۶۵۷: حضرت عبد اللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ (بخاری)

۱۶۵۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نُهِنَا عَنِ التَّكْلِيفِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواه البخاری فی الاعتصام باب ما کره من کثرة السؤال و تکلف مالا یعنیه

**فوائد:** تکلف سے منع فرمایا گیا ہے اور امور مادیہ ہوں یا معنویہ ہر دو میں تکلف سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگوں کوئی چیز مانگتا ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی

۱۶۵۸: وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ

جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں محکفین میں سے ہو۔ (بخاری)

يَقُولُ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ: اللَّهُ اعْلَمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: "قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر سورہ ص باب قوله تعالیٰ: ﴿وما انا من المتكلفين﴾

ہوائند: (۱) علی مسائل میں بھی تکلف سے کام نہ لینا چاہئے۔ بعض اوقات آدمی سے کسی غیر واضح بات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اس کے جواب کے لئے تکلف کرتا ہے بسا اوقات اسکا بیان حقیقت سے دور نکل جاتا ہے۔ (۲) کوئی بات علم کے متعلق نہ کہے اور نہ ہی فتویٰ کی جرأت کرے جب تک کہ اس کو اس کی کبھی بات پر پورا یقین نہ ہو۔ (۳) عالم کی قدر و منزلت کے متعلق تنقیص نہ کرے بعض امور کے سلسلہ میں اس کی جہالت اور عدم معرفت کا اظہار کرے۔ (۴) عدم تکلف میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کی پیروی اختیار کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

بَابُ: مَيْتٌ پَرْنُوْحُهُ كَرْنَا رْخْسَارِ پَيْثِنَا

گر یہاں پھاڑنا بال نوچنا

اور منڈوانا

ہلاکت و تباہی کا داویلا کرنا حرام ہے

۳۰۳: بَابُ تَحْرِيمِ النَّيَاحَةِ

عَلَى الْمَيْتِ وَلَطْمِ الْحَدِيدِ وَشَقِّ

الْجَبِّ وَتَفِّ الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ

وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالشُّبُورِ

۱۶۵۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۵۹: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْمَيْتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا يَبِيعُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ: "مَا يَبِيعُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز باب ما يكره في النياحة على الميت و مسلم في الجنائز باب الميت يعذب بيكاء و اهله۔ اللغزات: بما يبيع: نوحہ کرنے کے باعث۔ ما يبيع: نوحہ کرنے کے وقت تک نوحہ بلند آواز سے میت پر دونا اور میت کی صفات اور اس کے مشابہ چیزیں ذکر کرنا۔

ہوائند: (۱) میت پر نوحہ حرام ہے۔ میت کو قبر میں اس کے اہل و عیال کے نوحہ کے سبب عذاب دیا جاتا ہے البتہ جس میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اس کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی اور انہوں نے اس وصیت کو پورا کیا اس لئے اس کی طرف نسبت کی گئی۔ دوسرے علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ جس نے نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہیں کی کیونکہ ایسے حالات میں ان کو وصیت واجب تھی۔ (۳) بعض نے فرمایا اس عذاب سے مراد میت کی رقت و شفقت ہے جب کہ وہ ان کو اس پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے سنتا ہے۔

۱۶۶۰: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں جس نے

۱۶۶۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ

ضَرَبَ الْخُدُودَ . وَشَقَّ الْجُيُوبَ . وَدَعَا  
بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ .  
رخساروں کو پینا اور گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کا بول  
بول کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحنائن باب لیس منا من شق الجيوب و مسلم فی الایمان باب تحريم ضرب الخدود۔  
**اللحائین:** لیس منا: وہ ہمارے طریقہ و راستہ پر نہیں۔ الجيوب: جمع جیب گردن کی ایک طرف سے کپڑے کا پھاڑنا اور کھولنا اور  
تعبیر شق سے اس لئے فرمائی گئی کیونکہ عموماً کپڑا اسی مقام سے پھاڑا جاتا ہے۔ دعوی الجاہلیہ۔ ہائے میرے سہارے اے مرنے  
والے! اولاً ذہانے عورتوں کا رانڈ ہونا۔ ہائے گھر کے سہارے اسی طرح کے الفاظ۔

**فوائد:** (۱) روایت میں جو ذکر ہوا کہ کرنے کی ممانعت کی اور اس کو ان کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جو مرتکب کو بعض اوقات اسلام سے  
خارج کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ناراضگی اور امتزاض ہے۔ قضاء الہی سے بیزاری کا اظہار پایا جاتا ہے۔

۱۶۶۱ : وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ : رَجَعَ  
أَبُو مُوسَى فَعَشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرٍ  
أَمْرًا مِنْ أَهْلِهِ فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بَرْنَةٍ فَلَمْ  
يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا . فَلَمَّا آفَاقَ  
قَالَ : أَنَا بَرِيءٌ وَمَنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ  
وَالْمُحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۶۶۱: حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ بیمار ہوئے اور ان  
پر غشی طاری ہو گئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھر والوں میں سے ایک  
عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی  
کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب آفاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے  
بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا  
اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہ نے نوحہ کرنے والی بال موٹڈ نے والی  
اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ الصالِقَةُ:  
وہ عورت جو نوٹے اور بین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ المُحَالِقَةُ:  
وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت موٹڈے یا  
موٹڈوائے۔ الشَّاقَّةُ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

"الصَّالِقَةُ" الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ  
وَالنَّدْبِ "وَالْمُحَالِقَةُ" الَّتِي تَحْلِقُ رَأْسَهَا  
عِنْدَ الْمُصِيبَةِ "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِي تَشَقُّ ثَوْبَهَا .

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحنائن باب ما ينهى عن عند المصيبة و مسلم فی الایمان باب تحريم ضرب  
الخدود۔

**اللحائین:** ابو بردہ: یہ ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عامر یا حارث ہے۔ حجرو: گود۔ امرآقہ: بیان کی بیوی ام عبد اللہ  
صفیہ بنت ابی روم ہیں۔ فاقبلت: شروع ہوئی۔ الرنة: چیخ اور بلند آواز۔ آفاق: بیہوشی جاتی رہی۔ الصالِقہ: یہ صلق سے ہے زور دار  
آواز۔ الندب: میت کے اوصاف شمار کرنا۔ المحالِقہ: یہ بالوں کے باندھنے اور کاٹنے کو شامل ہے۔

**فوائد:** (۱) ان چیزوں سے سخت نفرت دلائی گئی مثلاً نوحہ میں آواز بلند کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا بالوں کا غم کی وجہ سے  
منڈوانا یا کاٹنا یا گریبان پھاڑنا یا بالوں کا لمبا کرنا جیسا بعض جہلا کرتے ہیں اسی طرح میت پر غم کے دیگر الفاظ۔ (۲) یہ تعبیر کہ رسول اللہ  
ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں اس کی شدید حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ کمال ایمان اور رضاء بالقضاء کے منافی ہیں۔

۱۶۶۲ : وَعَنِ الْمُعْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :  
۱۶۶۲: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس پر نوحہ کیا گیا



مَنْ يَنْبَغ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا يَنْبَغ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ متفقٌ عَلَيْهِ۔  
قیامت کے دن اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوگا۔“

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحناظر' باب ما یکرہ من النیاحۃ و مسلم فی الحناظر' باب الہیت یعذب بہکاء اہلہ۔  
**فوائد:** (۱) میت کو اس کے اہل و عیال کے نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اس روایت کو اسی شخص سے متعلق قرار دیا گیا ہے جس نے اپنے بعد نوحہ کی وصیت کی ہو۔

۱۶۶۳: وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضَمِّ النَّوْنِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنْوَحَ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحناظر' باب ما ینہی عن النوح و البکاء و مسلم فی الحناظر' باب التشدید فی النیاحۃ۔  
**اللحائز:** عند البیعة: جب عورتوں سے بیعت لی۔ یاد دینے کی طرف آپ ﷺ نے ہجرت کی۔  
**فوائد:** (۱) نوحہ جاہلیت کی عادات میں سے ہے۔ ایسی عادات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ اس پر صحابیات نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے وقت باقاعدہ اقرار کیا۔

۱۶۶۴: وَعَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَعْمَى عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ أُحْتَهُ تَبْكِي وَتَقُولُ: وَاجْتَلَاةٌ، وَاجْتَلَاةٌ، وَاجْتَلَاةٌ نَعْدُدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِينَئِذٍ: مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ان کی بہن روتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے میرے پہاڑ اور ہائے ایسے اور ایسے ان کی صفات بیان کرنے لگی۔ ان کو جب افادہ ہوا تو انہوں نے کہا جو تو نے کہا تو اس کے بارے میں مجھ سے کہا جائے گا۔ کیا تو ایسا ہی ہے؟

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی' باب غزوہ موتہ من ارض الشام۔

**اللحائز:** اختہ: ان کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے یہ نعمان بن بشیر کی والدہ ہیں۔ تعدد علیہ: جاہلیت کے انداز سے ان کی صفات ذکر کرنے لگیں۔ شینا: بعض وہ صفات جو انہوں نے ذکر کیں۔ قیل لی: ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مراد فرشتے ہیں۔ انت کذلک: یعنی کیا تو اسی طرح ہے جیسا وہ بیان کرتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ متنبہ و خبر دار کرنے کے لئے ہے۔  
**فوائد:** (۱) میت وغیرہ کے لئے ندبہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ خاص طور پر ایسی صفات جو اس میں نہ پائی جاتی ہوں ان کا تذکرہ کرنا وہ میت کی برائی و مذمت ہے کیونکہ اس پر میت کو متنبہ کیا جاتا اور ملامت کی جاتی ہے۔

۱۶۶۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكْوَى فَنَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُوذُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَدْنِ بْنِ قَاصٍ وَابْنِ قَاصٍ وَابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔  
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو بلائے۔

(بخاری)

اللہ عنہم سمیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہو گئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

الرَّحْمَنُ بْنُ عَوْفٍ 'وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ' وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي عَشِيَّةٍ فَقَالَ : "أَقْضِي؟" قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بَكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا قَالُوا : "أَلَا تَسْمَعُونَ؟" إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِذَمِّ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ بِرَحْمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی الحنائز، باب البكاء عند المريض و مسلم فی الحنائز، باب البكاء علی الميت۔

**الْحَنَائِزُ** : مشکونی بیماری جس کی وجہ سے بیمار تھے۔ یعودہ: عیادت کرنا۔ غشیہ: ایک مرتبہ غشی آنا۔ قضی: فوت ہو گیا۔ الابیہ حرف تمہیہ اور ابتداء ہے۔ یعذب: بہذا: اس کے سبب عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ حرم فعل نوحہ یا ندبہ میں مبتلا ہوا۔ ابو یوحہم: اس پر رحم کیا جائے گا اگر کوئی صحیح و درست کلمہ کہا مثلاً ولا قوة الا بالله یا انا لله وانا الیہ راجعون۔

**فوائد:** (۱) آنکھ سے رونا اور دل میں مصائب کے وقت غم کرنا جائز ہے اس پر کوئی سزا عذاب نہیں جیسا کہ اس پر کوئی ثواب بھی نہیں کیونکہ یہ فطری معاملہ ہے۔ باقی ثواب و عذاب کا معاملہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو ناراضگی، کتاہت اور رضاء و تقویض پر دلالت کرے۔ (۲) مریض سے مرض کے متعلق پوچھنا اور اسکی تیمارداری کرنا مستحب ہے۔ یہ مسلمان کا دوسرے پر حق بھی ہے۔ (۳) اس سے آپ ﷺ کے کمال فضیلت، کمال تواضع، اپنے اصحاب پر انتہائی شفقت اور خوب خبر گیری ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ موقعہ بموقعہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانا ان کے سامنے مشکوک اور قابل التباس امور کو اچھی طرح واضح کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم میں آپ کا عمدہ انداز و اسلوب اور سامعین کو ارشاد کی طرف مناسب انداز سے متوجہ کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کی قمیص اور خارش کی ذرہ ہو گی۔ (مسلم)

۱۶۶۶: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "النَّاحَةُ إِذَا لَمْ تَنْبُ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قِطْرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ حَرَبٍ" زَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم فی الحنائز، باب التشديد فی النباحة۔

**الْحَنَائِزُ** : سربال: قمیص۔ قطران: سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جس کو بہت جلد آگ لگتی ہے۔ درع: قمیص کی ایک قسم۔ حروب: خارش۔

**فوائد:** (۱) نوحہ کرنے پر ڈانٹ پلائی گئی اور اس سے توبہ کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) نوحہ کرنے والی عورتوں کو جو سخت سزا ملے گی اس کا ذکر فرمایا۔ ان کے آنسو ان پر آگ کو اور تیز کرنے والے ہوں گے اور جن کپڑوں کو اس سے پھاڑا ہے اور وہ اس پر بیماری و مصیبت

بن کر چٹ جائیں گے۔

۱۶۶۷: حضرت اسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ نوچیں گی اور ہلاکت کی بددعا نہ کریں گی اور نہ گریبان کو پھاڑیں گی اور نہ ہی بالوں کو بکھیریں گی۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ۔

۱۶۶۷: وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدِ التَّائِبِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الْيَدِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ، أَنْ لَا نَحْمِشَ وَجْهًا وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ حَيْبًا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الحائز باب فی النوح

اللَّحَائِزُ: اسید یہ صفارتا بعین میں سے ہیں۔ المبايعات: وہ عورتیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔ الانحش: ہم ناخنوں سے چہرے کو زخمی نہ کریں۔ اس زخم کے نشان پر بھی غمخس کا لفظ بولا جاتا ہے۔ لاندعو ویلاً: یادیاہ ہائے ہلاکت وغیرہ کے الفاظ نہ کہیں۔ یہ نوحہ اور ندبہ کے الفاظ ہیں۔ تنشر شعراً: بال نہ بکھیریں اور اڑائیں نوچیں مصائب کے وقت عموماً عورتیں یہ کرتی ہیں۔ فوائد: یہ جاہلیت کی خصلتوں میں سے ہیں اور یہ ممنوع نوحہ ہے۔ اسلئے ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس قسم کی تمام باتوں سے گریز کرنا چاہئے۔

۱۶۶۸: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر سکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

اللَّهُزُّ: سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

۱۶۶۸: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بِأَكْبِهِمْ فَيَقُولُ: وَاجِبَلَاهُ، وَأَسِيدَاهُ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا وَتَجَلَّ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ أَهَكَذَا كُنْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

”اللَّهُزُّ“: الدَّفْعُ بِحَمْعِ الْيَدِ فِي

الصَّدْرِ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الحائز باب ماجاء فی کراهیة البكاء علی الميت

اللَّحَائِزُ: مامن میت: ہر میت من حرف یہاں تاکید کے لئے زائد لگایا گیا ہے۔ واسیداہ: یہ ہا سکتہ کی مندوب کے آخرت میں والتغراق لگائی گئی ہے۔ وایہ ندبہ کے الفاظ میں سے ہے۔ یہاں سید سے مراد سہارا اور پناہ گاہ ہے اور الف ندبہ کے لئے لگائی گئی ہے۔ نحو ذلك: اسی طرح نوحہ و ندبہ کی عبارات۔ اہکذا انت؟ تو بخ و تنبیہ کے لئے استفہام انکاری ہے۔

فوائد: (۱) میت پر ندبہ ممنوع ہے کیونکہ یہ اس کی ایذا اور عذاب کا سبب ہے۔

۱۶۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں

۱۶۶۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”اِئْتَانِ فِي النَّاسِ

هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، كُفْرٌ كَأَسْبَابِ هُنَّ :

وَالنَّبَاخَةُ عَلَى الْمَيْتِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ" (۱) نَسَبٌ فِي طَعْنٍ - (۲) مَيْتٌ بِرُوحِهِ - (مُسْلِمٌ)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب نہریم الطعن فی الانساب الثابتہ ۱/۱۰۸۰ میں ملاحظہ فرمائی  
 فوائد: (۱) شرعاً جو نسبت ثابت ہو اس میں طعن کرنا اور میت پر روح ہر دو ایسے گناہ ہیں جو مرتکب کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور  
 اس کے ساتھ خلود فی النار کا سبب بنتے ہیں جب کہ حلال سمجھ کر کرے۔ (۲) ان دو خصلتوں سے روکا گیا جو مسلمانوں میں کثرت  
 سے پائی جاتی ہیں اور بلا خوف و خطر ان کو کرتے چلے جاتے ہیں۔

۳۰۴: بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَانِ الْكُهَّانِ

بَابُ: کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، رلیوں اور ننگریاں

اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں پرندہ اڑا کر

وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعُرَافِ وَأَصْحَابِ

بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس

الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى

جانے کی ممانعت

وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال  
 کیا آپ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے  
 ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سچی  
 بات ہے جسے جن فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے  
 کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سوجھوٹ ملا لیتا  
 ہے۔" (بخاری و مسلم)

۱۶۷۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
 سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَسُ عَنِ الْكُهَّانِ -  
 فَقَالَ: "لَيْسُوا بِشَيْءٍ" فَقَالُوا: يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَقَالُوا  
 حَقًّا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تِلْكَ الْكَلِمَةُ  
 مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنُّ فَيَقْرُؤُهَا فِي أُذُنِ  
 وَلِيِّهِ فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ  
 عَلَيْهِ.

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے  
 اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں  
 فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے  
 اور سن کر کاہن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس  
 کے ساتھ سوجھوٹ ملا لیتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
 يَقُولُ: "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ  
 السَّحَابُ" فَقَدْ كُرِّ الْأَمْرُ فُقِضِيَ فِي السَّمَاءِ  
 فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُرْجِيهِ  
 إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ  
 عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

فَيَقْرُؤُهَا: یہ لفظ یا کی زبر قاف اور راء کے پیش کے ساتھ

قَوْلُهُ "فَيَقْرُؤُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَصَمِّ

القَابِ وَالرَّاءِ: أَيْ يُقْبِيهَا "وَالْعَنَانُ" يَفْتَحُ الْعَيْنُ - یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے اس کو ڈالتا ہے۔  
العَنَانُ: بادل۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب ذکر الملائکة و مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم الکھانہ و اتیان و الکھان و الروایة الثانیة للبخاری رواها فی باب الملائکة۔

**الذَّكَانِجُ:** عن الکھان: کابنوں کی گفتگو کہ ایسا ہوگا۔ یہ کابن کی جمع ہے جو مستقبل کی اطلاعات کی خبر دے یا زمین کے دور نزدیک مقامات جو مخفی ہیں ان کے متعلق اطلاع ہے۔ لیس بشنی: حقیقت و سچائی سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ یحدثونا: یہ اصل میں یحدثونا ہے ایک نون کے حذف والی لغت بھی درست ہے۔ حقاً: انکے کہنے کے مطابق واقع ہو جاتا ہے۔ تلك الكلمة: انکی وہ کلام جو واقع کے مطابق ہوئی۔ یحفظہما: اچک لیتا ہے، جلدی سے لے لیتا ہے۔ ولیہ: وہ جو کہان کے کام کرتا ہے۔ فنذکر الامور: وہ ایک دوسرے کو اطلاع دیتے ہیں۔ یسترق السمع: خفیہ طور پر سنتا ہے۔ فیوحیہ: اس کو کہتا ہے اور القاء کرتا ہے۔

**هَوَانِدُ:** (۱) کابنوں کی تصدیق کرنے کی ممانعت فرمائی اور بتلایا گیا ہے کہ ان کے اقوال جھوٹ و فریب کے ہوتے ہیں بعض اوقات خواہ صحیح بھی نکل آئیں۔ (۲) کابن کی جو بات سچی نکلتی ہے وہ جنات کی وہ چرائی ہوئی بات ہے جو فرشتوں سے سن کر وہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ آسمان دنیا کے نیچے خاص مقامات پر بیٹھتے اور وہاں بیٹھ کر ملامتی کی گفتگو سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے یہ روک دیا گیا۔ اب وہ خبریں چرانے لگے اور اس پر شہاب ثاقب ان پر پھینکے جانے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿الْاِطْرَاقِ اسْتَرْقُوا سَمْعَ فَاتِحَةِ شَهَابٍ...﴾

۱۶۷۱: وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اتَى عَرَاْفًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ اَزْوَاعِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۶۷۱: حضرت صفیہ بنت ابی عبیدہ زوجہ مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم الکھانہ و اتیان الکھان

**الذَّكَانِجُ:** صفیہ بنت ابی عبیدہ: یہ عبداللہ بن عمر کی بیوی ہے۔ ان کے والد ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ عن بعض ازواج النبی ﷺ: آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے ہے اور مسلم کی روایت میں حفصہ بن عمر سے روایت ہے۔ عرافا: جو چوری کے مقامات کو جاننے کا مدعی ہو اور اسی طرح کی دیگر اشیاء و اسباب و مقدمات کے ساتھ ان میں کچھ معلومات رکھنے کا دعویٰ دار ہو۔ کبھی اس کے فعل کو کہانت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا یہ عمل اسی کے مشابہ ہے۔ لم تقبل له صلاة: اس کی نماز کا ثواب نہ ملے گا اگرچہ فرض ذمہ سے اتر جائے گا۔

**هَوَانِدُ:** (۱) عرفین سے کام لینے اور ان کے پاس آنے جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) کسی بھی کام کے سلسلے میں ان کی معادنت سے ممانعت کی گئی ہے۔ (۳) عرفین کی بات سچا سمجھنے کی وجہ سے جس نیک عمل کا ثواب باطل ہو جاتا ہے ان میں سے ایک نماز بھی ہے کیونکہ یہ ارتداد اسلام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ اس لئے کہ ان کی بات میں علم غیب کا دعویٰ اور کذب و افتراء پایا جاتا ہے۔

۱۶۷۲: وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ ۱۶۷۲: قَبِيصَةُ بِنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَتْ رَوَايَةَ هِيَ فِيهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”پرنڈوں کو اڑانا اور بدقالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطانی کام ہیں۔“ (ابوداؤد)  
عمدہ سند کے ساتھ۔

طرقی: پرنڈے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک فال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بدقالی پکڑی جائے۔

نیز ابوداؤد نے بیان کیا کہ عیافۃ کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔ جو ہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ انجبتا یا کلمہ ہے جس کا اطلاق ’بت‘ کا ہن اور جادوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کا ہن اور جادوگر ہے۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ”الْعَيْفَاءَةُ وَالطَّيْرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجَبْتِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ وَقَالَ الطَّرْقُ : هُوَ الرَّجْرُ : أَي زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ أَنْ يَتِيمَنَ أَوْ يَتَشَاءَ مَ بِطَيْرٍ إِيَّاهُ فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ تَيَمَّنَ وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْبَسَارِ تَشَاءَ مَ- قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْعَيْفَاءَةُ : الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصِّحَاحِ : الْجَبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الطب' باب فی الخط و زجر الطیر

الذخائر: العیافۃ: خط کھینچنا۔ اس کی تفسیر حضرت معاویہؓ والی روایت ۱۶۷۴ میں ہے۔ نہایہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ خط سے مراد وہ جو پھر تیرا کھینچنا کرتا تھا۔ یہ علم ہے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ضرورت مند آدمی پھر تیلے کے پاس آ کر اس کو منھائی پیش کرتے۔ پس وہ کہتا بیٹھ جاؤں میں تیرے لئے خط کھینچتا ہوں۔ اس ماہر کے سامنے اپنا ایک غلام ہوتا جس کے پاس ایک سلاخی ہوتی تھی۔ پھر وہ ماہر نرم زمین پر آ کر اس سلاخی سے جلدی جلدی اتنے خط کھینچتا جو گئے نہ جاسکتے۔ پھر وہ ایک طرف سے دودو خط مناتا تھوڑی تھوڑی مہلت کے ساتھ مناتا جاتا اور اسکا غلام شگون کے طور پر کہتا۔ میرا بیٹا ظاہر ہے تم دونوں جلدی بیان کر دو۔ اگر دو خطرہ جاتے تو یہ کامیابی کی علامت شمار ہوتے اور اگر ایک خط رہ جاتا تو یہ ناکامی کی علامت سمجھا جاتا۔ علامہ حرلی فرماتے ہیں کہ خط کی اصل یہ ہے کہ تین خط کھینچے جائیں پھر ایک جو باگھٹلی کو ان خطوط پر مارا جائے اور کہا جائے کہ ایسے ایسے واقع ہوگا۔ یہ کہنات کی ایک قسم ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خط سے مراد وہ معروف علم ہے کئی لوگوں کی اس سلسلہ میں بہت سی تصانیف ہیں۔ یہ اب تک مروج ہے اس میں ان کی کئی بناوٹیں اصطلاحات اور اسماء اور بہت اعمال ہیں جن سے اندورنی بات کو نکالتے ہیں اور بہت سی ان میں درست نکلتی ہیں۔ نہایہ: العیافۃ: پرنڈے کو ہٹکانا اور ان کے نانوں اور آوازوں اور گزرنے سے شگون لینا عربوں میں یہ چیز بہت پائی جاتی تھی چنانچہ ان کے اشعار میں کثرت کے ساتھ یہ موجود ہے۔ چنانچہ عاف، عیاف، عیفاً اس وقت کہتے ہیں جب ڈانٹا جانچا اور گمان کیا جائے۔ بنواسد قبیلہ کے لوگ عیاف کا ذکر کر کے اس کی تعریف کرتے۔ ابوداؤد کا قول العیافۃ اس کا ذکر حدیث خامس (۵) میں آئے گا اور خط کی اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عیافہ سے الگ چیز ہے۔ کذا فی النہایہ الطیرۃ: کسی چیز سے شگون لینا۔ یہ تطیر کا مصدر ہے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ پرنڈے سے شگون لینے کا نام نہیں بلکہ ہر چیز سے شگون لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کذا فی النہایہ۔ الطریق: کنکری پھکنے کی ایک قسم ہے جو جورتوں میں مروج ہے۔ بعض نے کہا یہ رمل کا خط ہے عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ الجبت: ان مذکورہ چیزوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح ہر باطل پر بھی بولا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) یہ تینوں امور اپنے معنی کے لحاظ سے باطل ہیں اور کہنات کی قسم میں سے ہیں جس کے اہل جاہلیت عادی تھے۔ اسلام نے آ کر اس کی نفی کی اور ان کو ناجائز و باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ کسی نفع کے حاصل ہونے یا نقصان کو دور کرنے میں ان چیزوں کا قطعاً کوئی

دخول نہیں اور یہ بات ثابت کر دی کہ ان کی عادت ڈالنا یا ان کی تصدیق کرنا شرک و گمراہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں ظن تخمین کے ساتھ ساتھ افتراء اور ادعاء غیب ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس قسم کی چیزوں کے عادی ہیں اور ان کی تصدیق کرتے اور اس کی بنیاد پر تصرف کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان چیزوں سے ہٹ کر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اور ہدی نبوت کی اتباع کرنی چاہئے۔ اسی میں اطمینان سلامتی توکل اور رضا الہی ہے

۱۶۷۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَقْبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ أَقْبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ

۱۶۷۳: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب، باب فی النجوم۔

الذخائر: اقبیس: حاصل کرنا۔ علم اس النجوم: اس پر متحرک کرنے والے امور جان لے اور حوادث کے چلانے کا جن میں تذکرہ ہو۔ شعبہ حصہ عادت۔ السحر: مفقوح میں ہے کہ عرف شرع بردہ چیز جس کے اسباب مخفی ہوں اور حقیقت کے خلاف ان کو تخیل میں پیش کیا جائے اور دھوکے اور طمع سازی کی طرح ہو جائے۔ دوسروں نے کہا سحر باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ زاد ما زاد: جتنا علم نجوم زیادہ حاصل کیا اتنا سحر میں اضافہ کیا۔

ہواشد: نجوم کی اشکال کے مختلف ہونے کے باوجود تمام سے ممانعت ہے اور تخمین کی تصدیق کی ممانعت ہے۔ یہ بتا دیا کہ یہ جادو کی قسم ہے اور ان کہاں سے ہے جو شرک کے ساتھ کر کے جاتے ہیں۔ (۲) علم نجوم سے علم افلاک مراد نہیں ہے علامہ ابن عسلان نے امام خطابی سے نقل کیا کہ علم نجوم جس کی ممانعت ہے وہ ہے جن کا اہل نجوم کائنات کے حوادث مستقبلہ کے متعلق مدعی ہیں کہ زمانہ مستقبل میں واقع ہوں گے۔ مثلاً ہواؤں کے اوقات بارش کا آنا قیمتوں کی تبدیلی وغیرہ (۳) وہ چیزیں جن کے پالینے کے وہ دعوے دارہ ہیں ستاروں کے اپنے اپنے مراکز میں ہونے اور ان کے جمع ہونے اور جدا ہونے کی حالت میں (۴) یہ دعویٰ کہ ستاروں کی سفلیات میں تاثیر ہے اور وہ اسی تاثیر کے ساتھ چلتے ہیں یہ غیب دانی پر بے جا اصرار ہے اور ایسے علم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ باقی وہ علم نجوم ہے جو مشاہدہ سے معلوم ہوا اور وہ خبر جس سے زوال کا علم ہوا اور جہت قبلہ معلوم ہو وہ ممنوع میں داخل نہیں کیونکہ اس کا اول مدار سایہ اور ستارے دوسرے نمبر پر ہیں۔

۱۶۷۴: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رَجُلًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ: "فَلَا تَأْتِيهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رَجُلٌ يَنْطَبِرُونَ؟ قَالَ: "ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ"

۱۶۷۴: حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے پاس مت جاؤ"۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ آدمی بد شکونی، فعال کیلئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔"

فَلَا يَصُدُّهُمْ ۚ قُلْتُ : وَمِنَّا رَجَالٌ يَحْطُونَ ۚ قَالَ : كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَحْطُ فَمَنْ وَافَقَ حَطَّهُ فَذَلِكَ ۚ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ وہی خط ہے۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب الوعظ والاقتصاد ۷۰۱/۳ میں ملاحظہ ہو

اللَّخَائِذُ : یاتون الکھان: ان سے پوشیدہ معاملات دریافت کرتے ہیں۔ ذلک شئی یجدونہ فی صدورہم: یہ ایک خلقی و فطری بات ہے جس کو دور کرنے کے وہ ذمہ دار نہیں۔ فلا یصدہم: یہ بات ان کو ایسے کام سے رکاوٹ نہیں بن سکتی جس کا وہ پختہ ارادہ کر چکے وہ اس کے متقاضی پر عمل نہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

فوائد: (۱) مسلمان پر پہلی مرتبہ میں جو شگون زمین میں پیدا ہوتا ہے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ اس کو دور کرے اور نہ اس کو تسلیم کرے اور نہ اس کے متقاضی پر عمل کرے۔ (۲) خط کی ایک ایک قسم ہے جو حرام نہیں اور وہ وہی ہے جس میں غیب کا دعویٰ نہیں بلکہ معلوم اسباب اور مقدمات کی بنیاد پر کسی بھی معاملے کی معرفت پہچان ہے۔

۱۶۷۵ : وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَيْعِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ ۚ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۵: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاهن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔

(بخاری مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع باب ثمن الکلب و مسلم فی البیوع باب تحريم ثمن الکلب۔

اللَّخَائِذُ : ثمن الکلب: کتے کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا۔ مہر البیعی: زانیہ کی آمدنی اس کو مہر اسلئے کہا کہ اپنے آپ پر قابو دینے کی قیمت ہی تو ہے۔ جیسا کہ مہر (مگر یہ ناجائز طریقے سے قدرت دینے کی وجہ سے حرام ہے)

فوائد: (۱) کتے کی خرید و فروخت حرام ہے اور تمام حالات میں اسکی مثل سے کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۲) کتے کی قیمت کسی عورت کی کمائی کا بن کی آمدنی یہ تمام خبیث آمدنیاں ہیں۔ جن کا کھانا بھی حلال نہیں اور نہ ہی اس کے مالک بنتے ہیں۔ ہر مال حرام اور حرام قیمت کا بن حکم ہے۔ (۳) کتے کی قیمت یا کسی عورت کی آمدنی وغیرہ کسی کو عطیہ کے طور پر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ جس کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہے۔

بَابُ : شُغُونٌ لِنَيْتِ الْبَيْعِ

۲۰۵ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطْيِيرِ

فِيهِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۶۷۶ : وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَبِعْجِينِي الْقَالَ» قَالُوا : وَمَا الْقَالَ؟ قَالَ : «كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

۱۶۷۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔ فعال البتہ مجھے پسند ہے" صحابہ نے فرمایا: فعال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اچھی بات"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب باب انفال و مسلم فی السلام باب الطيرة و الفأل و ما یجوز منہ الشیء۔



**اللَّعْنَاتُ**: لاعدوی: مرض بیمار سے صحیح کی طرف منتقل نہیں ہوتا یا یہ مرض کا سبب نہیں۔ لاطیرہ: پرندے وغیرہ اڑا کر شگون مت لو۔ انفال: کوئی اچھی کلام سن کر اس کو خوشخبری قرار دے۔ مثلاً کوئی بیمار تھا اس نے سنا یا سالم یا معافی اے صحت مند و تندرست۔ پس اس کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ وہ اس کی وجہ سے صحت مند ہوا۔ وما انفال: صحابہ کرام نے اس فال کی حقیقت دریافت کی جو آپ ﷺ کو پسند تھا تا کہ وہ اس میں آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ کلمۃ طیبہ: وہ اچھی کلام جو دل میں اطمینان اور اچھا گمان پیدا کرے۔

**فوائد:** (۱) مریض سے صحت مند کو بیماری لگنے کا اعتقاد رکھنا خواہ بیمار سے میل جول اختیار کرنے کی وجہ سے ہو یہ غلط اعتقاد ہے۔ کسی چیز کا دوسری میں اثر تقدیر الہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ (۲) مرض کو منتقل کرنے کا سبب نہ بننا چاہئے مثلاً صحت مند لوگ بیماروں سے خواہ اختلاط اختیار کریں جبکہ یہ واضح معلوم ہو جائے کہ جراثیم ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ (۳) بدشگونی سے منع کیا گیا اور اچھا گمان کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن سے اسی لئے آپ ﷺ کو یہ پسند تھا (۴) ایسے کلمات بولنے چاہئیں جو نفس میں خوشی اور امید پیدا کریں اور ایسی کلام کی طرف کان لگانے پر آمادہ کیا گیا۔ ایسے کلمات کو ناپسند کیا گیا جو نفس کو برے معلوم ہوں اور بدشگونی پیدا کرنے والے ہوں اور ان کے سننے سے نفرت دلائی گی۔

۱۶۷۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا عَدْوَى وَلَا طَبِيرَةَ - وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فِی الْبَيْتِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ." (بخاری و مسلم)

۱۶۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الطب باب الطیرہ و مسلم فی السلام باب الطیرہ و انفال۔

**اللَّعْنَاتُ**: الشنوم: برائی۔ النشازم: بدشگونی لینا۔

**فوائد:** (۱) مذکورہ کاموں میں کبھی برائی کی توقع کی جاتی ہے۔ جب کوئی آدمی ان میں سے کسی چیز میں بدشگونی کرے تو اس چیز کو چھوڑ کر دوسری اختیار کر لے۔ بعض نے کہا عورت کی نحوست کا مطلب اس کا بچہ جننے کے قابل نہ ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست کا مطلب اس پر جہاد نہ کرنا ہے۔ گھر کی نحوست کا مطلب برا پروسی میسر آتا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ گھر کی نحوست اس کے صحن کا چھوٹا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست اس پر سواری کا ممنوع ہونا اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ پن اور بد اخلاق ہونا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ (۲) عورت جس کو دیکھے اور اس کا دیکھنا تمہیں برا معلوم ہو یا وہ اپنی زبان تمہارے متعلق استعمال کرے۔ (۳) نکما گھوڑا اگر تم اس کو مارو تو وہ تمہیں تھکا دے اور اگر اسی طرح چھوڑے تو سفر میں ساتھیوں کے ساتھ نہ ملائے (۴) وہ گھر جو تنگ اور کم سہولت والا ہو۔ (۵) ان کے علاوہ کسی شے یا زمان و مکان میں نحوست نہیں جن سے بعض لوگ بعض اوقات نحوست مراد لیتے ہیں۔

۱۶۷۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنْطَبِرُ "وَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ." (ابوداؤد)

۱۶۷۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الطب باب فی الطیرہ۔

**فوائد:** (۱) پرندہ اڑا کر شگون لینا مکروہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر چیز میں بدشگونی سے منع فرمایا اور ہر چیز کے متعلق اچھا گمان کرنے کے

طرز عمل اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان میں سب سے بہتر تو فال یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بد فال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۷۹: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ”أَحْسَنُهَا الْفَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِنِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ ، وَلَا يَذْهَبُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ“ حَدِيثٌ صَحِيحٌ ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب باب فی الطیرة۔

اللحائز: لا تردد مسلماً: اس کو کسی چیز سے بدشگونی لینے والا مت بنا خصوصاً ان چیزوں کے متعلق جن میں کوئی نحوست نہیں۔ کہ ان میں نحوست گمان کر کے اپنے پختہ ارادہ کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مایکوہ: جس سے عادتاً لوگ شگون لیتے ہوں۔ بالحسنات: ایسی چیزیں جو نفس کو پسند اور خوش کرنے والی ہوں۔ السیئات: جو نفس کو ناپسند ہوں۔

فوائد: (۱) الطیرة کا لفظ بدشگونی اور اچھے خیال پر بھی بولا جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہئے جس سے شرکا امکان ہو۔ مستحب یہ ہے کہ ایسا خیال آنے پر یہ دعا پڑھنی چاہئے جس سے عادتاً لوگ بدشگونی لیتے ہیں یا ان کے دلوں میں اس کے متعلق کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے۔

بَابُ: حیوان کی تصویر، قالین، پتھر، کپڑے، درہم

بچھونا، دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے

اور

دیوار، چھت، پردے، گپڑی، کپڑے وغیرہ پر

تصاویر بنانا حرام ہے

ان تمام تصاویر کو مٹانے کا

حکم ہے

۱۶۸۰: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو

۳۰۶: بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانَ

فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ

دِرْهَمٍ أَوْ دِينَارٍ أَوْ مَخْدَةِ أَوْ سَادَةِ

وَعَبْرِ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ

الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَسِتْرِ

وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْأَمْرِ

بِإِنْلَافِ الصُّورَةِ

۱۶۸۰: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّورَةَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَا قَالُوا لَهَا“

زندہ کر دئے۔ (بخاری و مسلم)

أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب عذاب المصورین و مسلم فی اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب ولا صورة

**الْحَخَائِذُ:** هذا الصورة: روح والی چیز کی تصاویر۔ احویا ما خلقتم: اس میں روح ڈالو جس کو تم نے تخلیق باری تعالیٰ کے مشابہہ بنایا اور مطالبہ ان کا بجز ظاہر کرنے کے لئے ہوگا۔

**فوائد:** (۱) تصاویر بنانے کی شدید ممانعت اور تاکید سے حرمت ذکر فرمائی۔ قیامت کے دن ایسے مصور کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ابتداء اس میں روح ڈالنے کے مطالبہ سے ہوگی جس پر اس کو کبھی قدرت نہ ہو سکے گی۔ (۲) اگر ضرورہ تعلیمی و سفری دستاویزات کے لئے تصویر بنوائی پڑے یا مرض کی تشخیص کے لئے تو پھر اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس تصویر کو مقصود و منتہی مت سمجھے۔ ضرورت میں منظورات کو مباح کرتی ہیں مگر اپنی حدود سے تجاوز کر کے فخر و مہابات اور نفع مندی کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ فخر و مہابات تو حرام ہے۔

۱۶۸۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرَتْ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلَوْنَ وَجْهَهُ؛ وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَصَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ؛ قَالَتْ: فَقَطَعْنَا فَجَعَلْنَا مِنْهُ إِسَادَةً أَوْ إِسَادَتَيْنِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک طاقے (دیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ، جس پر تصاویر تھیں، ڈھانپا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ”اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو ٹکے بنا لئے۔ (متفق علیہ)

”الْقِرَامُ“ بِكسْرِ الْقَافِ هُوَ: السِّتْرُ  
”وَالسَّهْوَةُ“ بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ:  
الصَّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيلَ هِيَ:  
الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَاظِطِ۔

”الْقِرَامُ“ قاف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔  
”سَهْوَةٌ“ سین مہملہ کے فتح کے ساتھ وہ المناری جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب ما وطنی من التصاویر و مسلم فی اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة۔ الخ

و انظره فی باب الغضب اذا انتهکت حرمت الشرع رقم ۶۵۰/۲

**الْحَخَائِذُ:** تلون و جہہ: آپ کا چہرہ بدل گیا یہ غضب کی علامت تھی۔ یصاہون بخلق اللہ: اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اس کی مخلوقات کی تصاویر بنا کر۔ فقطننا: اس طرح کا ناکہ حرام تصویر زائل ہوگی یا احترام ختم ہو گیا مثلاً سر کاٹ دیا۔

**فوائد:** (۱) تصاویر بنانے کی ممانعت معلوم ہو رہی اگر تعظیم والی صورت ہو تو حرمت اور بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پردے پر لگی ہو یا جو کھٹے میں ہو۔ (۲) حرمت کا حکم تصویر بشکل مجسمہ ہو یا کاغذ وغیرہ پر عام ہے احادیث کا مجموعی مفہوم اسی پر دلالت کرتا ہے اس میں تخصیص کی ضرورت نہیں۔ (۳) لوگوں کی تصاویر لگانے اور اس کی تعظیم کے حرام ہونے کے متعلق خبردار کرنا چاہئے اور خاص کر ان کا قبور پر بنا، قبور پر رکھنا یہ ایسی بدعات میں سے ہے جس کا انکار ضروری ہے۔

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تمام مصور آگ میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنائی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع باب بیع التصاویر بلفظ غیر هذا للفظ و کذلت رواہ فی باب التصاویر من کتاب اللباس مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة... الخ

**اللغات:** بکل صورة: ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔ فاصنع: تصاویر بناؤ۔

**فوائد:** (۱) تصویر کبیرہ گناہ ہے۔ تصاویر بنانے والے کو ای قدر عذاب قیامت کے دن ہوگا جتنی مقدار میں اس نے تصاویر بنائیں۔ (۲) جو آدمی تصویر کو حلال سمجھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کی حرمت پر اکتفا ہے پس وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو اس طرح نہ سمجھتا، وہ عرصہ دراز تک آگ میں رہے گا۔ (۳) ایسی تصاویر اور تشبیہ جو کسی درخت یا پہاڑ یا نہر وغیرہ کی ہو جن میں روح نہیں دو جاتیں۔

۱۶۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ ڈال نہیں سکے گا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب من صور صورة کلف... الخ و مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة... الخ

**اللغات:** کلف: اس کو دلانے اور اس کا بجز ظاہر کرنے کے لئے اس کو تکلیف دی جائے گی۔ و لیس بنافع: وہ اسکی طاقت نہ رکھ سکے گا پس حکم نہ ماننے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

۱۶۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہو گا۔" (بخاری و مسلم)

۱۶۸۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ" - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب عذاب المصورین يوم القيامة و مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة...

**فوائد:** (۱) تصویر سے نفرت دلائی گئی ہے اور مصورین کے عذاب کا ذکر کیا گیا۔

۱۶۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ بِخَلْقِ كَخَلْقِي! فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔“

**تخریج:** رواه البخاری فی اللباس 'باب نقض الصور و المسلم فی اللباس والزينة' باب لا تدخل الملائكة... الخ  
اللحاح: من اظلم: وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ یخلق کخلقہ: اور ایسی چیز بناتا ہے جو میری تخلیق کے مشابہ ہے۔ لیلخلقوا: وہ حقیقی طور پر بنا دیں اور عدم سے وجود دینا ہے۔ ذرہ: سرخ چھوٹی چھوٹی یا وہ چھوٹا جس کے ظاہر میں اجزاء نہ ہو سکیں۔  
**فوائد:** (۱) مصورین کے عمل کی انتہائی برائی ذکر فرمائی کیونکہ یہ تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پر جرأت کے مترادف ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس سے اپنے کو عاجز مانتے ہیں۔ (۲) کسی چیز کی ایجاد سے مخلوق عاجز ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت رکھنے والی ہے خواہ کتنا چھوٹا حیوان کیوں نہ ہو اور یہ غیر متشابہ کا معجزہ ہے کہ باوجود اتنی مخالفتوں اور دشمنیوں کے کوئی بنانے کی جرأت نہ کر سکا۔

۱۶۸۶: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتابیا تصویر ہو۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۶: وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كُتُبٌ وَلَا صُورَةٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی اللباس 'باب التصاوير و المسلم فی اللباس والزينة' باب لا تدخل الملائكة بيتاً... الخ  
اللحاح: الملائكة: رحمت کے فرشتے مراد ہیں عام فرشتے نہیں کیونکہ حفاظتی فرشتے اس سبب سے الگ نہیں ہوتے۔ بیتاً: ہر جگہ۔  
۱۶۸۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپ باہر نکلے تو جبرائیل آپ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا: ”ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتابیا تصویر ہو۔“ (بخاری)

۱۶۸۷: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيْلُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَرَأَتْ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيْلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كُتُبٌ وَلَا صُورَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

”رَأَتْ“: اس نے تاخیر کی۔ یہ لفظ تائے مثلث کے ساتھ ہے۔

”رَأَتْ“ أَبْطَأَ، وَهُوَ بِالْفَاءِ الْمُثَلَّثَةِ۔

**تخریج:** رواه البخاری اللباس 'باب لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة۔  
اللحاح: ان ياتيه: ایک مقررہ وقت میں ان کے پاس آئے۔ اشتد عليه: طویل انتظار کی وجہ سے پریشانی محسوس کی یا نہ آنے کی وجہ سے ان کو جو غم ہوا تھا۔ فخرج: اس جگہ سے نکلے جہاں انتظار کرتے تھے۔ فشكا: تاخیر پر عتاب و ناراضی ظاہر کی۔

۱۶۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نام میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں

۱۶۸۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ

آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لاشی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپ کی چار پائی کے نیچے تھا اس پر آپ نے فرمایا: ”یہ کتا کب داخل ہوا؟“ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیل آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔“ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

السَّلَامِ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصَا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلَهُ، ثُمَّ التَفَّتْ فَإِذَا جَرُورٌ تَحْتَ سَرِيرِهِ - فَقَالَ: ”مَعْنَى دَعْوَى هَذَا الْكَلْبِ؟ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَجَاءَهُ جَبْرِيْلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”وَعَدَتِي فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي“ فَقَالَ: مَعْنَى الْكَلْبِ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ أَنَا لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواه مسلم في اللباس والزينة باب لا تدخل الملائكة بيتاً الخ

الْحَتَائِزُ: ساعة: مقررہ وقت۔ قالت: عائشہ نے کہا۔ رسالہ: قاصد۔ مراد فرشتے ہیں۔ جرو: کتے یا درندے کا بچہ۔ بعض نے کہا ہرچرا کا چھوٹا۔ یہ جرو وچیم کے کدہ فتح و ضمہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ فجلست لك: میں نے آپ کا انتظار کیا۔ فوائد: (۱) تصاویر بنانا ایسا خبیث عمل ہے جس سے فرشتوں کو نفرت ہے اور تصاویر کا کسی مقام پر پایا جانا رحمت سے محرومی کا سبب ہے اور کتے کا بھی یہی حکم ہے (۲) فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر شدت سے انکار کرنا ہے اور اسلئے بھی کہ کتے میں شدید بد بو اور گند کی پائی جاتی ہے۔

۱۶۸۹: حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

۱۶۸۹: وَعَنْ أَبِي التَّيَّاحِ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أَعْلَمُكَ عَلِيٌّ مَا بَعْنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا تَدْعُ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواه مسلم في الحنازير باب الامر بتسوية القبور

الْحَتَائِزُ: حیان بن حصین: یہ ثقہ تابعی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ: یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب خلیفہ رابع ہیں۔ طمستھا: اس کو مٹا کر دوڑ کر دے۔ مشرفا: بلند۔ سويتہ: زمین کے برابر کر دو۔ فوائد: (۱) تصویر ان برائیوں میں سے ہے کہ حکام پر لازم ہے کہ ان سے لوگوں کو روکیں اور ان کو مٹائیں۔ (۲) زمین سے قبروں کو بلند کرنا اور قبور کو تعمیر کرنا یہ بھی ممنوع ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روکیں۔

بَابُ: کتار کھنے کی حرمت مگر شکار

۲۰۶: بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ

## چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

۱۶۹۰: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپائیوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔“

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الذبائح باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد و مسلم فی البيوع باب الامر بقتل الكلاب۔  
**اللِّحْيَانُ:** اقتنى: یہ قتیبہ سے ہے اس کا معنی تجارت کیلئے کسی چیز کا بنانا اور تیار کرنا۔ الماشیہ: اونٹ، بکریاں، گائیں۔ کلب الماشیہ: جو چوپائیوں کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ قیراطان: دو قیراط۔ قیراط کسی چیز کا چوبیسواں جزو۔

۱۶۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا۔“ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے ہو اور نہ چوپائیوں اور زمین کی حفاظت کے لئے تو اس سے اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

## الْأَلْيَدِ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ

۱۶۹۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَيْرَاطًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ: ”قَيْرَاطٌ“۔

۱۶۹۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَيْرَاطًا إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ”مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قَيْرَاطًا كُلَّ يَوْمٍ“۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی المزارعة باب اقتناء الكلب للحراثت و مسلم فی البيوع باب الامر بقتل الكلاب۔ الخ  
**اللِّحْيَانُ:** امسك: پالا۔ ولا ارض: زمین کی حفاظت کے لئے نہ ہو خواہ گھر ہو یا کھیتی۔

**فوائد:** (۱) بلا ضرورت کتا پالنے کو حرام قرار دیا گیا اور شکار، مویشیوں کی حفاظت، کھیتوں کی گرائی، گھروں کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ (۲) بلا ضرورت کتے پالنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے علماء نے اس ثواب کی کمی کا سبب ذکر فرمایا کہ کتے جو حفاظت کرتے ہیں اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات عبادت میں ایسا نقص واقع ہو جاتا ہے جو اس کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ثواب میں کمی کی وجہ سے مہمان کو بھولنا اور سائل پر غرانا ہے۔ (۳) ایک قیراط اور دو قیراط والی روایات میں مطابقت اس طرح ظاہر کی کہ اس کو رکھنے کی وجہ سے گندگی کم ہوگی تو ایک قیراط ثواب کم ہوگا اور زیادہ ہوگی تو دو قیراط کم ہوگا یا شہروں والوں کا ثواب دو قیراط کم ہوتا ہے اور دیہات والوں کا ایک قیراط کیونکہ ان کو ضرورت کسی حد تک زیادہ ہے۔ بعض نے دیگر وجوہ بھی بیان فرمائی ہیں۔

بَابُ: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی

باندھنا مکروہ ہے

اور

۳۰۷: بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ الْجَرَسِ

فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ

وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ

## وَالْحَرَسِ فِي السَّفَرِ

سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے

۱۶۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَابِغَةَ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرہتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔“

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی اللباس والزینة، باب کراهیة الکلب والجرس فی السفر وهو فی ابی داؤد باب تعلیق الاجراس۔  
اللَّحَائِشُ: لا تصحب: حفظ کے علاوہ فرشتے جو رحمت استغفار حفظ کے ہیں وہ ساتھ نہیں چلتے۔ رفقة: سفر کے ساتھی۔ فیہا کلب: وہ کتا جس کی شرعاً اجازت نہ ہو۔ جرس: وہ گھنٹی جو جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہے تاکہ ان کی حرکت کرنے سے آواز پیدا ہو یہ جرس سے لیا گیا جس کا معنی تخی کلام ہے۔

۱۶۹۳: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: «الْحَرَسُ مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

۱۶۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھنٹی شیطان کا باج ہے۔“ (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجهاد باب تعلیق الاجراس وهو فی مسلم فی کتاب اللباس والزینة، باب کراهیة الکلب والجرس فی السفر۔

اللَّحَائِشُ: مزامیر: جمع مزمار، آلہ غناء خواہ گانا بانسری وغیرہ سے ہو۔  
فَوَائِدُ: (۱) کتوں کو پالنے اور ساتھ رکھنے کی ممانعت ہے اور گھنٹیاں یا ان کی مثل آواز والی چیزیں جانوروں کے گلے میں لٹکانے کو مکروہ ناپسند قرار دیا گیا تاکہ ملائکہ کے ساتھ چلنے کی برکت سے محروم نہ ہو۔ خاص کر سفر کے جانوروں پر لٹکانا زیادہ باعث کراہت ہے کیونکہ مسافر کو فرشتوں کی معیت اور برکت و حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کراہت کا سبب ملائکہ کی نفرت ہے اور یہ گانے کا آلہ ہے جس کی طرف شیطان کو انس و رغبت ہے اور اس سے وہ لوگوں کو غفلت میں ڈالتا ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملائکہ کی دوستی پر حریص ہوں اور جس سے ملائکہ کو نفرت و دوری ہو اس سے دور رہے۔

بَابُ: گندگی کھانے والے اونٹ یا

اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس

اگر وہ پاک چارہ کھانے لگے تو اس کا

گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سواری ہونے

۲۰۸: بَابُ كَرَاهِيَةِ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ

وَهِيَ الْبُعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ

الْعُدْرَةَ، فَإِنْ أَكَلَتْ عَلْفًا طَاهِرًا

فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكِرَاهَةُ

۱۶۹۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي



الإِبِلِ أَنْ يُرَكَّبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - (ابوداؤد) سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔ صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب رکوب الحلالہ۔

فوائد: (۱) گندگی کھانے والے اونٹ پر سواری کو مکروہ قرار دیا گیا۔ بقول نووی رحمۃ اللہ علیہ کہ اہت اس مراد ہوگی جبکہ گندگی کی عادت پڑ جائے اور گندگی کی بدبو اس کے گوشت پر غالب ہو جائے۔ عذرہ انسان کی گندگی کو کہتے ہیں۔ (۲) اسلام طہارت و نظافت کا کتنا خواہاں گندگی سے کس قدر نفرت کرنے والا اور نفوس انسانی جن نجاسات کو برا سمجھنے والے ہیں اس سے دور رہنے والا۔

بَابُ ۳۰۹: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور

اس کو دُور کرنے کا حکم جب وہ مسجد

میں پایا جائے گندگیوں سے

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

۱۶۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنے سے منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دُفن کرنا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالحسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دُفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دُفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

۳۰۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ

فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا

وُجِدَ فِيهِ، وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِهِ الْمَسْجِدَ

عَنِ الْأَقْدَارِ

۱۶۹۵: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تَرَابًا أَوْ رَمْلًا وَتَحْوَةً فَيُورِيهَا تَحْتَ تَرَابِهِ۔

قَالَ أَبُو الْمُحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْحَجْرِ: وَقِيلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مَبْلَطًا أَوْ مُجْتَمِعًا فَذَلِكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَائِبِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يُمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِغُرْبَةٍ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مَبْلَطًا أَوْ مُجْتَمِعًا فَذَلِكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَائِبِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يُمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِغُرْبَةٍ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مَبْلَطًا أَوْ مُجْتَمِعًا فَذَلِكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَائِبِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يُمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِغُرْبَةٍ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مَبْلَطًا أَوْ مُجْتَمِعًا فَذَلِكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَائِبِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يُمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِغُرْبَةٍ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصلاة باب كفارة البزاق فی المسجد و مسلم فی كتاب المساجد باب النهی البصاق فی المسجد۔

الذَّبَائِحُ: البصاق تھوک جس کا معنی بزاق کا بھی ہے۔ انسان کے منہ سے خارج ہونے والا لعاب۔ یو ادیہا: یہ موادات سے ہے۔

اس کا معنی غائب کرنا ہے۔ علامہ ابو المحاسن رویانی: ان کا نام عبدالواحد بن اسماعیل بن احد ہے یہ مذہب شافعی کے ثقہ ائمہ میں سے ہیں۔ ان کی ولادت ۴۱۵ھ میں اور وفات طبرستان میں ۶۳۰ھ محرم میں شہادت سے ہوئی۔ رویانی یہ رویان کی طرف نسبت ہے۔ طبرستان کے اطراف کا ایک شہر ہے۔ مداسہ: جو تا وغیرہ

۱۶۹۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُحَاطًا أَوْ بُرْاقًا أَوْ نَعَامَةً فَحَكَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں ریشہ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب حلت البراق بالید و مسلم فی کتاب المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد۔

اللَّعْنَاتُ: النعامة: تاک سے نکلنے والی ریشہ یا بلغم جو سینے سے نکلے۔ او کا لفظ شک یک لئے لایا کہ جس کو کرید ا گیا وہ تھوک تھا یا بلغم یا ریشہ۔ فحکمہ: اس کو رگڑ کر دور کر دیا۔ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شک ہو چکا تھا۔

۱۶۹۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِنِسَاءٍ مِنْ هَذَا الْبُؤْلِ وَلَا الْقَلْبَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطهارة باب وجوب غسل البول وغیره من النجاسات اذا حصلت فی المسجد۔  
اللَّعْنَاتُ: لا تصلح: لائق و مناسب نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ ان کو مسجد میں نہ کیا جائے۔ من هذا البول: یہ پیشاب جیسا کہ اس دیہائی نے مسجد میں کر دیا۔ وہی حدیث کا مخاطب ہے۔ انما ہی لذكر الله: یہ اس کے لئے بنائی گئی ہیں یہ انہی کاموں کے لائق ہے جو ان کے مناسب ہیں۔ او کما قال: یہ لفظ اس لئے لائے تاکہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ ک نسبت نہ ہو جائے۔ ممکن ہے کہ آپ نے یہ لفظ نہ فرمائے ہوں۔

ہوائند: (۱) تھوک وغیرہ گندی چیزیں مسجد میں ڈالنا حرام ہے اور اگر وہ آلودگی گندی ہو تو حرمت اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ جو آدمی مسجد میں گندی ڈالے گا وہ گنہگار ہوگا اور اس کا گناہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک گندی باقی رہے گی مناسب یہ ہے کہ اسکے دور کرنے کی جلد کوشش کرے اور اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے۔ (۲) مسلمان پر لازم ہے کہ جو گندی چیز مسجد میں دیکھے اسکو فوراً زائل کرے۔ اگر وہ گندی چیز نجاست ہے تو اسکا ازالہ فرض ہے۔ اگر دوسری ہے تو بہتر اور مناسب ہے (۳) مساجد کی نظافت کی طرف خوب توجہ دینی چاہئے اور مساجد کو ذکر اللہ قرآن اور صلوات، حصول احکام دین، تعلیم عام نافع وغیرہ عبادات سے آباد کرنا چاہئے۔

بَابُ: مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا

۳۱۰: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُومَةِ

مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا

فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ

خرید و فروخت اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات

بھی مکروہ ہیں

۱۶۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے نہیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ لوٹائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنی۔"

(مسلم)

وَنَشِدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ

وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

۱۶۹۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسْجِدَ لَمْ يَنْ يَهْدَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب النهی عن نشہ الضالۃ فی المسجد۔

**اللَّعْنَاتُ:** ینشد ضالۃ: گم شدہ کو تلاش کرے اور اس کے متعلق پوچھے۔ الضالۃ: ضائع ہونے والی ہر چیز مال، حیوان وغیرہ۔ عرب کے ہاں صل الشنی اس وقت بولتے ہیں جب کوئی چیز ضائع ہو جائے۔

۱۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

۱۶۹۹: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبِحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البیوع، باب عن البیع فی المسجد۔

**اللَّعْنَاتُ:** ینباع: خرید رہا ہے۔

۱۷۰۰: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں۔" (مسلم)

۱۷۰۰: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا وَجَدْتُ، إِنَّمَا بَنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بَنِيَتْ لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالۃ فی المسجد۔

**اللَّعْنَاتُ:** دعا الی: بتلائے خبر دے، لما بنیت له: جس چیز کے لئے یہ بنائی گئی ہیں مثلاً ذکر، تعلیم، علم قرآن۔

۱۷۰۱: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا

۱۷۰۱: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تَنْشُدَ

فِيهِ ضَالَّةٌ أَوْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ،  
وَالْتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .  
کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر  
پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب التحلق بوم الجمعة قبل انضلاء والترمذی فی ابواب الصلاة، باب ما  
جاء فی کراہیۃ البیع والشراء وانشاد الضالۃ والشعر فی المسجد۔

اللُّغَاتُ: ان ینشد فیہ شعر: اس میں ایسا شعر کہا جائے جو علوم شرعیہ اسلامیہ سے متعلق نہ ہو۔

فوائد: (۱) میں دنیاوی امور کی ممانعت کی گئی مثلاً خرید و فروخت، گمشدہ چیز کی تلاش، شعر و شاعری ان چیزوں کی ممانعت کراہت کی حد  
تک رہے گی اگر ان سے نمازی کو تشویش، قاری قرآن یا مدرس علم و ذکر و عباد کو خلل نہ پڑتا ہو اور اگر ان کو خلل واقع ہو تو پھر نبی کریم کے لے  
ہے۔ (۲) مطلوب کے حاصل ہونے کی بجائے ان افعال کے کرنے والے کو بد عادی گنی اور ایسا کرنا ہر اس آدمی کو مستحب ہے جو ایسا فعل  
کرتا دیکھے یا سنے یا جانے۔ (۳) مساجد آخرت کے بازار ہیں۔ دنیا کے بازار نہیں۔ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان کو ہر ایسی چیز  
سے پاک رکھا جائے جس کا آخرت سے تعلق نہ ہو۔ (۴) مسلمانوں کی مصلحتوں کے متعلق مساجد میں گفتگو ممنوع نہیں اور ایسے معاملات  
جو مسلمانوں کے دینی اور اجتماعی فائدے سے متعلق ہوں۔

۱۷۰۲ : وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ الصَّخَابِيِّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ  
فَحَصَّبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ فَقَالَ : "إِذْهَبْ فَإِنِّي يَهْدِيكَ"  
فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ : مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَ : مِنْ  
أَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ  
لَأَوْجَعْتُكُمْمَا تَرَفَعَانِ أَصْوَاتَكُمْمَا فِي مَسْجِدِ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .  
۱۷۰۲: حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد  
میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر  
بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں  
کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم  
کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں  
اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا  
دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔  
(بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب فروع الصوت فی المساجد۔

اللُّغَاتُ: فحصبني: میری طرف کنکری پھینکی۔ الطائف: مکہ مکرمہ سے تین مراحل پر واقع ایک بڑا شہر ہے۔ فی مسجد رسول  
اللہ ﷺ: خصوصی تذکرہ مسجد نبوی کا زائد فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ حکما تمام مساجد اس میں شامل ہیں۔

فوائد: (۱) مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے خواہ ذکر کی ہو یا قرآءت قرآن کی۔ اگر اس سے نمازیوں کو تشویش پیدا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر  
اس سے جھگڑا پیدا ہو تو کراہت و حرمت مزید شدید ہو جائے گی۔ (۲) مسجد میں کسی کو مستحب کرنے کے لئے اشارہ کرنا چاہئے یا کوئی کنکری  
وغیرہ پھینکے تاکہ مسجد میں اس کی آواز بلند نہ ہو۔ (۳) مسجد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ اسلام کے عظیم  
مقاصد میں سے ہے۔ اسی میں اس آدمی کو روکنا بھی شامل ہے جو آداب مسجد کی خلاف ورزی کرے۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت  
کرے اس کو بدنی سزا دینا جائز ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے گھر اس کی عبادت و طاعت کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی نگہبانی  
ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فِي بَيْوتِ اذْنِ اللّٰهِ اَنْ تَرْفَعُوْا فِيْهَا اَسْمَآءَ سِمْوَٰتٍ لّٰهُ بِهَا يَدْعُوْنَ ۗ اَلَا يَرٰوْنَ اَنْ يَّحْمِلُوْا  
گھروں میں ملتی ہے جن کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ان میں صبح و شام ایسے لوگ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو کوئی تجارت اور خرید

فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کر سکتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے اور اپنے فضل سے اضافہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (النور)

بَابُ الْبُهْسَنِ بِبُيَازٍ گندنا (لبسن نماز کاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو، اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد

میں داخل ہونا ممنوع ہے

مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

۱۷۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص یہ درخت یعنی لبسن کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے“۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مساجدنا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب صفة الصلاة باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً او بصلاً۔

اللُّغَاتُ: یعنی الثوم: یہ جملہ حدیث میں داخل کیا گیا ہے۔ الثوم: لبسن بدبو دار پودا۔

۱۷۰۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبُنَا، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم نے فرمایا: ”جس نے اس درخت (لبسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الصلاة باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی المساجد باب نہی من اکل ثوماً و بصلاً۔

اللُّغَاتُ: هذا الشجرة: لبسن قریب کی وجہ سے معلوم ہو جانے کی بناء پر نام نہیں لیا گیا۔

۱۷۰۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”مَنْ أَكَلَ ثُومًا، أَوْ بَصَلًا، فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لبسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو پیاز، لبسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذا پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذا پہنچتی ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ”مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاتِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنَادَى مِمَّا يَنَادَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ“۔

**تخریج:** رواه البخاری فی ابواب صفة الصلاة، باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً و ابصلاً۔

**اللَّحْنَانِ:** ابصلاً: پیاز او کالفظ تنولیع یعنی اقسام کو بیان کرنے کیلئے ہے اس لئے ہر بدبودار چیز کو اس پر قیاس کریں گے اسی کی مثل مولیٰ ہے کیونکہ اس کے کھانے سے بدبودار ڈکار آتے ہیں۔ الکراث: گندنا، جنگلی پیاز۔

۱۷۰۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ اللَّهَ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: الْبُصْلُ وَالثُّومُ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلَيْمَهُمَا طَبَعًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔ تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپ محسوس فرماتے تو آپ حکم دیتے کہ اس کو بیچ کی طرف نکلوا دیا جائے۔ پس جوان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوماً و ابصلاً۔

**اللَّحْنَانِ:** لا اراہما: میں ان کو نہیں جانتا۔ خبیثتین: ضبیث کالفظ حرام پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ زنا اور رذی اور بدذائقہ چیز پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً لہسن، پیاز اور ان موذی جانوروں کو بھی عرب لوگ خبیثت کہتے تھے مثلاً ساپ، بچھو وغیرہ۔ البقیع: مدینہ شریف کا قبرستان۔ فلیمتھا: اس کی بدبو زائل کرتے۔

**فوائد:** (۱) جو آدمی مسجد میں جانا چاہتا ہو۔ اس کو لہسن، پیاز اور ہر بدبودار چیز کا استعمال ممنوع ہے اور نبی کریمؐ کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر اس طرح پکا کر کھایا جائے کہ بدبو ختم ہو جائے تو کراہت نہ رہے گی۔ (۲) مؤمن عمدہ خوشبو والا ہونا چاہئے اور خاص کر جبکہ اجتماعات میں حاضر ہو یا عبادات کے مقامات میں ہوتا کہ لوگ اس سے گھن نہ کھائیں اور اس کے قریب بیٹھنے کو ناپسند نہ کریں۔ (۳) مساجد کی صفائی کا خاص خیال کرنا چاہئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے اچھے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں اور کام کاج کے کپڑے بھی جن سے بدبو نکلتی ہے۔ ان کو اتار دینا چاہئے۔ لہسن پیاز پر دھوئیں کو بھی قیاس کیا جائے گا کیونکہ تمباکو وغیرہ کا دھواں جو ہمیشہ استعمال کرے اس کے منہ کی بدبو لوگوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ (۴) اسلام نے الفت برہانے والی چیزوں کی ترغیب دی اور دوری پیدا کرنے والی چیزوں سے نفرت کا اظہار کیا اور ان کی حوصلہ شکنی کی۔ (۵) حکام کا فرض ہے کہ مساجد کی نگہبانی کریں اور ان کی صفائی کا خیال رکھیں اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں۔

**بَابُ:** جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے

کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی

اور خطبہ سننے

۳۳: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِحْتِبَاءِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ

يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَقُوتُ اسْتِمَاعُ

سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا  
 ۱۷۰۷: عَنْ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ  
 الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الاحتبار و الامام یخطب و الترمذی فی ابواب الصلاة، باب ماجاء فی  
 کراہیۃ الاحتیاء و الامام یخطب۔

اللَّحَائِثُ: الحبوۃ: یہ اسم مصدر ہے احتیاء سے۔ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا اور پشت اور گھٹنوں کو ہاتھ یا کسی پٹکے سے  
 باندھنا۔

فوائد: (۱) خطبہ کے دوران گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع کیا کیونکہ اس سے نیند غالب آ کر خطبہ سے محرومی ہو جائے گی حالانکہ  
 خطبہ واجب ہے اور بعض اوقات وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے جو کہ نماز کے لئے شرط ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی حالت  
 میں ہو کہ خطبہ کے وقت میں جاگ کر جمعہ کا مقصد حاصل کر لے اور مسجد سے فائدہ پا کر جانے والا بنے۔

بَابُ: جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو

۳۱۲: بَابُ نَهَى مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ

اور

عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ

عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن

يُضَحِّيَ عَنْ أَخِي شَيْءٍ مِّنْ شَعْرِهِ

نہ کٹوانے چاہئیں

أَوْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ

۱۷۰۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ  
 رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور  
 ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی  
 کرے۔“ (مسلم)

۱۷۰۸: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ كَانَ لَهُ ذَبْحٌ  
 يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهَلَ هَالَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا  
 يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى  
 يُضَحِّيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ ام سلمہ فی کتاب الاضنامی، باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ۔

اللَّحَائِثُ: ذبیحہ جو پایوں سے۔ ملا یا خزن: وہ نہ کٹوائے۔

فوائد: (۱) جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو تو عشرہ ذی الحجہ داخل ہونے کے بعد وہ اپنے بال و ناخن نہ کٹوائے۔ کٹوانے میں کراہت ہے۔  
 اس میں تو حکمت یہ ہے کہ مغفرت کے تمام اجزاء کو شامل کرے۔ جب وہ قربانی کرے جیسا کہ حج کی قربانی ہوتی ہے جب بال و ناخن  
 کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے بیماری یا زخم تو کراہت زائل ہو جائے گی۔

۳۱۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ

بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكُعْبَةِ

وَالْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْآبَاءِ

وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّأْسِ وَنِعْمَةٍ

السُّلْطَانِ وَتَرْبِيَةِ فُلَانٍ وَالْأَمَانَةِ

وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْيًا

۱۷۰۹: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَبْهَأُكُمْ أَوْ

تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلْيَحْلِفْ

بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رَوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: "فَمَنْ كَانَ

خَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللَّهِ" أَوْ لِيَسْكُتْ."

بَابُ: مخلوقات کی قسم

جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ آسمان

باپ، دادا، زندگی، روح

سر، بادشاہ، کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی

یا قبر، امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبر کی تو ممانعت

سب سے بڑھ کر ہے

۱۷۰۹: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنے باپوں کی قسم

اٹھاؤ جس کو بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش

رہے۔ (بخاری و مسلم)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جو شخص قسم اٹھانا

چاہتا ہو وہ نہ قسم اٹھائے مگر اللہ ہی کی یا خاموش رہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان باب لا تدخلوا باہالیکم و فی الشهادات وغیرہا و مسلم فی الایمان باب النهی من

الحلف بغير الله تعالى و الروایة الثانیة عند مسلم فی الایمان و المنذر.

اللِّغْطَانِ: من حلفوا بغير حلف سے ہے اور قسم کو کہتے ہیں۔ لیصمت: وہ خاموش رہے اور دوسری روایت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔

قواعد: (۱) قسم فقط اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی ہو سکتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی مثلاً قدرت، علم وغیرہ۔ (۲) تمام مخلوق

کی قسم حرام ہے قسم خاص قسم کی تعظیم ہے اور وہ خاص تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

۱۷۱۰: حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بتوں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ

اپنے باپوں کی"۔ (مسلم)

الطَّوَاعِي: جمع طَاعِيَةٌ: ہمت اور اسی کے بارے میں حدیث

ہے۔ ہذہ طَاعِيَةٌ دُوَسٍ کہ یہ دوس کا بت اور معبود ہے۔

مسلم کے علاوہ روایت میں طواعیت کا لفظ ہے جس کا واحد

طاعوت ہے اس کا معنی شیطان اور بت ہے۔

۱۷۱۰: وَعَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوا

بِالطَّوَاعِي وَلَا بِآبَائِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الطَّوَاعِي" جَمْعُ طَاعِيَةٍ، وَهِيَ

الْأَصْنَامُ - وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: "هَذِهِ طَاعِيَةٌ

دُوَسٍ" أَيْ صَمْتُهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ - وَرَوَى

فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ - "بِالطَّوَاعِيَّتِ" جَمْعُ

طَاعُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب من حلف باللات و العزی



**اللَّعْنَاتُ:** الطواغی: صاحب نہایہ فرماتے ہیں کہ طواغی سے مراد کفر و سرکشی میں بہت بڑھے ہوئے وہ سردرانِ شرک و کفر ہیں۔ الطواغوت: ہر باطل کو کہا جاتا ہے۔

**فوائد:** (۱) باپ دادا سردار اصنام اور جان کے مشابہہ باطل چیزیں ہیں ان کی قسم اتر تعظیم کی نیت سے ہو تو حرام و کفر ہے خاص طور پر جن کو مقدس قرار دے کر ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

۱۷۱۱: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۷۱۱: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الایمان و النذور باب کراهیة الحلف بالامانة۔

**اللَّعْنَاتُ:** الامانة: علامہ ابن عسلمان فرماتے ہیں اس سے مراد فرائض اسلام نماز حج وغیرہ ہیں۔ فلیس مننا: وہ ہمارے طریقے کا پیروکار نہیں۔

**فوائد:** (۱) امانت کی قسم اٹھانا حرام ہے علامہ ابن عسلمان فرماتے ہیں کہ امام سیوطی نے امام خطابی سے نقل کیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اللہ تعالیٰ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اس کی صفات سے امانت ان صفات میں سے نہیں بلکہ یہ اس کے احکام میں سے ایک حکم ہے اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس لئے اس سے روکا گیا کہ اس کا حلف اس کو اسماء باری تعالیٰ کے برابر نہ ظاہر کرے۔ (۲) امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی و امانت اللہ کہ اللہ کی امانت کی قسم تو یہ قسم بن جائے گی اور توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ نہ یہ قسم بنے گی اور نہ کفارہ ہوگا۔

۱۷۱۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: "إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ" فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۱۷۱۲: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سالم نہیں لوٹے گا"۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الایمان و النذور ماجاء فی التحلف بالبرائة۔

**اللَّعْنَاتُ:** فقال انی بریء من الاسلام: اگر بات اس طرح نہ ہو یا اگر میں ایسا نہ کروں تو میں اسلام سے بری۔ فهو کما قال: وہ اسلام سے بیزار ہو چکا کیونکہ اس نے قصد ایسا کہا۔ سالیماً: اسلام میں خلل کی وجہ سے۔

**فوائد:** (۱) ان الفاظ اور اسی طرح کے الفاظ سے قسم اٹھانا ممنوع ہے مثلاً اس طرح کہے اگر وہ ایسا کرے تو وہ کافر ہے۔ وہ فلاں دین میں ہے اگر اس طرح ہو۔ علماء نے فرمایا اگر اس نے یہ قسم اٹھائی اور کفر کا پختہ ارادہ کیا تو جس چیز سے اس نے معلق کیا اگر وہ پیش آگئی تو وہ فی الحال کافر ہے اور اگر اس نے قسم اٹھائی ہوئی چیز سے ہمیشہ کیلئے باز رہنا مقصود ہے اور کوئی مقصد نہیں کافر نہ ہوا۔ لیکن یہ لفظ بہت برا ہے اس سے استغفار کرنا ضروری ہے۔ اسلام غلغل پہنچ جانے کے سبب سے اصلاح کے لئے شہادتین کا اقرار مستحب ہے۔ (۲) امام شافعی نے فرمایا یہ قسم نہیں اور نہ اس پر کفارہ ہے البتہ کہنے والا گنہگار ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا کیونکہ یہ کفر ہے اس لئے تجدید اسلام ضروری ہے۔

۱۷۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ جب کی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اٹھاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ (سخت تشبیہ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک فرمایا۔

۱۷۱۳: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا وَالْكُفْبَةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَسَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ "كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِيظِ، كَمَا رَوَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الرِّيَاءُ شِرْكٌ"۔

تخریج: رواه الترمذی فی الایمان و النذور، باب ماجاء فی کراهیة الحلف بغير الله۔

اللُّغَاتُ: کما روى..... الخ۔ کد ریاء گناہ ہے مگر ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن نفرت دلانے کے لئے شرک سے تعبیر کیا گیا۔

فوائد: (۱) غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم ممنوع ہے۔ اس نبی میں جہاں حدیث میں مذکورہ چیزیں داخل ہیں وہاں شرف اولاد و رحمت والد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جس طرح کے مقدس مقامات اور مقدس ہستیاں انبیاء اور صالحین شامل ہیں۔ (۲) جس نے غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم اٹھائی اور اعتقاد و ارادہ مخلوق تعظیم کا کیا جس طرح کے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے تو اس نے کفر کیا۔ ظاہر حدیث کا یہی محل ہے۔

بَابُ: جھوٹی قسم جان بوجھ کر

کھانے کی شدید ممانعت

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے۔“ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا...﴾ ”بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں.....“ (آل عمران)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی المآفة باب الخصومة فی البئر وكذلك فی الایمان و مسلم فی الایمان، باب و عید من

اقتطع حق مسلم

اللُّغَاتُ: بغير حقه: ناحق قسم اٹھائی تاکہ اس سے مسلمان کا مال حاصل کرے۔ غضبان: انتقام لینا۔ مصداقه: جس پر وہ صادق آئے۔

۳۱۵: بَابُ تَغْلِيظِ اليمين

الكَاذِبَةِ عَمْدًا

۱۷۱۴: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ بِمُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ" قَالَ: "كَمْ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ، وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا" إِلَى آخِرِ الْآيَةِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی المآفة باب الخصومة فی البئر وكذلك فی الایمان و مسلم فی الایمان، باب و عید من

اقتطع حق مسلم

اللُّغَاتُ: بغير حقه: ناحق قسم اٹھائی تاکہ اس سے مسلمان کا مال حاصل کرے۔ غضبان: انتقام لینا۔ مصداقه: جس پر وہ صادق آئے۔

۱۷۱۵: حضرت ابو امامہ آیاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا۔“ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خواہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔“ (مسلم)

۱۷۱۵: وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ إِيَّاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِمِثْمِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ”وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَاكٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان باب وعید من اقتطع مسلم بیمنہ۔

اللُّغَاتُ: اقتطع: لیا۔ مسلم: مسلمان اور اس کا حلیف۔ بیمنہ: جھوٹی قسم جس کو وہ خود جھوٹا سمجھتا ہے۔ قضیہ: ہنسی۔ اراک: پیلو کا درخت۔

۱۷۱۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا۔“ (بخاری)

۱۷۱۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”الْكِبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْعَمُوسُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔“ اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپ نے جواب دیا: ”جھوٹی قسم۔“ اس نے سوال کیا: جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے۔“ (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكِبَائِرُ؟ قَالَ: ”الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ“ قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”الْيَمِينُ الْعَمُوسُ؟“ قَالَ: وَمَا الْيَمِينُ الْعَمُوسُ؟ قَالَ: ”الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ“ يَعْنِي بِيَمِينٍ هُوَ لَيْفَهَا كَاذِبٌ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان و النذور باب الیمن الغموس وفی غیرہ من الکتاب۔

اللُّغَاتُ: الیمن الغموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اس کا نام اس لئے ہے کیونکہ اس کا کرنے والا گناہ میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ قلت: اس کے کہنے والے عبداللہ بن عمر ہیں۔ الذی یقتطع: وہ قسم جو قطع کرے۔

فوائد: جان بوجھ کر جھوٹی قسم حرام ہے اور اس سے بچنا چاہئے خاص کر جب کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کے لئے ہو یا صاحب حقوق تلف کرنے کے لئے ہو۔ (۲) جھوٹی قسم ان کبیرہ گناہوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں اور یہ شرک باللہ، قتل نفس اور والدین کی نافرمانی وغیرہ گناہ کی صف میں ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک ظلم، باطل اور حقوق کا ضیاع ہے (۳) یمین غموس پر کفارہ کے سلسلہ میں شوافع کفارہ کو لازم کرتے ہیں جبکہ احناف کسی قسم کے کفارہ کے قائل نہیں البتہ جھوٹ ہونے کی وجہ سے تو یہ اور حق والوں کو ان کے حقوق لوٹانے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

بَابُ: جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے

اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے

یہی مستحب ہے

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پائو تو اس کو کر لو جو کہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان، باب قول اللہ ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّفَوِّ﴾ و مسلم فی کتاب الایمان باب مذنب من حلف یمیناً فرأى الخ وانظره فی باب النهی عن طلب الامارة رقم ۶۷۴/۱

اللَّعْنَاتِ: واذا خلقت علی یمین: واذا خلقت علی یمین: واو کے ساتھ ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ باقی حدیث کا جزء ہے۔ والحلف قسم یہ لفظ تاکید کے لئے لایا ابن مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا یمین مقسم بہ اور مقسم علیہ کے مجموعہ کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد مقسم علیہ ہے گویا کل بول کر جزء مراد لیا گیا۔ غیرہا: قسم کو پورا کرنے کی بجائے دوسرا فعل اور یہی مقسم علیہ ہے۔ فات: تم کرو۔ کفارہ ادا کرو وغریب وضاحت آئے گی۔ لغة: کفر اللہ کا معنی گناہ کا مٹانا ہے۔ اس کو کفارہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ قسم ٹوٹنے والے گناہ کا یہ مٹانے والا بن گیا۔ حنث بالیمین: کا معنی قسم توڑنا۔

۱۷۱۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو۔“ (مسلم)

۱۷۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكْفِرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب قوله تعالى: ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّفَوِّ﴾

۱۷۱۹: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پالوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۷۱۹: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَآتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب قول اللہ: ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّفَوِّ﴾ و مسلم فی کتاب الایمان

باب قوله تعالى: ﴿لَا يُوَاحِذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّفَوِّ﴾

۱۷۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَأَنْ يَلْجَأَ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ أَنْتُمْ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يُعْطَى كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی اپنے گھروالوں کے بارے میں قسم پر اڑا رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا"۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ "يَلْجَأُ" يَفْتَحُ اللَّامَ وَتَشْدِيدُ الْجِيمِ : أَيُ يَتَمَادَى فِيهَا وَلَا يُكْفَرُ - وَقَوْلُهُ "أَنْتُمْ" هُوَ بِالْفَاءِ الْمُثَلَّثَةِ : أَيُ أَكْثَرُ أَتَمًا.

تخریج: رواه البخاری فی فاتحة الكتاب الايمان و مسله فی الايمان باب الاصرار علی اليمين۔  
اللُّغَاتُ: يَلْجَأُ: علامہ عاتقوی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز پر آدمی قسم کھالے اور پھر دوسرا فعل اس سے بہتر پائے مگر پھر بھی قسم پر قائم رہے اور نہ توڑے اور نہ کفارہ دے۔ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ وہ قسم کا مقررہ کفارہ ادا کرے جو قسم توڑنے پر لازم آتا ہے۔  
هَوَانِدُ: (۱) اس وقت قسم توڑ دینے کا حکم دیا گیا جبکہ دوسرا عمل اس سے زیادہ بہتر ہو اور یہ حکم مقسم علیہ کے اعتبار سے مختلف ہوگا مثلاً اگر اس نے واجب کو چھوڑنے کی قسم اٹھائی یا فعل حرام کرنے کی قسم اٹھائی تو ایسی قسم کو توڑنا فرض ہے۔ اگر کسی مستحب کے ترک یا مکروہ کے کرنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مستحب ہے اور اگر مباح کے چھوڑنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مناسب ہے۔ (۲) جب قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہو گیا۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے سے ادا ہوگا یا نہیں۔ ابو حنیفہ فرماتے ہیں پہلے کفارہ دینا جائز نہیں کیونکہ وہ او جوان احادیث میں وارد ہوئی جن میں کفارے کا ذکر ہے وہ ترتیب کے لئے نہیں اور قسم توڑنا کفارے کا سبب ہے۔ مسبب سبب سے پہلے نہیں ہوتا۔ جمہور علماء نے فرمایا احادیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کفارہ پہلے دینا بھی جائز ہے کیونکہ اصل سبب قسم ہے اور وہ پہلے منعقد ہو چکا۔ پس تقدیم سبب لازم نہ آیا امام شافعی فرماتے ہیں اگر کفارہ صوم سے ہو تو تقدیم جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (۳) اگر آدمی قسم پر اصرار کر کے باوجود یکہ دوسری صورت افضل ہو تو یہ محض ضد بازی اور گناہ میں اضافہ ہے۔ (۴) امور شریعہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اپنانا چاہئے۔

بَابُ: لَعْنُو قَسَمِينَ مَعَا فِی

اور اس پر کوئی کفارہ نہیں

لَعْنُو قَسَمِ وَهُ جُو بِلَا قَصْدِ زَبَانٍ پَر جَارِی هُو

مثلاً

لَا وَاللَّهِ بَلَى وَاللَّهِ وَغَيْرِهِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ لعنوا قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ

بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَعْنِ الْيَمِينِ

وَأَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ وَهُوَ مَا يَجْرِي

عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ

كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ لَا وَاللَّهِ وَبَلَى

وَاللَّهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمْ

الْإِيمَانَ فَكَفَّارَتُهُ أَطْعَامُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ إِيمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا إِيْمَانَكُمْ ﴿۸۹﴾ [المائدہ: ۸۹]

فرمائیں گے جو تم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھا لو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (المائدہ)

**حلل الایات:** لایواخذکم: تمہیں سزا نہیں دیتے اور کفارے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ باللغو فی ایمانکم: لغو ایسی کلام جو ناقابل اعتبار ہو۔ یمین لغو: کسی بات پر اپنے کو سچا گمان کرنے کے قسم اٹھانا مگر واقعہ میں وہ جھوٹا ہو۔ یا اس کی زبان پر قسم کا لفظ بلا قصد جاری ہو۔ عقد تم الایمان: قصد جو قسمیں کچی کی ہیں۔ اس کو فقہاء یمین منعقدہ کہتے ہیں اور وہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے۔ من اوسط ما تطعمون اہلیکم: درمیانی قسم کا کھانا درمیانے درجے کا کھانا۔ جیسا تم اپنے اہل و عیال کو بغیر بخل اور بغیر اسراف و فضول خرچی کھلاتے ہو۔ تحریرو رقبة: غلام کا آزاد کرنا۔ اذا حلفتم: جب قسم کھا لو۔ واحفظوا ایمانکم: اس کی حفاظت کرو کہ ہر بات پر قاسم مت اٹھاؤ جب قسم اٹھا لو تو پوری کرو جس حد تک ممکن ہو اور جب ٹوٹ جائے تو کفارہ دو۔

۱۷۲۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي إِيْمَانِكُمْ﴾ "اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا" ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی واللہ بھی کہتا تھا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی تفسیر سورة المائدہ باب ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَطِّعْ مَا نَزَلَ الْبَيْتُ﴾  
**اللَّغْوَانِ:** لا واللہ وبلی اللہ: یعنی اسی طرح کے الفاظ جو عام زبانوں پر بلا قصد جاری ہوتے ہیں۔  
**فوائد:** (۱) آیت کے فوائد ملاحظہ ہوں (۲) قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) الغموس: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانا اس کا حکم ذکر کر دیا۔ (ب) اللغو: جس میں نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ بلا قصد زبان پر آنے والی قسمیں۔ (ج) المنعقدہ: وہ جس کا اٹھانے والے مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھائے۔ اگر یہ قسم توڑ دی جائے تو کفارہ لازم ہے۔ کفارہ (اڈل) تین چیزیں ہیں (۱) دس مسکین کو دو وقت کا کھانا (ب) دس مسکین کے کپڑے (ج) ایک گردن آزاد کرنا تین او کے لفظ کے ساتھ آئے جو تخیر کے لئے آتا ہے۔ (دوم) اگر ان تین کاموں سے عاجز ہو جائے تو تین دن کے روزے روزہ صرف اس وقت جائز ہے جب کہ وہ کھانا کھلائے یا کپڑے دینے یا گردن آزاد کرنے سے عاجز ہو جائے۔ ان روزوں میں متابع جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ البتہ احتاف کے نزدیک شرط ہے۔ کپڑے کی مقدار عند الشوافع جس کو کپڑا کہہ سکیں مثلاً قمیص یا پاجامہ اور احتاف کے نزدیک عرف میں جسکو کپڑا کہا جائے اور وہ ہے جس سے جسم کا اکثر حصہ ڈھپ جائے اور حنا بلہ مالکیہ کے نزدیک اتنی مقدار جس میں نماز صحیح ہو سکتی ہو۔

بَابُ: خَرِيدٌ وَفِرْوَخٌ فِي قِسْمِ اُتْھَانَا مَكْرُوهُ هِے

خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو

۲۱۸: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

۱۷۲۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسَّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب یحقی اللہ الربا و یربى الصدقات و مسلم فی البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع۔

**اللُّغَاتُ:** منفقة للسَّلْعَةِ: بکری کا سبب ہے۔ السلعة: سامان۔ ممحقة: کم کرنے اور برکت مٹانے والا۔ الکسب: نفع۔ والبركة: اضافہ اور بڑھوتری۔

۱۷۲۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّا كُمْ وَكُفْرَةٌ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يَنْفِقُ نَمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۲۴: حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ بکتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع۔

**فوائد:** (۱) معاملات میں قسم اٹھانے سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سامان کی فروخت کا آلہ کار بنانے کے مترادف قرار دیا گیا اور حصول نفع اور دنیا کے قلیل سامان کے لئے ذات باری تعالیٰ کو استعمال کرنا لازم آتا ہے (۲) معاملات میں جی قسم اٹھانا مکروہ ہے۔ جھوٹی قسم حرام کبیرہ گناہ اور یمنین غموس ہے۔

۳۱۹: بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يُسَالَ الْإِنْسَانَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

بَابُ ۷: اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا جائے

۱۷۲۴: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُسَالُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۷۲۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے۔" (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ داؤد فی الزکاة، باب کراہیۃ المسائۃ بوجہ اللہ تعالیٰ۔

**اللُّغَاتُ:** لا یسال: نہ مانگے۔ بوجہ اللہ: اللہ کا واسطہ دے کر مثلاً اس طرح کہے میں اللہ کا واسطہ دے کر فلاں چیز مانگتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینا مکروہ ہے (۲) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر آخرت کی برکت مانگنی جائز ہے۔

۱۷۲۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيدُوهُ ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِرُوهُ فَإِنَّ لَكُمْ تَجِدُوا مَا تَكْفِرُوهُ بِهِ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَفَّاتُمُوهُ“ حَدِيثٌ صَحِيحٌ زَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ الصَّحِيحَيْنِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کر لو اس کا بدلہ تم نے ادا کر لیا۔“ (ابوداؤد اور نسائی)

صحیحین کی سندوں کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اواخر الزکاة باب عطیة من سأل باللہ عزوجل والنسائی فی الزکاة باب من سأل باللہ عزوجل۔

اللَّحَائِشُ: اسعاد: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ طلب کی یا کسی چیز سے بچنے کا سوال کیا۔ فاعیدوہ: اس کو پناہ دو۔ صنع: کرے۔ معروفا: احسان ہر طرح کا۔ کافروہ: اس کا بدلہ اسی قسم کے احسان یا اس سے بہتر احسان سے دو۔

ہو اند: (۱) جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ یا حمایت طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال کرنے والے جو مسؤل متعلق جس طرح کا علم ہے اس کا حکم اسی کے مطابق ہے۔ اگر وہ جانتا ہے کہ مسؤل سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگا جائے گا تو اسے روکنے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلد دے گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو غنیمت سمجھے گا تو سوال جائز ہے۔ اگر چہ اس قسم کا سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ ایک دنیوی غرض کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کر رہا ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کے نام سے سوال سے منہ منور لے گا اور اکتا جائے گا اور سوال کار کرنا بالکل ممکن ہے تو ایسے شخص سے سوال حرام ہے۔ (۳) جس سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کوئی چیز مانگی جائے وہ سائل کو رد نہ کرے اور دینے سے باز نہ رہے بلکہ خوشدلی اور شرح صدر سے بغیر کسی بدلے کے دے۔ (۴) دعوت کے قبول کرنے کے متعلق مفصل بحث گزر چکی۔ (۵) مسلمانوں کا اخلاق یہ ہے کہ وہ احسان کے مقابلے میں احسان کرے اور احسان کا اعتراف کرے خواہ دعائی کے ساتھ ہو۔

بَابُ: کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

کیونکہ

اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے

اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے۔“ (بخاری و مسلم) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ

۳۳: بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهِنشَاهُ

لِلسُّلْطَانِ لِأَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمَلُوكِ

وَلَا يُوصَفُ بِذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۱۷۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَسْفَلَ أَسْمِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ نُسِمَى مَلِكُ الْأَمْلَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكُ الْأَمْلَاقِ



مِثْلُ شَاهِنشَاهٍ۔  
الْأَمْلَکِ شَهْنشَاهِ کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب البغض الاسماء الی اللہ و المسلم فی کتاب الادب، باب تحريم السمی بملك الملوك۔

اللُّغَاةُ: اصنع: بہت ذلیل ہے یہ خنوع سے ہے جس کا معنی ذلت ہے۔ تسمی: اس نے اپنا نام رکھا یا دوسروں نے اس کا نام رکھا اور اس کو قرار دیا۔

ہوائد: (۱) مخلوقات کو عظمت و تقدیس کے اوصاف سے موصوف نہیں کیا جا سکتا جو عظمتیں حق تعالیٰ ہی کے لائق ہیں وہ صفات جو بندے کو وصف ذاتی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور غلامی میں لانے والی ہیں۔

۳۳۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَخَاطِبَةِ

بَابُ: کسی فاسق و بدعتی کو سید و غیرہ

کے

الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ

معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

وَنَحْوِهِ

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا“۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۲۷: عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُولُوا لِلْمَنَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب لا يقول الممولك ربي و ربتی۔

اللُّغَاةُ: ان یکن سبوا: دوسروں سے بڑے مرتبہ والا۔ اسخطنم: تم نے ناراض کیا۔

ہوائد: (۱) احترام و قدر کے اوصاف سے منافق کو پکارنا حرام ہے۔ اگر کسی نے عظمت کے الفاظ سے اس کو آواز دی تو اس نے غضب الہی کو دعوت دی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعریف کر رہا ہے جو توہین کا مستحق ہے۔ (۲) فاسق اور کافر، مشرک، ملحد، مبتدع، کتاب و سنت کا مخالف سب کا بھی حکم ہے۔ (۳) احترام اور قدر کا حقدار وہ ہے جو اللہ کے لئے اطاعت سے تواضع کرنے والا اور اس کی حدود کو لازم پکڑنے والا ہے۔

بَابُ: بخار کو گالی دینے کی کراہت

۳۳۲: بَابُ كَرَاهِيَةِ سَبِّ الْحُمِيِّ!

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام میتب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام میتب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولاد آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے رنگ کو

۱۷۲۸: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى امِّ السَّائِبِ أَوْ امِّ الْمُسَيْبِ فَقَالَ: "مَالِكُ يَا امَّ السَّائِبِ - أَوْ يَا امَّ الْمُسَيْبِ تَزْفَرِينَ؟" قَالَتْ الْحُمِيُّ لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا! فَقَالَ: "لَا تَسْبِي الْحُمِيَّ فَإِنَّهَا تُلْهِبُ حَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا تُلْهِبُ

دور کرتی ہے۔ (مسلم)

تُزْفَرَيْنِ: تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔ یہ لفظ تاء کے پیش  
زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے۔ اور رائے مکرر اور دو قاف  
کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

الْكِبْرُ حَبَتْ الْحَدِيدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”تُزْفَرَيْنِ“ ائى تَتَحَرَّكَيْنِ حَرَكَتَ  
سَرْبَعَةٍ وَمَعْنَاهُ: تَزْتَعِدُ وَهُوَ يَضْمُ النَّاءِ  
وَبِالزَّائِ الْمُكْرَرَةِ وَالْفَاءِ الْمُكْرَرَةِ وَرَوَى  
أَيْضًا بِالرَّاءِ وَالْمُكْرَرَةِ وَالْقَافَيْنِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر والصلوة والادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه۔

اللُّغَاةُ: الحَمْصِ: بخار۔ خطایا: صغیرہ گناہ جو حقوق سے متعلق ہو۔ الکبیر: لائمی۔ حبت الحديد: لوہے کی خریاں زنگ وغیرہ۔  
قواند: (۱) تکالیف اور بیماریاں مؤمن کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ (۲) بیماریوں کو گالی دینے کی  
کراہت ظاہر کی گئی کیونکہ اس میں تقدیر الہی سے بیزارى کا اظہار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیماریوں کو اپنے اوپر تسلط دے اور علاج  
معاہدہ کرے۔

کتابت: ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس

کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

۱۷۲۹: حضرت ابو منذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
آپ نے فرمایا: ”تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم  
ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْتَلِكْ  
.....“ اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو  
اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور  
اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔  
اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ  
مانگتے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۳۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ سَبِّ الرِّيحِ

وَيَبَيِّنُ مَا يَقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۱۷۲۹: عَنْ أَبِي الْمُنْدَرِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ،  
فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ  
إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا  
فِيهَا وَخَيْرِ مَا أَمْرَتْ بِهِ، وَتَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ  
هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَمْرَتْ بِهِ“  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ  
صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الفتن، باب ما جاء فی فضل الفقر۔

اللُّغَاةُ: ماتکروہون: اس کے تیز چلنے کی وجہ سے جو تم ناپسند کرتے ہو۔ خیر هذا الريح: وہ بھلائی جو اس سے پیدا ہونے والی ہو  
مثلاً ان بادلوں کا جمع کرنا جن سے بارش ہوتی ہے۔ ما فیہا: وہ بھلائی جو اس میں ہے مثلاً کشتیاں چلنا وغیرہ۔ نعوذ: ہم پناہ طلب کرتے  
ہیں۔ شر هذه الريح: اس کی برائی کیونکہ وہ آندھی یا مہلک ہوا ہے۔ ما فیہا: جو اس سے تباہی ہوتی ہے۔ ما امرت به: بحر میں کی  
ہلاکت مثلاً ریح عاد جو جس پر گزری اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۷۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ہو اللہ کی رحمت ہے یہ

۱۷۳۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الرِّيحُ

رحمت لاتی اور عذاب کو دور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ”مِنْ رُوحِ اللَّهِ“ راء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

مِنْ رُوحِ اللَّهِ ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا ، وَاسْتَسْبُوا اللَّهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

قَوْلُهُ ﷺ : ”مِنْ رُوحِ اللَّهِ“ هُوَ بَفَتْحِ الرَّاءِ ، أَي رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ .

تخریج: رواه ابو داؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اهاحت الريح۔

۱۷۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب ہوا چلتی تو فرماتے: ”اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا طالب ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔“ (مسلم)

۱۷۳۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا مَا أُرْسِلَتْ بِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

تخریج: رواه مسلم فی صلوة الاستسقاء، باب التعوذ عند زوية الريح۔

اللِّعَازَاتُ : عَصَفَتْ : تَمِزُّ بِهَوَاجِلٍ .

فوائد: (۱) کائنات کی ظاہر چیزیں ہوا وغیرہ کو گالی دینا مکروہ حرکت ہے کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اس سلسلہ میں جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی۔ (۲) کائنات کی نظر آنے والی چیزیں یہ قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور اللہ کی آیات میں سے ہیں۔ ان میں خیر و رحمت ان لوگوں کیلئے ہوتی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اور ان کے لئے ہلاکت و تباہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہیں۔ (۳) کائنات کی ظاہری چیزوں سے جب خوف و خطرہ نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانا اور عاجزی کرنا چاہئے۔ (۴) ہواؤں میں بہت سے فوائد پہناں ہیں مثلاً رزق و بدن کی برکت اور ان میں کھلا ہوا شر بھی ہے مثلاً بھتی و نسل کی بربادی پس مسلمانوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ اسکے خیر سے نفع اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اور شر سے حفاظت کا سوال کرے۔ (۵) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا تیز ہوا کے وقت مانگے۔ (۶) مسلمانوں کے لئے مناسب ہی نہیں کہ وہ سب وشم کرے خواہ کوئی حیوان ہو یا جماد۔

بَابُ: مَرْنَعِ كُوْغَالِي دِينِي كِي كِرَاهِت

۱۷۳۲: حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مرنع کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگا تا ہے۔“ (ابوداؤد)

سند صحیح کے ساتھ۔

بَابُ كِرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ

۱۷۳۲ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُعْفِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب ماجاء فی الذبک والنہائم۔

فوائد: (۱) مرغ کوغالی دینے کی کراہت ذکر کی گئی ہے کیونکہ وہ سونے والوں کو بیدار کرنا اور ان کو جگاتا ہے۔ پس وہ نماز و تہجد کی طرف جلد جاتے ہیں۔ (۲) مرغ کی آواز سن کر تنگ پڑنا مکروہ ہے۔ (۳) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی معاون ہو اور اس کیلئے خبردار کرنے والی ہو اس کی طرف رغبت کرے۔

بَابُ: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے

کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

۱۷۳۳: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟“ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔“

السَّمَاءُ بَارِشٌ۔

۲۲۵: بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ

مُطِرْنَا بِنَوْءٍ كَذَا

۱۷۳۳: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِيَّةِ فِي أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَمَا مِنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالسَّمَاءُ هُنَا: الْمَطْرُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب يستقبل الامام الناس اذا مسلم و رواہ فی المستسقاء و المغازی و مسلم فی کتاب الايمان' باب بيان كفر من قال مصرنا بالنوء۔

اللُّغَاتُ: نوء: یہ مصدر ہے ناء النجم بنوء: جب ستارہ ڈوب جائے غائب ہو جائے۔ بعض نے کہا طلوع ہونا اور اٹھنا۔ کذا و کذا: یہ ان ستاروں سے کنایہ ہے جن کی طرف بارش کی نسبت کی جاتی ہے۔

فوائد: (۱) تمام اشیاء میں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے مناسب ہے کہ حوادث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ (۲) اسباب کو ایجاد اشیاء کا سبب حقیقی قرار دینا کفر و شرک ہے۔ (۳) حوادث کی آنکھ اسباب کی طرف نسبت اس طور پر درست ہے کہ ان میں موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانا جائے۔ اگرچہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو موجود ہیں اس کی نعمت کی ناشکری ہے۔ اہل جاہلیت جب کسی ستارے کو طلوع و غروب کے وقت بارش پاتے تو اس کی نسبت اس ستارے کی طرف کرتے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے بھی معلوم ہونے سے قبل اس کو ذکر کیا تو سخت تنبیہ کے ساتھ ان کو منع کر دیا گیا۔

۳۳۶: بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرٌ

۱۷۳۴: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدَهُمَا ، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَالْآخَرُ رَجَعَتْ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بَابُ: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

۱۷۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے وگرنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے"۔ (بخاری اور مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب من کفر اخواہ من غیر تأویل و مسلم فی الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیه المسلم یا کافر۔

اللُّغَاتُ: الرجل: مکلف خواہ مرد ہو یا عورت۔ باء بھا: اسی کے مقصد میں ملوث ہو کر لوٹنا۔ فان کان کما قال: اگر وہ واقعہ میں کافر تھا تو کہنے والا مجرم نہ ہو۔ والا: اور اگر وہ کافر نہ تھا۔ رجعت علیہ: تو کافر کا فتویٰ اسی پر لوٹ آئے گا۔

۱۷۳۵: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَّ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۵: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا"۔ (بخاری اور مسلم)

"حَارَّ": رَجَعَّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب ما ينهى السباب واللعن، بلفظ مقارب لهذا اللفظ۔

اللُّغَاتُ: دعا رجلاً بالكفر: اس کو کافر کہہ کر پکارا یا کفر والی صفت اسکے متعلق ذکر۔ لیس كذلك: تو وہ کافر یا اللہ کا دشمن نہ بنے گا۔ حاز علیہ: تو آواز دینے والے یا بیان کرنے والے پر کفر لوٹے گا۔

قوائد: (۱) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا ایسا لفظ بولنا جس میں کفر کا مفہوم ہو حرام ہے (۲) جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا اور بلا دلیل اسکے کفر کا معتقد ہوا تو وہ خود کافر ہوا کیونکہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا۔

۳۳۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ بَدَاءِ

اللِّسَانِ!

۱۷۳۶: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا النَّبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

بَابُ: فحش و بدکلامی

کی ممانعت

۱۷۳۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن نہ طعنہ دینے والا نہ لعنت کرنے والا نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے"۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلۃ باب ما جاء فی الملعنة۔

**الذمائم:** ليس المؤمن: کامل الايمان۔ الطعان: یہ طعن سے مبالغہ ہے نسب میں عیب نکالنا یا ذمت کرنا۔ اللعان: یہ لعن سے مبالغہ ہے۔ لعنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ دوسروں کو ملعون کہنا۔ الفاحش: یہ فحش سے ہے بری بات کو کہتے ہیں۔ البذی: یہ بداء سے ہے وہ گفتگو میں حماقت و بے حیائی کی باتیں کرنا خواہ اس کی بات سچی ہو۔

**ہو اند:** (۱) کمال ایمان مذموم اخلاق سے علیحدگی اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) لعن، طعن سب و شتم اور فحش گوئی سے دور رہنے کی تاکید کی گئی کیونکہ یہ نقص ایمان کی دلیل ہے۔

۱۷۳۷ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۷۳۷ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے"۔ (ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلۃ باب ما جاء فی الفحش و التفحش۔

**الذمائم:** ما كان: جو پایا جائے۔ شانہ: یہ شین سے نقص و عیب کو کہتے ہیں۔ زانہ: یہ زین سے زینت اور یہ شین کا عکس ہے۔ **ہو اند:** (۱) فحش باتیں ترک کرنے پر راہنہ کیا گیا کیونکہ بدگوئی ہر عیب دار اور ناقص چیز میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۲) حیا سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ انسان کو قابل ملامت افعال ترک کراتا ہے اور حیا دار آدمی عیب و نقص کے اختیار کرنے سے اپنے دامن کو بچائے گا۔

**تألیف:** گفتگو میں بناوٹ کرنا اور

باچھیں کھولنا، قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے

تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ

اور اعراب کی

باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

۱۷۳۸ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے

روایت کیا: "معاملات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے" یہ

بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

مُتَنَطِّعُونَ: معاملات میں مبالغہ کرنا۔

۳۲۸ : بَابُ كَرَاهَةِ التَّفَعُّيرِ فِي

الْكَلَامِ وَالتَّشْدُقِ فِيهِ وَتَكْلُفِ

الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِي اللَّغَةِ

وَدَقَائِقِ الْأَعْرَابِ فِي مُحَاطَبَةِ

الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ

۱۷۳۸ : عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ" قَالَهَا

ثَلَاثًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْمُتَنَطِّعُونَ: الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب العلم باب هلک المتنتطعون۔

اللُّغَاةُ: المتنعون: علامہ خطاب فرماتے ہیں کہ بحث میں تعق و تکلف اختیار کرنے والے غیر مقصود چیزوں میں گھسنے والے ان چیزوں میں مصروف ہونے والے جن تک لوگوں کی عقلیں نہیں پہنچتیں۔ علامہ ابن اثیر نہایت میں فرماتے ہیں کلام میں گہرائی اور غلو اختیار کرنے والے اور چپا چپا کر باتیں کرنے والے۔ یہ لفظ نطع سے نکلا ہے اور وہ منہ کے بالائی غار کو کہتے ہیں۔ پھر ہر قولی اور فعلی گہرائی میں استعمال ہونے لگا۔ حدیث میں اس جملہ کو تین بار نفرت دلانے کے لئے دہرایا گیا۔

فوائد: (۱) قول و فعل میں غلو کرنے سے نفرت دلائی گئی اور ایسے امور کے اختیار کرنے کا حکم دیا مناسب انداز سے چلنے والے ہوں اور ان میں تکلف کی ضرورت نہ ہو۔

۱۷۳۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ الْبَلِغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقْرَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے" (یعنی تصنع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداؤد)

ترمذی حدیث حسن۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب ماجاء فی الفصاحة البیان۔

اللُّغَاةُ: يتخلل بلسانه كما يتخلل البقرة: کلام میں اس طرح باجھیں کھولتا ہے اور اسکو بیٹتا ہے جس طرح گھائے گھاس کو اپنی زبان سے پھینکتی ہے۔

۱۷۴۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإَنْ أَمْضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْفَرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَهِّقُونَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابِ حَسَنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باجھیں کھول کر باتیں کرنے والے، تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی معالی الاخلاق۔

اللُّغَاةُ: الفرارون: جمع فراره ہے اور وہ کثرت کلام کو کہتے ہیں اور اس کو تکلف سے دہراتا۔ المتشددون: جمع متشدد یہ تشدد سے ہے وضاحت کے لئے باچہ کھولنا اشدق منہ کی ایک جانب کو کہتے ہیں اور تقعو کا لفظ بھی اسی طرح ہے گلا پھاڑ کر بات کرنا۔ المتفهقون: جمع متفہق وہ شخص جو منہ بھر کر کلام کرے اور منہ کو کھولے اور یہ فہق سے ہے اس کا معنی بھرتا ہے۔

فوائد: (۱) کلام میں باجھیں کھولنے اور منہ بھر کر کلام کثرت سے کلام بغیر طلب ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ روایات کا ظاہر تو

حرمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکو سزا کرنے کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن اس کی دوری کا ذریعہ ہیں۔ یہ دوری محرومی و تذلیل کے لئے ہوگی اور قیامت کے دن تذلیل اسی کی ہوگی جس نے کسی حرام کار تکاب کیا ہوگا۔ (۲) مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنی عادت و طبیعت کے مطابق گفتگو کرے اور فصاحت ظاہر کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر اور اپنی بلاغت اور قادر الکلامی جتلانے کے لئے تکلف سے نکام نہ لے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کلام و بیان واضح کرے اور عام فہم کلمات استعمال کرے۔ (۳) مسلمان کے کمال اخلاق میں سے یہ ہے کہ اپنی کلام اور بات میں تواضع سے کام لے۔

کِتَابُ: میرا نفس خبیث ہوا

کہنے کی کراہت

۱۷۴۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے: میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ ”خبیث“ کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہو گیا ہے اور یہی معنی ”لقسٹ“ کا ہے لیکن صرف خباثت کے لفظ کو ناپسندیدہ سمجھا ہے۔

۳۲۹: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ

خَبِيثٌ نَفْسِي

۱۷۴۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبِيثٌ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لِقَسْتُ نَفْسِي» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبِيثٌ غَيْبٌ، وَهُوَ مَعْنَى «لِقَسْتُ» وَلَكِنْ كَرِهَ لَفْظُ الْخَبِيثِ.

تخریج: رواه البخاری فی الادب باب لا یقل خبیث نفسی و مسلم فی کتاب الادب من الالفاظ باب کراہة قول الانسان خبیث نفس۔

ہوائند: مسلمان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے نفس کو خباثت سے موصوف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دی یہ اس روایت میں بات کے آداب اور اچھے الفاظ کے استعمال اور بری کلام ترک کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

کِتَابُ: انگور کو کرم کہنے

کی کراہت

۱۷۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انگور کو کرم نہ کہو کرم تو مسلمان ہے۔“ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔ دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم: بے شک وہ تو مؤمن کا دل ہے۔

۳۳: بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ

الْعِنَبِ كَرْمًا

۱۷۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكُرْمَ فَإِنَّ الْكُرْمَ الْمُسْلِمَ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ - وَفِي رِوَايَةٍ: «إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ» - وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: «يَقُولُونَ الْكُرْمَ إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ».

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الادب باب قول النبی ﷺ انما الکرم قلب المؤمن و مسلم فی کتاب الادب من



الفاظ: باب کراہۃ تسمیۃ الغیب کرمًا۔

**اللَّعْنَاتُ**: لاتسموا: اس کا نام مت رکھو یعنی اس پر اس لفظ کا اطلاق نہ کیا کرو۔ فان الکرم المسلم: کرم سے نکلے ہوئے لفظ کا حقدار مسلمان ہے۔ ومثله: اسی طرح انما الکرم قلب المؤمن کا مطلب ہے۔

۱۷۴۳: وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُولُوا الْكُرْمَ وَلَكِنْ  
قُولُوا: الْعَنْبُ وَالْحَبَلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
"الْحَبَلَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْبَاءِ وَيُقَالُ  
أَيْضًا بِسُكُونِ الْبَاءِ۔

۱۷۴۳: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو العنب اور جبل  
کہہ کر پکارا کرو"۔ (مسلم)  
الْحَبَلَةُ: انگور کی تیل

**تخریج**: رواہ مسلم فی کتاب الادب من الالفاظ: باب کراہیۃ تسمیۃ العنب کرمًا۔

**اللَّعْنَاتُ**: العنب: انگور کی تیل۔

**ہوائد**: (۱) انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔ یہاں نبی کراہت تنزیہی کے لئے ہے کیونکہ لغت میں کرم کا لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔ یہ لفظ  
انگور کو کچھ ایسی تعریف مہیا کرتا ہے جو نیک مومن کی خصوصیات میں سے ہے۔ اسی لئے اس سے روک دیا گیا اور ایسا نام تجویز کیا گیا جس  
میں تعریف نہ ہو اور نام کی تعیین کے سوا کوئی زائد وصف نہ ہو۔ علامہ ابن جوزی نے جامع المسانیہ میں فرمایا کرم نام رکھنے سے اس لئے  
روکا گیا کیونکہ عرب اس کو کرم اس لئے کہتے تھے کہ شراب پینے والوں کے دل میں سخاوت کی لہر پیدا کرتی تھی۔ تو شراب کی مذمت کی تاکید  
کرتے ہوئے ایسے مدحیہ الفاظ کو انگور کے لئے استعمال کرنے سے روکا گیا۔ (۲) اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مومن کا دل اس نام کا  
زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس میں نور ایمان پایا جاتا ہے ابن مسلمان نے اسی طرح نقل کیا۔

**بَابُ: كَسَى آدَمِي كُوكَسِي عَمُورَتِ كِ اوصاف**

۳۳۱: **بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ**

غرض شرعی کے علاوہ

**مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ**

بیان کرنے کی ممانعت ہے

**يُحْتَاجُ إِلَى ذَلِكَ لِغَرَضٍ شَرَعِيٍّ**

غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے

**كِنَايَاتِهَا وَنَحْوِهِ**

۱۷۴۴: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے  
خاوند کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ  
رہا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۴۴: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ  
الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِوَجْهِهَا كَمَا تَنْظُرُ إِلَيْهَا"  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج**: رواہ البخاری فی النکاح: باب لا تباشر المرأة المرأة۔

**اللَّعْنَاتُ**: لا تباشر: یہ تباشرة سے ہے اصل میں تو النقاء المشورتین کو کہتے ہیں یعنی دو چیزوں کا ملنا اور چمڑے کی طرف دیکھنے  
سے بھی کنایہ ہوتا ہے مگر یہاں اصل کنایہ دونوں مراد ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نہ تو اس کی طرف دیکھو اور نہ اس کے چمڑے کو چھوا اپنے چمڑے

سے اس طرح کہ اس کی نرمی اور گداز تمہیں محسوس ہو اور اس کے ظاہری اور باطنی محاسن معلوم ہوں۔ کمانہ بینظر الیہا: دقیق وصف بیان کرنے کی وجہ سے گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

**فوائد:** (۱) کسی عورت کے محاسن کسی اجنبی کے سامنے بیان نہ کرنے چاہیں کیونکہ وصف دیکھنے اور مشاہدہ کرنا کے حکم میں ہے۔ اجنبی آدمی کو غیر محرم عورت کو دیکھنا اور نظر کرنا حرام ہے۔ اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ ہمیں وہ عورت اس مرد کے دل میں پسند آجائے اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ بعض اوقات بیان کرنے والی عورت اس کی بیوی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس عورت کی طرف راغب ہو جائے۔ اس میں بے شمار مفاسد ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ (۲) ایسے اوصاف کا ذکر نہ کرنا چاہئے جو دونوں جنسوں میں فتنہ کو ابھارنے والے ہوں۔ درحقیقت یہ مفاسد کی روک تھام کے لئے کیا گیا البتہ نکاح کا ارادہ ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔ (۳) مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ نیکی اختیار کریں۔ اپنی زینت اور خوبصورتی کے مقامات ان عورتوں کے سامنے نہ ظاہر کریں جو ان کے محاسن اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرنے سے باز نہ رہیں گی۔

۳۲۳: بَابُ سَكْرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ :  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ

بَابُ: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے  
تو مجھے بخش دے بلکہ کہے

ضرور بخش دے

بِالطَّلَبِ

۱۷۴۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْرِمَ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مَكْرَهَ لَهُ" - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: وَلَكِنْ لِيَعْرِمَ وَيُعْظِمَ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَتَعَاطَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب لیعزم المسألة و مسلم فی کتاب الدعاء، باب العزم بالدعاء۔  
**التلخیص:** لیعزم المسألة: علماء نے فرمایا عزم المسألة کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طلب اور یقین میں کمزوری نہ دکھائے اور مشیت کے ساتھ معلق بھی نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب قبولیت کے متعلق احسن ظن رکھنا ہے۔ نہایہ میں ہے کہ قطعیت اور یقین سے دعا کرے۔ لا مکرہ لہ: تعلیق سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مشیت کا استعمال اس کے متعلق ہوتا ہے جس کی طرف اکراہ کی نسبت کی جا سکتی ہوتا کہ اس سے بات کو ہلکا کرنے کیلئے دیا جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ چیز اس سے انکی رضامندی کے بغیر طلب نہیں کی جا سکتی اور ذات باری تعالیٰ اس سے پاک و بری ہے۔ و لیعزم و یعظم: بڑی رغبت اختیار کرے۔ بہت بڑی رغبت اختیار کرے اور اپنے مطلوب کے حاصل کرنے میں مبالغہ کرے۔ لا يتعاطم شئ: کوئی دنیا یا آخرت کا مطلوب نہیں جس کو دنیا اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہو۔

۱۷۴۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: ۱۷۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعِزِّمْ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ: اَللَّهُمَّ إِنِّي سَأَلْتُكَ فَأَعْطَيْتَنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة و مسلم فی کتاب الدعاء، باب العزم بالدعاء۔

**ہوا شد:** (۱) اللہ تعالیٰ سے طلب و دعا میں یقین کامل ہونا چاہئے اور اللہ کی مشیت پر مطلوب کو معلق نہ کرے یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں مطلوب کے حصول میں بے نیازی کا ابہام پایا جاتا ہے اور اس کام مطلب یہ ہوا کہ اس کے ہاں اس کا حصول اور عدم حصول برابر ہے نیز وہ مطلوب مند سے بے نیاز ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخفیف لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زبردستی کون کر سکتا ہے اور اس پر کائنات کی کون سی چیز مشکل ہے۔ (۲) علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کسی کو اس طرح کہنا جائز نہیں اللھم اعطنی ان شئت وغیرہ ذلک خواہ امور دینیہ سے متعلق ہو یا دنیوی سے کیونکہ یہ نامکمل کلام ہے۔ اس کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور یہاں کراہت اس وقت ہے جب کہ استغناء سمجھ کر یہ الفاظ کہے جائیں اور اگر پھر بھی ایسے الفاظ بطور تبرک کے کہے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ پھر بھی ایسے الفاظ نہ لانا ہی اولیٰ افضل ہے۔ (۳) دعا میں خوب کوشش کرنی چاہئے اور طلب میں زاری کرنے چاہئے خواہ دنیا کی خیر ہو یا آخرت کی اور قبولیت کی امید ساتھ ساتھ ہو اور اس کی رحمت سے قطعاً مایوسی نہ ہونی چاہئے کیونکہ وہ سخی ہے کسی سائل کو مسترد نہیں فرماتا۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کے کسی حق حق میں اپنی طرف سے کوتاہی پائے تو یہ کوتاہی اس کو دعا سے رکاوٹ نہ بننی چاہئے کیونکہ وہ معاف کرنے والا مہربان ہیں۔ البتہ اپنی کوتاہی کو دور کرنے کی ضرورت کوشش کرے۔

بَابُ: جَوَالِدٌ أَوْ فُلَانٌ يَجِبُ

کہنے کی کراہت

۱۷۴۷: عَنْ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيٍّ أكرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: "اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلان چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلان چاہے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۲۳۲: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ!

۱۷۴۷: عَنْ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيٍّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب ما لا يقال بحیث نفسی۔

**ہوا شد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور انسان کی مشیت کو دوا عطف سے ذکر کرنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ اس سے وقت مشیت میں مشارکت کا وہم ہوتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی اور قدیم ہے اور بندے کی مشیت حادث و ممکن ہے (۲) تم کے حرف عطف کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ وہ ترتیب و تراضی کے لئے بنایا گیا ہے یعنی مشیت انسان یہاں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد واقع ہوگی۔ (۳) ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کی عبادت کی تصحیح کی جائے مثلاً لیس لنا الا اللہ وانت اعتمدنا انا اللہ وعلیک ان عبادات کو تم کے ساتھ لانا چاہئے۔

بَابُ: عِشَاءُ كَيْفَ نَمَازِ كَيْفَ بَعْدُ

۲۳۵: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ

## بَعْدَ الْعِشَاءِ الْأَخِيرَةِ

## گفتگو کی ممانعت

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے علمی مذاکرات، نیک لوگوں کی حکایتیں، اہل اخلاق کی باتیں، مہمان کے ساتھ گفتگو، ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عارضے کی وجہ سے کوئی بات اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيثُ الَّذِي يَكُونُ مَبَاحًا فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ وَفَعَلُهُ وَتَرَكَهُ سَوَاءً ، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أَوْ الْمَكْرُوهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِي هَذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيمًا وَكَرَاهَةً - وَأَمَّا الْحَدِيثُ فِي الْخَيْرِ كَمَذْكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ ، وَمَكَاوِمِ الْأَخْلَاقِ ، وَالْحَدِيثِ مَعَ الضَّيْفِ ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ ، وَكَذَا الْحَدِيثُ لِغَدْرٍ وَعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ وَقَدْ تَطَاهَرَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ۔

۱۷۴۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۴۸: عَنْ أَبِي بَرزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب مواقیب الصلاة، باب ما یکره من النوم قبل العشاء و مسلم فی کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح۔

اللَّغْوَانِ: قبل العشاء: نماز عشاء سے پہلے۔ الکلام المباح علی ما ذکر بعدھا: عشاء کی نماز کے بعد اس کے وقت میں۔ فواءد: (۱) نماز عشاء کے ادا کرنے سے پہلے سونا اس لئے مکروہ قرار دیا گیا کیونکہ بسا اوقات انسان فجر سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتا اس طرح نماز عشاء فوت ہو جاتی ہے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد سونا چاہئے اور اپنے آپ کو مباح کلام میں مشغول نہ کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات یہ قیام لیل میں بیدار نہ ہونے کا باعث بن جاتا ہے یا نماز صبح کی فضیلت اول وقت میں ادا کرنے کی فوت ہو جاتی ہے۔ یا نماز فجر ہی سرے سے فوت ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اس دن کا اختتام افضل الاعمال نماز پر ہونا چاہئے۔ اس لئے عشاء پڑھ کر سو جائے۔ (۳) کلام مباح کی طرح ہر غرض شرعی سے خالی عمل یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ لہو و لعب اور جو چیزیں نماز کو فوت کرنے کے باعث بننے والی ہوں وہ تو حرام ہیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر وقت سے موخر کرنے کے مترادف ہے۔

۱۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: ”بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص

۱۷۴۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءُ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: "أَرَأَيْتُمْ لِيَلْتَكُمُ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَنْفِي مَنُّهُ هُوَ عَلَى

ظہر الارض الیوم اُخذٌ متفق علیہ۔ نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** برواد البخاری فی کتاب العلم باب السمر فی العلم و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب قوله ﷺ لا تاتی مائة سنة و علی الارض نفس۔

**اللَّعْنَاتُ:** آخر حیاتہ زندگی کے آخری ایام اور بعض روایات میں ہے کہ وفات سے ایک ماہ قبل کی بات۔ ارایتکم مجھے بتلاؤ یہ استفہام تجھی ہے۔ مائة سنة اس رات کے بعد جو سو سال آئیں گے۔ ممن هو علی ظہر الارض: بعض نے کہا عام لوگ مراد ہیں۔ بعض نے کہا جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ مراد ہیں اور وہ مراد ہیں جو آپ کو پہنچاتے ہیں اور یہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ تحریر و ضبط کے مطابق موجود ہیں میں سب سے آخری ابوالطفیل عامر بن واثلہ تھے۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ کرام میں سب سے آخر میں فوت ہوئے حاصل اقوال یہ نکلے گا کہ یہ ان کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور یہ اس ارشاد کے بعد سو سال کا انتہائی سال ہے۔

۱۷۵۰: وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ انْتَبَرُوا النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ قَرِيبًا مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِمْ يَتَّبِعِي الْعِشَاءَ قَالَ: تَمَّ حَظُّنَا فَقَالَ: "الآنَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا" وَانْكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَوةٍ مَا انْتَبَرْتُمْ الصَّلَوةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کا انتظار کیا۔ آپ رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: "خبردار! بے شک نیچے لوگوں نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نماز ہی کے اندر ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو"۔ (بخاری)

**تخریج:** برواد البخاری فی باب موافقت الصلاة و فضلها باب السمر فی الفقه و التحیر العشاء۔

**اللَّعْنَاتُ:** شطر اللیل: نصف رات۔ فی صلاة: ان کو نماز کا اجڑل جائے گا۔ ما انتظرتم: تمہارے انتظار کا زمانہ۔ **هو اند:** (۱) بات کرنے کا جواز بلکہ نماز عشاء کے بعد اس کا مستحب ہونا۔ جب وہ خیر و بھلائی کی بات ہو اور اس میں شرعی مصلحت ہو مثلاً تعلیم و تعیم جو احادیث میں ہے اور اس میں سے وہ باتیں جن کو مصنف نے ذکر کیا اور بیوی سے بات چیت جسی مذاق اس کے اکرام اور مانوس کرنے اور مہربانی ظاہر کرنے کے لئے۔ (۲) دوسری روایت میں آپ ﷺ کے مجھ سے کا ذکر ہے اور آپ ﷺ نے جس طرح خبر دی اسی طرح واقعہ ہوا۔ (۳) تیسری روایت میں مسجد کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا اور نماز کا انتظار کرنے پر آمادہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔

**بَابُ:** جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو

عذر شرعی کے بغیر اس کے

ند جانے کی حرمت

۱۷۵۱: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر

۲۳۶: بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ

مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاهَا وَكَمْ

يَكُنْ لَهَا عُدْرٌ شَرَعِيٌّ

۱۷۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

إلى فراشه فابت فبات غضبانَ عليها لعنتها  
 إلى فراشه فابت فبات غضبانَ عليها لعنتها  
 الملائكة حتى تصبح، متفق عليه - وفي  
 رواية حتى ترجع.  
 دے بس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس  
 عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم) اور  
 ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین الخ و مسلم فی کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها  
 عن فراش زوجها۔

اللغزات: فراشه: ساتھ لیٹنے کے لئے بعض نے کہا یہ جماع سے کنایہ ہے۔ فابت: اس نے انکار کر دیا وہ نہ گئی۔ لعنتها الملائكة:  
 فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ یہ مستحق سزا ہونے سے کنایہ ہے۔ تصبح: اپنی انکار کو ترک کر کے اس  
 کے پاس چلی جائے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ صبح سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر بستر کی طرف دعوت رات کے اوقات  
 میں ہی ہوتی ہے

فوائد: (۱) خاوند کے بیوی پر کچھ حقوق ہیں جن میں عورت کا رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔ (۲) عورت کا فرض ہے کہ جب خاوند اس کو بستر  
 پر سونے اور فطری حاجت کے لئے بلائے تو وہ اس کو قبول کرے اور بلائے شرعی مثلاً مرض وغیرہ اس کو اس سے باز رہنا جائز نہیں یا حیض کی  
 حالت میں ہو یا فرضی عبادت میں مصروف ہو مثلاً روزہ رمضان۔ (۳) اگر بلائے شرعی عورت باز رہی تو اللہ کی طرف سے سزا اور فرشتوں  
 کی لعنت کی حقدار ٹھہرے گی مگر جب وہ اس بات کو قبول کر لے۔ رات کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اسلئے  
 اس کی بات کو قبول کرنا بھی واجب ہے۔ (۴) اگر عورت کو معلوم ہو کہ اس کا خاوند رک جانے سے ناراض نہ ہوگا تو حکم نہ لگے گا۔ البتہ اولیٰ و  
 افضل پھر بھی ہیں ہے کہ وہ اس کی بات کو مانے تاکہ محبت و الفت و مہربانی میں اضافہ ہو۔

۲۳۷: بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ

بَابُ: عَمْرٍو تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ

کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے

تَطَوُّعًا وَرَوْجَهَا حَاصِرٌ إِلَّا يَأْذِنُهُ

۱۷۵۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ  
 تَصُومَ وَرَوْجَهَا شَاهِدٌ إِلَّا يَأْذِنَهُ، وَلَا تَأْذِنُ  
 فِي بَيْتِهِ إِلَّا يَأْذِنَهُ" متفق عليه۔  
 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:  
 "کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت  
 کے بغیر (نفلی روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی  
 اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی النکاح، باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها و مسلم فی کتاب الزکاة باب ما انفق العبد من  
 مال مولاه۔

اللغزات: تصوم: نفلی روزہ جو واجب نہیں۔ شاہد: موجود غیر مسافر۔ لا تأذن فی بیته: اپنے گھر میں داخلے کی اجازت نہ دے۔  
 فوائد: (۱) بیوی کے لئے ایسی نوافل میں سے اختیار کرنا جائز نہیں جو خاوند کو حق تمتع سے باز کر دے جب کہ خاوند موجود ہو اور وہ اس کی  
 اجازت نہ دیتا ہو کیونکہ نفل سے خاوند کا حق مقدم ہے کیونکہ تمتع میں اس کی عزت و عصمت کی حفاظت ہے جو کہ نفلوں سے مقدم ہے اگر اس  
 نے نفل شروع کر دے تو خاوند کو اس کے نفل تروانا جائز ہے۔ (۲) عورت کے لئے ناجائز ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں ان کو داخل کر لے  
 جن کو خاوند پسند نہ کرتا ہو۔ خواہ وہ عورت کے محرم ہی کیوں نہ ہوں البتہ اگر خاوند فعلاً یا قولاً اجازت دے دے۔

۳۳۸: بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنَ

بَابُ: امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ

الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت

۱۷۵۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَمَّا يَخْشَى أَحَدَكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۷۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی ابواب صلاة الجماعة؛ باب اثم من رفع راسه قبل الامام و مسلم فی الصلاة؛ باب النهی عن سبق الامام برکوع او سجود و نحوها۔

اللُّغَاتُ: ا: احواف ابتداء میں سے ہے اور حرف تنبیہ بھی ہے۔ بخششی: ایسا خوف جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ملا ہوا ہو۔ یجمل: کر دے ہو جائے۔ راسہ راس حمار او صورتہ صورة حمار: بعض نے کہا یہ کو دن بنانے سے کنایہ ہے کہ کندہ یعنی میں گدھے جیسا ہو جائے بعض نے کہا ظاہر کے مطابق اسکو گدھا بنا دیا جائے یہ بالکل ممکن ہے اس میں عقل کے خلاف کوئی بات نہیں اور نہ ہی نقل اس کو مسترد کرتی ہے۔ اس کو علامہ ابن جریر ثمالی نے اپنی محکم میں راجح قرار دے کر بعض واقعات بھی نقل کئے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ:

فوائد: (۱) عملاً امام سے کسی رکن میں سبقت کرنا حرام ہے مثلاً رکوع سجدہ یا قیام وغیرہ۔ اس کے حرام ہونے کی ثبوت و عمید شدید ہے یہ مسخ کی سزا سخت سزاؤں میں سے ہے۔ (۲) گناہ کے باوجود نماز درست ہوگی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا صحیح نہ ہوگی۔ (۳) اس چیز کی حرمت ذکر فرمائی جو یہ حرکت جان بوجھ کر حکم کو جانتے ہوئے کر لے۔ (۴) امام کی اتباع یہ کمال نماز میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جلد قبول ہونے والی ہے۔

۳۳۹: بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى

بَابُ: نماز میں کوکھ (پہلو) پر

الْبَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ

ہاتھ رکھنے کی حرمت

۱۷۵۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخُصْرِ فِي الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۷۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی ابواب العمل فی الصلاة؛ باب الخصر فی الصلاة و مسلم فی کتاب المساجد و مواضع الصلاة؛ باب كراهة الاحتصار فی الصلاة و اللفظ للبخاری۔

اللُّغَاتُ: الخصر: کولہا۔ خاصرہ کا بھی یہی معنی ہے۔ یہاں مراد صدر ہے کولہے پر ہاتھ رکھنا۔ فوائد: (۱) نمازوں میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ علامت تکبر ہے اس لئے حدیث میں اسکو اہل نار کا فعل قرار دیا گیا۔ طبرانی و بیہقی۔ اگر عذر ہو تو کراہت جاتی رہتی ہے جیسا پہلو میں درو والا درد کی وجہ سے اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھے۔

بَابُ: کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آجانے

اور

پیشاپ و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاپ و پاخانہ کی شدید حاجت ہو“۔ (مسلم)

۳۶. بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ

الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتَوَقَّعُ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مَدَافِعَةِ

الْأَخْبَثِينَ وَهَمَّا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

۱۷۵۵: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ الْأَخْبَثَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسجد، باب کراہۃ الصلاۃ بحضرة الطعام۔

اللَّخَائِثُ: لا صلاة: یعنی معنی نہیں ہے۔ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ بحضرة طعام: کھانا آجائے یا قریب ہو کھانے کی خواہش ہو اور اس کی خوشبو آ رہی ہو۔ یرافعه الاخبتان: بول برازی کی حاجت ہو۔

فوائد: (۱) بھوک یا پیاس کی حالت میں کھانے یا شروب کی موجودگی میں نماز کھانا کھانے سے پہلے مکروہ ہے کیونکہ اس میں نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا اور غیر نماز میں دل مشغول ہوگا۔ (۲) پیشاپ و پاخانہ کی حاجت ہو تو فراغت سے قبل نماز مکروہ ہے کیونکہ ذہن میں تشویش رہے اور یہ تشویش نماز کی خشوع سے مانع بن جائے گی۔ (۳) وقت تک ہو تو کراہت نہ ہوگی اور وسعت کی صورت میں کراہت قائم رہے گی۔

بَابُ: نماز میں آسمان کی طرف نظر

کرنے کی ممانعت

۱۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کر لیا یہاں تک کہ فرمایا ”وہ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی نظریں اُچکت لی جائیں گی“۔ (بخاری)

۳۷۱. بَابُ النَّهْيِ عَنِ رَفْعِ الْبَصْرِ

إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۱۷۵۶: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ لِي فَأَشَدُّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: لِيَسْتَهَنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لِنُحْطَفَنَّ أَبْصَارَهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب رفع البصر الى السماء فی الصلاۃ۔

اللَّخَائِثُ: ما بال: کیا حال ہے۔ فاشد قوله فی ذلك: آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں آپ کا قول دوبارہ لوٹانے سے یا جز توخ میں مبالغے سے سخت ہوا۔

فوائد: (۱) نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کیونکہ اس میں ادب کی مخالفت ہے اور عدم خشوع تو ظاہر ہے۔ (۲) نماز سے باہر یا سوچ و بچار کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مستحب ہے۔



## ۲۶۲: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِنْفَاتِ فِي

## الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُدْرٍ

۱۷۵۷: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :  
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِنْفَاتِ فِي  
الصَّلَاةِ فَقَالَ : "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ  
الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

تخریج: برواہ البخاری فی الاذان باب الانففات فی الصلاة۔

اللُّغَاتُ: الانففات میں ممانعت کی حکمت دریافت کی۔ اختلاس: غفلت میں کسی چیز کا اچھنا۔

۱۷۵۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے  
رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں سوال  
کیا تو آپ نے فرمایا: "بھیت ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے  
اچک کر لے لیتا ہے"۔ (بخاری)

۱۷۵۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے آپ کو نماز میں ادھر ادھر متوجہ  
کرنے سے بچو۔ نماز میں ادھر ادھر توجہ بلاکت ہے۔ اگر اس کے  
بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں"۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۷۵۸: عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِيَّاكَ وَالْإِنْفَاتِ فِي  
الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِنْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ  
كَانَ لَا بَدَّ فِي التَّلَوُّعِ لَا فِي التَّمْرِيطَةِ رَوَاهُ  
الْبُرَيْمِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

تخریج: برواہ الترمذی فی ابواب الصلاة باب ما ذكر في الانففات فی الصلوة۔

اللُّغَاتُ: ايّاك: میں تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ ہلکة: بلاکت کا سبب۔ لا بد اس کے: ملاوہ چارہ کار نہیں۔ التطوع: نوافل۔  
فوائد: (۱) نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت تلائی کیونکہ یہ غفلت کی علامت ہے اور خشوع میں کمی کرنے والی ہے اس لئے یہ  
شیطان کا اچھنا ہے۔ وہ نماز کی غفلت کو غنیمت سمجھتا ہے اور یہ بلاکت کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ عبادت کے دوران وہ اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے  
والا ہے اور دوسرے شیطانی کی پیروی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ کبروبات و معمولی قرادین اور ان میں بتلا رہنا حرمت میں مبتلا کر دیتا  
اور اللہ تعالیٰ کے عذاب تک پہنچانے والا ہے۔ (۲) پیرے سے معمولی توجہ حرام نہیں کیونکہ اس میں کسی رکن کا ترک اور شرط کا چھوڑنا لازم  
نہیں آتا اور نہ کوئی ایسا فعل ہے جو نماز کو باطل یا حرام کرنے والا ہو۔ (۳) اگر متوجہ ہونا کسی عذر کی وجہ سے ہو تو انففات میں کراہیت نہیں  
احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ جین میں رات کے وقت ایک جا سوس دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب  
آپ ﷺ صحیح کی نماز پڑھ رہے تھے تو اس کی وجہ سے توجہ فرمائی۔ (۴) نوافل میں ادھر ادھر توجہ میں کراہیت کم ہے کیونکہ شریعت نے  
فرائض کا جتن اہتمام فرمایا نوافل کا اہتمام بہت کم ہے۔ (۵) یہ تمام صورتیں جو کا ذکر ہوا ان کا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ چہرے  
سے متوجہ ہو اور اگر سینے سے متوجہ ہو تو حرام ہے اس سے نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس سے شرط نماز میں سے استقبال قبلہ والی شرط میں  
شدید خلل واقع ڈال دیا۔

## بَابُ: قُبُورِ كِي طَرْفِ

نماز کی ممانعت

## ۲۶۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ

إِلَى الْقُبُورِ

۱۷۵۹: حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

۱۷۵۹: عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَازِ بْنِ الْحَصِينِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواه مسلم في الجنائز باب النهي عن الجلوس على القبر و الصلاة اليه۔

فوائد: (۱) اگر قبر کی طرف منہ کرنے کا قصد ہو تو نماز حرام ہے اور اگر قصد نہیں ہے تو نماز مکروہ ہے جب کہ قبر اور اس کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو جائے۔ (۲) قبر پر بیٹھنا حرام ہے کیونکہ اس میں انسان کی توہین ہے جس کو اللہ نے عزت دی۔ بیٹھنے کے ہم معنی چیزیں اسی کا حکم رکھتی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا ٹیک لگانا تکیہ بنانا سب حرام ہیں۔

۲۷۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

يَدَيِ الْمُصَلِّي

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

۱۷۶۰: حضرت ابو جہیم عبد اللہ بن حارث بن صمد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۶۰: عَنْ أَبِي الْجَهِّيمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَوْبَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّأْوِيُّ: لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری في الصلاة باب اثم المار بين يدي المصلي و مسلم في الصلاة باب منع المار بين يد المصلي۔

فوائد: (۱) نمازی کے سامنے سے گزرنے کا حرام ہے۔ اگر مسجد ہو تو اس کے اور مسجد کے کی جگہ کے درمیان سے گزرنے کا حرام ہے اور اگر غیر مسجد ہو اور وہ سترہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنے کا حرام ہے اور اگر وہ سترہ ہو جو گھسی ہوئی ہو اور کبھی کوئی آدمی اس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی سترہ ہے۔ یا خطا زمین پر کھینچنے والا ہو (مگر خط کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جو سترے سے مقصود ہے) سترہ اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اس کے اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو تقریباً بیڑھ میٹر بنے گا۔ اگر اس سے زیادہ ہے تو سترہ کے اندر سے گزرنے کا حرام نہیں اور اوپر والی تمام صورتوں میں نماز نفل و فرض کا کوئی فرق نہیں۔

۲۷۵: بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَدِّنِ فِي

تو

إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءً كَانَتِ النَّافِلَةُ

مقتدی کے لئے

سُنَّةٌ تِلْكَ الصَّلَاةُ أَوْ غَيْرَهَا

ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

۱۷۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز سوائے فرض کے جائز نہیں"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين' باب کراهة الشروع نافلة بعد شروع المودن۔

**اللَّحَائِش:** القیمت الصلاة: فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے۔ فلا صلاة: کوئی نماز درست نہیں۔ المكتوبة: وہ فرض نماز جس کے لئے اقامت کی گئی ہے۔

**ہوائد:** (۱) جب فرض نماز کی اقامت شروع ہو جائے یا اقامت قریب ہو تو نفل نماز میں شروع ہونا مکروہ ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ تمام نمازوں کا حکم ہے۔ امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ نے فرمایا کہ نماز صبح میں صبح کی سنن باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے ادا کر لینا چاہئے جب تک کہ رکعت اولی کے فوت ہو جانے کا ذرہ نہ ہو۔ اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ کمال فرض کی نگہداشت ہو سکے اور وہ نماز کو اس طرح سے شروع کرے کہ تکبیر تحریرہ امام کے ساتھ فوت نہ ہونے پائے اور ائمہ کے اختلاف کے چکر سے بھی نکل آئے۔

۲۷۶: بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمٍ

قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

۱۷۶۲: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا: "جمعہ کی رات کو راتوں میں سے قیام کے لئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں جمعہ کے دن کو روزوں کیلئے خاص کرو مگر یہ کہ جمعہ کا دن ان دنوں میں آجائے جس میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہے"۔ (مسلم)

الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ

۱۷۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مستلم فی الصیام' باب کراهة صیام یوم الجمعة مفردا۔

**اللَّحَائِش:** بقیام: قیام شری مراد ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔ الا ان يكون فی صوم بوصومه احدکم: مگر یہ کہ جمعہ کا اسکے عادی روزوں کے ایام میں آجائے یا نذر کے روزوں میں آجائے مثلاً جس نے ایک دن روزہ ایک دن انظار کی عادت بنالی ہو یا عاشورہ کے روزے رکھے یا اسی طرح ایام بیض کے روزے ہوں۔

۱۷۶۳: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا: "ہرگز کوئی آدمی تم میں سے جمعہ کے دن (خاص کر کے) روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا ایک بعد کا اس کے ساتھ ملا لے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۶۳: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم' باب صوم یوم الجمعة و مسلم فی الصیام' باب کراهة صیام یوم الجمعة مفردا۔

**اللَّحَائِش:** الا یوما قبله او بعده: مگر یہ کہ ایک دن اس سے پہلے یا بعد کا روزہ رکھے اور وہ جمعرات اور ہفتہ ہوں۔

۱۷۶۴: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ

۱۷۶۴: محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْهَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصوم، باب صوم یوم الجمعة و مسلم فی الصیام، با کراهة یوم الجمعة منفرداً

**اللتخانی:** محمد بن عباد: یہ درمیان درجے کے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ بنی مخزوم میں سے ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں۔ صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ صوم یوم الجمعة صرف جمع کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا۔

۱۷۶۵: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ قَالَ: «أَصُمْتِ أُمْسِ؟» قَالَتْ لَا قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي عِدًّا؟» قَالَتْ لَا - قَالَ: «فَاطِرِي» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۷۶۵: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میں روزے سے تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: 'روزہ افطار کر لو'۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی اصولوم، باب صوم یوم الجمعة.

**اللتخانی:** امس: کل گزشتہ۔ عدا: کل آئندہ۔

**ہواشد:** (۱) جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے۔ علماء نے اس ممانعت کی کئی وجوہات بیان فرمائیں ہیں ان میں سب سے واضح تر یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے لئے کیونکہ انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنی طرف سے خاص کر رکھا تھا تاکہ مسلمانوں کا طریق عبادت ان دونوں دنوں سے زیادہ عزت والے دن کے متعلق بالکل الگ تھلگ رہے۔ یہ ممانعت تحریمی نہیں بلکہ ممانعت کراہت ہی کے لئے ہوگی کیونکہ حرمت کی وجہ کوئی بھی پائی نہیں جاتی جیسا کہ عید الاضحیٰ کے روزہ میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے۔ (۲) دونوں حالتوں میں جمعہ کے دن کی کراہت نہ رہے گی مثلاً نذر وغیرہ کے روزوں میں جمعہ کے دن کا روزہ آگیا یا عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں اس کا روزہ آگیا۔ (۳) ایک دن قبل جمعرات کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے یا ایک دن بعد ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے۔ (۴) جس نے اکیلا جمعہ کا روزہ شروع کیا اس کو افطار کر لینا مستحب ہے۔

۲۷۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ بَيْنَهُمَا

۱۷۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**کتابت:** روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ کھائے پئے

۱۷۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلل) کے روزے سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الصوم، باب الوصال و باب التکلیل لمن اکثر من الوصال و مسلم فی الصیام، باب النهی

عن الوصال فی الصوم۔

۱۷۶۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔“ بخاری و مسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

۱۷۶۷: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تَوَاصِلٌ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الصوم، باب الوصال و مسلم فی الصوم، باب النهی عن الوصال فی الصوم۔

**الْحَنَائِزُ:** انک تواصل: آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ یہ حکمت کے متعلق سوال ہے کہ ہمیں ممانعت فرمائی اور آپ ﷺ خود ملا کر روزہ رکھتے ہیں اور ہم تو آپ ﷺ کی اتباع سے مامور ہیں۔ لست مثلکم: مکلف ہوئے اور طاقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں۔ انی اطعم و اسقی: مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس قوت سے کنایہ ہے جو کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ وہ قوت عنایت فرمادیے ہیں۔ گویا میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) روزے میں وصال امت کے لئے جمہور کے نزدیک حرام ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو تکلیفی سلسلہ میں وہ خصوصیات حاصل ہیں جن کی بناء پر بعض اوقات آپ ﷺ پر کچھ چیزیں واجب ہوتی ہیں اور امت پر وہ واجب نہیں اور آپ ﷺ کے لئے کچھ ایسی چیزیں جائز ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں اور آپ ﷺ پر بعض چیزیں حرام ہیں مگر امت کے لئے وہ مباح ہیں یہ آپ ﷺ کے اتلاء و شرف میں اضافہ کے لئے ہے۔ ان خصوصیات میں آپ ﷺ کی اقتداء درست نہیں۔ (۳) ملا کر مسلسل روزے رکھنا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کو قوت و صبر اور برداشت کا وہ ملکہ عنایت کیا گیا جو دوسروں کو نہ ملا۔

### بَابُ: قَبْرِ بِرْمِثْنَةَ كِي حَرَمَت

۱۷۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کا انکارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔“ (مسلم)

### بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرِ

۱۷۶۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى حُمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلَصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم فی الحنائز، باب النهی عن الجلوس على القبره والصلوة اليه۔

**الْحَنَائِزُ:** فتخلص: پہنچ جائے یا اس کی گرمی پہنچ جائے۔ خیر لہ: نقصان میں ان کی نسبت کم ہے۔

**فوائد:** (۱) قبر پر بیٹھنا حرام ہے جیسا حدیث ۱۷۵۹ کی شرح میں گزر۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کراہیت کو ترجیح دی یہ اور ممانعت والی شدید وعید کو اس بیٹھنے پر محمول کیا جو پیشاب کرنے یا پاخانہ کے لئے ہو اور وہ بالا جماع حرام ہے (۲) مردوں کی قبور کا احترام کرنا چاہئے اور ان کی توہین نہ کرنی چاہئے اور ان پر بیٹھنا چاہئے جس طرح کہ ان کی تعظیم میں بھی ان پر تمیز کر کے چونا گچ لگا کر درست نہیں جیسا اگلے باب میں ہے۔

۲۴۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَحْصِيسِ

بَابُ: قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان

الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷۶۹: عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُحْصَصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقَعَّدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُنَى عَلَيْهِ رِوَاةُ مُسْلِمٍ۔

۱۷۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الحناظر: باب النهی عن تحصیص القبور والبناء علیہ۔

اللَّحَائِثُ: تحصیص: چونا کرنا۔ یعنی علیہ: قبر پر قبو وغیرہ بنانا۔

قوائد: (۱) قبر کو چونا گچ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلا فائدہ مال کو ضائع کرنا اور اتراسراف کی حد تک پہنچ جائے تو یہ حرام ہے۔ مثلاً ملح اور زینت کرنا آج کل مزارات اولیاء اس کا نمونہ نہیں۔ (۲) قبر پر تعمیر اس لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم کا اشتباہ اور ضیاع مال ہے (۳) قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے پہلے باب میں یہ گزرا۔

۲۵۰: بَابُ تَغْلِیْظِ تَحْرِیْمِ اِبَاقِ

بَابُ: غلام کے اپنے آقا سے بھاگ

الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

جانے میں شدت حرمت

۱۷۷۰: عَنْ جَبْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّمَا عَبْدٌ أَبَقَ فَقَدْ بَرَّتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رِوَاةُ مُسْلِمٍ۔

۱۷۷۰: حضرت جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان: باب تسمیة العبد الابق کافراً

اللَّحَائِثُ: عبد: غلام مملوک۔ ابق: مالک کی خدمت سے بھاگ گیا۔ برئت منه الذمۃ: اسلام کی ذمہ داری سے وہ نکل گیا۔

۱۷۷۱: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ" رِوَاةُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ: "فَقَدْ كَفَرَ"۔  
۱۷۷۱: حضرت جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی" ایک روایت میں ہے کہ "اس نے گویا کفر کیا"۔

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان: باب تسمیة العبد الابق کافراً

اللَّحَائِثُ: لم تقبل له صلاة: اس کی نماز مقبول نہیں اس پر ثواب نہ ملے گا۔ فقد كفر: اس آقا کی ناشکری کی اور اس کا حق ادا نہ کیا یا اسلام کی نعمت کی ناشکری کی اگر اس نے فرار ہونے کو حلال سمجھ کر کیا۔

قوائد: (۱) غلام کا بھاگنا حرام ہے کیونکہ اس میں وعدے کو توڑنا اور احسان کا انکار ہے اور چونکہ غلام نہیں اس لئے یہ سلسلہ نہیں (۲) جو خدمت وغیرہ کے عمل کو اپنے اور پر لازم کر لے تو اس کی اپنی ذمہ داری کی وفا کرنی ضروری ہے۔ (۳) احسان کے بدلے احسان پر آمادہ کیا گیا۔

## بَابُ: حدود میں سفارش کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آئی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (النور: ۲)

حل الایات: ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں پختگی اختیار کی جائے اس کے احکامات کو پورا کرنے میں خوب ہمت و کوشش سے کام لیا جائے۔

۱۷۷۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخدومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟“ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: ”بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپ نے فرمایا: ”کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟“ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۲۵۱: بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [النور: ۲]

۱۷۷۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمَهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْدُومَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ: "فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ" فَقَالَ: "اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ" فَقَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِنَلِكِ الْمَرْأَةِ فَقَطَعَتْ يَدَهَا.

تخریج: رواه البخاری فی اواخر کتاب الانبیاء و رواه ایضاً فی الحدود باب کراهة الشفاعة فی الحد و مسلم فی کتاب الحدود باب قطع السارق و الشریف

اللحائض: اہمہم: ان کو فکر میں مبتلا کر دیا۔ المنخرومہ: یہ بنی مخزوم کی طرف نسبت ہے یہ قریش قبیلہ کی ایک شاخ ہے اس عورت نے غزوہ فتح کے موقع پر ایک چادر اور کچھ زیور چرائے تھے۔ یجتوی: جسارت کرنا۔ حب: محبوب۔ حد: شرع میں مقررہ سزا۔ فاخطب: خطبہ دیا جس طرح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔ الشریف: بلند مرتبہ والا۔ الضعیف: کمزور۔ فتلون: غیظ و غضب سے

چہرہ سرخ ہو گیا۔

**فوائد:** (۱) جب حد کا معاملہ محتاج عدالت تک پہنچ جائے تو سفارش ممنوع ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ آدمی لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشہور و معروف ہو اس کی مطلقاً شفاعت نہیں خواہ امام تک بات پہنچے یا نہ پہنچے۔ (۲) چوری کی حد میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اسی طرح دوسری حدود میں۔ (۳) قوم میں خواہ کسی کا کتنا مرتبہ و مقام ہو مگر حد قائم کرنے کی صورت میں اس سے کسی رعایت و محبت کا معاملہ نہ ہوگا بشرطیکہ حد لازم ہو جائے۔ (۴) حدود میں سفارش قبول نہ کی جائے گی اور نہ تخفیف میں میانہ روی ہوگی۔ مقرر شدہ حدود تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ تبدیل کوئی کر سکتا ہے۔ (۵) گزشتہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۶) حدیث میں حضرت اسامہؓ کا حضور ﷺ کی نگاہ میں مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

**بَابُ: لُؤْغُوں كے راستے اور سائے**

اور پانی وغیرہ کے مقامات پر

پاخانہ کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۸۵)

۱۷۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ایک راستے میں پاخانہ کرنا، دوسرا سایہ میں پاخانہ کرنا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب النہی عن تخلی فی الطریق۔

**الذَّخَائِرُ:** اتقوا اللعنین: یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ بتخلی: پاخانہ کرے۔

**فوائد:** (۱) جمہور نے نبی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبار میں ہے۔ (۲) سایہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جو بازی، غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیشاپ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے وہ پ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نفاذ کا بہت لحاظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پران کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

**بَابُ: کھڑے پانی میں پیشاپ**

وغیرہ کرنے کی ممانعت

**۳۴۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي**

**طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ**

**وَنَحْوِهَا**

**قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الاحزاب: ۸۵]**

۱۷۷۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”اتَّقُوا اللَّاعِنِينَ“ قَالُوا: ”وَمَا اللَّاعِنَان؟“ قَالَ: ”الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب النہی عن تخلی فی الطریق۔

**الذَّخَائِرُ:** اتقوا اللعنین: یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ بتخلی: پاخانہ کرے۔

**فوائد:** (۱) جمہور نے نبی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبار میں ہے۔ (۲) سایہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جو بازی، غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیشاپ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے وہ پ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نفاذ کا بہت لحاظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پران کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

**۳۵۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ**

**فِي الْمَاءِ الرَّائِكِدِ**



۱۷۷۴: عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۷۷۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارة، باب عن البول فی الماء الداكد۔

اللُّغَاثُ: الداكد: نہ چلنے والا پانی۔

حوادث: (۱) کھڑے پانی میں خواہ کثیر ہی ہو پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ممانعت اس وقت تو تیز ہی ہے جبکہ پانی اس کی ملکیت ہو یا اس کیلئے مباح ہو۔ جب پانی بہنے والا یا کسی دوسرے کی ملکیت ہو تو حرام ہے اور پاخانہ کی کراہت غلیظ شدید ہونے کی وجہ سے زیادہ ہے۔

۲۵۴: بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ

بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ

بَعْضُ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهَبَةِ  
۱۷۷۵: عَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَكَلَّ وَكَدَكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا؟ فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : فَارْجِعْهُ ، وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كَمَا لَمْ يَكُنْ لَكَ؟ قَالَ : نَعَمْ ، فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : فَارْجِعْهُ ، وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : يَا بَشِيرُ الْكَ وَكَدَ سَوَى هَذَا؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : أَكَلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هَذَا؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : فَلَا تُشْهِدُنِي إِذَا قَاتَيْتَ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ ، وَفِي رِوَايَةٍ : لَا تُشْهِدُنِي عَلَى جَوْرِ ، وَفِي رِوَايَةٍ : أَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي ، ثُمَّ قَالَ : أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ بَلَى ، قَالَ : فَلَا إِذَا مَتَّفَقَ عَلَيْهِ۔  
۱۷۷۵: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا؟“ تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سے واپس لے لو“ اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تو نے ایسا سارے لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو“۔ میرے والد لوٹ آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور لڑکے بھی ہیں؟“ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا سب کو تو نے اس جیسا غلام دیا؟“ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بناؤ“ اور ایک روایت میں ہے کہ ”مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ میرے علاوہ اور کسی کو گواہ بناؤ“۔ پھر فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیرے ساتھ احسان میں سب برابر ہوں؟“ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا ”پھر ایسا مت کرو“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الہبۃ، باب الہبۃ للولد و باب الاشہاد فی الہبۃ و مسلم فی کتاب النہای، باب

کراهة تفصیل بعض الاولاد فی الہیة۔

اللَّحَائِثُ: انی نحلّت: میں خاص کر کے دیا۔ فارجمعہ: اس کو واپس کر دو۔ جور: ظلم۔

قواند: (۱) تمام معاملات میں اسلام اور اسکے علماء کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی حال تھا جب ان کو کسی معاملے میں اشکال پیدا ہوتا یا کسی چیز کو کرنا چاہتے۔ (۲) والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی رعایت میں انصاف سے کام لیں خواہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور بعض اولاد کو بعض پر فضیلت نہ دیں کیونکہ اس سے ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو خاندانوں کی جڑوں کو اکھیڑ دیتی ہیں۔

بَابُ: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ

نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس

دن تک سوگ کرے

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا: "اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن"۔ پھر میں زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: "خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۲۵۵: بَابُ تَحْرِيمِ اِحْدَادِ الْمَرَاةِ

عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلَى

رَوْحِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ اَيَّامٍ

۱۷۷۶: عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوَفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سَفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِهِ، فَذَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضِهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَيِّتِ: لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوَمِّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدِّثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلَى زَوْجِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا" قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ تُوَفِّيَ أَخُوَهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمَيِّتِ: "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوَمِّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدِّثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلَى زَوْجِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب المرأة علی زوجها، وفي کتاب الطلاق، باب تحد المرأة علی زوجها

اربعۃ اشھر و عشر او رواہ مسلم فی کتاب الطلاق' باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاہ۔

**اللَّعْنَاتُ** : ام حبیبہ: ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان صحیح بن حرب امویہ ہیں۔ تراجم دیکھیں۔ خلوق: خوشبو میں جوان کی عادت تھی۔ تحیدہ: یہ احدث المرآة علی زوجها تحد و تحید سے موخوذ ہے جب وہ اپنے خاوند پر غم کرے اور غم کے کپڑے پہنے اور زینت کو چھوڑے۔ فوق ثلاث: تین رات سے زائد۔

**ہو اشد**: (۱) عورت کو خاوند کے علاوہ دوسرے کسی بھی رشتہ دار پر تین دن سے زیادہ صدمہ کرنے کی اجازت نہیں۔ (۲) عدت کے ایام میں عورت کو خاوند پر غم کرنا واجب ہے اور وہ چار ماہ دس دن رات ہیں۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے تاکہ رحم کی صفائی کا یقین ہو جائے اور عورت پر تہمت اور بدگمانی پیدا نہ ہو۔ (۴) شریعت نے عظیم خاوند کے حق کو بیوی پر اس کی وفات کے بعد بھی تسلیم کیا اور اسلام میں بیوی اور خاوند کے مضبوط تعلق کی اہمیت کو واضح کیا۔

**کتابت**: شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا، قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت

مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کرے

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ: ”کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو“۔ (بخاری و مسلم)

۲۵۶: **بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلْقَى الرَّكْبَانَ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْحِطْبَةِ عَلَى حِطْبَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يَرُدَّ**

۱۷۷۷: عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ بَادِيًا وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ۔

**تخریج**: رواہ البخاری فی کتاب البیوع' باب لا یشتري حاضر لباد بالسمرة و مسلم فی البیوع باب تحريم بيع الحاضر للبادی۔

**اللَّعْنَاتُ** : الحاضر: شہر یا قصبہ میں مقیم۔ البادی: جنگل میں قیام پر۔ ان بیع لباد: کوئی دیہاتی ضرورت والا سامان لے کر شہر آئے تاکہ اس کو اسی دن کے بھاؤ سے فروخت کرے تو شہری تاجر اس کو کہے یہ میرے پاس چھوڑ دو میں اس کو تیرے لئے تدریجاً بیچ دوں گا۔ تو یہ حرکت حرام ہے کیونکہ اس میں اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر بدوی ایسا سامان لایا جس کی عام ضرورت نہیں پڑتی یا ضرورت تو پڑتی ہے مگر وہ چیز عام ملتی ہے اور وہ اس کو تدریجاً بیچنا چاہتا ہے تو شہری تاجر نے کہا میں تدریجاً فروخت کا ذمہ دار ہوں یا اس کو کہا موجودہ بھاؤ پر فروخت کرنے کے لئے تم مجھے وکیل بنا کر اختیار دے دو تو یہ بیع حرام نہیں۔

**ہو اشد**: (۱) شہری کی دیہاتی کے لئے بیع کرنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں بھاؤ کا دھوکا ہے۔ اسی طرح اگر شہری سامان لایا اور دیہاتی نے اس کو اسی طرح لے لیا تو پھر حکم اسی طرح ہے۔ (۲) حدیث میں ممانعت حرمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

۱۷۷۸: وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَتَلَقُوا السَّلْعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى الْإِسْوَاقِ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے“۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب النهی عن تلقی الركبان و مسلم فی البیوع، باب نحریم تلقی الحلب۔  
**اللَّحَائِشُ:** السلع: فروخت کے لئے لایا جانے والا سامان یہاں تک کہ اس کو بازار میں لایا جائے۔ حتیٰ یمہبط بہا الی الاسواق: وہ سامان بازار میں آ کر بھاؤ معلوم ہو۔

**فوائد:** (۱) آگے جا کر ملنا حرام ہے اور حرمت کی شرط یہ ہے کہ آگے جا کر ملنے کی ممانعت بھی موجود ہو اور لانے والے کی طرف سے مطالبہ کے بغیر ہی آگے جانے والا خریدے اور شہر میں اس کے آنے اور بھاؤ کا معلوم کرنے سے پہلے ہی خرید لے خواہ اس نے آگے مل کر خریدنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ جیسا کہ شکار کرنے نکلا اور قافلہ سے خرید لیا۔ (۲) حرمت میں حکمت یہ ہے کہ سامان والے کو نقصان پہنچانا اور دھوکا لازم آتا ہے جو کہ دونوں ممنوع ہیں۔

۱۷۷۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: "لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۷۹: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے"۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا "سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ "وہ اس کا دلال نہ بنے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب بیع حاضر لبیاد بغیر اجر، وفی الاجارة، باب اجر التسمرة و مسلم فی البیوع، باب نحریم بیع الحاضر للبیاد۔

**اللَّحَائِشُ:** دلال: خرید و فروخت کرنے والا۔  
**فوائد:** (۱) اس میں بھی قافلے کو آگے جا کر سودا کرنے شہری کی دیہاتی کے لئے خریداری کی حرمت ذکر کی گئی کیونکہ اس میں پہلی صورت میں قافلے والوں کو نقصان اور دوسری صورت میں لوگوں کو نقصان ہے اور اس کا بیان گزرا۔

۱۷۸۰: وَعَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَتَّجِسُوا وَلَا يَبِيعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُكْفَأَ مَا فِي إِيَّانِهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّلْقِي وَأَنْ يَتَّاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالنَّصْرِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا "کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے" دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے اور منگنی پر منگنی کا پیغام دینے سے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تاکہ جو اس کے برتن میں ہے وہ اپنے برتن میں پلٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے قافلے کو آگے جا کر ملنے شہری کو دیہاتی کے لئے خریدنے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کوئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب هل یبیع حاضر لبیاد فی ابواب متفرقة غیرہ و مسلم فی البیوع، نحریم بیع

الرجل علی بیع اخیہ۔

**اللِّعَانَاتُ**: لانا جشوا اصل میں تننا جشوا تخفیف کے لئے ایک تاء کو حذف کر دیا۔ النجش: دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے سامان کی قیمت بڑھانا خود خریدنا مقصود نہ ہو۔ لکففاء: تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ انڈیل لے۔ یہ اس کے ساتھ نکاح کے ساتھ کتا یہ ہے یا اس کو وہ خرچہ اور عمدہ رہائش میسر ہو جائے جو اس مطلقہ کو حاصل ہے۔ التلقی: قافلہ کو آگے جا کر ملانا۔ بیئنا ع المہاجر شہری للعرابی: دیہاتی جو فروخت کے لئے اپنا سامان شہر لا رہا ہو۔ ان یستام: بیع کی قیمت میں اضافہ کرے اس کے بعد رضامندی ہو چکی اور اس کی قیمت پر اتفاق ہو چکا۔ التصویۃ: دودھ والے جانور کا دودھ کئی ٹائم چھوڑنا تاکہ دودھ تھنوں میں زیادہ جمع ہو جائے اور مشتری اس کا دودھ زیادہ خیال کر کے رغبت سے خرید لے۔

**ہو اند:** (۱) بیع کی ان مذکورہ صورتوں میں سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ ان میں ایذا دھوکا اور نقصان دہی ہے۔ (۲) ہر ایسی صورت بیع سے منع کیا جس میں لوگوں کو تنگی اور نقصان دہی پائی جائے۔ (۳) اسلام نے ایسی چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا جس سے خاندان مخالفت اور اختلاف پیدا ہوتا ہے دل کینے اور برائی سے بھر جاتے ہیں۔

۱۷۸۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ،  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ  
 عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ  
 آخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ  
 مُسْلِمٍ"۔  
 ۱۷۸۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے  
 سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا  
 پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے"۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم  
 کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع فی 'باب لا یبیع حاضر لبادیا سمسرة' وفی ابواب متفرقة غیرہ 'وفی النکاح' باب  
 لا یخطب علی خطبۃ اخیہ ومسلم فی البیوع 'باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ۔

**اللِّعَانَاتُ**: عی خطبۃ اخیہ: منگنی کرنا۔ خطبہ: بات اور کلام آخر سے مراد عہد و حرمت والے بھائی پس مسلمان و ذمی دونوں کو شامل  
 ہے۔ غالب استعمال کے طور پر اخ کا لفظ کہا گیا کیونکہ اس نے جلد اتباع اور بات ماننے میں دعویٰ کیا۔

**ہو اند:** (۱) بیع علی البیع کی ممانعت کی گئی جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی۔ (۲) منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت کی گئی اس کی صورت  
 یہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجے اور وہ قبول کر لے دونوں کا نکاح پر اتفاق ہو جائے اور باہمی رضامندی ہو جائیں یا  
 رضامندی کی علامات ظاہر ہو جائیں اور صرف عقد نکاح باقی رہ جائے۔ پھر یہ دوسرا آئے اور اس تمام حالت کو جانتے ہوئے منگنی کا پیغام  
 دے یہ حرام ہے اس لئے کہ اس میں تکلیف دینا انقطاع پیدا کرنا لازم آتا ہے۔ اسلئے حدیث میں منگنی پر منگنی کی اباحت کو منگنیتر اول کو  
 چھوڑ دینے یا دوسرے منگنیتر کے اجازت دینے پر مشروط فرمایا گیا۔ چھوڑنے کے مفہوم اور اجازت میں ہر ایسی صورت شامل ہے جس سے  
 وہ معرض شمار ہو مثلاً زمانہ طویل گزر گیا یا اتنا زمانہ غائب ہو گیا جس سے نقصان ہو رہا ہے۔ یا لڑکی والوں نے قبولیت سے رجوع کر لیا۔  
 (۳) کسی عورت کی منگنی کے پیغام کو قبول کرنا بھی حرام ہے جبکہ دوسری عورت کی منگنی کا سلسلہ اس کو معلوم ہو دونوں میں یکساں حکم ہے۔

۱۷۸۲: وَعَنْ عُقَيْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ أَخُو  
 الْمُؤْمِنِ" ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ  
 ۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن مؤمن کا بھائی ہے کسی مؤمن کے لئے  
 حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ طلال

أَحِبُّهُ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَحِبِّهِ حَتَّى يَذَرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
ہے کہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النکاح: باب تحریم الخطبة علی خطبة احبہ۔

فوائد: (۱) پہلی حدیث کے فوائد کہ منگنی اور بیع پر بیع حرام ہے۔ (۲) اسلام مسلمانوں میں باہمی الفت کا بہت خواہاں ہے۔ ان تفرقہ کو ناپسند کرتا اور دوسروں کی عزت کا نگہبان ہے۔

۳۵۷: بَابُ النَّهْيِ عَنِ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوهِهٖ الَّتِي اَذِنَ الشَّرْعُ فِيهَا  
بَابُ: شَرِيعَتِ نِي جِن مَقَامَاتِ پَر مَال خَرِجِ كَرْنِي كِي  
اِجَازَتِ دِي اِن كِي عِلَاوَه مَقَامَاتِ پَر خَرِجِ كَر كِي مَال كُو ضَالِعِ  
كَرْنِي كِي مِمَانَعَتِ

۱۷۸۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا، فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةُ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ۔  
۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تم ای ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف و تفرقہ نہ ڈالو اور وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں: (۱) بے سود بحث و تکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے پڑھی۔

تخریج: اس حدیث کی روایت تخریج باب تحریم الحقوق رقم ۳۴۲ میں پڑھی۔

اللِّغَابَاتِ: وَ اِن تَعْتَصِمُوا: مَضْبُوطِي سِي تَهَام لُو۔ بِحَبْلِ اللّٰهِ: دِي نِ اُور جَمَاعَتِ كُو مَضْبُوطِي سِي تَهَامْنِي سِي كِنَايَه۔ قِيلَ وَ قَالَ: غَيْرِ مَفِيدِ كَلَام۔ كَثْرَةُ السُّؤَالِ: جَهَّزْ لِي اُور ضِد كِي طُور پَر غَيْرِ ضُرُورِي سِوَال۔ اِضَاعَةُ الْمَالِ: حِرَامِ رَاسْتُوں مِيں مَال كَا اِثْرَانَا كِيونكہ اللہ تعالیٰ نے مال کو نذر اوقات کے انتظام کا ذریعہ بنایا اور زندگی کی بقا کا سبب بنایا ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی مخالفت عبادت پر آمادہ کیا گیا جس میں کسی غیر کی ذرہ بھر شرکت نہ ہو اور دین کے احکامات کو مضبوطی سے تھامنے اور مسلمانوں کی وحدت کو باقی رکھنے پر برا بھانتہ کیا گیا۔ (۲) غیر مفید اور ایسی کلام کو ترک کرنے کا حکم دیا اور بہت زیادہ سوال جن کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ (۳) مال کو غیر مشروع طریق میں خرچ کرنے اور فضول بکھیرنے سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔

۱۷۸۴: وَعَنْ وَرَادٍ كَتَابِ الْمُعَيَّرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِي كِتَابِ اِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ  
۱۷۸۴: حضرت وراذ جو مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے

آخر میں فرمایا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..... ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا“ اوزیہ بھی لکھا کہ ”رسول اللہ ﷺ قیل وقال، کثرت سوال ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے“۔ (بخاری و مسلم) تشریح گزر چکی۔

تخریج: برواہ البخاری فی الرفاق باب ما یکرہ من قیل وقال ومسلم افضیة باب النهی کثرة المسائل۔

اللَّعْنَاتُ: دبر: بعد بیچھے۔ ذالجد: حصہ اور غنی والا۔ عقوق الامہات: ان سے ایسا سلوک کیا جائے جس سے ان کو تکلیف ہو خواہ وہ کلام ہو یا فعل۔ واد البنات: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں فقر و عمار کی وجہ سے اس طرح کرتے تھے۔ ومنع: واجبات کی ادائیگی سے روکنا۔ وھات: جس چیز کا استحقاق نہ ہو اس کا مطالبہ کرنا یا سوال میں اصرار کرنا۔

قوائد: (۱) تدوین حدیث کا سلسلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہے۔ (۲) والدین کی نافرمانی سے منع کیا گیا۔ ماؤں کو خاص کرنے کی وجہ ان کی کمزوری اور حاجت مندی ہے اور عام طور پر نافرمانی انہی کی کی جاتی ہے۔ (۳) واجبات کی ادائیگی سے باز رہنے کی ممانعت کی گئی۔ حقوق اور غیر حقوق کے سوال میں اصرار کرنے سے روکا گیا۔

نَبَاتٌ: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ

کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً

اور

ننگی تلوار لہرانے کی ممانعت

۱۷۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے“۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ اس کا وہ

۳۵۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى

مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سِوَاءَ كَأَنَّ

جَادًّا أَوْ مَزَاحًا وَالنَّهْيِ عَنِ تَعَاطِي

السِّيفِ مَسْلُورًا

۱۷۸۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا يُبَشِّرُ أَحَدَكُمْ إِلَى آخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ”وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ”مَنْ أَشَارَ إِلَى آخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَنْزِعَ وَإِنْ كَانَ

ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یَنْزِعُ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ نیز یَنْزِعُ عین معجمہ اس کے فتح کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے، عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور عین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ ”نَزَعَ“ کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، قَوْلُهُ ﷺ: "يَنْزِعُ" ضَبَطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّيِّ وَالْقَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهْمَلَةِ يَوْمِي، وَبِالْمُعْجَمَةِ أَيْضًا يَوْمِي وَيَفْسِدُ وَأَصْلُ النَّزْعِ: الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ.

**تخریج:** زرواہ البخاری فی کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا و مسلم وی کتاب البر، باب انہی الاشارة بالسلاح الی مسلم۔

**اللِّغَاةُ:** الی اخیه: مسلمان بھائی مراد ہے اور ذی بھی اسی حکم میں ہے۔ اس کو معاہدہ کی جہ سے ڈرانا اور دھمکانا حرام ہے۔ بالسلاح: جس چیز سے میدان جنگ میں لڑائی کی جائے اور نہ اذیت کی جائے۔ فیقع: وہ سونٹا ہوا ہتھیار گر پڑے۔ **فوائد:** (۱) اسلام نے انسان کی سلامتی بہت زیادہ حرص و خواہش کی ہے اور اسکی عظمت کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ (۲) مسلمان کو مذاق و وقار سے ڈرانا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ڈرانا حرام ہے۔ ممکن ہے ہتھیار اس سے سہقت کر جائے۔ اس حدیث کی تطبیق موجودہ حالات میں خود سمجھ آ رہی ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار چلانے کے خطرات ہی نہیں بلکہ کثرت سے واقعات شب و روزہ مشاہدہ میں آرہے ہیں۔

۱۷۸۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولاً، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. ۱۷۸۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سنانی ہوئی (نگلی) پکڑائی جائے۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** زرواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب النهی ان يتعاطى السيف مسلولا و الترمذی فی ابواب الفتن، باب النهی عن تعاطى السيف مسلولا۔

**اللِّغَاةُ:** يتعاطى: لینا۔ مسلولا: نیام سے باہر سوتی ہوئی۔ **فوائد:** (۱) سوتی ہوئی تلوار پکڑنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ لینے والا بعض اوقات لینے میں غلطی کرتا ہے جس سے اس کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور نساہد پر پابو جاتا ہے۔ (۲) چاقو کا بھی تلوار والا حکم ہے۔ اس کو کھول نہ پھینکے اور دینا اس طریقہ سے چاہئے کہ تیز دھار پھل کو پچھلی جانب سے ہاتھ میں تھام کر دے اور دستہ جد کو پکڑ دانا ہو اس کی طرف رکھے تاکہ وہ دستے کو تھام لے۔

**بَابُ:** مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے

نکلنے کی کراہت مگر

۲۵۹: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ

الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا لِعُدْوٍ



## حَتَّىٰ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

۱۷۸۷: عَنْ أَبِي الشَّعْبَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْسِي فَاتَبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصْرَةً حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَطَىٰ أَبَا الْقَاسِمِ ۖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

## عذر کی وجہ سے جائز ہے

۱۷۸۷: حضرت ابی شعبا کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد اذا اذن مؤذن۔

اللَّحَائِشُ: قُعُودًا: جمع قاعده بیٹھے والا۔ فاتبعہ ابو ہریرہ بصرہ ابو ہریرہ کی نگاہ نے اس کا بیچھا کیا تاکہ اس کا مقصد دیکھیں۔  
فوائد: (۱) مسجد کو اذان ہو جانے کے بعد فرضی نماز کے ادا کرنے سے پہلے بلا عذر نکلنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ممانعت فرمائی اس کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

## ۳۶. بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ

## لِغَيْرِ عُدْرٍ!

۱۷۸۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْسَلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

## بَابُ: بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد

## کرنے کی کراہت

۱۷۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے، عمدہ خوشبو والی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم کتاب الالفاظ، باب استعمال لیسک و انه اظیب الطیب و کراهة رد الریحان و الطیب۔

اللَّحَائِشُ: ریحان: خوشبودار نباتات اور طیب بھی اس کی طرح ہے۔ المحمل: اٹھائی۔

۱۷۸۹: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الہیبة، باب ما لا یرد من الہدیة۔

فوائد: (۱) خوشبو کا عطیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کے اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں اور قبول کرنے میں کوئی احسان نہیں۔ (۲) خوشبو کا استعمال مستحب ہے اور دوستوں کا اس پر پیش کرنا بھی مستحب ہے۔ اس وقت جبکہ جمع اور جماعت ہو تو استعمال کرنا زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اخلاق و خوشبو کی طرف رغبت میں ظاہر ہوتا ہے اور مسترد نہ کرنے میں۔

## بَابُ: منہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے

## ۳۶۱. بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ

جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو

جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو

اس کے حق میں جائز ہے

۱۷۹۰: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا“ یا ”تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی“۔ (بخاری و مسلم)

الإطراء: تعریف میں مبالغہ۔

فِي الْوَجْهِ لِمَنْ حَيْفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ  
مِنْ أَعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ  
أَمِنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ!

۱۷۹۰: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَبْتَغِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِبُهُ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ: "أَهْلِكُكُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَالِإِطْرَاءُ: الْمَبَالِغَةُ فِي الْمَدْحِ.

تخریج: رواه البخاری فی الشهادات' باب ما یکره من الاضطاب فی المدح و فی الادب' باب ما یکره من التمارح و مسلم فی الزهد' باب النهی عن المدح۔

اللِّغْزَانِ: المارحة: ایک قسم کی تعریف۔ قطعتم ظہر الرجل: ہلاکت میں ڈالنے سے کنایہ ہے کیونکہ یہ خود پسندی پر آمادہ کرے گی جو کہ مہلک ہے۔

ہوائند: (۱) ایک قسم کی تعریف کرنے کی ممانعت اور یہ اس کے لئے ہے جس کے غرور میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور خود پسندی کا شکار ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر یہ بات نقصان نہ دے بلکہ فائدہ دے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۷۹۱: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ نے اس کو کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا دعویٰ مت کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۹۱: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَيَحْكُ! قَطَعْتُ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُولُهُ مِرَارًا "إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَهَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَحَسْبِيهِ اللَّهُ، وَلَا يُؤْتَحَى عَلَى اللَّهِ أَحَدٌ"۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج: رواه البخاری فی الشهادات' باب اذا زكى رجل رجلا كفاه و فی الادب' باب ما یکره من التمارح و مسلم فی الزهد' باب النهی عن المدح۔

اللِّغْزَانِ: ويحك: یہ مفعول مطلق ہے۔ یہ کلمہ بطور شفقت کہا اس کے متعلق جو کسی ایسے کام میں مبتلا ہو جس کا مستحق نہ تھا۔ لا محالة: بہر حال۔ احسبه: میرے خیال میں۔ حسیبہ اللہ: ان کا محاسبہ کرے گا جو کچھ اس کی تعریف میں جانتا ہو اس میں جھوٹ نہ

بولے۔ اگر وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہو تو گناہ میں مبتلا ہوگا۔ ولا یزکی: تعریف نہ کرے اور عیوب سے قطعی طور پر اس کی طہارت ب برأت نہ کرے۔

فوائد: (۱) لوگوں کی جھوٹی تعریف اس بات سے نہ کرے جو ان میں نہ ہو۔ اگر ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو تو غالب گمان کے ساتھ تعریف کرے کہ یہ بات میرے گمان میں ان میں پائی جاتی ہے اور اس طرح کہے میرا خیال ہے کیونکہ ان کی حقیقت حال کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن عارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر مدوح شخص ایمان و یقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ”مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا“۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ”تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر گھٹنوں کے نیچے لٹکتے ہیں“۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا

۱۷۹۲: وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَعَدَّ الْمُقَدَّادُ لِحَبَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْتَوِي فِي وَجْهِهِ الْخَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدْحِجِينَ فَاحْطُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنْ يُقَالَ: إِنْ كَانَ الْمَمْدُوحُ عِنْدَهُ كَمَالُ إِيْمَانٍ وَيَقِينٍ، وَرِيَاضَةِ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَقْتَنِبُ وَلَا يَغْتَرُّ بِذَلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ كَرِهَ مَدْحُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ تَنْزَلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلَفَةُ فِي ذَلِكَ - وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ" : أَي مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِذُخُولِهَا - وَفِي الْحَدِيثِ الْآخَرَ: "لَسْتُ مِنْهُمْ" : أَي لَسْتُ مِنَ الَّذِينَ يُسَبَّلُونَ أَرْزَهُمْ خِيَلَاءَ وَقَالَ لِعُمَرَ: "مَا

رَأَى الشَّيْطَانَ سَالِكًا قَبْجًا إِلَّا سَلَّكَ قَبْجًا غَيْرَ قَبْجِكَ وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ -

ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے۔ اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی الزہد باب النهی عن المدح۔

اللُّغَاتُ: عمد: قصد کیا۔ جنا: گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ یحنو: وہ پھینکتا ہے۔ الحصاء: کنکریاں۔

فوائد: (۱) تعریف کرنے والوں کی بت کی طرف کان نہ لگانے چاہئیں اور ان کی تعریف پر ان کو بدلہ نہ دینا چاہئے۔ بعض نے کہا ان کو کنکریاں مارنا اور مٹی پھینکنا بھی جائز ہے۔ (۲) حقیقت میں یہ سر ذرائع کے باب سے ہے تاکہ تعریف جھوٹ اور کمائی کا ذریعہ نہ بن جائے اور مدوح خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو۔

بَابُ: اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے کی

بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ

کراہت (جہاں و باء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے و باء

مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ

ہو وہاں آنے کی کراہت

وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعہ میں ہو۔“ (النساء)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنبَأْنَا تَكُونُوا بِدُرُكِكُمْ

الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشِيدَةٍ﴾

[النساء: ۷۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَلْقُوا

بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔“ (البقرة)

حل الايات: بروج: قلعے۔ مشيدة: مضبوط بلند۔ التهلكة: ہلاکت۔

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن

۱۷۹۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ

إِلَى الشَّامِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْعَ لَقِيَهُ امْرَأَةٌ

الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنِ الْجُرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ -

فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ - قَالَ ابْنُ

عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: أَدْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ

الْأُولَئِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ

أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا - فَقَالَ

بَعْضُهُمْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا تَرَى أَنَّ تَرْجِعَ

خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرع میں

پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔

انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ

پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ مہاجرین اولین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے

مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔

بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ

اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ

اور اصحاب رسول ﷺ ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے

آگے بڑھ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس

سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس دباؤ کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کر لو۔ اس پر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابو عبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قہر زدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصے میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبد الرحمن بن عوف ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں دباؤ کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر دباؤ ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا تَرَىٰ أَنْ تُقَدِّمَهُمْ عَلَىٰ هَذَا الْوُبَاءِ - فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَلَسَّكَوْا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَمَا خَلَفَ لَهُمْ فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ' قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا : تَرَىٰ أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَىٰ هَذَا الْوُبَاءِ ' فَادَىٰ عَمْرُ فِي النَّاسِ : إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَىٰ ظَهْرٍ قَاصِبُحُوا عَلَيْهِ ' فَقَالَ أَبُو عَبِيدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ : إِفْرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عَمْرُ : لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عَبِيدَةَ ' وَكَانَ عَمْرُ يَكْرَهُ خِلَافَةَ ' نَعَمْ نَفَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَىٰ قَدَرِ اللَّهِ ' أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطْتَ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا حَصْبَةٌ وَالْأُخْرَىٰ جَذْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْحَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ ' وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَذْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ؟ قَالَ : فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مَتَعِيًّا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ ' فَقَالَ : إِنْ عِنْدِي مِنْ هَذَا عَلْمًا ' سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ : "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تُقَدِّمُوا عَلَيْهِ ' وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا إِفْرَارًا مِنْهُ" ' فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْصَرَ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

وَالْعُدْوَةُ: وادی کا کہا۔

وَالْعُدْوَةُ: حِجَابِ الْوَادِي۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب، باب ما يذكر فی الطاعون و مسلم فی کتاب السلام، باب الطاعون و الطيرة و الکھانة۔

**الذَّخَائِنُ:** سرخ: حجاج شام کا ایک ٹھہرنے کا مقام ہے مدینہ سے اس کا فاصلہ تیرہ مرحلہ ہے۔ علامہ دامنی یہ بتوک کی بستی ہے شام سے قریب ہے۔ الاخبار: علامہ نووی فرماتے ہیں یہ اہل شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین، اردن، دمشق، حمص، نسرین۔ الوباء: طاعون طاعون وہابی موت ہے موت میں جٹلا کرنے والا مرض ہے پھر اس کا نام طاعون رکھا گیا۔ المهاجرین الاولین جنہوں نے دونوں قبیلوں کی طرف نماز ادا کی۔ لامر: دشمن سے لڑائی۔ سلکو اسبیل المهاجرین: اختلاف والے میں ان کے راستے کو اختیار کیا۔ مهاجرة الفصح: بعض نے کہا وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور اس کے بعد ہجرت کی۔ مصبح علی ظہرہ: سفر کرنے اور لوٹنے والا ہوں۔ خصبة: گھاس اور چراگاہوں والی۔ جدبة: قحط زدہ جس میں چراگاہ نہ ہو۔

۱۷۹۴: وَعَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بَارِضٍ فَلَا  
تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ فِيهَا فَلَا  
تَخْرُجُوا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الطب، باب ما يذكر فی الطاعون و مسلم فی کتاب السلام، باب الطاعون و الطيرة و الکھانة۔

**هو اشد:** (۱) امام المسلمین کو شوری سے عوام کے لئے مشورہ کرنا چاہئے۔ البتہ شوری کی رائے امام پر لازم نہیں۔ (۲) جہاں و بلاء ہو وہاں داخلہ ممنوع ہے اور جہاں ہو وہاں سے بھاگنا مکروہ ہے۔ یہ بات حفظان صحت کے سلسلہ میں معروف ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں کیونکہ اسباب کو اختیار کرنا اور ہلاکت کے مقامات سے دور رہنا توکل علی اللہ کے نتائج میں سے ہے۔ (۳) مرض میں باذن اللہ تعدیہ اور انتشار ثابت ہے بذات خود بیماری میں تعدیہ نہیں ہے۔ (۴) انسان جو کچھ کرتا ہے اور جو کچھ چھوڑتا ہے یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے البتہ انسان اس بات کا مددگار ہے کہ وہ خطرے کے مواقع سے بچتا رہے۔ (۵) قیاس مشروط و جائز ہے۔ (۶) امت کے قائدین اور حکام پر لازم ہے کہ وہ امت کو اس راستے پر چلائیں جس میں امت کی سلامتی ہو اور تفریط میں انکو جتلا نہ کریں یا ہلاکت کی طرف ان کو دھکیلیں۔

بَابُ: جادو کی حرمت میں شدت

۳۶۳: بَابُ التَّغْلِيظِ فِي

(تختی) کا بیان

تَحْرِيمِ السِّحْرِ

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: "سليمان عليه السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔ (البقرة)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ السَّاطِنِينَ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

[البقرة: ۱۰۲] الایة۔

**حل الايات:** وما کفر سليمان: انہوں نے جادو نہیں کیا سحر کو تغلیظ کفر سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ کفر تک پہنچانے والا ہے جبکہ وہ اسکو طلاق سمجھے۔ السحر: اس کا طلاق لطافت اور جمال پر بھی ہوتا ہے۔ یس کہا جاتا ہے طبعیة ساحرة: اور کسی چیز کو اس شکل سے دوسری شکل میں بدلنے پر بھی اس کا طلاق ہوتا ہے اور یہ دیکھنے والے کے دیکھنے کا مطابق ہوتا ہے۔ بعض نے کہا سحر صرف تخیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کی حقیقت تو عادت کے خلاف ہوتی ہے مگر اس کا مقابلہ ممکن ہے۔ سحر کبیرہ گناہ ہے بعض نے کہا کفر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ساحر خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا پس یہ شرک باللہ کی قسم بن گئی۔

۱۷۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّحْنَ الْمَوْبِقَاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالسَّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ الْإِنْسَانُ بِالْحَقِّ، وَأَخْلُ الرِّبَا، وَأَخْلُ مَالِ السَّيِّمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوصایا فی 'باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یا کلون اموال الیتیمی و رواہ فی 'باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر۔

**الذَّخَائِرُ:** الموبقات: ہلاکت میں ڈالنے والی۔ التولی یوم الزحف: میدان جنگ سے بھاگنا۔ قذف المحصنات: پاک و امن پر تہمت زنا۔ الغافلات: بے حیائی سے بے خبر متہم کیا حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔

**فوائد:** (۱) یہ امور اس لئے حرام ہیں کیونکہ یہ ایسے مہلکات سے ہیں جو عذاب کا باعث ہیں اس کا بیان باب اموال الیتیم میں گزرا۔ (۲) جادو کی حرمت میں شدت کا اندازہ تاکید کے لئے اختیار کیا۔

۳۶۴: **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسَافِرَةِ**

**بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا**

**خِيفَ وَقُوَعَهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ**

۱۷۹۶: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ لے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجهاد، باب السفر بالمصحف الی الارض العدو و مسلم فی کتاب الامارۃ، باب النهی ان یسافر بالمصحف الی الارض الکفار۔

**فوائد:** (۱) قرآن مجید کو ساتھ لے کر دشمنوں کے علاقوں کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ جبکہ خدشہ یا غالب گمان ہو کہ قرآن مجید انکے ہاتھوں میں آجائے گا اور یہ اسلئے تاکہ وہ قرآن کی توہین نہ کریں اور اگر امن ہو تو اسکو لے کر سفر کرنا مکروہ ہے۔ احتیاطاً اور سد ذرائع کے طور پر۔

۳۶۵: بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ  
الذَّهَبِ وَاِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْاَكْلِ  
وَالشَّرْبِ وَالطَّهَّارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ

### الْاِسْتِعْمَالِ

۱۷۹۷: عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ  
رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنِيَةِ  
الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُعْرِجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ اَوْ  
يَشْرَبُ فِي اِنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"

بَابُ: کھانے پینے  
اور دیگر استعمالات میں سونے  
اور

### چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص  
چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا  
ہے۔ (بخاری و مسلم)  
مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن  
میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الشربة، باب انیۃ الفضة و مسلم فی کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحريم استعمال و فی  
الذهب و الفضة۔

الذَّخَائِرُ: جو جو: مصباح میں فرمایا کہ فلاں نے پانی حلق میں گھونٹ گھونٹ کر کے مسلسل ڈالا جب کہ وہ پانی مسلسل گھونٹ  
گھونٹ کر کے آواز کے ساتھ حلق میں لے جائے۔ یہ جو جو کا لفظ اس غٹ غٹ کی آواز سے کنایہ ہے مراد اس سے آگ کا اس کے  
پیٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم، سونے  
اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ  
(چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں  
ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۹۸: وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :  
اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ ، وَالذِّيَابِجِ  
وَالشَّرْبِ فِي اِنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ :  
"مَنْ لَهِمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ"  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری اور مسلم کی روایت  
میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم  
موٹے ریشم کو مت پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو  
اور نہ اس کے پیالوں میں کھاؤ۔

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُدَيْفَةَ  
ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا تَلْبَسُوا  
الْحَرِيرَ وَلَا الذِّيَابِجَ وَلَا يَتَّبِعُوا فِي اِنِيَةِ  
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صَحَائِلِهَا"

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاشریۃ، باب الشرب فی انیۃ الفضة و مسلم فی کتاب اللاب و الزینۃ، باب تحريم  
استعمال اناء الذهب۔

الذَّخَائِرُ: الذیابج: ریشم کی ایک قسم ہے بعض نے کہا موٹا ریشم اور بعض نے کہا تانا و بانا جس کپڑے میں ریشم ہو۔ کفار کے  
لئے۔ صحاف: جمع صحفہ کھانے کا برتن جس سے پانچ آدمی سیر ہوں۔



۱۷۹۹: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ الْمَجُوسِ، فَجِئْتُ بِأَفَالُودَجٍ عَلَى إِيَّائِهِمْ فِضَّةً فَلَمْ يَأْكُلْهُ فَقِيلَ لَهُ حَوْلَهُ: فَحَوْلَهُ عَلَى إِيَّائِهِمْ خَلْنَجٌ وَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَهُ زَوَاهُ السَّبِيهِفِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

”الْخَلْنَجُ“: الْجَفْنَةُ.

تخریج: رواه السبهي.

۱۷۹۹: حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انس نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا۔ (بیہقی) صحیح سند کے ساتھ۔

”الْخَلْنَجُ“: الْبَيْلَالُ.

اللَّحَائِجُ: الْفَالُودَجُ: صَلَوَى كِي اِيك قِسم۔ خَلنج: ايك درخت كى لكڑى كا بنا ہوا برتن۔ الجفنة: یہ برتن صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔

فوامند: (۱) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے کے لئے ہو یا پینے کے لئے یا اور کسی استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس میں تکبر اور بڑھائی ہے۔ اسی طرح ان برتنوں کو زینت کے لئے رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ جس کا استعمال حرام ہوا اس کا لینا اور بنانا حرام ہے۔ سونے کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ شدید وعید اس سلسلے میں وارد ہے۔ البتہ علماء نے عورتوں کے لئے سونے چاندی سے تزیین کو مستحب قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے چاندی کی انگٹھی کا استعمال۔ (۲) ریشم کی تمام اقسام حرام ہیں اور ہر وہ کپڑا جس کا اکثر حصہ ریشم ہو مردوں کے لئے استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر اور ایسی نرمی ہے جو مردوں کی بہادری کے خلاف ہے۔ نیز اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ البتہ جو آدمی کسی بیماری کی وجہ سے استعمال کرے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (۳) کفار کے ساتھ کھانے پینے اور لباس میں مشابہت سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۴) باقی اور قائم رہنے والے بدلے کو چھوڑ کر فنا ہونے والے بدلے پر رک جانا کس قدر محرومی ہے۔

بَابُ: مُرَدُّ كُوزِ عَفْرَانَ سَے رَنگَا

ہوا کپڑا پہننے كى حرمت

۱۸۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال و مسلم فی کتاب اللباس، باب انہی عن التزعفر للرجال۔

اللَّحَائِجُ: يَتَزَعْفَرُ: زَعْفَرَانَ سَے کپڑے کو رنگ دے۔ یا جسم پر زعفران ہے زعفران جزی بوٹی ہے۔

۱۸۰۱: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصف (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہننے کا حکم دیا؟ میں نے کہا، کیا میں ان کو دھوؤں؟ فرمایا

۱۸۰۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: "أَمَّاكَ أَمْرَتُكَ بِهَذَا؟" قُلْتُ: "أَعَسَلَهُمَا؟" قَالَ: "بَلْ"

أَحْرِفُهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ: "إِنَّ هَذَا مِنْ بَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 بلکہ جلا دو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج: برواہ مسلم فی کتاب اللباس باب النهی عن لبس الرجل الثوب السعصر۔

اللُّغَاتُ: معصفرین: معصفر سے رنگے ہوئے کپڑے یا معصفر معروف جڑی بوٹی ہے۔

فوائد: (۱) زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے یا معصفر سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے پہننے منع ہیں۔ بعض علماء نے اسی نبی کو تحریم پر محمول کیا اور بعض نے کراہت پر اور نبی کی علت یہ ہے کہ یہ کپڑے عورتوں کے لئے زینت ہیں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت مردوں کو جائز نہیں اور کفار کو ان کے پہننے کی عادت ہے اور کفار سے مشابہت بھی جائز نہیں اور نہ ان کی تقلید۔ (۲) مسلمان کو اپنے امتیازی شرعی لباس میں رہنا چاہئے کفار کی نقل و تقلید سے بچنا چاہئے۔

بَابُ: دن سے رات تک خاموش

۳۶۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ

رہنے کی ممانعت

يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ

۱۸۰۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد تیسری نہیں اور دن سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۸۰۲: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُتَمَّ بَعْدَ اخْتِلَامٍ وَلَا صَمَاتٍ يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

امام خطاب نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا گیا۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ: كَانَ مِنْ نُسْكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصَّمَاتُ فَتُهَوُّ فِي الْإِسْلَامِ عَنْ ذَلِكَ وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيثِ بِالْخَيْرِ۔

تخریج: برواہ ابو داؤد فی الوصایا باب ماجاء منی ینقطع الیتم۔

اللُّغَاتُ: الیتم: یتیم لغت میں اکیلا ہوتا یتیم اصطلاح میں وہ بچہ جس کا والد فوت ہو جائے اور وہ نابالغ ہو۔ اختلام: مرد و عورت کا منی خارج ہونا یا بلوغ بالسن کا بھی یہی مطلب ہے۔ صمات: خاموشی اور کلام سے رکتنا۔ نسک الجاہلیہ: یہ زمانہ جاہلیت کی وہ عبادت ہے کس کو وہ تقرب الہی کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

۱۸۰۳: قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا جس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو نہ نب کہا جاتا تھا۔ اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تو بات کر یہ خاموشی اسلام میں

۱۸۰۳: وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيَّ امْرَأَةً مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْبٌ فَرَأَاهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوا: حَجَّتْ مُضْمَةً - فَقَالَ لَهَا: تَكَلِّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا

يَحِلُّ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمْتُ ، جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - دی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء و الخلق باب ایام الجاهلیة۔

حواشی: (۱) بلوغت سے تیمی اور اس کے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں خاموشی کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ  
اچھی کلام کی جائے مثلاً مہمان سے انس کی باتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حصول علم وغیرہ۔ فحش کلام ہو یا غیبت حرام ہے۔ اس  
سے باز رہنا ضروری ہے۔ (۲) جس خاموشی کی نذر مانی تو اس کو پوری کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ حکم شرع کے مخالف ہے۔

۳۶۸ : بَابُ تَحْرِيمِ اِنْتِسَابِ

بِکَابِتٍ: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت

اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی

الْاِنْسَانِ اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرِ

کی نسبت کرنے کی حرمت

مَوَالِيهِ

۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی نے دوسرے کے باپ  
کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت  
اس پر حرام ہے۔“

۱۸۰۴ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ”مَنْ ادَّعَى اِلَى غَيْرِ  
اَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيهِ فَالْحَنَّةُ عَلَيْهِ  
حَرَامٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی تاب الایمان باب حال ایمان  
رغب عن ابيه۔

اللَّعْنَاتِ: ادعی: جھوٹی نسبت کی۔

۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے  
باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۰۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”لَا تَرُغِبُوا عَنْ اَبَائِكُمْ“ فَمَنْ  
رَغِبَ عَنْ اَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی کتاب الایمان باب حال ایمان  
رغب عن ابيه۔

حواشی: (۱) غیر باپ کی طرف نسبت کفر ہے۔ اگر کرنے والے نے یہ نسبت سمجھ کر کیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس نے اپنے باپ سے فخر  
کیوجہ سے یا غیر کی طرف نسبت کر کے جاہ حاصل کرنے کے لئے کی۔ (۲) اگر اس کو حلال و جائز تو نہیں سمجھتا تھا مگر پھر بھی غیر کی طرف  
نسبت کی تو یہ گناہ کبیرہ اور دخول نار کا سبب اور جنت کے ابتدائی داخلہ سے مانع ہے۔ (۳) اسلام انساب کا محافظ ہے اور والدین کا بیٹوں  
پر جو حق ہے اس کا احترام سکھاتا ہے۔

۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔

۱۸۰۶ : وَعَنْ يَزِيدِ بْنِ شَرِيكِ بْنِ طَارِقٍ  
قَالَ : رَأَيْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ

اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔ سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور زرخوں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نقلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ مسلمان کا عہد ایک ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک اور نئی آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔ اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نقلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔ جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی فرض و نقل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔

أَخْفَرُ: اس نے وعدہ توڑا۔

صَرَفٌ: تو بہ۔

عِنْدَ الْبُضِّ: حیلہ۔ عدل: فدیہ

فَسَمِعْتَهُ يَقُولُ: لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقَرُوهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَكَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجَرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَمْرٍ إِلَى قَوْمٍ فَمَنْ أَحَدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَدْمَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا ذِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةً يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا" وَمَنْ أَدْعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ "ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ": أَي عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ - "وَأَخْفَرَهُ": نَقَضَ عَهْدَهُ - "وَالصَّرْفُ": التَّوْبَةُ، وَقَبِلَ الْحِيلَةَ - "وَالْعَدْلُ": الْفِدَاءُ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الفرائض، باب اثم من براء من موالیه وی فی الحزیقو الاعتصام مسلم فی کتاب العنق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه و فی کتاب الحج، باب فضل المدینہ۔

التَّخْرِيجُ: اسنان الابل: اونٹوں کی عمروں کا بیان جو گل کی دیت دیے جاتے ہیں۔ عمیر: مدینہ کے قریب ایک پہاڑ۔ نور: جبل احد کے کچھلی طرف ایک چھوٹا پہاڑ۔ احداث فیہا حدیثا: دین کے خلاف کسی بدعت کا ارتکاب کیا یا مسلمانوں کی ایذا کا باعث بنا۔ لعنة الله: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا۔ و اشياء من الجراحات: شرعی احکام جو حرم مکہ میں شکار کے مسائل میں مشتمل ہیں جن میں کفارہ مقرر ہے۔ انتمى الى غير موالیه: اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فلاں کا آزاد کردہ ہے حالانکہ اس کو دوسروں نے آزاد کیا تھا۔

هو اشد: (۱) اس روایت میں حضرت علیؓ کی زبان سے اس بات کو جھٹلایا گیا کہ میری طرف یہ نسبت غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ ایسی خاص باتیں بتلائی ہیں جن کو اور کوئی نہ جانتا تھا یا میرے بارے میں وعدہ خلافت کیا۔ (۲) حرم مدینہ جبل عمیر سے ثور تک ہے۔ اس میں شکار ممانیں جاسکتا اور نہ ہی درخت کا ٹانجا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی مشرک و کافر داخل ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو اس

پرفدیہ نہیں۔ البتہ کلی شکار پرندیہ دینا پڑے گا۔ (۳) مدینہ میں معصیت بڑا گناہ ہے۔ علامہ سمودی کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ مدینہ میں کبیرہ بن جاتا ہے۔ (۴) کبیرہ گناہ کرنے والوں پر کسی شخص کی تعین کے بغیر لعنت کرنا جائز ہے۔ (۵) جوان گناہوں پر بغیر توبہ مر جائے گا اور وہ ان کو حلال سمجھے والا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہ فرمائیں گے۔ (۶) نسب میں اپنے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت شدید حرام ہے۔ اسی طرح آزاد کردہ غلام کو دوسروں کی طرف نسبت۔

۱۸۰۷: حضرت ابو ذریضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

۱۸۰۷: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِعَبِيرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ - وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَيْتَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مَتَّفُقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب المناقب، باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذریضہ انہ سمع الحدیث و مسلم فی کتاب الايمان، باب بیان حال من رغب عن ربه۔

اللَّحَائِثُ: يتبعوا مقعدہ آگ میں ٹھکانہ بنا لے۔ حار علیہ: اس کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ اپنی بات کا دوسرے سے زیادہ حقدار ہے۔ دعا رجلا بالكفر: اس کو یا کافر کہا۔

فوائد: گزارشہ فوائد سمیت (۱) مسلمانوں پر کفر کی تہمت لگانا حرام یا ان کو اللہ کے دشمن کہنا حرام ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو وہ اس بات کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے اس میں ایسی باتوں سے بچنے کے لئے انتہائی زبردست ہے۔

بَابُ: جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

۳۶۹: بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ ارْتِكَابِ مَا

نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

نَهَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”چاہئے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔“ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں۔“ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔“ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے، دردناک ہے۔“ (ہود)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۳] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَحْذَرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ [آل عمران: ۲۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ [البروج: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [ہود: ۱۰۲]

حل الآيات: فتنه: امتحان۔ بخندو کم: تمہیں ڈراتے ہیں۔ نفسہ: اگلی طرف سے ہونے والے عذاب سے۔ بطش ربك: اپنے دشمنوں کو حق سے پکڑنا۔

۱۸۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ وَغَيْرُهُ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النکاح باب الغيرة و مسلم فی کتاب التوبة باب غيرة مع اختلاف فی اللفظ۔  
اللغائت: بغار: وہ فواحش سے روکتا ہے۔

قوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا اور فواحش میں بتلا ہونے سے بچنا چاہئے کیونکہ جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حرمتوں کی توہین پر غضبناک ہوتے ہیں۔

۲۷: بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَقَعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مِنْهَا عَنْهُ

بَابُ: جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے

اس کو کیا کرے اور کہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اگر شیطان کی چوک اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو"۔ (فصلت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا وسوسہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں" (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے"۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ"۔ (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْزَعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾ [فصلت: ۳۶]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ [الاعراف: ۲۰۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَهُمْ سَأَلَ اللَّهُ عَنْهُمْ صِرَاتَهُمْ فَمَا كَانُوا يُعْلَمُونَ أُولَئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]

حل الآيات: ينزعك: اس کی طرف سے فساد کا وسوسہ پہنچے۔ نزع: وسوسہ۔ فاستعذ: اس کے شر سے پناہ طلب

کہ مسہم ان کو پہنچتا ہے طائف: شیطانی وسوسہ۔ فاحشہ: کبیرہ گناہ جیسے زنا۔ استغفروا: اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ لم یصروا: قائم نہ رہے اور اپنے گناہوں پر استمرار نہ کیا۔

۱۸۰۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَلْيَقْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَمِيرُكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات و عزی کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لا الہ الا اللہ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جو کھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التفسیر فی التفسیر سورة النجم و رواہ فی کتاب الادب والاستیذان والایمان و مسلم فی الایمان، باب من حلف باللات و العزی۔

اللَّاتُ وَالْعُزَّى: اللات: یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزی: وادی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت۔ اقاموک: میں تیرے ساتھ جو کھیلیں ہوں۔ القمار: جو۔

ہوائد: (۱) بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے اور اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان پر لازم ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے۔ (۲) جوئے کی طرف دعوت دینا حرام ہے اس کفارہ تجدید تو یہ ہے اور جلدی صدقہ پیش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان ﴿المحسنات یذهبن السئات.....﴾ بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی اور دور کرتی ہیں۔

۱۸۱۰: عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ ذَاتَ عَدَاةٍ فَحَفِصَ فِيهِ وَرَفَعَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ مِنَّا، فَقَالَ: "مَا شَأْنُكُمْ؟" فَلَمَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُ الدَّجَالَ الْعَدَاةَ فَحَفِصْتَ فِيهِ وَرَفَعْتَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَالِ أَحْوَلُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجُ وَإِنَّا نَخْرُجُ إِلَيْكُمْ فَاتَا حَجِجْنَاهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمَرُوا حَجِجْنَاهُ نَفْسِهِ، وَاللَّهِ حَيْفُنِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: إِنَّهُ شَابَ قَطَطٌ عَنْهُ طَائِفَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ لُطَيْنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ قَوَاتِحَ سُورَةِ الْكُحُفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ

۱۸۱۰: حضرت نو اس بن سمعانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپ نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ تو ان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہوگا۔ (یاد رکھو) وہ دجال نوجوان اور گھنگھر یا لے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ ابھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبد العزی بن قطعن سے

تشبیہ دیتا ہوں۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا ہمیں کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا۔“ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپ نے فرمایا: بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزرا ایک قوم کے پاس سے ہوگا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جانور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے گوبان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔ وہ جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا۔ اس کا گزروا پر ہونے پر ہوگا تو وہ اس دیرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی کھیاں اپنے سردار کے پیچھے۔ پھر وہ ایک کافل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھر اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہوگا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے۔ چنانچہ وہ دشمن کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔

فَعَاتَ يَمِينًا وَعَاتَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ فَابْتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لُبُّهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «ارْبَعُونَ يَوْمًا: يَوْمَ كَسَنَةِ وَيَوْمَ كَشْهَرٍ، وَيَوْمَ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرَ أَيَّامِهِ كَمَا يَأْمُرُكُمْ» قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فذلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي كَسَنَةَ اتَّكُفِينَا فِيهِ صَلَوةً يَوْمًا؟ قَالَ: «لَا أَقْدِرُوا لَهُ قَدْرَهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: كَالْفَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَيُمْطَرُوا وَالْأَرْضَ فَتَبْتَ قَتْرُوحٌ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى وَاسْبَعَةُ ضُرُوعًا وَأَمْدَهُ خَوَاصِرٌ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُنْجِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِيبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكَ فَتَبْعُهُ كُنُوزُهَا كَمَا تَسِيبُ النَّحْلُ، ثُمَّ يَدْعُوا رَجُلًا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةً الْفَرَصِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ، وَيَهْتَلُ وَجْهَهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كذلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْفَى دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاصْفًا كَفَّيْهِ عَلَى أُنْحَاةِ مَلَكَيْنِ، إِذْ حَاطَا رَأْسَهُ قَطْرٌ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جَمَانٌ كَاللُّوْزِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرِكَهُ بِبَابٍ لَدَى فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي



جب سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے پکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کا فر کو پہنچے گی تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ باب لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک تیل کا سران کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے پیغمبران کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیزر پیدا فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک باشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر پختی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انار کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی

عِيسَى قَوْمًا قَدْ غَضَبَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ، فَيَسْمَعُ هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى أَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِفِتْنَتِهِمْ لَفَحْرَزُ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَيَمُرُّ أَوْلَاهُمْ عَلَى بَحِيرَةِ طَبْرَةَ فَيَسْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَيْدِهِ مَرَّةً مَاءٌ ، وَيُحْضَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الطُّورِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ ، فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُضْبِحُونَ قَوْلِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَبْجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَنَنْتُهُمْ ، فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى طَيْرًا كَأَغْنَابِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرُقُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَهْرٌ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَبْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْتِ بَرَكٌ ، وَرَدَى بَرَكَتِكَ ، فَيَوْمِنَا تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرَّمَامَةِ وَتَسْتَظِلُّونَ بِفُحَيْفِهَا وَيَبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنْ اللَّفْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لِيُكْفِيَ الْغَنَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللَّفْحَةَ مِنَ

اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کیلئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بظلوں کے نچلے حصے کو متاثر کرے گی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائیں گے وہ آپس میں اس طرح جماع کریں گے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَعِرَاقٍ كَادِرِ مِيَانِي رَاسَتِه:

عَاتٌ : سخت فساد۔

الدَّرِي: کو بان۔

يَعَاسِبُ: شہد کی کھسی۔

جَزَلَتَيْنِ: دو کڑے۔

العَرَضُ: وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے کی طرح چھینکے گا۔

المَهْرُودَةُ: دال مہلک اور مجھ دونوں کے ساتھ رنگے ہونے کپڑے کو کہتے ہیں۔

لَا بَدَانَ: طاقت نہیں۔

نَفْفٌ: کپڑا۔

قُرْسِي: مقتول۔

الرِّزْقَةُ: آئینہ جماعت۔

العِصَابَةُ: جماعت۔

اللَّبْنُ: دودھ۔

الْفَلْحَةُ: دودھ والی۔

فِنَامٌ: جماعت۔

الْفَيْحِدُ: قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان کنبہ یا

گھرانہ۔

الْبَقَرُ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَالْفَلْحَةُ مِنَ الْعَنَمِ لَتَكْفِي الْفَيْحِدَ مِنَ النَّاسِ قَبِيْمًا هُمْ كَذَلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِبْعًا طَيِّبَةً فَخَاضَهُمْ تَحْتَ اَبَاطِهِمْ فَتَقَبَضَ رَوْحُ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ ، وَتَبْطِئُ شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيْهَا تَهَارُجُ الْحُمْرِ لَعَلَّيْهِمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ ، وَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَيُّ طَرِيْقًا بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهُ "عَاتٌ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالنَّاءِ الْمُنْتَلِةِ ، وَالْعَيْتُ : اَشَدُّ الْفَسَادِ - "وَالدَّرِي" : الْاَسِيْمَةُ

"وَالْيَعَاسِبُ" : ذُكُوْرُ النَّحْلِ "وَجَزَلَتَيْنِ" :

اَيُّ قِطْعَتَيْنِ "وَالْعَرَضُ" : الْهَدَفُ الَّذِي يُرْمَى اِلَيْهِ بِالنَّسَابِ اَيُّ يُرْمِيهِ رَمِيَةً كَرَمِيَةً

النَّسَابِ اِلَى الْهَدَفِ - "وَالْمَهْرُودَةُ"

بِالذَّلِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ : الْقَتْبُ الْمَصْبُوعُ - قَوْلُهُ "لَا بَدَانَ" : اَيُّ لَا طَاقَةَ :

"وَالنَّفْفُ" دُوْدٌ "وَقُرْسِي" جَمْعُ قُرَيْسٍ ،

وَهُوَ الْقَبِيْلُ "وَالرِّزْقَةُ" : بَفْصِحِ الرِّزْقِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ - وَرَوَى الرِّزْقَةَ بِضَمِّ الرِّزْقِ

وَأَسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ وَهِيَ : الْمَرْأَةُ "وَالْعِصَابَةُ" الْجَمَاعَةُ "وَالرَّسْلُ" بِكَسْرِ

الرَّاءِ : اللَّبْنُ "وَالْفَلْحَةُ" : اللَّبُونُ - "وَالْفِنَامُ"

بِكَسْرِ الْفَاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةُ الْجَمَاعَةِ -

وَالْفَيْحِدُ مِنَ النَّاسِ : دُوْنِ الْقَبِيْلَةِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب ذکر الدجال وصفته و ما معہ۔

الدُّجَانِیْنَ : الدجال: لغت میں کذاب کو کہتے ہیں۔ خفص و رفع: اس کی چھوٹائی اور بڑھائی کو بیان کیا اس کے فتنے کے خطرناک ہونے کی وجہ سے بعض نے کہا ہر قبیلہ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اسکے متعلق بات کرتے ہوئے آہستہ سے فرمایا حتیٰ طنساہ فی طائفہ

النخل: یہاں تک کہ ہم نے اس کو اتنا قریب سمجھا گیا وہ دین کی گھجروں کے جھنڈ میں ہے۔ راحنا الیہ: اس کی طرف لوٹے۔ اخرفنی: مجھے زیادہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے والی چیز تمہارے متعلق دجال نہیں بلکہ دوسری چیزیں ہیں۔ حبیبہ: اس سے لڑنے اور اس کی جنت کو ختم کرنے والا۔ فامرو: ہر شخص۔ ققط: گھنگھریالے بال۔ طافیہ: ظاہر ہونے والی ابھرنے والی۔ عبد العزی بن قطن: یہ خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ بنو مطلق کا ایک اوی تھا جس کی کفر پر موت آئی۔ حلة: راست یا جگہ شام و عراق کے درمیان۔ اسند ہر وہ الریح: اس کے بعد ہوا آئی جس نے اس کو خشک کر دیا یہ زمین میں جلد اس کے خراب ہونے سے کنا یہ ہے۔ فتروج: پس شام کو لوٹیں گے۔ سارحتہم: اونٹ ' گائیں' بکریاں وغیرہ۔ اسبغہ ضروراً: کثرت دودھ کی جوہ سے بھرے ہوئے اور لپے۔ امده خواصر: زیادہ سیر ہونے کی وجہ سے کوئیں کھچی ہوئی۔ الحرہ: ویرانہ۔ یدعور جلا: بعض نے کہا وہ خضر علیہ السلام کو۔ طاطا: راسہ قطر: جب وہ اپنا سر جکھائیں گے اس سے قطرے نکلیں گے۔ تحدر منہ جمان کاللو لؤ: اس سے پانی گرے گا جو صفائی میں چاندی کے موتیوں جیسا ہوگا۔ الجمان: چاندی۔ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الامات: جس کا فر کو ان کے سانس کی ہوا پینچے گی وہ مر جائے گا کیونکہ کسی کفر کے لئے اس کے علاوہ ممکن نہیں کہ وہ زندہ رہ جائے۔ ونفسہ: سب کفر مسبب مراد ہے۔ باب لد: یہ بیت المقدس کے قریب ہستی ہے۔ فحور: جمع کرو اور طور کو ان کیلئے حفاظت کی جگہ بنا دیں گے۔ یاجوج و ماجوج: دو بڑی جماعتیں ہیں۔ من کل حدب: ہر طرف سے۔ ینسلون: جلدی کرنے والے ہوں گے۔ طبرہ: یہ معروف ندی ہے۔ فلسطین میں بحر میت کے قریب ہے۔ یرغب: یہی علیہ السلام اور ان کے اصحاب عاجزی اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ زہمہم: بدلو۔ النحت: اونٹ۔ لایکن صدہ چھپائے گا۔ مدر: سخت مٹی۔ تحفہا: اس کے چھلکے کی گہرائی اس کو کھوپڑی سے تشبیہ دی۔ یتہارجون: گدھوں کی طرح سرعام جماع کریں گے۔

۱۸۱۱ : وَعَنْ رُبَيْعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى حَدِيثَةِ بِنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مَسْعُودٍ حَدِيثِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الدَّجَالِ قَالَ : إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا - فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَتَارَهُ نُحُوقٌ - وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ - فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ : وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ - مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۸۱۱: حضرت ربیع بن حراش کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعود انصاری کے ساتھ حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا، تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الانبیاء، باب ما ذکر من بنی اسرائیل و فی الفتن، باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن، باب ذکر الدجال و صفته۔

۱۸۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :

۱۸۱۲: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک

ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام و نشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرہ کی مقدار بھرا ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی ٹھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہو کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہو گی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک مار دی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اتارے گا جو پھوار جیسی ہو گی جس سے انسانی اجسام اگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑا کرو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جنہیوں کا گروہ نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

”يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي فَيَمُكْتُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللَّهُ تَعَالَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ لِيَطْلُبَهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكْتُ النَّاسَ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ النَّاسِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَنْفِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبِضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَنْدٍ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ فَيَنْفِي شِرَارَ النَّاسِ فِي حِقْفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يَنْكُرُونَ مُنْكَرًا فَيَمْتَلِ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْفَى لِنَا وَرَفَعَ لِنَا وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيَضَعُ وَيَضَعُ النَّاسَ حَوْلَهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ أَوْ قَالَ يُزِلُّ اللَّهُ - مَطَرًا كَأَنَّهُ الظَّلُّ أَوْ الظِّلُّ فَتَبَّتْ مِنْهُ أَحْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ وَاقْبُوهُمْ إِيْتَهُمْ مَسْئُولُونَ ثُمَّ يَقَالُ: أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارِ يَقَالُ: مِنْ كَمِّ؟ فَيَقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وَذَلِكَ يَوْمٌ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ رِزَاةَ مُسْلِمٍ

”الْيَتِّ“ صَفْحَةُ الْعُنُقِ وَمَعْنَاهُ

بَضْعُ صَفْحَةٍ عَنْقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ  
الْآخِرَى۔

الْبَيْتُ: گردن کی طرف۔ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور دوسرا اٹھائے گا۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن؛ باب فی الدجال وهو اھون علی اللہ عزوجل۔

اللَّخَائِذُ: بيمكث الناس سبع سنين. عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ کبد جبل: پہاڑ کا درمیان۔ فی خفة العبر و احلام السباع: فساد و شرکی طرف تیزی کرنے والے ہوں گے جس طرح پرندہ اڑتا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے پڑنے میں پرانے درندوں کی طرح ہوں گے۔ الاحلام: جمع علم حوصلہ الطینان۔ اصغی لیثا: اپنی گردن کی جانب ادھر مائل کرے۔ یلوط: درست کرے گا۔ العطل: ہلکی بارش۔ یکشف عن ساق: یہ جسم کٹایا ہے۔ معاملات کے حقائق اور خوف و ڈر کی سختیاں ظاہر کر دی جائیں گی۔

۱۸۱۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَطَوُهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهِمَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَأِيكَةُ صَافِقِينَ تَحْرُسُهُمَا" فَيَنْزِلُ بِالسَّبْحَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللَّهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شہر ایسا نہیں کہ جس کو دجال روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ ان کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے پس وہ مدینہ میں رہتی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین زلزلوں سے لرز جائے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن؛ باب الدجال وهو اھون علی اللہ عزوجل۔

اللَّخَائِذُ: نقب: سوراخ اور گزرگاہ۔ اسبحة: ایسی ریت والی زمین جو اپنی نمکینی کی وجہ سے کچھ بھی نہ لگائے۔

۱۸۱۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: "يَتَّبِعُ الدَّجَالُ مِنْ يَهُودٍ إِصْبَهَانَ سَعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيْلَسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصبہان کے ستر ہزار یہودی جن پر سبز رنگ کے بچے ہوں گے وہ دجال کی اتباع کریں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن؛ باب فی بقية عن احاديث الدجال۔

اللَّخَائِذُ: اصبہان: یہ ایران موجودہ کا ایک شہر ہے۔ الطیلسة: جمع طیلسان: وہ نئی روٹی کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔

۱۸۱۵: وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۵: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: "لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن؛ باب فی بقية من احاديث الدجال۔

اللَّخَائِذُ: لينفرون: وہ نفرت و کراہت بھاگ جائیں گے۔

۱۸۱۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ

۱۸۱۶: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں۔“ (مسلم)

عَنْهَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواه مسلم فی الفتن باب فی بقیة من احادیث الدجال۔

۱۸۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دجال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مؤمن جائے گا۔ پس اس کی دجال کے پیہرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مؤمن کہے گا ہمارے رب کی ذات میں تو خفاء نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کر دو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجال ان کے متعلق حکم دے گا۔ اس کو پیٹ کے بل لٹا دو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو سچ کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے گا اور اس کو آرے کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مؤمن کہے گا۔ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسی کے درمیانی حصے کو تاننا بنا دے گا لہذا دجال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔

۱۸۱۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَتَلَقَاهُ الْمَسَالِحُ الْمَسَالِحُ الدَّجَالِ - فَيَقُولُونَ لَهُ إِلَى آيِنٍ تَعْمِدُ فَيَقُولُ: أَعِمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ - فَيَقُولُونَ لَهُ أَوْ مَا تَأْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءً فَيَقُولُونَ: أَفَقُلُّوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَأَكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ، فَإِذَا رَأَهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا الدَّجَالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْمُرُ الدَّجَالُ بِهِ فَيَسْبَحُ فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا. فَيَقُولُ: أَوْ مَا تَأْمِنُ بِي فَيَقُولُ أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ! فَيَأْمُرُ بِهِ فَيُوشِرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرَقِهِ حَتَّى يَفْرُقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ قُمْ فَيَسْتَوِي قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَتَأْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ مَا أَرَدَدْتُ فَيْلِكَ إِلَّا بِصِيرَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ فَيَجْعَلُ اللَّهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نَحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَيَأْخُذُهُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْدِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ

لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے مگر حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا گیا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا یہ شخص رب العالمین کے ہاں شہادت میں اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑا ہوگا۔ (مسلم) بخاری نے بھی اسی کے ہم معنی بعض حصے کو روایت کیا ہے۔  
الْمَسَالِحُ: پیہریدار اور جاسوس۔

أَنَّهُ فَدَّقَهُ إِلَى النَّارِ وَأَمَّا الْقِي فِي الْحَنَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ بِمَعْنَاهُ "الْمَسَالِحُ" الْخَفَرَاءُ وَالطَّلَانُ۔

**تخریج:** برواہ مسلمہ فی الفتن باب صفة الدجال و تحریحہ السدینہ علیہ و البخاری فی الفتن باب لا بدخل الدجال السدینہ و فضائل السدینہ۔

**اللِّحْيَانُ:** ارجل: بعض نے کہا وہ خضر ہوں گے (مگر کسی صحیح روایت سے اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا)۔ نعمد: وہ قصد کرے گا۔ یسبح شبحوہ: سر اور پیرے کے زخم کو کہتے ہیں۔ یوشر بالمنشار: آرسے سے چیرا جاتا ہے۔ مفرقہ: درمیان سر مانگ کی جگہ۔ ترفرفہ: ہنسی کی ہڈی اور کندھے کے درمیان والی ہڈی۔ نحاسا: حقیقتہً تانبہ بنا دیا جائے گا بھی احتمال ہے یا ذبح پر قدرت نہ ہونے سے کہنا یہ ہے۔

۱۸۱۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا میں نے پوچھا اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ دونوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کو بچالین ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۸: وَعَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: "مَا بَصُرْتُكَ" قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ حَبْلُ خَبْرٍ وَنَهْرٌ مَاءٍ، قَالَ: "هُوَ أَهْوَنُ عَلَيَّ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** برواہ البخاری فی الفتن باب ذکر الدجال و مسلمہ فی الفتن باب فی الدجال و ہوا ہون علی اللہ عزوجل۔  
**اللِّحْيَانُ:** ہو اہون علی اللہ من ذلك: کہا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ دجال اس سے بھی زیادہ حقیر زیادہ ذلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو جو اس کے پاس ہے اس کی سچائی کی علامت بنا دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ کی علامت کو اس کے نقص اور قبیح کل میں ظاہر کر دیا۔

۱۸۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار بے شک وہ کاٹا ہے اور بلاشبہ تمہارا رب کا نام نہیں اور اس کی آنکھوں کے درمیان کاف رکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكُذَّابَ، إِلَّا إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَوْرٌ جَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَفَرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** برواہ البخاری فی الفتن باب ذکر الدجال و مسلمہ فی الفتن باب ذکر الدجال و صفة مامعہ۔

۱۸۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

۱۸۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سین قبیلہ نے فرمایا: "کیا تم کو وہ بات دجال کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو کسی چیمبر نے اپنی امت کو نہیں بتائی؟ بلاشبہ وہ دکاتا ہے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیز ہوگی پس جس کو وہ جنت کے گا وہ آگ ہوگی"۔ (بخاری و مسلم)

اللَّهُ ﷻ "أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَك بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ أَعْوَرٌ وَأَنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: زوائد البخاری فی الانبیاء باب قومه نعتی: ولقد ارسلنا نوحا الی قومه... و مسلمہ فی الفتن باب ذکر الدجال و صفہ معامعہ۔

۱۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا لوگوں کے درمیان تذکرہ فرمایا ہوئے ارشاد فرمایا: "اب شک اللہ تعالیٰ کان نہیں۔ خج واریق دجال دائیں آنکھ سے کان ہے اس کی آنکھ دایا ابھرنے والا انور ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَالَ بَيْنَ ظَهْرِي النَّاسِ فَقَالَ "إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِلَّا ابْنُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَمَا عَيْنُهُ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: زوائد البخاری فی الفتن باب ذکر الدجال و صفہ معامعہ و لا سیما باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال و فی الفتن باب ذکر الدجال۔

اللَّعَنَاتُ: بین ظہر النبی الناس لوگوں کے سامنے ان کی موجودگی ہیں۔

قوائد: دجال کے ظاہر ہونے کا ثبوت اور اس کی علامت کا تذکرہ اور اس کے فسد پھیلانے کا زمانہ اور میں علیہ اسلام کا نزول اور نقل دجال ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جن میں سے اس کے ظہور کی قطعیت ثابت ہوتی ہے۔ ان احادیث کے ہوتے ہوئے اس میں شک کا کوئی دخل نہیں۔ ذرا محمد سعید رمضان بوطی نے دجال کے متعلق تفصیلی بحث اپنی کتاب "کبریٰ البقیات" میں ذکر کر کے ہم ذیل کے اقتباسات اس سے نقل کر رہے ہیں۔

(۱) دجال اصلاً ایک بیہوش آدمی ہے جس کو دجال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا جہوت اور وہل انتہائی زیادہ ہے اور حق و باطل کے ساتھ ملانے میں اس کو فرق عادت کے طور پر قدرت حاصل ہے۔ (۲) وہ مشرق کی جانب سے ظاہر ہوگا۔ لوگوں کے درمیان صلاح و استقامت کا دعویٰ رہوگا پھر الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ (۳) اس کی دعوت پر بہت سے لوگ قبولیت اختیار کریں گے جن کی اکثریت بیہوش ہو گئی۔ اس کے متعلق احادیث تمام سنت کی کتابوں میں وارد ہیں ان میں فرمایا گیا اور اعلامات مہیا کی گئیں اور اس کے ایسے حالات ذکر کئے کہ اس کے ظہور میں کسی کو شک کی مجال نہیں۔ (۴) علامہ ابن حجر مستقلاً رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کہ "تم کہو کہ کس طرح کھلی نشانیاں اس کے ہاتھ پر ظاہر کریں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا حالانکہ یہ ان بڑی علامات میں سے ہے جو نبوت کی ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پر اس قسم کی باتوں کا ظہور لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوگا۔ اس لئے لوگوں کے پاس اس کے ہاتھ ہونے واضح دلیل موجود ہیں مثلاً کاننا ہونا اس کی پیشانی پر کافی لکھا ہوا ہونا پس اس کا دعویٰ کفر کی علامات کے ساتھ منہ والا ہوگا اور ذاتی نقص ظاہر کرے گا۔ اس کا دعویٰ "معبود ہوتا تو اپنے چہرے سے اس نقص کو دور کر لیتا جب وہ لوگوں کو اس بات کی طرف بلائے گا کہ وہ ان کا رب ہے تو معمولی عقل والا بھی یہ جاننے سے رو نہیں سکتا کہ وہ دوسرے کی خلقت کو کیا درست کرے گا جبکہ وہ اپنا نقص دور نہیں کر سکتا۔ (۵) اس سے یہ بات ظاہر ہوتی کہ دجال ایک خطرناک لوگوں کے لئے عظیم خطرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا اور فرمایا کہ "اس کو بعض خرق و عادت ظاہر



کرنے کی قدرت نہ دی جاتی اور زمین کے غلات اور ارزاق کی چابیاں نہ دی جاتی تو وہ فتنہ نہ ہوتا۔ (۲) جب یہ تمام باتیں معلوم ہو چکیں تو اچھی طرح سمجھ لو کہ وہ جال کا معاملہ یہ امور غیبیہ میں سے ہے اور رہے گا۔ عقلی بحث اس عقدہ کو کھولنے کے لئے جو نصوص صحیحہ کے ذریعہ بتلایا گیا ہے بالکل بے کار ہے کام نہیں دے سکتی اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز کو سمجھنے کیلئے صرف عقل کا اکیلا راستہ یقینی اطلاعات ہیں۔ اگر یہ اخبار دجیہ نہ وارد ہوتیں تو ہم اسکے وجود کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے چہ جائیکہ اسکے ظہور کے ایمان و اعتقاد رکھیں۔ (۷) جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا (یہ علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) اور وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا اس وقت اس کا معاملہ غیب سے ظہور میں آکر حسی بن جائے گا کہ جس کو ہاتھ سے چھوا جاسکے گا۔ (۸) آخر میں ہم عرض کرتے ہیں کہ جن امور غیبیہ کے متعلق صحیح اخبار وارد ہوں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ عقلی ثبوت کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عقلی احکام کی بنیاد حس اور مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ ضرورہ عام غیب کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی نفی نہیں کرتا۔ عالم غیب میں وہ کچھ ہے جس کی عقل حد بندی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کی تعریف فرمائی جو غیب پر ایمان لائے والے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۸۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے غرقہ نانی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغُرُقَةَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: برواہ البخاری فی الجہاد، باب قتال الیہود و مسلم فی الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقیبر الرجل فیمتنی ان ینکون من البلاء مکان السبیت۔

اللُّغَاتُ: الغرقہ: بیت المقد کے علاقہ میں مشہور کانٹے دار درخت ہے۔

فوائد: (۱) یہود سے مسلمانوں کی لڑائی اور ان پر غلبہ کا تذکرہ ہے۔ یہ بھی ان اخبار غیبیہ میں سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کا وقوع یقینی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے زمانے کو جاننے والے ہیں۔ (۲) درختوں کو بولنا، پتھروں کو کلام کرنا اور ان کے پیچھے چھپنے والے یہود کی اطلاع دینا۔ یہ قدرت باری تعالیٰ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں کہ انہیں بولنے و اطلاع دینے کی طاقت پیدا کر دے۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گذر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہو گی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَمْرَعُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّبْنُ، مَا بِهِ إِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی الفتن' باب لا تقوم الساعة حتی یغط اهل القبور و مسلم فی الفتن' باب لا تقول الساعة حتی یسر الرجل یقبر الرجل۔

**اللخائز:** یتمرغ مٹی میں لت پت ہوگا۔ لیس بہ الدین: وہ موت کی تمنا کسی دینی سبب کی وجہ سے نہ کرے گا۔ بلکہ مصائب و مشقتوں کی وجہ سے کرے گا۔

**ہو ائد:** (۱) ضرور و گناہ کا اضافہ اور مصائب و آفات کا پھیلنا اس قدر زیادہ ہوگا کہ آدمی تمنا کرے گا کہ وہ مر چکا ہوتا اور یہ آپ ﷺ کی اطلاعات میں سے ہے جو آخری زمانہ میں واقع ہوں گی (بلکہ فتنہ کی شدت کے زمانہ میں اب بھی اس کا کچھ کچھ ظہور ہوتا ہے)

۱۸۲۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفِرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَلُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ - فَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا أَنْجُوا" وَفِي رَوَايَةٍ: يُوْشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الْفِرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں" اور ایک روایت میں یہ ہے کہ "قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ ظاہر ہو جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرہ بھر بھی نہ لے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الفتن' باب خروج النار و مسلم فی الفتن' باب لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب۔

**اللخائز:** یحسر: کھل جائے گا۔ یہ اس کے پانی کے ختم ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

**ہو ائد:** (۱) یہ مستقبل کی اطلاعات میں سے ہے اور امر نہیں ہے جس کی حقیقت نہیں کھلی۔ جب یہ معاملہ واقع ہوگا تو اس کی حقیقت کھلے گی۔ مسلمان کو تسلیم اور انتظار وقوع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ (۲) اس مال سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ کوئی چیز اس میں سے سوائے لڑائی کے حاصل نہ ہوگی اس لئے سلامتی دور رہنے میں ہے۔

۱۸۲۵: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ لَا يَمْسَاهَا إِلَّا الْعَوَاقِي يُرِيدُ عَوَاقِي السَّبَاحِ وَالطَّيْرِ" وَآخِرُ مَنْ يُحْسِرُ رَاعِيَانِ مِنْ مَرْبِئَةَ يَرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بَعْضُهُمَا فَيَجِدَانِيهَا دُحُوشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا نَبِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَا عَلَى وَجْهِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ سے نقل کرتے ہیں: "لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوانی کا مسکن بن جائے گا۔ عوانی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔ آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لارہے ہوں گے کہ اسے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔ وہ چلتے ہوئے شہیہ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی فضائل المدینہ' باب رغب عن المدینہ و مسلم فی الحج' باب فی المدینہ حین یترکها

اہلبا۔

**اللِّعَانَاتُ** : لا یغشاها: اس کا قصد نہ کرے گا۔ یسحاق: بیچ رہے ہوں گے۔ وحوشا: جنگی جانوروں والا ہو جائے گا کیونکہ لوگوں سے خالی ہو جائے گا۔ یا بکریاں وحشی جانوروں کی طرح ہو جائیں گی کیونکہ لوگ غائب ہو جائیں گے۔ ثنیۃ الوداع: الوداع کرنے کے لئے لوگ اس گھائی تک آتے تھے۔

**فوائد:** (۱) مستقبل کے متعلق خبر ہے۔ یہ نہیں معاملہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ یوم نبوت اور انہار غیبیہ سے ہے۔ لوگ قیامت کے قریب مدینہ کو چھوڑ جائیں گے اور شہوات کی خاطر دوسرے شہروں کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ حالانکہ وہ ان دنوں بہترین اور پاکیزہ شہروں میں سے ہوگا۔ (۲) قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ پہلے زمانے میں ہوا اور ختم ہو چکا ہے آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ مدینہ کے احسن و طیب ہونے کے باوجود خلافت عاق و شام منتقل کی گئی اور اس وقت کے باوجود مدینہ دین و دنیا کے اعتبار سے دنیا سے سب سے بہتر شہر تھا۔ دین میں اس لئے کہ علماء وہاں کثرت سے تھا اور دنیا میں اس لئے وہاں عمارات اور کھیتیاں اور خوشحالی کو دور دورہ تھا۔ (دنیا کا مقصد سکون ہے تو مدینہ میں پہنچ کر جو سکون کی فضالیتی ہے وہ مکہ کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں)۔

۱۸۲۶ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "يَكُونُ خَلِيفَةً مِنْ خُلَفَائِكُمْ فِي أَحْرَبِ الرَّمَانِ يَحْتَوُوا الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۲۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک خلیفہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلمہ فی الفتن باب لا نغزو الساعة حتی یسر الرحمن یسر الرحمن فیسنی۔

**اللِّعَانَاتُ** : یحتمو: کثرت سے مال دیتا ہے۔ ولا یعدہ: اس کو شمار نہیں کرتا نہ کثرت کی وجہ سے بنتا ہے۔  
**فوائد:** (۱) آخری زمانہ میں مال کثرت سے ہو جائے گا۔ کہ خلفاء مال بغیر کتنی اور شمار کے دیں گے۔ اس کا حقیقی مفہوم تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کیونکہ آپ تو وحی سے خبر دینے والے ہیں۔

۱۸۲۷ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَيَّ النَّاسُ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الدَّهَبِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَبْعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلْدَنَ بِهِ مِنْ قَلْبَةِ الرَّجَالِ وَكثيرة النساء رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۲۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر چکر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلمہ فی الزکاة باب الترغب فی الصدقة قبل ان یوجد من لا یقبلها۔

**اللِّعَانَاتُ** : یلذن بہ: اس کی پناہ حفاظت میں ہوں گی۔  
**فوائد:** یہ حدیث نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اس لئے لوگوں میں مال کی کثرت ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا اور آدمیوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا ہونا بھی ضروری ہے یا تو مردوں کو ہلاک کرنے والی لڑائیوں کی وجہ سے یا عورتوں کی پیداؤں کثرت سے ہوگی۔ (اس کا ظہور موجود دنیا کے حالات کو دیکھ کر سامنے آ رہا ہے)۔ بین الاقوامی اندازوں کے مطابق تمام دنیا

میں عورتوں کی اس وقت تعداد ۵۳۵۲۰ فیصد سے بھی زائد ہے۔

۱۸۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پایا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اُس نے اس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو اپنا سونا لے لے۔ بے شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الْيَدِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الْيَدِيُّ اشْتَرَى الْعَقَارَ، خُذْ ذَهَبَكَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ اشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ الْيَدِيُّ لَهُ الْأَرْضُ، إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الْيَدِيُّ تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: الْكُفْمَا وَلَدًا؟ قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكَحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَرَّفَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ."

تخریج: إرواه البخاری فی النبیاء قبیل باب المناقب و مسلم فی الاقضية باب استحباب اصلاح الحاکم من الحصین۔

اللحائین: عقارا: ہر قائم رہنے والی ملکیت کو کہتے ہیں مثلاً گھرباغ وغیرہ۔

فوائد: (۱) نیکی و تقویٰ کی فضیلت و ذکر کی گئی اور مشتبہ مال کو چھوڑنے کا افضل ہونا بتلایا گیا۔ اس روایت میں ما قبل اور اسلام جو شراعی تھیں انکے احکامات و ذکر کئے گئے۔ یہ احکامات ہمارے لئے نہیں ہماری شریعت میں گھڑا جو بائع کا مدفون ہو وہ مطلقاً بیع میں داخل نہیں کیونکہ وہ جنس بیع میں سے نہیں اور اگر ہوزمانہ جاہلیت کا مدفون نہ ہو تو اس کا حکم نقطہ کا ہے۔ جس کا پانے والا ایک سال تک اس کی شہرت، اعلان کرے گا۔ پھر اس کو ملک میں رکھا جائے گا اگر اس کے بعد مالک معلوم ہو گیا۔ تو اسکے سپرد کر دے اور اگر معلوم نہ ہو۔ کا تو اس کا حکم ضائع ہونے والے مال کا ہے بیت المال کے سپرد کر دے گا۔

۱۸۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چا تو لے آؤ۔ میں

۱۸۲۹: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "كُنَّتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنِ أَحَدَهُمَا فَقَالَتْ: لِصَاحِبِهَا، إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ، وَقَالَتِ الْآخَرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ، فَتَحَاكَمَا إِلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ﷺ، فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ: النَّوْرِيُّ بِالسَّيِّئِينَ أَشْفَقُهُ"

بَيْنَهُمَا فَلَا تِلْكَ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ رَحِمَكَ اللَّهُ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى: مَتَّقْ عَلَيْهِ۔

اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کر دیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی، اللہ آپ کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الفرائض، باب اذا دعيت المرأة ابنا و مسلم فی الاقضية، باب اختلاف المجتہدین۔

**فوائد:** (۱) علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہو کہ فطانت و فہم خدا داد عطیات ہیں اس کا چھوٹے بڑے ہونے سے تعلق نہیں۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد سے کوئی حکم دینا جائز ہے۔ اگرچہ نص کا وجود وحی کے ذریعہ ان کے ہاں پایا جانا ممکن ہے۔ اس اجتہاد سے انکا اجر اور بڑھے گا نیز انکا اجتہاد خطا سے معصوم ہے کیونکہ وہ باطل پر رہے ہی نہیں سکتے۔ (اگر اجتہاد میں کوئی چیز کم رہ جائے گی تو فوراً وحی سے تلافی جائے گی)۔ (۳) حق کی تلاش قرآن اور مختلف ذرائع سے جائز ہے۔ اس میں اجتہاد کا اجتہاد سے ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیونکہ جائز ہے اور ہو سکتا ہے کہ بڑی نے چھوٹی کے لئے اقرار کر لیا ہو۔

۱۸۳۰: وَعَنْ مَرْوَانَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلِأَوَّلٍ، وَيَبْقَى حُفَاةُ الشَّعِيرِ، أَوْ التَّمْرِ لَا يَبَالِغُهُمُ اللَّهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے۔ جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پروا نہ ہوگی۔"

(بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی الغازی فی غزوة الحديبية۔

**اللحائش:** ہر چیز بچا کھاردی حصہ۔ لا یبالیہم اللہ بالہ: نہ ان کا وزن بلند کریں گے اور ان کا مرتبہ قائم کریں گے۔

**فوائد:** (۱) نیکوں کی موت قیامت کے نشانات میں سے ہے۔ (۲) اہل خیر کی اقتداء کرنے چاہئے اور ان کی مخالفت سے بچنا چاہئے تاکہ انسان کہیں ان لوگوں میں سے نہ بن جائے جن کی اللہ تعالیٰ کو پروا نہ ہوگی۔ (۳) آخری زمانہ میں اہل خیر چھٹ جائیں گے یہاں تک کہ جاہل لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

۱۸۳۱: وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيَكْفِيكُمْ؟ قَالَ: "مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ" أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: "سب مسلمانوں میں افضل" یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں۔ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب شهود الملائكة بدرًا۔

**فوائد:** (۱) ان صحابہ کرام کا مرتبہ جو بدر میں حاضر ہوئے۔ (۲) ان ملائکہ علیہم السلام کی فضیلت جو بدر میں حاضر ہوئے۔ قرآن مجید میں فرشتوں کی بدر میں حاضری ذکر کی گئی ہے۔ ان کی لڑائی کے متعلق اختلاف ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ بدر میں انہوں نے لڑائی کی اور اسکے علاوہ غزوہ میں لڑائی نہیں کی۔

۱۸۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بعثت ان کے اعمال کے مطابق ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۳۲: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ يُعَذَّبُ عَلَى أَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی الفتن باب اذا انزل الله بقوم عذابا و مسلم فی کتاب النجاة باب اثبات الحساب۔

فوائد: (۱) عذاب جب اتر پڑتا ہے تک فاسق اور نیک ہر دو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ان کی بعثت ان کی نیات اور اعمال کے مطابق ہوگی۔ (۲) گناہ کرنے والوں اور اس پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے خبردار کیا گیا (تاکہ ان کے ساتھ عذاب کا قدر نہ بن جائے۔)

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا۔ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گھا بن اونٹنی جیسی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے پچی جیسی چیخ ماری پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ نلایا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا۔“ (بخاری)

۱۸۳۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جِدْعٌ يَجُوعُ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يُعْنِي فِي الْخُطْبَةِ - فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِدْعِ بِمِثْلِ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ' فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَيْنُ أَنْبِنِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكُّ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ: "بَكَتْ عَلَيَّ مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب المناقب باب علامات النبوة و فی غیرہ۔

اللغزات: جِدْعٌ: کھجور کا تنا۔ و وضع المنبر: مسجد نبوی میں جب منبر رکھا گیا بعض نے کہا یہ ۷ھ میں ہوا۔ بعض نے ۸ھ کہا۔ العشاء: جمع عشاء دس ماہ کی گاجھن اونٹنی۔ تنن: آواز نکالنا۔

فوائد: (۱) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا حدیث دلالت کر رہی ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ جمادات میں حیوان ہی نہیں اعلیٰ حیوان کی طرح شعور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث معجزہ نبوی ﷺ ہے۔ (۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا جنین جِدْع کا واقعہ اس ظاہر امور میں سے جس کو خلف نے سلف سے مسلسل نقل کیا ہے۔

۱۸۳۴: وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْبِيِّ جُرُومٌ

۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ حشی جرثوم بن ناسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

بُنِ نَاصِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَسَكَّتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْخَعُوا عَنْهَا" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَغَيْرُهُ۔

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں پس ان کو ہرگز ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس اس کی حرمت کو مت توڑو اور کچھ چیزوں سے رحمت کے طور پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ بھول کر ان کو نہیں چھوڑا پس ان میں کرید مت کرو۔ (دارقطنی وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الدارقطنی ص ۵۰۲

**اللِّعَانَاتُ:** فلا تضیعوها: اس کو ضائع مت کرو۔ خواہ چھوڑ کر یا ان میں خلل ڈال کر۔ وحد حدودا: اور حد بندیاں کر دیں مثلاً صبح کے فرض دو رکعت و روزہ صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان یا ممنوعہ امور کو متعین کر دیا اور ان کی سزائیں طے کر دیں۔ فلا تعتدوها: تم ان پر اضافہ کر کے ان سے تجاوز نہ کرو۔ علامہ زبھشری کشاف میں فرماتے ہیں کہ حدود اللہ کے اوامر و نواہی اور احکام ہیں۔ فلا تنتهکوها: ان میں مبتلا نہ ہو و سکت عن اشیاء: ان میں کچھ امور کو چھوڑ دیا ان میں وجود و حرمت کا حکم نہیں پس وہ شرعاً اپنی اباحت اصلیہ پر قائم ہیں۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لئے جس طرح مشروع کیا اس کو اسی طرح لازم پکڑنا چاہئے۔ (۲) سوال میں زیادہ کرید کر کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ خصوصاً اس چیز کے متعلق تھا۔ (اب بھی زیادہ فقہی باریکیاں دریافت کرنا اپنے اوپر حکم کو مشکل کر دیتا ہے)

۱۸۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَعِ عَزَوَاتٍ نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۳۵: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں مکڑی استعمال کرتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح: باب اکل الجرادة و مسلم فی الصيد: باب اناحة الجرادة

**اللِّعَانَاتُ:** الجرادة: اسم جنس جمع ہے اس کا واحد جرادة ہے۔ یہ زرمادہ پر بولا جاتا ہے۔ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جراد کو جراد اس لئے کہا جاتا ہے کہ زمین کو سبزہ کھا کر خالی کر دیتی ہے۔  
**فوائد:** (۱) مکڑی کا کھانا طلال جس طرح بھی مر جائے۔

۱۸۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرِ مَرْتَبَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب: باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين و مسلم فی الزهد: باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين۔

**اللِّعَانَاتُ:** لا يلدغ: ڈسا نہیں جاتا۔ مراد تکلیف نہیں دیا جاتا۔ جحر: سوراخ مراد جگہ ہے۔ حدیث کا معنی نے کہا یہ ہے کہ مومن

کیلئے مناسب نہیں کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو تکلیف پہنچے۔ اسکی فطانت و احتیاط سے۔

قوائد: (۱) معاملات میں احتیاط حاضر دماغی ضروری ہے تاکہ دشمن کی طرف سے اسکو دھوکہ نہ ہو یا اس کے نفس اور دنیا کی طرف سے دھوکا نہ ہو۔

۱۸۳۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "تین آدمی ایسے ہی جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بچا ہوا پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اگر دنیاوی تو وفا کی وگرنہ بے وفا کی۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۳۷: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاقَةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَاتِعٌ رَجُلًا سَاعَةً بَعْدَ الْقَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَا يَخَذُّهَا بَكْدًا وَكَذَا فَصَدَقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَرَجُلٌ بَاتِعٌ إِمَامًا لَا يَبِيعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا فِي وَانٍ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفُتِّمْ مَتَّقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواه البخاری فی الشہادۃ و المسافات و الاحکام باب من باع رجلا لا یباعہ الا للدنیا و مسلم فی الایمان باب غلط تحریم اسباب الازار و بیان الثلاثة الذین لا ینظر الیہم اللہ یوم القیامۃ۔

الذخائر: ثلاثة: تین قسم کے لوگ ہیں۔ لایکلمہم: نرمی اور شفقت والا کلام نہ فرمائیں گے۔ لاینظر الیہم: رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھیں گے۔ لایزکیہم: ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ فضل ماء: ضرورت سے زائد پانی۔ ابن سبیل: مسافر۔ بعد العصر: اسکو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ فرشتوں دن رات کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے زیادہ شرف والی ہے۔ بایع اماما: نصرت کا معاہدہ کیا اور اس کی اطاعت میں داخل ہونے کا عہد کیا۔

قوائد: یہ اعمال حرام ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ اس میں لوگوں پر تنگی اور اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین ہے۔ حرام مال کا کھانا اور امام المسلمین کے ساتھ غداری و دھوکا ہے۔

۱۸۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفعوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا: کیا چالیس سال۔ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا: مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ پس انسان

۱۸۳۸: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَيْنَ النَّفْعَيْنِ أَرْبَعُونَ" قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: آيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: آيْتُ - قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَهْرًا؟ قَالَ: آيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنَبِهِ، فِيهِ بُرْتَبُ الْخَلْقِ، ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ



البَقْلُ مُتَّقٍ عَلَيْهِ۔ اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح ہبزی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر، فی تفسیر سورة الزمر و مسلم فی الفتن، باب النفختین۔

اللُّعْطَاتُ: النفختین: نفخہ صعق یعنی بے حوشی والا نفخہ اور اٹھنے کا نفخہ۔ ابیت: میں انکار کر رہا ہوں کہ میں اس کی تعیین کے متعلق کوئی لفظی بات کہوں حالانکہ یہ بات تصریح کے ساتھ وارد ہے کہ وہ چالیس سال ہوں گے۔ عجب الذنب: پشت کی ٹخلی جانب نرم ہڈی یہ ریزہ کی ہڈی کا مبرہ ہے۔ یہی باقی رہ جاتا ہے تاکہ انسان کی ترکیب کو لوٹایا جائے۔ البقل: ہر ہبزی بات۔

فوائد: (۱) دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ لوگ فوت کے بعد فنا ہو جاتے ہیں صرف ریزہ کی ہڈی کا آخری مبرہ باقی رہتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور جن کا استثنا کیا گیا ان کا جسم اسی طرح تروتازہ رہتا ہے۔ (۲) اس میں اعادہ کی کیفیت ذکر کی گئی جو کہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس کی حقیقت کس طرح وقوع پذیر ہوگی۔

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اپنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپ نے سن تو لیا جو اعرابی نے کہا، مگر اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا: قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب معاملہ نابل کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کر“۔ (بخاری)

۱۸۳۹: وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ - فَقَالَ نَعَضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكَّرَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ حَدِيثُهُ قَالَ: "أَيُّ السَّائِلِ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "إِذَا ضَيَّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ: "إِذَا وَبَّسَدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العلم، باب من سئل علماً و هو مشتغل فی حدیثہ قائم اجاب المسائل۔

اللُّعْطَاتُ: السَّاعَةُ: قیامت وسد: غیر مستحق کے حوالہ کیا جائے گا۔

فوائد: (۱) امانت کے ضائع ہونے کی شکل یہ بھی ہے کہ معاملات و اعمال کی ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد ہوں جو ان کے لائق نہ ہوں کیونکہ اس میں حقوق کے عہدہ جات اور فتاویٰ میں بنیاد بنایا جائے۔ (۲) حدیث میں قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بتلائی گئی کہ چھوٹوں کے پاس علم ڈھونڈا جائے۔

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔ اگر وہ غلطی

۱۸۴۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَبُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ" رَوَاهُ

البخاری۔ کریں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بوجھ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب اذالم يتم الامام و اتم من خلفه۔

اللخائین: يصلون لكم: انتم جو تمہیں نماز پڑھائیں۔ فلکم: تمہارے لئے اجر۔ ولہم: ان کے لئے بھی اجر۔ وعلیہم: اگر غلطی کرے تو تمہارے اجر ان کے بوجھ و گناہ۔

فوائد: (۱) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جاہل امام مسلمانوں کی نماز میں امامت کروائیں گے اور ان کی زندگی کے معاملات میں راہنمائی کریں گے۔ پس جو عبادت وہ درست ادا کریں اور کرنا نہیں تو اس کا ان کو اجر ملے گا اور ان کا ساتھ ہوگا ان کو بھی اجر ملے گا اور اگر وہ غلطی کریں تو پھر ان پر صرف گناہ ہوگا جس گناہ کا وہ ارتکاب کریں گے۔

۱۸۴۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر تفسیر سورہ آل عمران۔

اللخائین: اخرجت للناس: ان کے لئے ظاہر کی گئی۔ قاتون فی السلاسل: قیدی بنا کر ان کو لایا جائے گا۔

۱۸۴۲: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "عَجَبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا، اس کا معنی اس کو قید کیا جانا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب الاساری فی السلاسل۔

فوائد: (۱) اصحاب رسول ﷺ کے افضل امت ہونے کی وجہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قیدیوں کو قید کر کے لائیں اور ان کو اسلام لانے بے آمادہ کریں پس وہ جنت میں داخل ہونے تک پہنچ جائیں (یعنی اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں) یہ انعامات الہیہ اور اس کا افضل جو ان پر ہوا اس کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ زَحَزَحَ عَنِ النَّارِ وَ ادْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ...﴾

۱۸۴۳: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک علاقوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور علاقوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح و فضل المساجد۔

فوائد: (۱) مساجد کا احترام اور ان کا مقام و مرتبہ کہ وہ ایسے گھر ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں نماز ادا کی

جاتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ (۲) بازاروں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے مقامات ہیں اور وہو کے ملاوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے کے مقامات ہیں اور شاذ و نادر ہی بازار ان باتوں سے خالی رہتے ہیں کراہت مکان کی وجہ سے نہیں بلکہ ان افعال کی وجہ سے ہے جو ان مقامات پر پائے جاتے ہیں ان کے واقع ہونے سے بچانا مقصود ہے۔

۱۸۴۹: وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصَبُ رَأْيَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَكُنْ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا بَاطِنُ الشَّيْطَانِ وَقَرَّحَ".

۱۸۴۳: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو "تو سب سے پہلا بازار میں داخل ہونے والا نہ بن اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن کیونکہ بازار شیطان کے اڈے ہیں اور انہی میں شیطان اپنے جھنڈے گاڑتا ہے۔ (مسلم)

علامہ برقانی نے اپنی صحیح میں سلمان سے اس طرح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن۔ بازار میں شیطان اڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے۔"

**تخریج:** رواہ مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سلمة، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا۔

**اللحائز:** باطن الشیطان و فرخ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ بازار گناہ نفس دھوکا بازی کے مقامات ہیں اور شیطان ان باتوں کا حکم دیتا ہے اور ان کے متعلق دوسرا اندازہ کرتا ہے۔

**حوادث:** (۱) زیادہ بازاروں میں آنا جانا مکروہ ہے کیونکہ کثرت سے بازار جانے والا گناہ میں حاضر ہونے کے قریب قریب تر ہونے سے الگ نہیں رہ سکتا ہے۔

۱۸۴۵: وَعَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَقَرَ اللَّهُ لَكَ - قَالَ: وَلَكَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهُ: اسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ - وَلَكَ - ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: "وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۴۵: حضرت عاصم احوال نے عبد اللہ بن سرجس سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیری بھی۔ عاصم کہتے ہیں میں نے عبد اللہ سے کہا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفر کیا ہے؟ (کیا آپ نے کہا) اور تیرے لئے بھی اور پھر یہ آیت پڑھی اور استغفار کرنا تو اپنی لغزش پر اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الفضائل، باب اثبات خاتمة النبوة و صفته و محلہ من جسمہ۔

**حوادث:** (۱) رسول اللہ ﷺ کے لئے مغفرت کی دعا جائز ہے۔ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار اور ان پر اپنی عنایات کو بتلانا ہے ورنہ وہ تو معصوم ہیں ان کے ذمہ کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے مکارم اخلاق کو دہرائیا گیا کہ نیکی کا بدلہ اس کی مثل سے عنایت فرماتے ہیں۔

۱۸۴۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ

۱۸۴۶: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

اللَّهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْبَحْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے، جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر"۔ (بخاری)

**تخریج:** برواہ البخاری فی النبیاء و الادب، باب اذا لم تسبح فاصنع ما شئت۔

**اللِّخَائِصُ:** ان مما ادركه ادرك الناس من كلام النبوة الاولى: نبوت اولی کی جن باتوں کو لوگ نے محفوظ پایا یعنی انبیاء علیہم السلام کے مبادی علوم میں سے جن کو لوگوں نے پایا اور جان لیا۔

**فوائد:** (۱) جس آدمی میں حیا والی عادت نہ رہے تو اس نے حلال و حرام کے ہر فعل کو گویا حلال قرار دے دیا کیونکہ کوئی ایسی روک باقی نہیں رہی جو اس کو روک سکے۔ یہ امر بھی خبر ہے۔ بعض نے کہا امر بھی تمہید و ڈراوا ہے۔ بعض نے اس طرح معنی کیا جب تم کسی کام کا ارادہ کرو اور وہ ان کاموں میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کی جاتی اور نہ لوگوں سے شرم محسوس کی جاتی ہے تو اس کو کروور نہ نہیں۔ اس صورت میں امر باحت کے لئے ہے۔

۱۸۴۷. وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 حضرت عبد اللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** برواہ البخاری فی اول اللیات و الرفاق، باب القصاص يوم القيامة و مسلم فی القيامة، باب المسحاة بالاماء فی الاحرة و النہا، ما يقضى فيه۔

**فوائد:** (۱) نفس انسانی کے محترم و معزز ہونے کی عظمت بتلائی گئی اور اس کی دشمنی کس قدر خطرناک ہے اس کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے جس کا سب سے پہلے حساب لیں گے وہ خون بہانا اور ناحق قتل کرنا ہوگا۔ (۲) یہ اس ارشاد کے خلاف نہیں جس میں یہ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کیونکہ پہلے سے مراد حقوق العباد ہیں اور دوسرے ارشاد کا مطلب حقوق اللہ اور انکی عبادات ہیں۔

۱۸۴۸. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَقَ اللَّهُ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُورٍ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخَلَقَ آدَمَ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا" (یعنی مٹی سے)۔ (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلمہ فی الزهد، باب فی احادیث متفرقة۔

**اللِّخَائِصُ:** الملائكة نورانی لطیف جسم ہیں جو مختلف شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ الجان جنس جن میں جس کا یہ نام ہے اور ایس جنات میں سے تھا۔ جیسا قرآن مجید میں وارد ہے۔ مارج شعلہ یعنی ایسی آگ جس میں دھواں نہ ہو۔ مما وصف لكم: جو تمہیں بیان کیا گیا یعنی مٹی۔

**فوائد:** (۱) عام ملائکہ عالم انس جن کو پیداش کو بیان فرمایا۔ (۲) مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں بناتے ہیں۔ ساری عظمتیں اور برائیاں اس ہی کے لائق ہیں۔ وہ ہر چیز پر کامل

قدرت رکھتے ہیں اور حوچا جتے ہیں وہ کرتے ہیں جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۸۴۹: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، وَوَاهُ مُسْلِمًا فِي حُمْلَةِ حَدِيثِ طَوِيلٍ۔  
۱۸۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ مسلم نے بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

تخریج: رواه مسلم في المسافرين باب جامع صلاة الليل و من نام عنه او مرض۔

ہوائند: (۱) آپ ﷺ کے کمال اخلاق کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کا چال چلن قرآن مجید کا زندہ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور اسکے آداب و اداب کو بجالاتے اور اس کے حدود میں سے کسی کی خلاف ورزی نہ فرماتے۔

۱۸۵۰: وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكْرَاهِيَةَ الْمَوْتِ فَكَلْنَا نَكْرَهُ الْمَوْتِ؟ قَالَ: "لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بَيَّسَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَحَبْتَهُ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بَيَّسَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۵۰: حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے"۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتاب الذكر و الدعاء باب من احب اللقاء الله احب الله لقاءه۔

ہوائند: (۱) عادات پر قائم رہنا اور ان کی عادت ڈالنا اور ان میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے۔ (۲) مؤمن نزع کے وقت اس چیز کی خوشخبری پاتا ہے جو آئندہ آخرت کی نعمتیں اور مہربانیاں اس کو میسر ہونے والی ہیں۔

۱۸۵۱: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حَمِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا فَاتَتْهُ أَزْوَارُهُ لِيَلَّا فَحَدَّثَتْهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ أَسْرَعَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلَى رِسْلِكُمَا إِنِّي صَفِيَّةُ بِنْتُ حَمِيٍّ" فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ

۱۸۵۱: حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعکاف میں تھے تو میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے بات چیت کے بعد جب واپسی کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جلدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: "ٹھہر جاؤ یہ صفیہ بنت حمیہ ہے"۔ دونوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ (کیا ہم آپ کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کی

يَقْذِفُ فِي قُلُوبِكُمْ شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا مَّتَّقُوا عَلَيْهِ۔  
 رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف لحوادثه الی باب السجود و مسلم فی کتاب السلام باب بیان انه یتستحب لمن روی حالیا بامرأه و کانت زوجته او محرما ان یقول هذه فلانة لیذفع عن السوء به۔  
 اللعنان: لانقلب: تاکہ میں مکان پر واپس لوٹ آؤں۔ لیقلبی: تاکہ مجھے رخصت کریں۔ علی رسلکما: تم دونوں رک جاؤں۔ مجری الدم: کثرت انجاء اور وساوس سے کنایہ ہے۔ یقذف: وہ ڈالے گا۔

فوائد: (۱) علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا اس حدیث کے کچھ فوائد ہیں: (۱) بدظنی کے مقام پر اپنے آپ کو پیش نہیں کرنا چاہئے اور شیطان کی مکاریوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) علامہ ابن دقیق العید نے فرمایا علماء اور ان کی اقتداء کرنے کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو بدظنی کا باعث ہو۔ اگرچہ ان کیلئے نکلنے کا راستہ ہو کیونکہ ان کا یہ فعل بدظنی کا باعث بنے گا اور لوگ ان کے علم سے فائدہ اٹھانا بند کر دیں گے۔ (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ روایات سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انکی طرف بدگمانی کی نسبت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کو ان کی ایمانی قوت کا یقین تھا بلکہ ان کے بارے میں یہ خطرہ محسوس کیا کہ شیطان ان کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اس لئے کہ وہ غیر معصوم ہیں اور بسا اوقات یہ وسوسہ ہلاک کن بھی ہو سکتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو بتلا ہونے سے پہلے خبردار کر دیا اور بعد والے لوگوں کو ایسی صورت حالات کے وقت صحیح عمل کی تعلیم دے دی۔ امام شافعی نے اسی طرح فرمایا۔

۱۸۵۲: حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن حاضر ہوا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھے پھیر کر چل دیئے (کفار کے حملے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خچر کو ایڑھ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس نیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند آواز والے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا: کہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کر ان کا مزنا اسی طرح

۱۸۵۲: وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُوسُفْيَانَ ابْنَ الْحَارِثِ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نَفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ فَلَمَّا التَّقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَتَى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَعْلَتَهُ قَبْلَ الْكُفَّارِ وَأَنَا إِحْدَى بِلِحَامِ بَعْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْمَهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُوسُفْيَانُ أَخَذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّ عَبَّاسٍ نَادَى أَصْحَابَ السَّمْرَةِ؟ قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمْرَةِ؟ فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطَفَةُ الْبَقْرِ عَلَى

تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے: لیجئے ہم حاضر لیجئے ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ! اے انصار کے گروہ! پھر بنو حارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے نچر پر سوار اپنی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اور ان کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا: رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا۔ (مسلم)

الْوَيْطِيسُ: تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔

جَدَّهُمْ: دھار سے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

أَوْلَادِهَا - فَقَالُوا: يَا لَيْلِكَ يَا لَيْلِكَ فَاقْتَلَوْهُمْ وَالْكَفَّارِ وَالذَّعْوَةَ فِي الْأَنْصَارِ يَعْزِلُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ نَمَّ قُضِرَتِ الذَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَتَنَزَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَعْلِيهِ كَالْمُنْتَطَوِّلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ: "هَذَا حِينَ حَمِي الْوَيْطِيسُ" نَمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَصِيَّاتٍ قَوْمِي بَيْنَ وَجُوهُ الْكُفَّارِ نَمَّ قَالَ: "انْتَهَرُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبَتْ أَنْظَرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَايَتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْوَيْطِيسُ": التَّنُورُ - وَمَعْنَاهُ اسْتَدَّتِ الْحَرْبُ - وَقَوْلُهُ: "جَدَّهُمْ" هُوَ بِالْحَيَاءِ الْمُهْمَلَةِ أَيُّ بَأْسَهُمْ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المغازی باب غزوة حنین۔

اللُّغْزَانِ: حنین: عرفات کے قریب جگہ ہے۔ جہاں مسلمانوں اور ہوازن کے درمیان شوال ۸ھ میں غزوة حنین پیش آیا۔ یہ کھض بعلتہ اس کو ایڑ مار رہے تھے تاکہ جلد چلنے پر اس کو آمادہ کریں۔ اصحاب اسمرہ: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے ۶ھ میں حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کی جبکہ مشرکین مکہ نے ان کو روک دیا جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ عطفتم: متوجہ ہونا اور لوٹنا۔ صینا: بلند آواز جو دور سے سنے۔ عطفة البقر: جلدی لوٹنے والے نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہونے میں گائے کے اپنے بچھڑے کی طرف لوٹنے سے تشبیہ دی۔ یاللبیک: یا رسول حاضر حاضر۔ یامعشر: مردوں کی جماعت۔ کلیل: کمزور کند۔

فوائد: (۱) جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی اور بہادری اور دشمنوں پر آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکست کا ذریعہ بنا کر پیغمبر کا مجروح ظاہر فرمایا۔ (۲) صحابہ کرام نے جو نبی حضرت عباس کی آواز کو سنا تو فوراً اس کی تعمیل کے لئے آگے بڑھے۔ (۳) بھاگنے والوں میں اکثریت کے بھاگنے کی وجہ دشمنوں کی طرف غیر متوقع اچانک تیر اندازی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ادب سکھایا گیا کہ کثرت تعداد پر گھمنڈ نہ کرنا چاہئے جبکہ ان میں سے بعض کے دل میں بارہ ہزار کی تعداد پر گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ (۴) سہ سالہ کوشحامت و بہادری میں نمونہ ہونا چاہئے تاکہ لشکر لڑائی میں اس کی بات کو قبول کریں اور میدان کارزار میں کمر کر رہیں۔

۱۸۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! بے شک اللہ پاک میں وہ

۱۸۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ

پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ "اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے، پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسان کی طرف یا رب یا رب کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام، پینا بھی حرام، اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

اللَّهُ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ - فَقَالَ تَعَالَى : "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالَى مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ : يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَعُعْدَى بِالْحَرَامِ ، فَإِنِّي يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواه مسلم فی الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب۔

اللَّحَائِشُ: ان اللہ طیب: نقائص سے پاک۔ لا یقبل الا طیباً: حلال کی کمائی سے اپنا تقرب کرتا ہے۔ یطیل السفر: عبادت میں لمبے سفر اختیار کرنا مثلاً حج و جہاد۔ اشعر: پراگندہ بال۔ اغبر: غبار آلود چہرہ۔ فانی: یہاں۔ ابی بمعنی کیف ہے یعنی کیسے۔  
 فَوَاسِدُ: (۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کمال والی ہیں حرام کمائی سے کئے جانے والی صدقات کو قبول نہیں کرتے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اور مومن احکام دین میں برابر ہیں۔ سوائے ان باتوں کے جو ان کی خصوصیات میں سے ہیں۔ (۳) جائز اور حلال کمائی سے صدقات دینا مباح ہے۔ (۴) مال حرام کا کھانا دعا کے غیر مقبول ہونے کا سبب ہے۔ پاکیزہ رزق قبولیت دعا کا سبب ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ دعا کے دو بازو ہیں اکل الحلال اور صدق القال۔ حلال روزی اور سچی بات۔

۱۸۵۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ: لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُرَكِّبُهُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ: شَيْخُ زَانَ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے، نہ ان کو پاک کریں گے، نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) زانی، (۲) جھوٹا بادشاہ، (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)  
 الْعَائِلُ: الْفَقِيرُ۔

تخریج: رواه مسلم فی الایمان باب غلط تحریم اسباب الازار و بیان الثلاثة الذین لا یکلّمهم اللہ یوم القیامة۔

اللَّحَائِشُ: ثلاثة: تین قسم کے لوگ۔ لا یرکبہم: ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ لا ینظر الیہم: رحمت کی نگاہ ان پر نہ فرمائے گا۔

فَوَاسِدُ: (۱) تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (۲) قاضی عیاض فرماتے ہیں ان تین اقسام کو خاص طور پر وعید سنانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے گناہ کو بلا کسی ضرورت کے اختیار کیا حالانکہ گناہ کا داعیہ بھی ان کے ہاں انتہائی ضعیف و کمزور تھا۔ گناہ پر ان کا یہ اقدام عناد و ضد اور حقوق باری تعالیٰ کے ساتھ توہین کے مترادف بن گیا یا انہوں نے قصد اس معصیت کا ارتکاب کیا۔



۱۸۵۵: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «سَيِّحَانٌ وَجَبَّحَانُ وَالْفَرَاتُ وَالنَّبِيلُ كُلُّ مَنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سیحان، جبجان اور فرات اور نیل یہ چاروں جنت کے دریا ہیں۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنة باب ما فی الدنيا من النار الجنة۔

**اللُّحَّائِشُ:** سیحان و جبجان: بعض نے کہا یہ سیحون و جبجون ہیں یہ خراسان کا علاقہ کے دریا ہیں۔ بعض نے کہا سیحون ہند میں اور جبجون خراسان میں ہے۔ الفرات: شام و جزیرہ کے درمیان دریا کا نام ہے۔ النیل: دریائے نیل۔

**فوائد:** (۱) ان دریاؤں کی فضیلت ذکر کی گئی۔ شایدان کی فضیلت کا اظہار اس طرح واقع ہوا کہ ان کا پانی شاندار ہے اور ان کے ارد گرد اسلام خوب پھیلا تو گویا یہ جنت کے پانی سے مشابہ ہوئے۔ (۲) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مراد اس سے حقیقی معنی ہے کہ ان کا مادہ جنت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی حقیقت کا علم ہے۔

۱۸۵۶: وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ النَّوْرَ يَوْمَ الْارْبَعَاءِ وَبَنَى فِيهَا الدَّرَابَ يَوْمَ الْاَحْمِيسِ وَخَلَقَ اَدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي اٰخِرِ سَاعَةِ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى النَّبْلِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”اللہ نے مٹی کو ہفت کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن اور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا۔“

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صفۃ القيامة و الجنة او النار باب ابتداء الخلق و خلق آدم عليه السلام۔  
**فوائد:** بعض مخلوقات کی تخلیق ترتیب ذکر کی گئی۔ البتہ قطعیت کو زمانے کی حقیقت پر چھوڑنا اولیٰ و اعلیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۵۷: وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مَوْتِهِ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي اِلَّا صَحِيفَةٌ بَيِّنَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۸۵۷: ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موتہ کے دن نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی بھنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی باب غزوة موقعة

**اللُّحَّائِشُ:** موتہ: شام کے قریب ایک جگہ ہے جہاں غزوہ موتہ پیش آیا۔ صحیفہ: بيمانی تلوار

**فوائد:** (۱) سید خالد بن ولید کی فضیلت اور میدان کارزار میں ان کی ثابت قدمی اور بے مثال شجاعت و بہادری۔

۱۸۵۸: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

عَنْهُ اللَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے بنا: "جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہو گیا تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: برواہ البخاری فی الاعتصام باب اجر لحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء و مسلم فی الاقضية باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء۔

اللَّخَائِذُ: حکم: فیصلہ کرنا۔ فاجتهد: حکم کو سمجھنے کے لئے پوری محنت صرف کی۔

فوائد: (۱) مجتہد اگر اہل اجتہاد درست نکلا تو دو ثواب ملیں گے ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا اس کے صحیح بات پالینے کا اجر اور اگر اس سے خطا ہو گئی تو اس کو اجتہاد کا اجر ملے گا اور اس کی غلطی یا درنگی اللہ تعالیٰ کے ہاں قائم و ثابت رہنے والی ہے اگرچہ اس کی نگاہ میں اس کا فیصلہ درست ہے۔

۱۸۵۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخار جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: برواہ البخاری فی بدء الخلق باب صفة النار و مسلم فی السلام باب نکل داء دواغ و استحباب التداوی۔

اللَّخَائِذُ: فیح جہنم: جہنم کی شدید گرمی۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ بخار زدہ کے چہرہ اور اعضاء پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے اور یہ طب نبوی میں سے ہے بخار کی بعض اقسام میں مریض کی حرارت کو مانی نرم کرتا ہے۔ (ایلوپتھی میں ۷۷۷ ص ۷۷۷)۔

۱۸۶۰: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَرِيَّةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے"۔ (بخاری و مسلم) پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْمَرَادُ بِالْوَالِي: الْقَرِيبُ وَإِنَّمَا كَانَ أَوْ غَيْرِ وَإِثْبَتِ۔

تخریج: برواہ البخاری فی الصوم باب من مات و علیہ صوم و مسلم فی الصوم باب قضاء الصوم علی الميت۔

فوائد: (۱) ولی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے قریبی کی موت کے بد جبکہ اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکے بدلے میں روزے رکھے۔ (۲) اگر چاہے تو ہر روز کے بدلے اس کے ترکہ میں سے ایک مدخلہ دے اور روزہ نہیں رکھ سکتا مگر یہ کہ مرنے والے کی اجازت سے۔

۱۸۶۱: وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْرٍ نَزَلَ فِيهِ اس عَطِيَّةَ كَيْفَ بَارِعَ فِيهِ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْمَرَادُ بِالْوَالِي: الْقَرِيبُ وَإِنَّمَا كَانَ أَوْ غَيْرِ وَإِثْبَتِ۔

۱۸۶۱: عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن زبیر نے اس عطیے کے بارے میں جو

حضرت عائشہ کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبد اللہ بن زبیر نے کہ اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبد اللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔ عائشہ نے فرمایا 'اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبد اللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہو گئی تو ابن زبیر نے اس کے لئے سفارش کر دئی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش مانوں گی اور نہ ہی اپنی نذر توڑنے کا گناہ کروں گی۔ جب یہ بات عبد اللہ بن زبیر پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود سے بات چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبد الرحمن ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب۔ حضرت عائشہ نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہوا کہ عبد اللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبد اللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کر لیں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی ﷺ نے قطع تعلق سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپؐ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمانے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے یہاں

اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعِ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا : وَاللَّهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا - قَالَتْ : أَمْوَأَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا : نَعَمْ - قَالَتْ : هُوَ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أَكَلِمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا ، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتْ الْهَجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللَّهِ لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا ، وَلَا أَتَحَنَّنُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلِمَ الْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْأَسْوَدِ ابْنَ عَبْدِ يَعْقُوبَ وَقَالَ لَهُمَا : انْشُدْكُمْمَا اللَّهُ لِمَا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْدِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسُورُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ، حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنْدَخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوا قَالُوا : كُنَّا؟ قَالَتْ : نَعَمْ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ ، وَلَا تَعْلَمَنَّ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يَنَابِذُهَا وَيَبْكِي ، وَطَفِقَ الْمِسُورُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يَنَابِذُهَا إِلَّا كَلِمَتَهُ وَقِيلَتْ مِنْهُ ، وَيَقُولَان : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهَجْرَةِ ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ - فَلَمَّا اكْتَرَوْا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّدْبِيرِ وَالتَّحْرِيجِ طَفِقَتْ تَذَكَّرُهُمَا وَتَبْكِي ، وَتَقُولُ : إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلِمَتِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ

رَبَّةٌ وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبَيَّنَ حَتَّى تَبَلَ دُمُوعَهَا خِمَارَهَا ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کر لی۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گرونیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتی تو اتار دیتی کہ ان کے آنسو ان کی اڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخصیج: رواہ البخاری فی الادب باب البھرة و قول رسول اللہ ﷺ لا یحل لرجل ان ینھج احاه فوق ثلاث۔

الذخائر: لا یحجرن علیہا: اس کے مال میں تصرف ضرور منع کروں گا۔ لا اشفع: میں کسی کی سفارش نہیں کرتا۔ لا تحنت: میں اپنی نذر گناہ گار نہیں ہوتا۔ یناشدھا: ان سے عذر مانگنے کی بات کر رہے تھے۔ خمارھا: سر وسیہ پوش۔

ہوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک تعلق تین دن سے زیادہ جائز ہے۔ البتہ کسی دینی غرض سے جائز نہیں۔ (۲) حضرت عائشہ سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے مال کو روک لے۔ اس لئے کہ عائشہ اپنے اموال کے بیچنے اور صدقہ کرنے میں بہت نرمی اختیار کرنے والی تھیں۔ (۳) معصیت کی نذر جائز نہیں۔ نذر کا کفارہ قسم کا ہی کفارہ ہے جبکہ نذر پوری نہ کرے وہ گردن آزا کرنا دس مساکین کو کھانا یا ان کو کپڑے دینا۔ اگر تینوں کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین احد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لئے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خطرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو“۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو، آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ

۱۸۶۲: وَعَنْ عَقِبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُودِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ”إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ قَرِطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ“ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا ، وَإِنِّي لَأَسْئَلُ أَحْسَنِي عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَحْسَنِي عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا“ قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظَرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ”وَلَكِنِّي أَحْسَنِي عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ، وَتَقْتَلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ“ قَالَ عَقِبَةُ فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: ”إِنِّي قَرِطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَحَافَ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا“

بَعْدِي وَلَكِنْ أَحَافٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَاقَسُوا فِيهَا“  
 وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قَلْبِي أَحَدٌ: الدُّعَاءُ لَهُمْ  
 لَا الصَّلَاةَ الْمَعْرُوفَةَ۔

کی قسم تمہارے بارے میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔  
 مقتولین احد پر صلوة کا معنی دعا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب الصلاة علی الشہید و مسلم فی الفضائل باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته۔

**الذخائر:** فرط: تم سے سبقت کرنے والا استقبالی۔

**فوائد:** (۱) رسول اللہ ﷺ کے لئے کشف کا ثبوت جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اس کھڑے ہونے کی جگہ سے اس کو جنت میں دکھ لیا۔  
 (۲) حوض کا ثبوت۔ (۳) اسلام کے ہمیشہ باقی رہنے اور مسلمانوں کی اکثریت کے اس پر قائم رہنے کا بیان۔ (۴) قبور کی زیارت کر کے قبر والوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ (۵) آپ ﷺ کا دنیا سے رہدو بے رغبتی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کی چابیوں پر اختیار دیا اور اس کے دروازے آپ ﷺ پر کھول دیئے مگر آپ ﷺ نے قادیہ پر باقیہ کو ترجیح دی۔

۱۸۶۳: حضرت ابو زید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا اسکی ہمیں اطلاع دی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے وہی ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عُمَرُو بْنِ أَحَطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنْ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم فی الفضائل باب اخبار النبی ﷺ فی ما سكون ان قیاد نساعة۔

**فوائد:** (۱) آپ ﷺ نے اپنی امت کی تعلیم کے سلسلہ میں جس کی برائیسے دینی معاملے میں جس کی امت کو ضرورت پیش آئی اور گزشتہ لوگوں کے ذریعہ ان کو نصیحت کی اور اس شرکے متعلق ان کو خبردار کیا جو آئندہ زمانہ میں ان پر اترنے والا تھا۔ (۲) لوگوں میں زیادہ علم والے وہ لوگ ہیں جو علم کو زیادہ یاد رکھنے والے کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہوں۔

۱۸۶۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کو اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے'۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يُعْصِهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الايمان باب النذر فی الضاعة۔

**فوائد:** نذر کو پورا کرنا واجب ہے جبکہ وہ نذر طاعت اللہ کی ہو اور جب معصیت کی نذر ہو تو جو معتقد ہی نہ ہوگی۔

۱۸۶۵: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

وَعَنْ أُمِّ شَرِيكِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ وَقَالَ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا  
"سَكَانٌ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ - اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکنے مارتی  
مَتَّقٌ عَلَيْهِ تھیں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی بدء الخلق، باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومسلم فی السلام، باب استحباب قتل الوزع

الغنائق: الالوزاع: جمع وزغ یہ ایک موذی جاندار ہے۔

۱۸۶۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ قَتَلَ وَرَزَعَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأَوَّلَى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّلَاثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِي رِوَايَةٍ: "مَنْ قَتَلَ وَرَزَعًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةً، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ، وَفِي الثَّلَاثَةِ دُونَ ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کو اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی نیکیاں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی نیکیاں۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم۔ (مسلم)  
اہل لغت فرماتے ہیں کہ الْوَزْعُ: سام ابرص کی قسم کا بڑا جانور (کرلا) ہے۔

تخریج: رواه مسلم فی السلام، باب استحباب قتل الوزع۔

فوائد: (۱) وزع کا قتل کرنا مستحب ہے اور پہلی ضرب ہی اتنی قوت سے مارنی چاہئے کہ وہ مر جائے اور تمام حشرات الارض کا قتل کرنا بھی اسی طرح مستحب ہے مثلاً بچھو سانپ وغیرہ۔ (۲) ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو دھونکنا یہ حقیقت واقعی ہے اگرچہ اس کے اس حقیر عمل کا بجز زیادہ اثر نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ نبی آدم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے سے کناہی ہو۔

۱۸۶۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ لَّا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَّا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ"  
۱۸۶۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔ آج میں ضرور صدقہ کروں گا پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا، زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاکبازی اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے اسی معنی کو روایت کی۔

عَلَى زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ نُصَيْقَ اللَّيْلَةِ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ : اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ ، فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ : أَمَا صَدَقْتِكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّكَ أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ ، وَأَمَا الزَّانِيَةَ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَا الْغَنِيَّ فَلَعَلَّهُ اللَّهُ أَنْ يَغْبِرَ قَيْفِي مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِإِظْهِارِهِ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ .

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الزکاة؛ باب اذا تصدق علی غنی و هو لا یعلم و مسلم فی الزکاة؛ باب ثبوت اجر المتصدق و ان وقعت الصدقة فی ید غیر اهلها۔

اللَّحَّاظَاتُ : قال رجل: ایک آدمی نے کہا جو ان لوگوں میں سے تھا جو زمانہ اسلام سے پہلے تھا۔ فقیل له: خواب میں اسکو بتلایا گیا فواؤند: (۱) صدقہ کرنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے اگرچہ صدقہ اس آدمی کے ہاتھ میں آئے جو اسکا مستحق نہ ہو جب تک کہ ان کا حال معلوم ہونہ ہو یا اچھا مقصد سامنے ہو۔ (۲) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں جو اچھے لوگ ہوں ان پر صدقہ کرنا دوسروں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

۱۸۶۸: حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ آپ کے لئے دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپ کو پسند تھا۔ پس آپ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تاکہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہوگی جس کی وہ طاقت اور برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو جس میں تم مبتلا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے رب کے ہاں سفارش کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد

۱۸۶۸ : وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدَّرَاعُ ، وَكَانَتْ تَعْبِئُهُ فَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ : «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَذَرُونَنِي مِنْ ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاطِرُ ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ ، وَتَذَرُونَهُمْ الشَّمْسُ فَيَلْعُقُ النَّاسُ مِنَ الْعَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطْفِقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ ، فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَّغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : أَبُوكُمْ أَدَمٌ فَيَاتُونَهُ فَيَقُولُونَ : يَا أَدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ ،

آدم ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم تو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے بے شک میرا رب آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوح کے پاس جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوح کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا رب اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان میری جان میری جان۔ تم ابراہیم کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیم کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیم تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ

خَلَقَكَ اللَّهُ بِيدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ،  
وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ  
الْجَنَّةَ ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا؟ فَقَالَ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ  
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَا يَغْضَبُ  
بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّ نَهَائِي عَنِ الشَّجَرَةِ  
فَمَعْصِيَتٌ : نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي :  
أَذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ - فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا  
نُوحُ : أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ ، وَقَدْ  
سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ ، إِلَى تَرَى إِلَى مَا بَلَّغْنَا؟ أَلَا تَشْفَعُ  
لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ  
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ  
مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا  
عَلَى قَوْمِي ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، أَذْهَبُوا  
إِلَى غَيْرِي : أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا  
إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ  
الْأَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ  
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ  
بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔

وَأَيُّ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ،  
نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي :  
أَذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ :  
يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَصَلِّكَ اللَّهُ  
بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى  
رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ إِنَّ  
رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ



آپ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر ہے اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تو اللہ کا رسول اور کلمہ ہے جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پگلوڑے میں کلام کیا۔ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ وہ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی ہے مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم محمد کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمد کے پاس آئیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں! انبیاء کے خاتم ہیں! اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کی بارگاہ میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا جائے گا اے محمد! سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔ سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے میرے رب میری امت میری امت اے میرے رب۔ پس کہا جائے گا اے محمد! اپنی امت میں سے بلا حساب والوں کو دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کر لو اور میرے امتی لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔

مِنْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاتَى قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْ مَرِّ بِقَبْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَى عَيْسَى - فَيَأْتُونَ عَيْسَى فَيَقُولُونَ : يَا عَيْسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرِيَمَ وَرُوْحُ مِنْهُ ، وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ اشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عَيْسَى : إِنْ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبَ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ دُنْيَا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِي رَوَايَةٍ " فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَانْطَلِقُ فَاتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعَ سَاجِدًا لِرَبِّي ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الْفَنَاءِ عَلَيْهِ شَيْنًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٌ قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلُ تُعْطَى ، وَاشْفَعُ تُشْفَعُ ، فَارْفَعْ رَأْسِي فَاقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ ، أُمَّتِي يَا رَبِّ - فَيَقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ادْخُلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنَ الْبُوابِ الْحَيَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سَرَى ذَلِكَ مِنَ الْبُوابِ - ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْحَيَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

اللہ کی قسم! دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے  
درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصری کے درمیان۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التفسیر سورة الاسراء و فی کتاب النبیا باب قوله تعالیٰ انا ارسلنا نوحا و مسلمہ فی  
الایمان باب ادنی اهل الجنة منزلة فیہا۔

**اللغز ان:** دعوة کھانا۔ یعنی: پسند آتا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں آپ دسی کو پسند فرماتے یہ پک جاتی اور نرم ہو جاتی ہے۔ اس کی  
لذت خوب ہے اور ذائقہ شاندار ہے اور گندگی کے مقام سے دور ہے۔ دانتوں سے اس کے گوشت کو توڑا۔ سید الناس: آدم اور دیگر  
انبیاء علیہم السلام سمیت تمام لوگوں کے سردار ہوں گے۔ صعید: زمین۔ تدنو: قریب ہونا۔ الغم: غم و رنج۔ الکرب: تنگی۔ فجد  
والک: یہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ شکر تھا۔ سجدہ میں عبادت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے خاص ہے۔ کذبت ثلاثہ کذبات: تین  
خلاف ظاہر باتیں کہیں (۱) انی سقیم: میں بیمار ہوں۔ (۲) قلولہ بل فعلہ: بلکہ اس کو بڑے نے کیا اور سارہ کو کہتا کہ یہ میری بہن ہے۔  
حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ نہیں۔ انی سقیم کا معنی عنقریب میں بیمار ہونے والا ہوں۔ فعلہ کبیر ہم: ان کے بڑے نے کیا اور بت  
بولتے۔ واخشی: یعنی اسلام کے اعتبار سے بہن لیکن چونکہ صورت یہ کذب تھی۔ اس لئے ان کو کذب کہا اور ان کو گنہ شمار کیا اور اپنے نفس  
کے متعلق اسی سے ڈر گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور مرتبہ میں زیادہ قریب ہے۔ اتنا ہی اس کو خطرہ اور خوف  
بڑا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف جو خطائیں منسوب کی گئیں۔ اول الرسل: طوفان کے بعد پہلے۔ لفقہ کانت لی  
دعوة: میں نے ایک دعا کی تھی۔ دب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا: اے اللہ اے ایک کافر بسنے والا زمین پر نہ  
چھوڑ۔ قتلت نفسا: قوم فرعون سے ایک قبلی کافر کو قتل کیا۔ انت کلمتہ: تو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے پیدا ہوا۔ روح منہ: اس کے حکم  
سے آئی ہوئی روح۔ المہد: بچپن۔ العرش: بادشاہ کی چارپائی و تخت وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کو جانتے  
ہیں۔ محامدہ: اچھے اوصاف سے اس کی تعریف۔ من لاحساب علیہم: جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ من  
الابواب: جنت کے آٹھوں دروازے۔ المصر اعین: کواڑ۔ ہجو: بحرین کا ایک شہر۔ بصری: حوران کے علاقہ دمشق سے جنوب  
میں ایک شہر ہے۔

**حوادث:** (۱) نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کا ثبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور قیامت کے دن شفاعت کا ثبوت  
اور مشرکوں کے موقف کی شدت و سختی بندوں پر ذکر کی گئی۔ (۲) حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے توسل اور استشفاع کا قیامت کے دن ان  
سے جواز۔ (۳) معاصی کا ثبوت رسولوں کے سلسلہ میں اپنے ظاہری معنی میں نہیں بلکہ وہ "حسنات الابواب المقربین" کی  
قسم میں سے ہے۔ ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام تو گناہوں سے معصوم ہیں اور جو ان کی طرف منسوب ہے وہ انہوں نے توہین و اجتناب  
سے کیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام سے لغزش تو سرزد ہو سکتی ہے اگرچہ اس پر بھی استمرار و دوام نہیں اور نہ اصرار ہے جو کچھ انہوں نے کیا  
اس کو معصیت ان کے قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں مرتبے و مقام کی وجہ سے کہا گیا۔

۱۸۶۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ بِأَمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبَابِهَا  
إِسْمَاعِيلُ وَهِيَ تَرْضَعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ  
الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ رُمُومٍ فِي أَعْلَى

۱۸۶۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت  
ابراہیم اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے چل دیئے جبکہ وہ  
دودھ پیتے بچے تھے اور ان کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک  
کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی

جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی تنفس موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام و نشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک منگ جس میں کچھ پانی تھا، ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیم کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر باجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب باجرہ نے کہا پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ تثنیہ کے پاس پہنچے۔ جہاں وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کی۔ ”اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں.....“ اسماعیل کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ منگ کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلار پایا زمین میں لوٹ رہا ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ

الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ آبٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا - قَالَتْ لَهُ: اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ - قَالَتْ إِذَا لَا يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَأَنْطَلِقَ إِبْرَاهِيمُ ۖ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ النَّبِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَبَلَّ بِوَجْهِهِ الْبَيْتِ ثُمَّ دَعَا بِهَيُولَاءِ الدَّعَوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: رَبِّ إِنِّي اسْكَنْتُ مِنْ دُرَّتَيْهِ بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ حَتَّى بَلَغَ «يَشْكُرُونَ» وَجَعَلْتَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا لَقِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَتْ أُنْبَاهُا وَجَعَلْتَ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى - أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَأَنْطَلَقْتَ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدْتَ الصَّفَا الْقُرْبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلْتَ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَيْطَلْتَ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْوَادِي رَفَعْتَ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزْتَ الْوَادِي، ثُمَّ آتَيْتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَتَنظَرْتَ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَجَعَلْتَ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَاتٍ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

آواز سنی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنادی اگر تیرے پاس کوئی معادنت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا باجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتنا چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زم زم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت باجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے نیلے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ جو جہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھرانہ کدا کے راستے ادھر سے ہو کر گزرا۔ وہ مکہ کی ٹخلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یادوقاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ نبی اکرم نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہو گئے اور لڑکا جوان ہو گیا اور ان سے عربی سیکھ

”فَلذَلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا“ فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمُرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَه - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَعَتْ فَسَمِعَتْ أَيضًا فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ عَوَاتٌ فَأَعِثْ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقْبِهِ - أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تَحْوِضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا: وَجَعَلَتْ تَعْرِفُ الْمَاءَ فِي بَقَائِهَا وَهُوَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تَعْرِفُ رَفِي رِوَايَةٍ يَقْدِرُ مَا تَعْرِفُ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”رَجِمَ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفْ مِنَ الْمَاءِ - لَكَانَتْ زَمْزَمُ عُيْنًا مَعِينًا“ قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَكِنَّا فَفَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ: لَا تَخَافُوا الصَّيْعَةَ فَإِنَّ هَهُنَا بَيْتًا لِلَّهِ بَيْنَهُ هَذَا الْعَلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْفَعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُتَّبِعِينَ مِنْ طَرَفِي كَذَا، فَتَزَلُّوا فِيهِ أَسْفَلَ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِنًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ كَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدَنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّتَيْنِ فَإِذَا هُمُ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ فَأَقْبَلُوا وَأُمَّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا: أَتَأْذِنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ

لی۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نفیس اور جوانی میں عجیب دل پسند تھے جب بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیل کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لائے تاکہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں۔ اسماعیل کو نہ پا کر ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے ان کے گزر اوقات اور عام حالت پوچھی۔ اس نے کہا ہم بری حالت، تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکت بدلے۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی۔ پھر انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ کہنے لگی جی ہاں۔ اس اس شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا گزر اوقات کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتلایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ تو اسماعیل نے کہا کیا انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی چوکت بدلنے کے لئے تمہیں کہوں۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدا کی اختیار کروں۔ پس اس کو طلاق دے دی اور انہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ پس ابراہیم جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اسماعیل کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف لا کر ان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کس حال میں ہو اور تمہاری زندگی اور گزران کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیم نے سوال کیا کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت! تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی۔

ابن عباس قال النبی ﷺ قال لانی ذلک أم اسماعیل ، وهی تحب الأوس ، فنزلوا فآرسلوا إلى أهلهم فنزلوا معهم ، حتى إذا كانوا بها أهل آباء وشب الغلام وتعلم العربیة منهم وأنفسهم وأعجبهم حين شب ، فلما أدرك زوجة امرأة منهم وماتت أم اسماعیل ، فجاء إبراهيم بعد ما تزوج اسماعیل یطالع ترکتہ فلم یجد اسماعیل ، فسأل امرأته عنه فقالت : خرج یبغی لنا - وفی رواية : یصيد لنا - ثم سألتها عن عیشهم وهنبتهم ، فقالت : نحن بسیر ، نحن فی صبی وشدۃ ، وشکت الیه - قال : فإذا جاء زوجك أفرئی علیہ السلام وقولی له یغیر عنہ بابہ - فلما جاء اسماعیل کانه انس شیئا فقال : هل جاءکم من أحد؟ قالت : نعم جاءنا شیخ کذا وکذا فسألنا عنک فأخبرته فسألنی : کیف عیشنا فأخبرته أنا فی جهد وشدۃ قال : فهل أوصاک بسیء؟ قالت : نعم امرئی أن أفرقک ، الحقی بأهلک - فطلقها وتزوج منهم أخرى ، فلیت عنهم إبراهيم ما شاء الله ثم اتاهم بعد فلم یجدہ فدخل علی امرأته فسأل عنہ - قالت : خرج یبغی لنا - قال کیف أنتم ، وسألها عن عیشهم وهنبتهم - فقالت نحن بخیر وسعة وأنت علی الله ، فقال : ما طعمکم؟ قالت اللحم - قال : فما شرابکم؟ قالت : الماء - قال : اللهم باریک

ابراہیم نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کر سکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پیئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؑ نے فرمایا: ”یہ ابراہیم کی دعا کی برکت ہے۔“ ابراہیم نے فرمایا: ”جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چنانچہ انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسا ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیلؑ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیمؑ ان سے جتنا اللہ نے چاہا رکھے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیلؑ زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح کیا جس طرح والد کا بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے اسماعیلؑ اللہ نے مجھے ایک

لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَتَّىٰ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ" قَالَ: فَهَمَّا لَا يَخْلُوا عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بغير مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُؤْفِقَاهُ ، وَفِي رِوَايَةٍ فَجَاءَ - فَقَالَ: ابْنُ إِسْمَاعِيلَ؟ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ بِصِيدٍ ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ - قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ - قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ "بَرَكَةُ دَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ" قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَافْرِنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِّيهِ بِبَيْتِ عَنبَةَ بَابِهِ - فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ آتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ آتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَنْتُ عَلَيْهِ ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ - قَالَ فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ ؟ قَالَتْ: نَعَمْ بِقِرَاءِ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَا مَرْكَ أَنْ تَنْتِ عَنبَةَ بَابِكَ - قَالَ: ذَلِكَ أَبِي ، وَأَنْتِ الْعَنبَةُ امْرَأَتِي أَنْ أُمْسِكَ ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي بِلَالَةَ لَهْ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَالِدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ ، قَالَ : فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَتُعِينَنِي قَالَ: وَأُعِينِكَ - قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ آيِسُنِي بَيْتًا هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى الْكَمَةِ مُرْتَفِعَةً عَلَى مَا حَوْلَهَا ، فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈالئے جو آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا: اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیم نے فرمایا: پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اردگرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔

اسماعیل پتھر لاتے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اسماعیل یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کر عمارت بنانے لگے۔ اسماعیل ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے: ”اے ہمارے رب ہم سے یہ قبول کر بے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ابراہیم اسماعیل اور ام اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ ام اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیم اپنے وطن فلسطین واپس لوٹے لگے تو ام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام کداء میں پہنچے تو ام اسماعیل نے ان کو آواز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیم نے کہا اللہ کے۔ تو ام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی انسان نظر آ جائے! حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب الجھی طرح دیکھا کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وادی میں پہنچیں تو دوزخ کرمروہ پر آئیں اور کئی چکر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں اور بچے کو دیکھا تو وہ اپنی اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔

فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ بَنِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يَبْنِي لَهُ الْحِجَارَةَ وَهَذَا يَقُولَانِ: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ مَعَهُمْ سَنَةً فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرِبُ مِنَ السَّنَةِ فَيَدْرُ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءُ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ: إِلَى اللَّهِ، قَالَتْ: وَرَضِيتُ بِاللَّهِ فَرَجَعَتْ وَجَعَلَتْ تَشْرِبُ مِنَ السَّنَةِ وَيَدْرُ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى لَمَّا قَبِي الْمَاءُ قَالَتْ: لَوْ دَهَبْتُ فَتَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا - قَالَ - فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَتَنَظَرْتُ وَرَنَظَرْتُ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الرَّادِيَّ وَسَعَتِ وَآتَتْ الْمُرْوَةَ وَقَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْرَاطًا ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ دَهَبْتُ فَتَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ فَذَهَبْتُ فَتَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ مَكَانَهُ يَسْخَعُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تَقْرُهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَوْ دَهَبْتُ فَتَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَتَنَظَرْتُ، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ دَهَبْتُ فَتَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ:

پھر وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیل نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مٹکنے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

الدَّوْحَةُ: بڑا درخت۔ قَفِي: منہ پھیرا۔ الْجَرِي: قاصد۔  
الْفِي: پایا۔ يَنْشَعُ: موت کے لمحات میں سانس لینا۔

أَعْتَبَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ  
فَقَالَ بَعِيْبِهِ هَكَذَا، وَعَمَزَ بَعِيْبِهِ عَلَي  
الْأَرْضِ فَاَبْتَقَ الْمَاءَ فَدِهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ  
فَجَعَلَتْ تَحْفَنُ - وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطَوْبِهِ،  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ  
وَكُلِّهِنَّ "الدَّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ - قَوْلُهُ  
"قَفِي" أَيْ: وَطِي - "وَالْجَرِي" الرَّسُوْلُ -  
"وَالْفِي" مَعْنَاهُ: وَجَدَ قَوْلُهُ "يَنْشَعُ": أَيْ:  
يَنْشَقُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المنشی۔

اللُّغَاتُ: ام اسماعیل: اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کا نام باجرہ تھا۔ وہ قطیف تھیں جن کو مصر کے بادشاہ سارہ کی خدمت کے لئے معبد کیا۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ جبرابا: چمڑے کا ایک برتن۔ سقاء: دودھ اور پانی کا برتن۔ المنیة: پہاڑ میں راستہ یہ پہاڑی راستہ حجوں کے پاس تھا۔ المحرم: وہ مقام جس کے آس پاس شکار حرام ہو۔ درخت کا کاٹنا اور اسکے پاس لڑائی کرنا بھی حرام ہے۔ نہری: نال ہو اور جلدی کرنا۔ يتلبط: لت پت ہونا اور اپنے آپ کو زمین پر مارنا اس کام معنی لوٹ پوٹ ہونا۔ الصفا: جبل ابوقیس کے ایک طرف میں واقع ہونے والی چٹان۔ استقلت الوادی: مکہ کا سامنا کرنا۔ طرف درعھا: تھیں کی ایک جانب۔ لا مجهود: وہ تھکا ہوا جس کو تھکاؤ پہنچ جائے۔ المرورہ: صفا کے بالمقابل چٹان جن کے درمیان وادی ہے وہ وادی کے درمیان دوڑتی اور صفا و مرورہ کے قریب چلتی کیونکہ جب وہ اترتی تو ان کا بیٹا ان سے چھپ جاتا تو جلدی سے بلندی پر چڑھتیں تاکہ بیٹے پر نگاہ پڑے۔ صہ: تو خاموش ہو۔ و اسمعت: میں نے آواز سنی۔ آواز والے کو مخاطب ہو کر فرمایا معاونت کرو اگر تمہارے پاس پانی ہے۔ تحوضہ: اس کو حوض بنانے لگیں۔ بغور: تیزی سے اٹھنے لگا۔ عینا معینا: زمین پر ظاہر جاری ہونے والا چشمہ۔ مکان البیت: بیت اللہ والا مقام کیونکہ اس وقت تک کوئی نشان تک نہ تھا۔ الرابیہ: زمین سے بلند ٹیلہ۔ جرحم: عربی قبیلہ ہے۔ جرحم قطعان کا بیٹا۔ عانفا: پانی کے گرد چکر لگانے والے تھے۔ انفسہم: ان میں سب سے زیادہ فوقیت والے ان کی رغبت ان میں بڑھ گئی۔ ادرك: بالغ ہوئے۔ بطالع ترکتہ: جو کچھ چھوڑ کر گئے اس کی چھان بین فرمانے لگے۔ بغیر عتبا: بایہ: یہ طلاق سے کنایہ ہے۔ عورت کو کنایہ۔ عتبد الباب: یعنی دروازے کی چوکھٹ کہا کیونکہ وہ دروازے کی حفاظت کرتی ہے۔ گھر کے اندر کی چیزوں کی نگرانی کرتی ہے۔ آنس: محسوس کیا۔ فھما لا یخلو علیہا احد بغیر مکہ الالم یو الفقہاء: ان دو چیزوں کو مکہ کے علاوہ اگر کوئی استعمال کرے تو اس کو موافق نہیں آتیں بلکہ صحت کو مضر ہوتی ہیں۔ یبری بیلا: وہ تیر بنا رہے تھے۔ نبل: تیر میں پھل اور پر لگانے کے بغیر جو تیر ہو۔ اکمة: ٹیلا۔ القواعد: بنیادیں۔ بہذا الحجر: وہ پتھر جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی۔ شنة: چمڑے کا برتن۔ غمز: نیزہ مارہ۔ تحقن: وہ اپنے دونوں ہاتھ ملائے بھر رہی تھیں۔

فوائد: (۱) آنحضرت ﷺ کی نبوت ثابت ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے بذریعہ وحی اس بات کی خبر دی جس کا علم نہ تھا۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اپنی اولاد و ازواج کی قربانی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کس قدر جلدی کرنے والے ہیں۔ (۳) دعا کے وقت



مستحب یہ ہے کہ آدمی قبلہ رو ہو مکہ شریف اور بیت اللہ کی فضیلت کو ذکر کر دیا۔ (۴) ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کئے کا ثبوت۔ (۵) زندگی کے مختلف حالات میں اکتاہٹ کا اظہار ناپسند ہے بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو نافذ کرنے کے لئے باپ بیٹے کو جلدی کرنی چاہئے؛ اگر وہ معصیت کا کام نہ کرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں جب انہوں نے اس عورت کے متعلق اندازہ لگایا کہ وہ تقدیر الہی سے اکتاہٹ کا اظہار کر رہی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں یہ بات بیٹے میں سرایت نہ کر جائے۔ (۷) صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مشروع ہونے کی حکمت بتائی گئی۔ (۸) طاعات و عبادات میں نیک و صالح لوگوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور دنیا اور اس کی زینت پر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو ترجیح دینی چاہئے۔

۱۸۷۰: وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْكَمَّةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۸۷۰: حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھمبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الطب، باب المن شفا للعين و مسلم فی الاثرية، باب فضل الكساء و مداواة العين بها۔

**اللغزات:** المن: وہ جانا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتارا۔

**فوائد:** (۱) دوا علاج کرنا جائز ہے۔ (۲) کھمبی کا پانی جب عملی طریقے پر استعمال کیا جائے تو ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنکھ کی بعض امراض کے لئے شفاء ہے اور یہ باب طب نبوی میں سے ہے۔

# کِتَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”آپ بخشش مانگنے اپنی لغزش کی۔“  
 (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک  
 اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”  
 پس تسبیح بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے  
 بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ان  
 لوگوں کیلئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے رب کے ہاں باغات ہیں۔“  
 ..... ”اور وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔“ (آل عمران)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم  
 کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے  
 والا پائے گا۔“ (نساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں  
 جب تک کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا  
 جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں۔“ (انفال)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو  
 جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے  
 گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا  
 نہیں۔ اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال  
 میں کہ وہ جانتے ہیں۔“ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت اور  
 معروف ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾  
 [محمّد: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللَّهُ  
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [النساء: ۱۰۶]  
 وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ  
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر: ۳] وَقَالَ تَعَالَى :  
 ﴿لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ ..... إِلَى قَوْلِهِ  
 عَزَّوَجَلَّ ..... وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾  
 آل عمران: ۱۵۰ وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ  
 سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ  
 اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۰] وَقَالَ  
 تَعَالَى : ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ  
 وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾  
 [الانفال: ۳۳]

وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ  
 ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا  
 لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ  
 يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾  
 [آل عمران: ۱۳۵]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ

حل الایات: استغفر اللہ: اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگو۔ الاسحار: جمع سحرات کا آخری حصہ طلوع فجر تک۔ یہ قبولیت  
 در کا وقت ہے۔ اس آیت میں گناہگار کو توبہ پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے گناہ کو بزدانہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و عفو کے مقابلے میں اس کا  
 گناہ چھوٹا سا ہے۔ فاحشہ: انتہائی برائی بعض نے کہا کبیرہ گناہ۔ ولم یصروا: اپنے گناہوں پر قائم نہ رہے۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ

استغفار قبول ہونے کی شرط ترکِ مَناہ ہے۔

۱۸۷۱: حضرت اعجازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

۱۸۷۱: وَعَنِ الْأَعْرَابِيِّ الرَّضِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّهُ لَيُعَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔"

(مسلم)

**تخریج:** برواہ مسند فی الکتاب الذکر باب استحباب الاستغفار، الاستغفار، الاستغفار۔

**اللغات:** اللغات: انہ شان و حالت یہ ہے۔ لیغان: ہا دل۔ غینت السماء: کہا جاتا ہے جبکہ بادل چھا جائے۔ علامہ ابن اثیر نے یہ میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہ بھل ہے جس سے کوئی بشر خالی نہیں کیونکہ آپ ﷺ کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتا۔ اگر کسی وقت میں کوئی بشری عارضہ پیش آتا جو آپ ﷺ کو مشغول کر دیتا مثلاً امت و ملت کے امور اور ان کی مصلحتیں وغیرہ تو ان کو ذنب و تقصیر شمار کرتے پس اپنے آپ سے توبہ و استغفار کے لئے فارغ فرماتے۔ بعض نے کہا غین کی حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کمال کے درجات میں روز بروز ترقی فرمانے لگتے تھے۔ جب اسی درجے پر چڑھ جاتے اور اس سے نیچے والے درجے کی طرف نظر جاتی تو دل میں اس سے تنگی محسوس ہوتی اس کو غین فرمایا۔

**فوائد:** (۱) امت کی تعظیم کے لئے نبی اکرم ﷺ کا کثرت سے استغفار درجہ آپ ﷺ کو معصوم تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقدر و متاثر غرضوں کی معاف فرمادیا تھا۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی بشریت کو اور موکدہ کر دیا کہ کبھی کبھی آپ ﷺ کو وہی ذکر سے معمولی تحسن پیش آ جاتی۔

۱۸۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں۔“ (بخاری)

۱۸۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔"

**تخریج:** برواہ البخاری فی الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی اليوم و لیلہ۔

**فوائد:** (۱) کثرت سے استغفار کرنا رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہے استغفار کی کوئی قیمت نہیں اگر آدمی گناہ سے باز نہ آئے۔

۱۸۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔“ (مسلم)

۱۸۷۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذِبُوا لَدَهَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذِيبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔"

**تخریج:** برواہ مسند فی کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار، التوبہ۔

**اللغات:** اللغات: نفسی بیدہ: میری روح اس کے قدرت کے قبضے میں ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے یہ قسم کثرت سے

اٹھاتے تھے۔ اس قسم سے اپنی عبودیت تکبیر کے ساتھ بارگاہ الہی میں پیش کرتے۔

**ہوائند:** (۱) توبہ پر آمادہ کیا گیا اور گناہ کو خیر باد کہنے کی تاکید کی۔ (۲) ہر مسلمان کی شان یہ ہے کہ استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرے اور اس میں جس قدر ہو سکے جلدی کرے کیونکہ بندے اور رب کے درمیان یہی تعلق ہے۔

۱۸۷۴: وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۸۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سومرتبہ استغفار شکر کرتے۔ ان الفاظ میں: "اے میرے رب مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** برواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الاستغفار و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ماجاء بقول اذا رأی مبتلی۔

**ہوائند:** (۱) آپ ﷺ کا انتہائی خضوع ذکر کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ دعا والادعا کو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو مناسب ہو اس پر ختم کرے۔ (۲) جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت مانگے تو اس طرح کہے انک انت التواب الرحیم کہ آپ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں جب دینوی یا اخروی بدلہ مانگے تو کہے انک انت الجواد الکریم کہ آپ بڑے بخشنے والے ہیں۔

۱۸۷۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْبٍ مَسْجُورًا وَمِنْ كُلِّ فَرْجٍ رِزْقًا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۸۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرمادیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔" (ابوداؤد)

**تخریج:** برواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الاستغفار۔

**اللَّعْنَاتُ:** لزوم الاستغفار کو کثرت و دوام سے استغفار کرے۔ من کل ضیق عوجا: ہر تنگی میں نجات کا راستہ ہے اور اللہ اس طرح کہ وہ اس پر نری اور حفاظت فرمائے گا۔ من کل ہم فرجا: ہر غم میں وہ چیز جو اس سبب کو زائل کر دے اور نجات و سرور کا سبب کھول دے۔ من حیث لا یحسب: یعنی کامیابی اس کو اس مقام پر پہنچائے کہ وہ جہاں سے نہ توقع ہو اور انتظار اچانک ملنے والی خوشی زیادہ ہوتی ہے۔

**ہوائند:** (۱) استغفار اور اسپر بیگنی کا نتیجہ استغفار کرنے والے کے حق میں نکلتا اور دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۷۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَالَ: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَرَّ مِنَ الرَّحْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالحَاكِمُ

۱۸۷۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" میں اس اللہ سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" اس کے گناہ بخش دیئے جاتے

وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ  
ہیں اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد ترمذی)  
وَمُسْلِمٍ۔  
حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ، باب الاستغفار، و الترمذی فی الصلوٰۃ، باب فی الاستغفار رقم و الحاکم فی  
المستدرک و معنی علی شرط البخاری و مسلم ای توفرت فی رجال سند الشروط بشرطها البخاری و مسلم۔

**اللُّغَاتُ:** الحی: یہ حیات سے صفت مشبہ ہے۔ یہ ذاتی و ازلی صفت ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا موصوف اس صفات سے متصف  
ہو۔ القیوم: جو ہمیشہ اپنی مخلوق کی تدبیر اور حفاظت کو قائم و دائم رکھنے والا ہو۔ فر من الزحف: میدان جنگ سے بھاگا۔

**ہوائند:** (۱) استغفار کی فضیلت ذکر کی خصوصاً جبکہ معصیت ہو جائے (۲) علامہ ابن عثمان فرماتے ہیں کہ غفرت ذنوبہ و ان کان  
فدفر من الزحف کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق کے سلسلے میں اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے اگرچہ اس سے کہا کہ اس کا  
ارتکاب ہوا ہے۔ (۳) گناہ و معصیت سے بچنے والے کے ساتھ علیحدگی استغفار کے ساتھ ضروری ہے۔

۱۸۷۷: وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْأَسْتَغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ:  
اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ  
عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا  
اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ  
بِدُنْيِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا  
أَنْتَ مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ  
مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمَسِّيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ  
قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۷: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید  
الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اس طرح کہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا  
اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ..... اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے  
سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ  
کے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی  
اس شے سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا  
قرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی  
اعتراف کرتا ہوں پس تو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور  
گناہوں کو بخشے والا نہیں۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے  
ساتھ پڑھے اور وہ شام سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے  
اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے  
اس کی موت آگئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

”أَبُوءُ“ بِنَاءٍ مَّضْمُومَةٍ تَمُّ وَاوٍ وَهَمْزٍ  
مَمْدُودَةٍ وَمَعْنَاهُ أَقْرُ وَأَعْتَرِفُ۔  
ابوءُ: میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب افضل الاستغفار۔

**اللُّغَاتُ:** سید الاستغفار: ابن عثمان نے علامہ طیبی رحمۃ اللہ سے نقل کیا کہ یہ دعا توبہ کے تمام مقاصد کو جامع ہے اس لئے اس کو  
سید الاستغفار کہا گیا اور یہی وہ مرکزی چیز ہے جس کا حاجات میں قصد کیا جاتا ہے اور معاملات میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ من  
شر ما صنعت: یعنی اسکے شر سے جو میں نے گناہ کیا جو عذاب اور معصیت اس پر مرتب ہونے والی ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔  
موقنًا: خالص دل سے۔

**ہوائند:** (۱) استغفار کی قبولیت کے لئے نیت کی درستگی اور توجہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا شرط ہے۔ (۲) ابن ابی حمزہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں  
اس حدیث میں عمدہ معانی اور شاندار الفاظ اس لائق ہیں کہ اس کو سید الاستغفار کہا جاتے۔ اس میں الوہیت کا اللہ وحدہ کے ساتھ اقرار اور

اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو بندے سے لیا گیا اور اسکی امید ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور اس جنت کے شہ سے جس کا نفس کے خلاف بندہ ارتکاب کرتا ہے۔ ان سے پناہ طلب کی گئی اور نعمتوں کی نسبت ان کے موجد کی طرف کی گئی ہے اور گناہ کی نسبت اپنی ذات کی طرف ہے۔ مغفرت کی طرف رغبت کا اظہار اور آخر میں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس پر قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۸۷۸ : وَعَنْ قُوتَبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَلَاثًا وَقَالَ : "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ ' وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ - كَيْفَ الإِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ ' اسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۸۷۸ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے : "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔ انہوں نے کہا یوں فرماتے : اسْتَغْفِرُ اللَّهَ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة

اللِّحَاظَاتُ : اخف من صلاته : سلام بھیر اور اس سے رخ موزا۔ انت السلام : بر نقص سے امن و سلامتی کا صدر کرنے والا تو ہی ہے۔ یا ذا الجلال : اے عظمت والے اور ناقص سے پاک۔ والا کرام : اے کرم و غفور والے یہ جمال کی صفت میں سے ہے۔

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ اس صیغہ کے ساتھ نماز کے بعد استغفار کیا جائے۔

۱۸۷۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ : "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاتُوبُ إِلَيْهِ" (بخاری و مسلم)

۱۸۷۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے : "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاتُوبُ إِلَيْهِ" (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی التفسیر باب تفسیر سورة اذا جاء و فی ابواب اخرى و مسلم فی الصلاة با بما یقال فی الرکوع السجود۔

فوائد : (۱) آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ بھلائی جمع کرنی چاہئے تاکہ ارشاد الہی کی تعمیل ہو جائے۔ فسبح بحمد ربک و استغفره انہ کان توابا (۲) اقتداء رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر یہ بہت مناسب ہے۔ (۳) استغفار کے بعد توبہ کا ذکر درحقیقت اس کے مضمون کی تاکید کے لئے اور یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ استغفار کا اثر حاصل کرنے کے لئے توبہ کا خالص طور پر اعتبار ہے۔

۱۸۸۰ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي عَفَرْتُ لَكَ عَلَيَّ مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا

۱۸۸۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : "اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پکارتا اور مجھ سے امید لگاتا ہے تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گناہ

آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

عَنَانَ السَّمَاءِ : نے عین کے فتح کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔

قُرَابِ الْأَرْضِ : جو زمین کے بھرنے کی مقدار ہوں۔

أَبَايَ يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أَبَايَ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوِ اتَّيَبْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَابًا ثُمَّ لَقَيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ

"عَنَانَ السَّمَاءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيلَ هُوَ السَّحَابُ ، وَقِيلَ هُوَ مَا عَنِ لَكَ مِنْهَا ، أَيْ ظَهَرَ - "وَقُرَابِ الْأَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ ، وَرَوَى بِكُسْرِهَا وَضَمَّ أَشْهَدُ وَهُوَ مَا يَقَارِبُ مَلْتَهَا۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الادعوات ابواب غفران الذنوب مہمما عطمت۔

اللُّغَاةُ : ماد دعوتی ما مصدر ظرفیہ ہے۔ تمہارے دعا کرنے کے زمانہ میں۔ ورجوتی و الفعالیہ ہے معنی یہ کہ اس حال میں کہ تو میری امید کر کے مجھے پکارتا ہے اور عاقل بھی ہو سکتا ہے یعنی تیرا مجھے پکارنا اور امید کرنا۔ الرجاء الخیر کی امید اور اس کے قریب واقع ہونے کی امید۔ ولا ابالی: میں نہ تیرے گناہوں کو زیادہ کروں گا اور نہ ان کی کثرت سمجھوں گا۔ خود کہتے ہی زیادہ ہوں۔ کوئی چیز بھی بڑھائی میں مجھ سے آگے نہیں نکل سکتی اور الا ابالی کا معنی اور میرا دل اس میں مشغول نہ ہوگا یعنی مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

هُوَ اَللّٰهُ تَعَالٰی كى رَحْمَتِ بَسْمِ وَ سَمِعَ ۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے : يَا عِبَادِىَ الذّٰىنِ اسْرِفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِ اللّٰهِ ۔ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مویاں نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دینے کے۔ بے شک وہی بخشہ رحیم کرنے والے ہیں۔ (۲) شرک کے علاوہ گناہوں کی معافی کے لئے بھی اللہ پر ایمان شرط ہے کیونکہ یہ وہ اصل ہے جس پر اطاعت کی قبولیت اور گناہ کی مغفرت کا دار و مدار ہے۔ (۳) کامل استغفار وہ ہے جس کا شکر مغفرت ہو اور وہ استغفار ایسا ہے جس کے ساتھ گناہ کا اصرار نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اس صورت میں خالص توبہ احوال علی۔

۱۸۸۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے"۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقص عقل و دین ہو کر عقل والوں پر غالب آجاتی ہو۔ ایک عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "دو

۱۸۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَلُّقْنَ ، وَ اَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ" قَالَتْ امْرَاةٌ مِّنْهُنَّ : مَا لَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ : "تَكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْثِرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَافِصَاتِ عَقْلِ وَ دِينٍ اَغْلَبَ لِذِي لُبٍ مِنْكُنَّ" قَالَتْ : مَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَ الدِّينِ؟ قَالَ : "شَهَادَةُ اَمْرَاتَيْنِ بِشَهَادَةِ

رَجُلِي ، وَتَمَكُّتِ الْاَيَّامِ لَا تَصَلِّيْ رَوَاهُ عورتوں کی گواہی کو ایک مراد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز کے رہتی ہو۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان 'باب نقصان الایمان بنقص الطاعات و رواہ البخاری فی کتاب الحيض' باب ترك الحائض الصوم مع تغاير في بعض اللفاظ۔

اللَّعْنَاتِ : راتینکن اکثر اہل النار: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات عورتوں کو زیادہ جہنم میں دکھلایا۔ حدیث ابن عباس میں وارد ہے کہ مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔ تکفرون العشیور: خاندان کے حقوق کا انکار کرتی ہو۔ لذی لب: عقلمند: شہادۃ امراتین بشہادۃ رجل: دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیونکہ عورت معاملات مالیہ سے دور رہتی ہے اور دیگر گھر کے کاموں میں مصروف ہوتی اور مہربانی کا اثر اس پر شدید ہوتا ہے اور اس میں شبہ ہیں کہ تجربہ اور جلد تاثر نقصان عقل کی علامت ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ تمکث الایام لا تصلی: بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ایس ادا حاضر لم تصل ولم تصم: کیا ایسا نہیں کہ حیض میں وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ قلن بلی قال فذلک نقصان دینہا: انہوں نے کہا کیوں نہیں! تو اس کے دین کا نقصان ہے اور یہ ظاہر ہے عورت روزہ قضا کرتی ہے نماز نہیں۔

فوائد: (۱) عورتوں کو صدقہ پر آمادہ کیا اور کثرت سے استغفار پر متوجہ فرمایا کیونکہ صدقہ و استغفار عذاب کو دور کرتے اور گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو وعظ کہنا ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کو عورت کے سلسلہ میں کس قدر اہتمام ہے۔ (۳) نعمتوں کا انکار اور بد کلامی مثلاً لعنت و سب و شتم یہ سب حرام ہیں۔ (۴) عقل بھی زیادتی اور نقصان کو قبول کرتی ہے اور ایمان بھی گھٹتا بڑھتا ہے۔

بَابُ: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے

۲۸۷: بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى

ایمانداروں کے لئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ اس حال میں کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا۔“ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر ہوگا۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں ان کو وہ ملے گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ أَمِينِينَ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُّقْتَابِينَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ [الحجر: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى : يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَكُمْ



رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔ جن کو تم کھاؤ گے۔ (الرحرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک متقی لوگ امن والے مقام باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن و سکون سے منگوائیں گے۔ اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آچکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ (سب) تیرے رب کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ انکے چہروں پر تم آرام و راحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہئے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شاندار چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پینیں گے۔ (المطففين)

آیات اس باب میں معروف و مشہور ہیں۔

فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٦٨﴾  
[الرحرف: ٦٨] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذَلِكَ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِينَ لَا يَذُقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّهْمُ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾  
[الدخان: ١٥١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُونَ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيْقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكَ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِّن تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾

[المطففين: ٢٢]

وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ۔

حل الآيات: عیون: نہریں (چشمے)۔ غل: کیند و دشمنی۔ متقابلین: ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے یہ اس کی دلیل ہے۔ نصب: تھکاوٹ و عاجزی۔ الرحرف: یا عباد: یہ محبت سے آواز دینے کا طرز ہے۔ یا عبادی تھا یا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ تحبسون: تم سرور ہو گے جس کا اثر ظاہر ہوگا۔ بصحاف: جمع صحفہ کھانے کے برتن۔ اکواب: جمع کوب اس برتن کو کہا جاتا ہے جس کا دستہ نہ ہو۔ تلذذ الاعین: اس کے مشاہدے سے خوش ہوں۔ فی مقام امین: اس امن کے مقام پر ہوں گے جہاں کارہنے والا ہر تکلیف سے محفوظ ہوتا ہے۔ سندس: باریک ریشم۔ استبرق: موٹا ریشم۔ حور عین: حور کا معنی صاف ستھری سفید عورتیں جو جنت میں پیدا کی گئیں۔ عین کا معنی بڑی آنکھوں والیاں۔ یدعون فیہا: وہ طلب کریں گے اور حکم کریں گے۔ الامونۃ الاولیٰ: استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ لیکن انہوں نے موت کا ذائقہ دنیا میں چکھا ہے ربی جنت تو اس میں موت نہیں بلکہ ابدی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچائیں گے اور ان کی حفاظت و تمہیبانی فرمائیں گے۔ الارانک: تخت و چارپائیاں۔ نضرة انعم: نعمتوں کی رونق تروتازگی۔ ریحیق: عمدہ قسم کی شراب۔ مختوم: اس کے برتن مہر شدہ ہوں گے یہاں تک کہ ان کو ابراہیم کھولیں گے۔ ختامہ مسک: اس کے برتن کا تلچھٹ کستوری ہوگا۔ منی کا نہ ہوگا بعض نے کہا الختام بمعنی خاتمہ اور انتہاء ہے۔ آخر میں برتن میں کستوری بچ جائے گی۔ مینافس: سہقت کریں۔ مزاجہ: جس کو پلایا جاتا ہے۔ تسنیم: جنت عالیہ کا ایک چشمہ ہے۔

۱۸۸۲: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پیئیں گے اور نہ ان کو قضائے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی نہ ناک سے ریخت نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں بہنم ہوگا جو منگ کے پینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح و تکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ فی کتاب الحنۃ باب فی صفات الحنۃ و اہلہا۔

اللِّحْيَانِ: لا یتفوطون، وہ کھا کر پاخانہ نہ کریں گے۔ لا یمتخطون: انکے ناک سے ریخت نہ چلے گی۔ حشاشہ: ڈکار۔ کروشح المسک: ان کے جسم سے عمدہ خوشبو نکلے گی جس طرح مشک کی خوشبو ہوتی ہے۔ کما یلہمون النفس: ذکر بلا تکلف سانس کی طرح جاری ہوگی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ انسانی سانس لیتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ان کا سانس لینا تو لازم ہے۔ بس ان کے سانس کو تسنیم بنا دیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دل معرفت ربانی سے منور ہوں گے اور ان کی محبت سے پر ہوں گے اور جو کسی چیز سے محبت ہو وہ اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔

ہو اشد: (۱) اس روایت میں اہل جنت کے حالات اور ان کے لئے قائم رہنے والی نعمتیں بتائیں اور کامل ابدی زندگی عنایت فرمائی۔ (۲) اہل جنت کا چکانا انتہائی لطیف و معتدل ہوگا۔ اس میں فضلہ ہوگا ہی نہیں بلکہ اس سے عمدہ خوشبو پیدا ہوگی۔ (۳) اہل جنت ذکر اللہ سے لذت حاصل کریں گے اور وہ ذکر ان کی زبانوں پر اس طرح جاری ہوگا جس طرح سانس چلتا ہے۔

۱۸۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا حَظَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ - وَأَقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ» فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، مَنَّاقٌ عَلَيَّ۔

۱۸۸۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾۔ مَنَّاقٌ عَلَيَّ۔ کیا کیا چھپا رکھا ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا۔“

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الحنۃ و فی کتاب التفسیر تفسیر السجدہ و مسلم فی اوائل کتاب الحنۃ و صفتہا۔

اللِّحْيَانِ: اعدادت: میں نے تیار کی۔ ولا حظور: نہ گزرا۔ قروا ان شئتم: اس حدیث قدسی کا مصداق آیت تم سورہ سجدہ میں موجود ہے۔ نفس: کا لفظ نکرہ ہے جو سیاق نشی ہونے کی وجہ سے عموم کا فائدہ دے گا ہر ایک جس کو نفس کہا جاسکے مراد ہوگا۔ من قرۃ اعین: جو آنکھوں کو خوش کر دے۔

ہو اشد: جنت کی نعمتوں کا کمال ذکر کیا گیا کہ اہل جنت ایسی خوشیاں پائیں گے جو اضطراب و گد لے پن سے خالی ہوں گی۔

۱۸۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ۱۸۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ نے ارشاد فرمایا: ”پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاپ کریں گے نہ پاخانہ کریں نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سے ہنسی گی۔ ان کی انگلیٹھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہوگا۔ ان کی انگلیٹھیاں عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت کے ساتھ (۶۰) ہاتھ بلند ہو گے۔“ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا، ان میں اختلاف نہ ہوگا نہ باہمی بغض ہوگا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

علیٰ خلقی رَجُلٍ: بعض محدثین نے اس لفظ کو خا کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

”أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَتَقَلَّبُونَ، وَلَا يَمْتَسِحُطُونَ - أَمْسَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ - عَوْدُ الطَّيِّبِ - أَرْوَابُهُمُ الْحَرُّ الْعَيْنُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ“ متفق علیہ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ: أَيْتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمْ فِيهَا الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ بَرَاءِ مِغْ سَاقِيهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ - لَا إِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبَ رَجُلٍ وَاحِدٍ يَسْتَحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا“

قَوْلُهُ ”عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ“ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ يَفْتَحُ الْحَاءَ وَأَسْكَانَ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بَصَّيْهِمَا وَكَلَاهُمَا صَحِيحٌ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة و فی النبیاء، باب خلق آدم و ذریئہ و مسلم کتاب الجنة، باب اول زمرہ تدخل الجنة۔

اللغات: زمرة: جماعت۔ لیلۃ البدر: چودھویں رات کا چاند چاند سے مشابہت روشنی اور چمک میں دی گئی۔ کوكب دري: انتہائی روشن ستارہ۔ لا يتقلون: تھوک نہ پھینکیں گے۔ مجامیرہم: جمع مجمرہ، انگیٹھی اس کو مجمرہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کولے رکھنے کی جگہ ہے۔ الدلوة: سعود کی وہ لکڑی جو انگیٹھی میں رکھی جائے اور وہ دھونی دے۔ رشحہم: وہ پسینہ جو ان کے جسم سے نکلے گا۔ مغ سواقہما: ہڈی کا گو دا مراد اس سے انتہائی صفائی ہے۔ سواقہما: جمع ساق پنڈلی پیر سے گھسنے تک کا حصہ۔

فوائد: (۱) اہل جنت سے تمام صفات کی لٹی کر دی گئی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا کہ اہل جنت کے انعام کھانا پینا پہننا خوشبو لگانا یہ بھوک کی تکلیف یا پیاس یا جسم کے کھلنے یا بدبو کی وجہ سے نہ ہوں گے بلکہ یہ تقسیم کی پے در پے نعمتیں ہیں (۳) علامہ نووی نے فرمایا اہل سنت کے نزدیک اہل جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہوں گی۔ البتہ انکے درمیان لذت کا فرق ہوگا اور کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ ان نعمتوں کا انقطاع نہیں۔ (۴) اہل جنت کے مابین باہمی حسد اور اختلاف نہ ہوگا کیونکہ انکے دل اخلاق قبیح حرکات سے پاک ہوں گے۔

۱۸۸۵: حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”موسیٰ نے رب سے سوال کیا کہ جنت میں کتر درجہ کا جنتی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: ”وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جا چکیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے رب میں راضی ہوں۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے رب جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہوگا۔ فرمایا: ”وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر نمبر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا۔“ (مسلم)

۱۸۸۵: وَعَنِ الْمُعِوِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”سَأَلَ مُوسَى ﷺ رَبَّهُ: مَا أَذْنَىٰ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخْذَاتِهِمْ؟ فَيَقَالُ لَهُ: اتْرَضَىٰ أَنْ يَكُونَ لَكَ مِنْ مَلِكٍ مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيْتُ رَبِّ - فَيَقُولُ: لَكَ ذَلِكَ وَمِنَّةٌ وَمِنَّةٌ وَمِنَّةٌ فَيَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُولُ: هَذَا لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَيْتَ نَفْسِكَ، وَكَذَلِكَ عَيْنِكَ - فَيَقُولُ: رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ أَوْلَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب انی الجنة منزلة فیہا۔

اللغزات: ما ادنی: جو اس نے ۲۱را۔ اخذوا اخذاتہم: جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیں۔ رب: حرف نداء کو حذف کر دیا رب کے ذکر کی طرف مسامت کی وجہ سے۔ قال: موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غرست کرامتہم بیدی: میں نے شخص اپنی قدرت کے ساتھ کسی فرشتے یا اور کسی واسطے کے بغیر ان کی عزت کو زیادہ کرنے کے لئے۔ ختمت علیہا: تکریم میں مزید اضافہ کے لئے تاکہ اور کوئی دیکھ نہ سکے۔

قوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے کرم اور وسعت رحمت کو بیان کر دیا۔ (۲) اہل جنت کے مرتبہ کو بیان کیا کہ ان میں سب سے کم درجے والے جنتی کو دنیا کے بڑے بادشاہ سے کئی گنا زیادہ دیا جائے گا۔

۱۸۸۶: حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل

۱۸۸۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْرًا

نکلے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تجھے دنیا اور اس کے دس گنا برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گنا دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

– يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّهَا فَيَحْتَلُّ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى ، فَيَرْجِعُ يَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَى؟ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَإِنَّهَا فَيَحْتَلُّ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى ، فَيَرْجِعُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَإِنَّ لَكَ مِنْ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِنْ عَشْرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا– يَقُولُ: أَسْخَرْتُ بِي ، أَوْ تَضَحَّكَ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ“ قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَحِيحًا حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُولُ: ”ذَلِكَ أَوْفَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الرفاق، باب صفة الجنة و النار و فی التوحید و مسلم فی الايمان، باب آخر اهل الناس خروجا۔

اللِّعْنَاتُ: حیوان گھٹ کر۔ نواجذہ: آپ کی آخری ڈاڑھیں، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ خوب ہنسے اور یہ بات معلوم و معروف ہے آپ ﷺ ہونا تمہیں فرماتے جس سے تبسم والے دانت ہی ظاہر ہوتے اور جب ہنسنے کا مقام و موقع تو آپ ﷺ ہنسے۔  
 فوائد: (۱) جنت والوں میں سب سے کم درجہ کے جنتی دنیا کی تمام نعمتوں سے دس گنا نعمتیں پائے گا۔

۱۸۸۷ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ”إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَحِيمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوِّةٍ طَوَّلُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُونَ مِثْلًا ، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ”الْمِثْلُ“ سِتَّةُ آلَافٍ ذِرَاعٍ۔  
 ۱۸۸۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے۔“ (بخاری و مسلم)  
 الْمِثْلُ: چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی بدء الخلق، باب صفة الجنة و فی تفسیر سورہ الرحمن و فی التوحید و مسلم فی کتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة۔

اللِّعْنَاتُ: الحجیمہ: بدوں کے گھروں میں ایک مربع گھر۔ معجوفہ: خالی کھوکھلا۔ لاہری بعضہم بعضا: اس خیمہ میں بہت وسعت کی وجہ سے اور اس کے رہنے والوں کے بہت دور ہونے کی وجہ سے۔

۱۸۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہوگا اگر عمدہ اپنی کمر والے تیز گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو اس کے سایہ کو سو سال تک ملے نہ کر سکتا۔“ (بخاری و مسلم)

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سو اس سال اس کے سامنے میں چتر رہے گا پھر بھی اس کو ختم نہ کرنے کا۔

۱۸۸۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يَسِيرُ الرَّابِكُ الْجَوَادُ الْمُضْتَمِرُ السَّرِيعُ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَرَوَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَيْضًا تَمِيمٌ رِوَايَةً أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَسِيرُ الرَّابِكُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا.

**تخریج:** برواد البخاری فی الرفاق باب صفة الجنة و النار و مسند فی کتاب الجنة باب صفة الجنة و النار۔ اللعائن: الجواد: تپلی کمر والا گھوڑا۔ ضامر: اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کو پورا ڈال کر مونا تازہ کیا جائے تم بقتدر خوراک چار اکر کے کمرے میں باندھ کر اور جموں ڈال دیئے جائیں تاکہ حرارت سے اس کو پسینہ آجائے اور اس کو گوشت ہکا چھلکا ہو کر دوڑ کے قابل ہو جائے۔ ما یقطعها: اس کے بہت زیادہ بڑے اور وسیع ہونے کی وجہ سے اس کو ٹپ نہ کر سکتے گا۔ فی ظلها: انگی شاخوں کے نیچے ورنہ جنت میں نہ سورج ہے اور نہ حرارت و گرمی۔ امام راغب فرماتے ہیں ظل کا لفظ فنی کی نسبت عام ہے رات کے سایہ کو ظل اللیل کہتے ہیں اس طرح بروہ جگہ جہاں دھوپ نہ پڑے۔ گھوا سکو: فنی اس وقت نہیں گے جب دھوپ نہ پڑے۔ اس طرح عزت نعت رفاہیت اور حرمت کو بھی ظل کہتے ہیں۔ آمد و گزر ان کو ظل طلیل سے تعبیر کرتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) جنت کے درختوں کی عظمت و بزرگی کے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضل اور قدرت کو ظاہر فرمایا جو اپنے بندوں پر وہ فرمانے والے ہیں کہ جنت میں وہ سعادت والی زندگی گزاریں اور جنت بطور ثواب کے عنایت فرمائیں جس کی نعمتوں اور طویل و عزیز عیش ساریوں والے درختوں سے وہ فائدہ اٹھائیں۔ تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے اور فضل و احسان بھی۔

۱۸۸۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے بالانشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان لوگوں کو بھی ملیں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۸۹: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْعَرْفِ مِنْ قَوْمِهِمْ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ اللَّذَرِّيَّ الْعَابِرَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ لِنَفَاضِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَلَكَّ مَنَارِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ. قَالَ: بَلَى وَاللَّيْلِ نَفْسِي بِيَدِهِ رَجُلٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ.

**تخریج:** برواد البخاری فی بدء الخلق باب صفة الجنة و مسند فی کتاب الجنة باب صفة الجنة۔

**اللعائن:** المتراءون: دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ العابر: آسمان میں چڑھنے والا۔

**فوائد:** (۱) اہل جنت اپنے درجات کے لحاظ سے مختلف مقامات میں ہوں گے یہاں تک کہ بلند درجہ والے نیچے والوں کو ستاروں

کی مانند نظر آئیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم درجات عند اللہ الایة اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجات ہیں۔ (۲) صالح مؤمن انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام کے درجات تک اپنے ایمان اور رسولوں کی سچی تصدیق کی بنا پر پہنچیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہیں بھی انہی میں سے کر دیں۔ آمین۔

۱۸۹۰ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لِقَابُ قَوْسٍ فِي  
الْحَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطَّلِعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ  
تَغْرُبُ "متفق علیہ۔"  
۱۸۹۰ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام  
جہاں سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب  
ہوتی ہیں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الحلق باب ما جاء فی صفة الحنة و فی تفسیر سورہ الواقعة و مسلم فی الحنة باب الحنة شجرة۔

**اللِّحْيَانُ:** لِقَابُ قَوْسٍ: کمان کے قبضہ اور گوشہ کے درمیان کا فاصلہ ہر کمان کی دو قاتیں ہوتی ہیں۔  
**قَوَائِدُ:** (۱) جنت کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے جنت چھوٹی جگہ انتی دنیا جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اس سے بہتر ہے اور وہ یہ  
ہے کہ جنت ہمیشہ رہنے والی اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

۱۸۹۱ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : " إِنَّ فِي الْحَنَةِ سُوقًا  
يَأْتُونَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ ، فَتَهْبُ رِيحُ الشَّمَالِ  
فَتَحْتُوا فِي وُجُوهِهِمْ وَنِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُونَ  
حُسْنًا وَجَمَالًا ، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ وَقَدْ  
ازْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ :  
وَاللَّهِ لَقَدْ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا ؟"  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۹۱ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں  
لوگ ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے  
چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و  
خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر دلوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو  
آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہوگا۔ ان  
کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی  
میں بڑھ گئے ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحنة باب فی سوق الحنة۔

**اللِّحْيَانُ:** سوقا: سوق کا لفظ مونث و مذکر دونوں طرح کی فصیح لغت ہے۔ اس مقام کو کہتے ہیں کہاں لوگ اپنے منافع اور مصالح  
کے تبادلے کے لئے جمع ہوں۔ سوق الحنة: اہل جنت کا ایک جگہ اجتماع جہاں سے وہ اپنی پسند کی چیزیں بلا کسی بدل کے لے لیں  
گے۔ ریح الشمال: شمال کی جانب سے آنے والی قبلہ والی جانب سے چلنے والی ہوا۔ جنت کی ہوا کو شمال سے تعبیر اس لئے کیا گیا کیونکہ  
اہل عرب کے ہاں بارش والی ہوا اسی جانب سے آتی تھی۔ کذا قال القاضی عیاض رحمته اللہ تحفو: بکھیرنا۔

**قَوَائِدُ:** (۱) اہل جنت کے حسن اور ان کی نعمتوں اور محبت و اخوت میں اضافے اور تبادلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۱۸۹۲ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : " إِنَّ أَهْلَ الْحَنَةِ  
۱۸۹۲ : حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جنتی ایک دوسرے کے

کِتْرَاءٌ وَنَ الْغُرْفِ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءُ وَنَ الْكُوكَبِ فِي السَّمَاءِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو  
دیکھتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: برواہ البخاری فی الرقاق باب صفة الجنة و النار و مسلم فی الجنة باب ترائی اهل الجنة۔

اللِّغَاتُ: لیتراءون: ضرور مشاہدہ کریں گے۔

فوائد: حدیث ۱۸۸۹ کے فوائد ملاحظہ کریں۔

۱۸۹۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ  
مِنْ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى  
انْتَهَى ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: "فِيهَا مَا لَا  
عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى  
قَلْبٍ بَشَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ  
الْمُضَاجِعِ" إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ  
مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی  
اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے جنت  
کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر  
اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس میں وہ کچھ ہوگا  
جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے  
دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیات پڑھی: "جنت میں وہ لوگ  
جائیں گے جن کے پہلو..... کوئی جان نہیں جانتی جو ان کے لئے  
آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے" تک پڑھی۔ (بخاری)

تخریج: برواہ قال فی التعلیق علی جامع الاصول لم یجدہ فی البخاری من حدیث سہل بن سعد و ذکر الشیخ عبدالاعلی

النابلسی فی ذخائر الحواریت و نسبه لمسلم فقط و هو عند مسلم فی اول کتاب الجنة و صفة عیسیا و اہلبہا۔

اللِّغَاتُ: حتی انتہی: آپ اپنی بات سے فارغ ہوئے۔ ثم قراء: پھر یہ آیت پڑھی سورہ جندہ رقم ۱۲ تتجافی جنوبہم اور  
دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ان کے پہلو۔ عن المضاجع: ستر۔ قوب اعین: خوشی اور سرت کے اسباب۔

فوائد: (۱) نیک کاموں پر ایمان لانے کے لئے آپ ﷺ کا ثواب کی خوشخبری دینا مذکور ہے۔ (۲) جنت کی فضیلت بتائی گئی کہ دنیا کی  
تمام چیزیں بھی جنت کی نعمت کا مقابلہ تو درکنار ساتھ بھی نہیں مل سکتیں۔

۱۸۹۴: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا  
دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَبَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ  
أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ  
تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ  
تَشْبُوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَعْمُوا  
فَلَا تَسْأُوا أَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اہل جنت جنت  
میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا نداء دے گا۔ بے شک تم  
نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے، تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند  
رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی  
بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے  
گی۔" (مسلم)

تخریج: برواہ مسلم فی کتاب الجنة باب دوام نعيم اهل الجنة۔

اللِّغَاتُ: فلا تسقموا: تم بیمار نہ ہو گے۔ ان تشبوا: جوان رہو گے۔ فلا تهرموا: بوڑھے نہ ہو گے۔ الہرم: بڑھاپے کی انتہائی



حالت کو کہتے ہیں وہ موت کی طرف طبعی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ تنعموا! نعمتیں اور سعادتیں پاؤ گے۔ لاتبا سوا یہ بوس سے ہے وہ جس کی تکلیف اور بدبختی کو کہتے ہیں۔

**فَوَاصِدٌ (۱)** جنت کی نعمتوں کا دنیا سے تفاوت فرق ہے۔ جنت کی نعمتیں نہ تبدیلی والی نہ بچنے والی یا ختم ہونے والی۔ نہ وہاں بیماری نہ بڑھا پامردی یا کی نعمتیں نہ دائمی رکھوں اور پریشانیوں سے پر۔

۱۸۹۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدٍ أَخِيدَ كُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّى فَيَسْتَسْئِلُ وَيَتَمَنَّى فَيَقُولُ لَهُ : هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ : نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ : فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ادنیٰ جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تمنا کرو۔ پس وہ تمنا کرے گا۔ پھر تمنا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے تو نے تمنا کر لی؟ وہ کہے گا جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس بے شک تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور بھی۔" (مسلم)

تخریج: برواہ مسند فی کتاب الایمان: باب معرفة ضیق البریة۔

**اللَّحَائِشُ** : مقعد احکم جنت میں مکان۔ ان بقول لہ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے۔ تمنا: تو تمنا کر۔ مسباح میں ہے تمنیت کذا میں نے اس طرح تمنا کی۔ بخش نے کہا یہ المنسی سے لیا گیا جس کا معنی اندازہ ہے اس طرح کہ مرتبہ والا اس کے حصول کی قدرت رکھتے ہیں۔ المنیہ اور الامنیہ: اس سے اسم ہیں۔ هل تمنیت: کا معنی یہ ہے کیا تم نے پورا لے لیا جس کی تو تمنا رکھتا تھا۔

**فَوَاصِدٌ (۱)** اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے کرم عظیم کا حال اور پھر جو وہ تمنا کریں گے۔ اس سے کئی گنا زیادہ ان کو دیا جائے گا۔ (۲) جنت کی نعمتیں کسی ایک چیز میں منحصر نہیں بلکہ مؤمن وہاں جو تمنا کرے گا وہی پالے گا اور جس چیز کی اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگی بطور فضل و سخاوت کے اور بطور کرم و مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے میسر ہو جائے گا۔

۱۸۹۶ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ - فَيَقُولُ : هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ : وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّنَا وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِمَّنْ خَلَقْتَ - فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيتُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ : وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْحَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۶ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائیں گے اے جنتیو! پس وہ عرض کریں گے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ" اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں تمام بھلائی آپ کے دست قدرت میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں ملا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ دے دو؟ پس وہ کہیں گے کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی لازم کر دی۔ پس میں تم پر کبھی اس کے بعد ناراض نہ ہوں گا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار، و فی کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اهل الجنة و مسلم فی کتاب الجنة، باب احلال و الرضوان علی اهل الجنة۔

**اللِّغَازَاتُ:** لیلیک ربنا و سعدیک: اے اللہ ہم حاضر ہم حاضر۔ سعادتوں کے بعد سعادتیں یہ دونوں لفظ کثرت و تعدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ احل: میں نے حلال کر دی میں اتاروں گا۔ فلا اسخط: میں ناراض نہ ہوں گا۔  
**فوائد:** اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو خطاب فرمایا کہ اپنا خصوصی فضل ذکر فرمایا اور عمدہ وعدے فرمایا کہ اس میں اضافہ کر دیا۔

۱۸۹۷: وَعَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَظَنَرُ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ وَعَيَانًا كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيِهِ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۹۷: حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ آپ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”بے شک تم اپنے رب کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں وقت و تکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی مواقت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، باب فضل صلاة الصبح و العصر۔  
**اللِّغَازَاتُ:** عیانا: سامنے۔ مفاعله: صیغہ تجلی و ظہور میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا۔ لا تضامون: جنہیں کو بھیڑ کی جگہ محسوس نہیں ہوتی جب تم اس کو دیکھتے ہو۔

**فوائد:** (۱) نماز فجر کی فضیلت گزشتہ فائدہ کی طرح ذکر کی گئی۔ (۲) مومن جنت میں دیدار خداوندی کی نعمت پالیں گے مگر وہ رویت بغیر کسی کیفیت اور کسی چیز پر اٹھنا کرنے کے بغیر اور بلا تشبیہ و تمثیل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجِوهَ یَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ رِہَانًا نَاطِرَةٌ﴾ کہ کچھ چہرے تر و تازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔ (۳) امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا فانی اور اللہ تعالیٰ باقی ہیں اور باقی کو فانی کے ساتھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ پس جب آخرت میں ہوگا تو باقی رہنے والی آنکھیں دی جائیں گی جو باقی کو باقی سے دیکھیں گی۔

۱۸۹۸: وَعَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ نَبِيضْ وَجُوهَنَا؟ أَلَمْ تَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتَنْجِنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَيْ رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۹۸: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے۔“ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچا لیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے رب کو دیکھنا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب اثبات روية المومن ربهم فی الآخرة۔  
**اللِّغَازَاتُ:** تریدون: یہاں ہمزہ استفہام کا مخدوف ہے تریدوں: کیا تم چاہتے ہو۔ فیکشف الحجاب: وہ حجاب جو مخلوق کے لئے بنایا گیا تاکہ وہ دنیا میں اس کو نہ دیکھیں۔ مگر آخرت میں وہ اٹھا دیا۔

**فوائد:** (۱) اہل جنت سے حجاب دور کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ اپنے رب جل شانہ کی زیارت کر سکیں گے۔ اہل ایمان کے لئے یہ

روایت جنت میں ثابت ہے۔ لیکن کفار کو اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَلَّا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون لایہ علامہ ابن عسلمان بیحد فرماتے ہیں امام نووی بیحد نے کتاب کو اس روایت پر ختم فرمایا کیونکہ اس میں ایمان والوں کیلئے عزت کا اثباب ہے جو ایمان والوں کو دیدار ہی کی صورت میں میسر آئے گی اور کفار اس سے محروم کر دیئے جائیں گے ارشاد الہی ہے: کَلَّا انھم عن ربھم لمحجوبون... (۲) علامہ ابن عسلمان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نووی نے اپنی کتاب کو اس حدیث پر ختم فرمایا کہ اس میں اشارہ کر دیا کہ ایمان والوں کو خاتمہ اس اکرام سے ہوگا جو ان کو باری تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو پس مناسب معلوم ہوا کہ میں بھی اپنی اس عمل خیر کا خاتمہ اسی خاتمہ باحسن العمم والی روایت سے کروں تاکہ حسن خاتمہ کی دلیل بن جاوے۔ الحمد للہ رب العالمین اولاً و آخراً۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

اللَّهُ تَعَالَى نَعَى ارشاد فرمایا:

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا رب ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ ان کی پکار اس میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف رہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پا سکیں اَللّٰهُمَّ بِمِيسْرِ هِدَايَتِ نَدِيْتِے۔ اے اللہ محمد پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی امی ہیں اور آل محمد اور ان کی ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمد پر جو نبی امی ہیں اور ان کی آل اور ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیم اور آل ابراہیم پر جہانوں میں۔ بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۗ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۗ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ۗ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۗ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ۗ - وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ۗ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۗ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ مَوْلَانَا رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ "فَرَعْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعِ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةِ سَبْعِينَ وَبِسْتِ مِائَةِ بَدَمَشَقِ"

امام نووی بیحد فرماتے ہیں میں سوموار ۳ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری کو دمشق میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوا۔

تَمَّتْ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ تَوْفِيقِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ  
میں اس کتاب کے ترجمہ کی ان سطور سے لیتے الحمد ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۲۱ ہجری کو فارغ ہوا اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور ناشر خالد مقبول اور ان کے والدین دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیاں عنایت فرمائے اور ان کی اس سنی جلیلہ کو قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

## ۳۷۳ : باب تراجم الرواة من الرجال و النساء

## الاسماء

ملاحظات : یہاں ان تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جن کا تذکرہ سند میں کیا ہے۔ البتہ متن حدیث کے دوران آنے والے رواۃ کے حالات شرح حدیث میں ذکر کر دیئے یا بعض کی طرف اشارہ کر دیا اگر ان کے حالات بھی مل جائیں تو فیہا و نعمت۔

## ( الف )

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رحمۃ اللہ : زہرہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب میں فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت وسامع ہر دو ثابت ہیں۔ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

أبی بن کعب رضی اللہ عنہ : بن قیس بن عبید، یہ خزرج قبیلہ کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام سے قبل ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرمایا۔ یہ بدر و احد تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ۶۳ روایات ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمذرتھی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما : بن حارثہ، یہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اور ان کے والد سے بہت پیار تھا۔ اسی لئے ان کو محبوب رسول کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام ایمن برکت حبشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپ کی بیماری میں شدت آگئی تو آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا گیا۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ان کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات ہیں۔

اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ : یہ بصرہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے صرف سات روایات مروی ہیں۔ ان کے بیٹے ابوالخیر نے فقط ان سے روایت نقل کی ہے۔

اسلم مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابورافع تھی یہ أحد و خندق اور ان کے بعد والے تمام

معرکوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی نوٹدی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ ان سے عبید اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی مرویات کی تعداد ۶۸ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما: عبد اللہ بن ابی قحافة عثمان بن عامر یہ خاندان قریش کی فضیلت والی صحابیات میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن لگتی ہیں اور یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہ انتہائی فصیح و بلیغ، حاضر دماغ، صاحب عقل و فہم تھیں۔ یہ شعر کہتی تھیں۔ ان کے خاوند زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ پھر انہوں نے بقیہ ایام حیات اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارے یہاں تک کہ وہ مقتول ہوئے۔ ان کے مقتول ہونے کے بعد ان کی نظر جاتی رہی۔ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کا نام ذات الطالقین معروف ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے بچے کو پھاڑ کر اس کھانے والے تھیلے کا منہ باندھا جو سفر ہجرت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت میں دو نفاق ملنے کی خوشخبری دی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد چھپن (۵۶) احادیث ہیں۔

اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا: بن سکین بن رافع بن امری القیس، یہ بنو اشمل سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ عورتوں کی خطیبہ تھیں۔ یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور غنص نفیس انہوں نے نو کفار کو اپنے خیمے کی چوب سے ہلاک کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ: بن قیس نخعی ابو عمرو کوفی، یہ تابعی ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے فرمایا عمدہ پختہ راوی ہیں ان کے ثقہ اور صاحب عظمت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اسی حج کئے۔ یہ ہر دورات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

أسید بن ابی أسید رحمۃ اللہ: یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد یزید بن کثیر کی روایت نقل کی نیز عبد اللہ بن ابی قحادہ سے بھی اور ان سے ابن جریج اور سلیمان بن بلال نے روایت لی ہے۔ ان کی وفات منصور عباسی کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: بن سماک بن عتیک، ان کا تعلق اوس قبیلہ سے ہے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ ان معروف صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت و اسلام میں شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ عقلاء عرب میں سے ایک تھے، صاحب الرائے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ستر صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے تھے۔ احد کے میدان میں ان کو سات زخم آئے۔ میدان میں آخر تک ثابت قدم رہے۔ مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی

مرویات کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔

أسید بن عمر رضی اللہ عنہ: ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر أسد الغابہ میں رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں اور بعض نے کہا، ریکی ہیں اور بعض نے شیبانی بتایا۔ یہ صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔

أم کلثوم عقبہ رضی اللہ عنہا: بن ابی معیط یہ مکہ میں اسلام لائیں اس وقت تک عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا۔ انہوں نے ۷ھ میں صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: **وَإِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ** رسول اللہ ﷺ سے دس روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

أمیہ بن تخشی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں قبیلہ بنو خزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بسم اللہ کے متعلق انہوں نے نقل کی ہے۔ وہ روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: یہ انصار مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ خدمت کی ذمہ داری دس سال کی عمر تک سنبھالی اور دس سال تک خدمت میں رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابو حمزہ تجوز فرمائی۔ ان کی والدہ محترمہ مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے حضرت انس کے لئے دعا فرمائی: **اللهم اكسر ماله و ولده و بارك له و ادخله الجنة** اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کو برکت عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کثیر المال صحابہ میں سے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی اولاد در اولاد اور اولاد کی تعداد ایک سو بیس سے زائد تھی۔ انہوں نے سو سال سے زائد عمر پائی۔ بصرہ میں ۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔

أوس بن اوس رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں جنہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔ وہیں ان کی مسجد اور گھر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں جن کو ترمذی، ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایاس بن ثعلبہ ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ: یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

ایاس بن عبد اللہ رحمۃ اللہ: بن زباب یہ دوس قبیلہ سے ہیں۔ یہ مکہ میں وارد ہو کر مقیم ہو گئے۔ ان سے عبد اللہ یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فقط روایت لی ہے۔ ابن خبان رحمۃ اللہ نے کو ان ثقافت تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے کہا کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے۔

(الباء)

براء بن عازب (ابوعمارہ) رضی اللہ عنہ: بن حارث خزرجی یہ ان قائدین صحابہ میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر عظیم فتوحات ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں اسلام لائے اور پندرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں رے (فارس) کا حاکم مقرر فرمایا۔ انہوں نے ابھر پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور پھر قزوین پر قابض ہو گئے۔ پھر وہاں سے زنجان کی طرف کوچ کیا اور زور و قوت سے اس کو فتح کر لیا۔ ۱۷ھ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایات ۳۰۵ ہیں۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن حارث اسلمی۔ یہ بدر سے قبل اسلام لائے مگر بدر میں شرکت نہ کی۔ بعض نے کہا یہ بدر کے بعد اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۶۲ھ میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خراسان میں فوت ہوئے والے صحابہ میں آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے ۷۷ روایات بیان کی ہیں۔

بشیر بن قیس تغلوسی رحمۃ اللہ: یہ اہل قنسرین میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ کثیر الصدق ہیں۔ ابوداؤد نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کرنے والوں میں سے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے قیس نے روایت کی ہے۔

بشیر بن عبدالمعز رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابولبابہ اوسی ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پندرہ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: یہ حبشی تہمی ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یہ مؤذن رسول ﷺ ہیں۔ یہ قدیم اسلام و ہجرات ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں اور انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا۔ یہ بدر واحد غرضیکہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لئے شام تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۴۴ ہے۔

بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزینہ کے وفد میں ۵ھ میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ مزینہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ ۶۰ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے آٹھ (۸) احادیث روایت کی ہیں۔

( النساء )

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ: بن خارجہ ان کی کنیت ابو رقیہ ہے۔ ان کی نسبت دار بن ہانی کی طرف کی جاتی ہے۔ جو قبیلہ لخم سے تھے۔ یہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ یہ مدینہ میں رہائش پزیر تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں منتقل ہو گئے اور بیت المقدس میں رہائش اختیار کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ فلسطین میں ۴۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی ۱۸ روایات ہیں۔

تمیم بن اُسَید رضی اللہ عنہ: بن عبد العزیٰ یہ بنو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو حرم کی حدود کی تجدید کا حکم فرمایا تو انہوں نے حدود کے ان پتھروں میں سے جو اکھڑ چکے تھے، کونے سرے سے گام نہ رکھ کر درست کر دیا۔ یہ مکہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اٹھارہ (۱۸) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

( النساء )

ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد بصری ہے۔ یہ زیادہ تر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مفضل اور بہت سارے تابعین سے روایت نقل کرتے ہیں۔ امام احمد اور نسائی اور عیسیٰ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۵۰ احادیث نقل کیں ہیں۔

ثابت بن ضحاک النزاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زید ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں تھے۔ قریباً ۷۰ھ قننہ ابن زبیر کے زمانہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ثوبان بن بجد رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور اصلی وطن مکہ اور یمن کے درمیان مقام سمرات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر یہ وفات تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگا رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہاں مکان بنایا اور ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) احادیث نقل کی ہیں۔

( الجہیم )

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن جنادہ السوائی یہ بنو زہرہ کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ کوفہ میں مقیم ہو گئے ۷۴ھ میں جب بشری عراق پر گورنری تھی تو ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۴۶ روایات لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

جابر بن عبد اللہ النزاری رضی اللہ عنہ: خزرجی سلمیٰ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور اپنے



والد کے ساتھ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی مرنچھوئی تھی۔ صحیح مسلم میں خود ان کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انیس غزوات میں حصہ لیا۔ میں بدر واحد میں موجود نہیں تھا کیونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا۔ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہیں رہا۔ یہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں ۷۷۴ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: جہمی ان کی نسبت جہیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو جری ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی روایات انہوں نے نقل کی ہیں؛ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت موجود نہیں۔

جبلہ بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ: تمیمی کوئی؛ یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے روایات لی ہیں۔ شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔ قطان بن معین ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

جسیر بن معظم رضی اللہ عنہ: بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی؛ ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ قریش کے علماء اور سرداروں میں سے تھے۔ یہ قریش اور عرب کے ماہر نساہوں میں سے تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں ہوئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) احادیث نقل کی ہیں۔

جریر بن عبداللہ الجلی رضی اللہ عنہ: بن جابر یہ قبیلہ جبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابو عمر تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے یہ چالیس روز پہلے ایمان لائے۔ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ یہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں اپنی قوم کے سردار تھے۔ عراق کی لڑائیوں میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۵۱ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

جندب بن عبداللہ الجلی رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن سفیان بن علقم؛ یہ علقم قبیلہ جبیلہ کی ایک شاخ ہے ان کو رسول اللہ ﷺ کی کچھ صحبت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ کوفہ میں پہلے رہائش اختیار کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ بصرہ میں معصب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ: بن سفیان بن عبید؛ یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں جو کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ ان کی کنیت ابو ذر ہے۔ یہ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ خود ان کی روایت ہے کہ میں پانچواں مسلمان تھا۔ سچائی میں ان کی مثال بیان کی جاتی ہے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام والا سلام کیا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں مقام رمضرمیں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۲۸۱ روایات ان سے نقل ہو کر آئی ہیں۔

جرثوم بن ناشرکشی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ثعلبہ ہے۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جرثوم ہے بعض نے کہا جرثومہ ہے اور بعض نے کہا جرثم یا جرہم ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے کہا امیر معاویہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس

احادیث نقل کی ہیں۔

جو یہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: ابن ابی ضرار مصطلقیہ، یہ ام المؤمنین ہیں اور ان سے کچھ روایات امام بخاری نے نقل کی ہیں جن میں دو حدیثیں بخاری کی منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن سباق اور ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔

(الہام)

حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ: انصار خزرجی سلمیٰ ان کی کنیت ابو قتادہ ہے۔ یہ فارس رسول اللہ ﷺ ان کی کنیت نام سے زیادہ معروف ہیں یہ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ ۵۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ ان کی نسبت قبیلہ اشعر کی طرف ہے جو یمن کا معروف قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعرین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عام طور پر شامین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں طاعون کے ذریعہ شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ سے ستائشیں احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن عوف رضی اللہ عنہ لیشی: یہ اپنی کنیت ابو قتادہ کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کے اپنے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا عوف بن حارث ہے اور بعض نے کہا حارث بن مالک بتایا۔ غزوہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں بنو ضمرہ بنو لیث اور بنو سعد بکر بن عبد مناة کا جھنڈا تھا۔ ۶۸ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۲۴ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ: یہ عبید اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ان سے ابو اسحاق یحییٰ نے روایت نقل کی اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بیان کی ہے۔

حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما: حسیل بن جابر العسبی الیمان حضرت حسیل کا لقب ہے۔ یہ بہادر فاتح و ایوں میں سے تھے۔ منافقین کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہ نام بتائے تھے جو اور کسی کو نہ بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا۔ وہیں ان کی ۳۶ھ میں وفات ہوئی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۵ ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ: بن یسار بصری یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اہل بصرہ کے امام تھے۔ اپنے زمانے کے اساطین علم میں سے تھے۔ ان کو بیک وقت قدرت نے علم، فقہ، فصاحت، بہادری، زہد جیسی عمدہ صفات کو جمع کر دیا تھا۔ مدینہ میں ان کی ولادت ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پروان چڑھے۔ پھر بصرہ میں سکونت

اختیار کی اور وہیں ۱۰ھ میں وفات پائی۔

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، الباشی القرشی، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ پیدائش ان کی مدینہ منورہ میں ہوئی اور بیت نبوت میں پرورش پائی۔ یہ بڑے ذکی عقل، حوصلہ مند، بھلائی کے خواہاں، انتہائی فصیح و بلیغ اور فی البدیہہ عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے بیعت کی۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو باہمی خون ریزی سے بچانے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے چند شرائط کے ساتھ دست برداری اختیار فرمائی۔ ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا۔ اسی لئے اس سال کا نام عام الجمانہ رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور قبچ میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے ۱۱۳ احادیث روایت کی ہیں۔

حصیین بن وحوح رضی اللہ عنہ: یہ انصاری مدنی صحابی ہیں۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ سعید انصاری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ان ہی سے طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: یہ قبیلہ بنو عدی سے ہیں۔ ان کی کنیت اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام زینب بنت فطعون ہے۔ یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل یہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ۲ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ساٹھ (۶۰) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ، یہ قریشی الاصل ہیں۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ بعثت سے قبل اور بعد آپ کے مخلص رفقاء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چالیس (۴۰) احادیث ان کی روایت سے آئی ہیں۔ ان کی کنیت ابو خالد تھی۔

حمید بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ: بن عوف الزہری المدنی، یہ طلیل القدر ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ اور اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور ان کے بیٹے عبد الرحمن اور بھتیجے سعد اور زہری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حظللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ: ان کو اکاتب اور ابو ربیع کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دادا صیف التمیمی ہیں۔ ان کو حظللہ کاتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں شامل تھے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۴۵ھ میں

وفات پائی۔

حیان بن حصن رحمۃ اللہ: ان کا لقب ابوالتیاح ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان کے دونوں بیٹے منصور زجریر اور شععی رحمہم اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(الجماء)

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ تابعی ہیں انہوں نے عقبہ بن غزو ان سے روایت کی ہے اور ان سے حمید بن بلال نے روایت لی ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

خالد بن زید رضی اللہ عنہ: بن کلیب بن شعلیہ انصاریؓ یہ بنی نجار سے ہیں۔ ابویوب ان کی کنیت ہے۔ اسی سے زیادہ معروف ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ تمام غزوات میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ یہ صابر متقی غزوات و جہاد کو پسند کرنے والے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ تک زندہ رہے اور یزید بن معاویہ کے ساتھ غزوہ قسطنطنیہ میں حصہ لیا۔ یہ ۵۲ھ کا زمانہ تھا اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو پچیس (۱۵۵) احادیث روایت کی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: بن مغیرہ مخزومی قرشیؓ ان کا لقب سیف اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان فاتح صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کو ٹھوس سوار دستے کا ذمہ دار بنایا۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتال مرتدین کے لئے منتخب فرمایا۔ پھر ان کو عراق بھیجا پھر شام معرکہ یرموک کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ یہ ہمیشہ کامیاب، فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ انہوں نے حمص میں وفات پائی اور بعض نے کہا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کے ذخائر میں ان سے اٹھارہ (۱۸) روایات مروی ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ: بن جندلہ بن سعد تمیمی ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مکہ میں سب سے قبل اظہار اسلام کیا تو مشرکین نے ان کو ضعیف سمجھ کر تکالیف دیں تاکہ یہ دین سے واپس لوٹ جائے۔ انہوں نے اس وقت تک ان مصائب پر صبر کیا تا آنکہ ہجرت کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے ۳۲ روایات نقل کی ہیں۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ: بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک یہ صحابی ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں رقد کے مقام پر وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۰ روایات نقل کی ہیں۔ ان کی مرویات کو سنن اربوہ کے مصنفین سے نقل کیا ہے۔

خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ام محمد ہے۔ یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے نعمان بن عجمان انصاری زرقی رضی اللہ عنہ سے عقد کیا۔ رسول اللہ ﷺ

سے انہوں نے ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا: بن امیہ سلمیہؓ یہ حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ ہیں۔ ان کو ام شریک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنا آپ رسول اللہ ﷺ کو مجہ کر دیا۔ رسول اللہ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) روایات نقل کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں انہوں نے ان سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

خویلہ بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو شریح ہے۔ نام میں اختلاف ہے بعض نے خویلہ بن عمرو بعض نے عمرو بن خویلہ بعض نے کعب بن عمرو بعض نے ہانی بن عمرو کہا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے بنی کعب خزاعہ کا ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ یہ نقل مند ترین لوگوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(المرء)

رافع بن معلى رضی اللہ عنہ: انصاری زرقی ان کا لقب ابو سعید ہے۔ نام میں اختلاف ہے بعض نے سعد بن عمارہ اور بعض نے عمارہ بن سعید بعض نے عامر بن سعید کہا ہے۔ یہ اہل حجاز صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن عمر اور انول نے روایت کی ہے۔

ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ: ان کی کنیت ابو مرثدہ کوفی ہے۔ یہ جنیس القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عاجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ۱۰۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

ربیعہ بن کعب اور سلمی رضی اللہ عنہ: یہ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو فراس ہے۔ یہیں وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رفاقت جنت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”کثرت جہود سے میری معاونت کرو۔“ یہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ سفر حضر میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ میں ۶۳ھ میں ہوئی۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو شعیبہ دمشقی القصر الایادی ہے۔ یہ بڑے علما میں سے تھے۔ انہوں نے واصلہ اور عبد اللہ دہلیسی اور جبیر بن نصیر سے روایت لی ہے اور عبد اللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں ۱۲۳ھ میں حادثہ قتل سے اس دار فانی کو چھوڑا۔

رفاعہ تمیمی رضی اللہ عنہ: یہ تیم بن عبد مناف بن ادویہ تیم الرباب کہلاتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو دمنہ ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں انہوں نے افریقہ میں وفات پائی۔ ابو داؤد ترمذی انس کی نے ان کی روایت کو نقل کیا ہے۔

رفاعہ بن زرقی رضی اللہ عنہ: یہ انصار قبیلہ کے خاندان بنو زریق کی طرف منسوب ہیں۔ یہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہذا

احد خندق بیعت رضوان بلکہ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ چوبیس (۲۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا: قرشہ امویہ یہ سابقات فی الاسلام میں سے ہیں۔ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام حبشہ میں ہی بھیجا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح اور مہر ادا کیا۔ مہر چار سو درہم تھے۔ پھر ان کو تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف ۷ھ میں روانہ کر دیا۔ ان کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی۔ ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

### (النساء)

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ رے (فارس) کے قاضی تھے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس، معرور بن سوید، ابو وائل رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن خالد، ابو اسحاق سمیعی اور ثوری رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا۔ اسی طرح ابن معین اور عیسیٰ نے ان کی توثیق کی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات رے میں ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: بن خویلد اسدی قرشی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بڑے بہادر اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ یہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی تلوار سونپی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے چھوٹے زاد بھائی تھے۔ یہ بدر احد وغیرہ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ جنگ یرموک میں گھڑ سواروں کے دستہ کے نگران تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان میں ثابت قدمی کے لئے بیڑیاں پہن لیں تھیں۔ ان کو ابن جریر نے جنگ جمل کے دن ۳۶ھ میں شہید کر دیا۔ احادیث کی کتابوں میں اڑتیس (۳۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت سنی۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

زیادہ بن علاقہ رحمۃ اللہ: ثعلبی، ابو مالک کوفی، یہ تابعی ہیں۔ اپنے چچا قطبہ بن مالک اور جریر بن علی، اسامہ بن شریک سے انہوں نے روایت لی ہے اور ان سے اعش، معر، شعبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین، نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم نے صدوق کہا۔ ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: جزرہ، النصار، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ستر (۷۰) روایات ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: بن ضحاک انصاری بخاری ابو خارجہ ان کی کنیت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پروان چڑھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کی عمر ۱۱ سال تھی۔ یہ دین کے عالم اور فقیہ تھے۔ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ یہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود حفاظ قرآن میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی خدمت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں انجام دی۔ ۴۵ھ میں وفات پائی کتب احادیث میں بانوے (۹۲) روایات ان سے مروی ہیں۔ خط کشیدہ عبارت فہم سے بعید ہے یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ حالات کی تصحیح بین القوسین لکھ دی گئی ہے۔

زید بن سہل رضی اللہ عنہ: بن اسود بن حرام بن عمرو بخاری المدنی، یہ بدراور دیگر تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطحہ نے حنین کے دن میں کفار کو قتل کیا۔ احد کے دن بھی بڑی آزمائش سے گزرے۔ ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا جس کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کیا۔ یہ اپنی کنیت ابوطحہ کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندگی گزاری۔ سوائے عیدین اور ایام تشریق کے کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غزوات میں مصروفیت کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں ان سے بانوے (۹۲) احادیث مروی ہیں۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ جبینہ قبیلے کا جھنڈا فتح مکہ کے دن ان کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے اکیاسی (۸۱) احادیث ان کی روایت سے وارد ہیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: بن رباب اسدیہ، یہ اسد خزیمہ سے تعلق رکھتی ہیں یہ زید بن حارثہ کی زوجہ محترمہ تھیں ان کا نام برہ تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کا نام زینب رکھا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم ﷺ سے گیارہ (۱۱) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ محزومیہ رضی اللہ عنہا: یہ صحابیہ ہیں۔ صحیح بخاری میں دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ ان کے بیٹے ابو عبیدہ بن عبد اللہ اور علی بن الحسین نے ان سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

زینب بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا: یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ان سے آٹھ (۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک روایت پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور ایک روایت پر دونوں منفرد ہیں ان سے ابو عبیدہ جو ان کے بیٹے ہیں نے اور بسر بن سعید نے روایت لی ہے۔

(الہین)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ: بن سعید بن ثمامہ کندی، امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ ازد میں سے تھے۔ ان کا شمار کنانہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ تم کندی کے بھانجے ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ: یہ القرشی العدوی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعین میں ان کا شمار ہے۔ یہ بڑے فقیہ، امام زاہد، عابد ہیں ان کی اقتداء نیت و جلالت اور زہد و عالی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے۔ عبد اللہ بن المبارک نے جن فقہاء کو شمار کیا یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ۱۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ثریہ ہے۔ خندق اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انیس (۱۹) احادیث انہوں نے روایات کی ہیں۔ احادیث متبعہ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کے ربیع نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں انہوں نے وفات پائی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الزہری ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو امیر بنائے گئے۔ یہ عراق اور مدائن کسریٰ کے فاتح ہیں۔ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے اپنے بعد خلافت کے لئے چنا۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں۔ غزوات میں اکثر نبی اکرم ﷺ کی حفاظت پر ان کی ڈیوٹی ہوتی۔ یہ معرکہ بدر اور اسلامی غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کو فارس الاسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عادی "اللہم سد درفیہ و اجب دعوتہ" آئے اللہ ان کے نشانے کو درست فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ نبی اکرم ﷺ سے ۲۷۰ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے مقام عقیق میں اپنے محل میں وفات پائی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت ۵۵ھ کا زمانہ تھا۔

سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو سعید الخدری معروف ہے۔ خدرہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ان کو نو عمری کی وجہ سے احد کے دن واپس کر دیا گیا۔ غزوہ احد میں ان کے والد شہید ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے بارہ غزوات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کئے۔ یہ عالم اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۶۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۱۱۷۰ احادیث مروی ہیں۔

سعید بن حارث رحمۃ اللہ: بن ابو سعید بن المعلی الانصاری، یہ مدینہ کے قاضی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت لی اور ان سے عمرو بن الحارث اور فلیح بن سلیمان نے روایت لی ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق مشہور کالفاظ لکھا ہے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی، ابو الامور کنیت ہے۔ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت



کی اکٹھی خوشخبری دی گئی۔ یہ عمر بن الخطاب کے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی ہوئی۔ فاطمہ بنت خطاب نے اپنے والد زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فاطمہ کا اسلام عمر کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ بدر کے بعد تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں بھی شامل تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی ۴۸ (اڑتالیس) احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔ سعید بن عبد العزیز رحمۃ اللہ: بن ابی یحییٰ ثوخنی ان کی کنیت ابو محمد دمشقی ہے۔ یہ بڑے فقیہی ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ حاکم نے کہا اہل شام میں ان کا وہی مقام ہے جو امام مالک کا اہل مدینہ میں ہے۔ ان کی وفات بقول ابن سعد ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

سعید مقبری رحمۃ اللہ: بن ابی سعید کيسان ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ یہ سقہ ہے اور مدینہ منورہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کی ہے۔ ان سے حدیث کے ۱۶۶۱۶ نے روایت کی ہے۔

سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: بن ابی ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن بشم ثقفی طائفی یہ صحابی ہیں اور ان سے روایات بھی آئی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے طائف کے عامل تھے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ: بن اوس ظہبی بصری یہ صحابی ہیں اور ان سے کئی احادیث ہیں۔ بخاری نے ان کی ایک روایت منفرد ذکر کی ہے۔ ان سے محمد بن سیرین اور ام ہزیم نے روایت کی ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ اصل میں یہ اصفہان کے مجوسی ہیں۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ پہلے پہل غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انہیں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ اس کے بعد کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ زاہد عالم فاضل صحابہ میں سے تھے۔ عراق میں رہائش اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور اسی پر گزارا کرتے۔ مدائن میں انہوں نے ۳۶ھ میں وفات پائی جبکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔ احادیث کی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ بہادر تیر انداز احسان کرنے والے اور فضیلت والے تھے۔ سات غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ دوز میں گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ مدینہ میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابوں میں ستر (۷۷) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلیم بن اسود رحمۃ اللہ: بن حظلہ محاربی کوفی ان کی کنیت ابو سعفاء انہوں نے حضرت عمر حضرت عبد اللہ بن مسعود

حذیفہ ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے اشعث ابراہیم نخعی نے روایت لی ہے۔ ابن معین اور عیسیٰ اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ: بن جون بن ابی جون عبد العزی بن منقذ سلولی جزاعی ان کی کنیت ابو مطرف ہے۔ یہ قائدین سردار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین و جمل میں شامل تھے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے خط و کتابت کی مگر ان سے پیچھے رہے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے خروج کیا اور التوائین نامی جماعت کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ ان تو امین کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان کو تو امین اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین کو بلا کر خود ان کی مدد نہ کی مگر ان کے قتل کے بعد جب احساس ہوا تو بدلے کے لئے اٹھے اور سابقہ غلطی سے توبہ کر لی۔ چنانچہ سلیمان اور عبید اللہ بن زیاد کے درمیان کئی معرکے پیش آئے جن میں سلیمان عین الوردہ کے معرکے میں کام آئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ: فزاری ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ ان کو مدینہ لے آئیں اور ایک انصاری نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی کفالت میں رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے۔ کہا گیا کہ ان کو اُحد میں شرکت کی اجازت دینی گئی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اور ابن سیرین اور فضلاء بصرہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے سو (۱۰۰) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ: عبد اللہ بن ساعدہ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ بعض ابو محمد بتلاتی ہے۔ یہ مدنی ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے کئی باتیں انہوں نے یاد کیں احادیث کی کتابوں میں پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

سہل بن حذیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری ان کی کنیت ابو سعد ہے۔ یہ سابقین صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں ثابت قدم رہنے والی جماعت میں سے تھے۔ تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ جمل کے بعد بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر یہ صفین میں ان کے ساتھ تھے۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ان کا نام حزن تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال

تھی۔ یہ طویل العمر صحابی ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ پایا۔ ۸۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ: یہ ابن الحظلیہ کے نام سے معروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ نام سہل بن ربیع بن عمرو انصاری المعروف بابن الحظلیہ ہیں۔ یہ بیعت رضوان میں شامل صحابہ میں سے ہیں۔ بہت زیادہ ذکر اور نقلی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں سے الگ رہتے۔ انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری اولاد کا ہونا تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

سوید بن قیس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ انہوں نے تین روایتیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ سماک نے ان سے ایک روایت صحیحین میں روایت کی ہے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو علی مزی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حدیث میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ اور ہلال بن یساف و دوسروں نے روایت لی ہے۔

#### ( النسب )

شداؤ بن اوس رضی اللہ عنہ: بن ثابت خزرجی انصاری ان کی کنیت ابو یعلیٰ ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء اور ولیوں میں سے تھے۔ حمص کے امیر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقعہ پر علیحدگی اختیار کر لی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بڑے فصیح، حوصلہ مند اور عقل مند تھے۔ بیت المقدس میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ: ثقفی یہ بیعت رضوان میں شامل افراد میں سے تھے۔ ان کی کئی احادیث جن میں سے دو کو مسلم نے منفرداً بیان کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمرو اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے روایت لی ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شریح بن حصائی رحمۃ اللہ: بن مذحج ان کی کنیت ابو المقدام یعنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی۔ ان سے ان کے بیٹے المقدام اور شععی اور حکم بن عقبہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا اور ابو حاتم جستانی نے کہا یہ ۷۸ھ میں قتل ہوئے۔

شفیق بن سلمہ رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ یہ آل خضرمی کے مولا ہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور بیان کی اور حضرت ابو بکر، عمرو عثمان و معاویہ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ابن معین

کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان کے متعلق پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ ان کی وفات ۶۳ھ میں ہوئی۔  
 شفیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ: جلیل القدر تابعی ہیں۔ آل خضریٰ کے مولا ہیں۔ حضرت انس سے روایت نقل کی ہیں اور  
 ان سے یحییٰ قطان اور کعب نے روایت لی ہے اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان کے  
 باعظمت ہونے پر اتفاق ہے۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ: عیسیٰ کوئی یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔  
 شہر بن جوشب رحمۃ اللہ: یہ اسابنت بزید بن سکس کے مولیٰ ہیں۔ ان کی کنیت ابو سعید شامی ہے۔ انہوں نے حمید داری  
 اور سلمان سے مرسل روایات بیان کی ہیں اور اپنے موالی اسماء ابن عباس ام سلمہ و جابر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی  
 ہے۔ ابن معین اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

## ( المصادر )

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: لیشی حجازی یہ صحابی ہیں ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے  
 انہوں نے تیرہ روایت نقل کی ہیں۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: مرادی کوئی یہ صحابی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں  
 شرکت کی۔ ان کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت لی ہے۔  
 کتب احادیث میں ان سے ۲۱ روایات منقول ہیں۔

صفیہ بنت جی بن اخطب رضی اللہ عنہا: اسرائیلیہ ام المؤمنین ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک پر بخاری و  
 مسلم کا اتفاق ہے۔ ان سے علی بن حسین رحمۃ اللہ اور اسحاق بن عبد الجارث سے روایت لی ہیں۔ ۳۵ھ میں خلافت علی  
 رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

صفیہ بنت ابی عبید رحمہما اللہ: یہ ابو عبید وہی ابن مسعود ثقفی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ ہیں۔ یہ ثقہ اور  
 اکابر تابعین میں سے ہیں ان سے بخاری نے باب الادب میں مسلم ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔

صحیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ: بن مالک یہ بنی نمر بن قاسط سے ہیں ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ ان کو رومی اس  
 لئے کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ رومیوں نے ان کو بچپن میں گرفتار کر لیا۔ پس ان میں پرورش پائی زبان میں لکنت تھی۔ ان  
 سے بنی کلب کے ایک آدمی نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آیا۔ اس سے عبد اللہ بن جد مال تہمی نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ مکہ  
 میں مقیم ہو گئے تجارت کرتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا تو اسلام لے آئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ اور عمار ایک ہی دن  
 مسلمان ہوئے۔ ان کا اسلام لانا تم سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد تھا۔ یہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے۔ جن کو کالیف  
 پہنچائیں گئیں۔ (کیونکہ ان کی کوئی قبائلی حمایت نہ تھی) انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ نبی

اکرم ﷺ کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ ان کی وفات ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۳۰۷ روایات ان سے مروی ہیں۔

صحیح بن حرب رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ ابوسفیان کی کنیت سے معروف ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ امیر معاد یہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو دولت امویہ کے بانی ہیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد اس کی خاطر خوب مشقتیں برداشت کیں۔ غزوہ حنین اور طائف میں موجود تھے۔ ایک آنکھ طائف کے دن تیر لگنے سے جاتی رہی اور یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلی گئی۔ ان کی وفات ۳۱ھ میں مدینہ منورہ یا شام میں ہوئی۔

صحیح بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت از دقبیلہ کی شاخ غامد کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حجازی ہیں طائف میں رہائش اختیار کی ان سے عمار بن حدید نے روایت نقل کی اور سنن اربعہ کے مصنفین نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو (۲) احادیث مروی ہیں۔

صدیق بن عجلان رضی اللہ عنہ: بن وہب الباہلی ان کی کنیت ابو امامہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں تھے۔ شام میں سکونت اختیار کی حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اڑھائی سو (۲۵۰) روایات نقل کی ہیں۔

#### (الطاء)

طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ: بن مسعود اشجعی کوئی یہ سعد بن طارق اور ابو مالک کے والد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ: بن عبد شمس بن سلمہ الجبلی ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ غازیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو بچپن میں پایا۔ خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے دیگر صحابہ اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

طارق بن علی رضی اللہ عنہ: بن منذر بن قیس ثقفی یہ صحابی ہیں اور قیس بن طلح کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابو علی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو یمامہ سے آنے والوں میں شامل تھے اور اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ: بن قیس ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے جس کی سند میں ناقدین نے اضطراب بتایا۔ وہ حدیث پیٹ کے بل سونے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: بن عثمان بن عمرو بن کعب تمیمی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ مکی و مدنی صحابی ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلحہ الخیر کا لقب دیا۔ یہ اُحد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یوم جمل میں شہادت پائی ۳۶ھ تھا۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی اڑتیس (۳۸) احادیث مروی ہیں۔

طلحہ بن براء بن عمیرہ رضی اللہ عنہ: بن ویرہ بلوی انصاری، یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ ان کی مرض و وفات میں حضور ﷺ ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور ان کے دفن کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہم ال طلحة وانت تضحك اليه و هو يضحك اليك ”اے اللہ طلحہ تجھ سے ملے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش اور آپ اس سے خوش ہوں۔“

طفیل بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ: یہ مدنی تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالبطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا۔ انہوں نے اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد اور عیسیٰ اور ابن حبان نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

#### (الظَّاء)

ظالم بن عمرو: یہ ابو الاسود الدبلی کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں بعض نے ان کا نام عمرو بن سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ بڑے جلیل القدر فاضل ثقہ تابعی ہیں۔ ان کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے۔ (یہ حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں) انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں۔

#### (المعین)

عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو مہیرہ ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ حدیبیہ کے دن بیعت کی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں گھر بنایا۔ عبید اللہ بن زیاد کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہ بلند آواز والے صحابہ میں سے تھے۔

عائذ بن عبید اللہ بن عمر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو ادریس خولانی ہے۔ جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں۔ یہ اہل دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبد الملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عبد الملک نے دمشق میں ان کو قضاء کا ذمہ دار بنایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اہل شام کے علماء میں سے تھے۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین یہ عورتوں میں سب سے زیادہ علم والی اور فقیہہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے شادی کی جبکہ ان کی عمر ۶ سال تھی اور شوال ۲ھ میں حضور ﷺ کے گھر آ بسیں جبکہ ان کی عمر

۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندہ رہیں اور ۵۷ھ میں وفات پائی۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن عامر غطفی نخعی کوفی یہ عبید الرحمان بن عابس کے والد ہیں۔ یہ اکابر تابعین میں سے ہیں انہوں نے جاہلیت و اسلام کا زمانہ پایا۔

عاصم احوال رحمۃ اللہ: یہ ابن سلیمان ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمان ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ درمیانہ درجہ کے تابعی ہیں۔ ۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ان سے تمام نے حدیث لی ہے۔

عامر بن عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ سے زیادہ معروف ہیں۔ الغمری قریشی ہیں۔ قائدین امراء میں سے ہیں۔ شام کے علاقہ کو انہوں نے فتح کیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سابقین فی الاسلام میں ہیں۔ تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے ان کو امین ہذا الامۃ کا لقب عنایت فرمایا۔ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور غور بیان میں ۱۸ھ میں تدفین ہوئی۔ کتب احادیث میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔ عامر بن اسامہ ہذلی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو السلیح ہے۔ بعض نے کہا کہ نام عمر بن اسامہ ہذلی ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اسامہ بن ہذلی سے روایات لی ہیں۔

عامر بن ابوموسیٰ رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حارث اور بعض نے عامر بتلایا۔ انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت علیؓ زبیر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ یوسف سعید اور بلال وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اکثر نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ۱۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: بن قیس النزاری خزرجی ان کی کنیت ابو الولید ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت عقبہ کی۔ یہ نقباء میں سے ایک تھے۔ یہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ یہ بڑے طاقتور بہادر بہت زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بے باک تھے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ: بن ہاشم بن عبد مناف ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ جاہلیت و اسلام میں اکابر میں شامل تھے۔ خلفاء عباسین کے جد امجد ہیں۔ جاہلیت میں بیت اللہ میں سقایہ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان کو برقرار رکھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی اور مشرکین کی اطلاعات رسول اللہ ﷺ کو لکھتے رہے۔ پھر فتح مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ حنین اور غزوہ فتح مکہ میں ہم رکابی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں ہوئی۔ ۳۵

احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنے لقب ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ اشعرین کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اشعرین کے ایک وفد میں خیبر کے بعد مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کا اکرام و احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا: ((او تبت مزار امن مزار امیر)) داؤدؑ اے ابو موسیٰ تمہیں داؤد کی سروس میں سے ایک سردی گئی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۳۶۰ روایات نقل کی ہیں۔ ۴۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب الهاشمی ان کی کنیت ابو العباس ان کا لقب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمان اور رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اللهم قفہ فی الدین و علمہ التاویل کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما اور بات کو ٹھکانے لگانے کا علم عنایت فرما۔ عمر بن خطاب ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور ان کے کثیر علم اور بڑی عقل سے فائدہ اور مشورہ میں مدد لیتے۔ ان کی وفات ۷۷ھ طائف میں پیش آئی وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یہ بعثت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا جبکہ ابھی بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ احد و بدر میں حضور ﷺ نے شفقت کے طور پر چھوٹی عمر کی وجہ سے واپس کر دیا اور پندرہ سال کی عمر سے قبل جہاد میں قبول نہ فرمایا۔ یہ غزوہ خندق میں پہلے پہل حاضر ہوئے۔ پھر کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے یہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی روایات بہت کثرت سے ہیں۔ ابو ہریرہ، ابن عمر، انس، جابر، عباس، عائشہ رضی اللہ عنہم ان سے ۱۶۳۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن کعب: بن مالک انصاری اسلمی۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ ان کو احمد عسکری نے ان لوگوں میں لکھا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ملے ہیں۔ یہ کعب کے مسجد کی طرف لے جانے والے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بیٹے عبد الرحمن اور عبید اللہ بھی تھے کیونکہ کعب رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ہزلی ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سات میں سے چھٹے اسلام لانے والے تھے۔ یہ بڑے علماء صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں آپ کی معیت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت قربت رکھتے تھے۔ خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاة اور بیت المال کے افسر تھے اور خلافت عثمانی کے ابتدائی زمانہ میں بھی۔ پھر مدینہ واپس لوٹے اور وہیں ۳۲ھ



میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما: ابووفی کا نام علقمہ بن خالد اسلمی اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔ عبداللہ اور اس کے والد دونوں صحابی ہیں۔ عبداللہ نے بیعت رضوان میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔ خیبر اور اس کے بعد والی ساری لڑائیوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں آئے اور وہیں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچانوے (۹۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما: ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب التیمی القریشی ہے۔ یہ خلفاء راشدین میں پہلے شخص ہیں اور پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو بکر صدیق کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے اور سادات قریش کی حیثیت سے ہی پرورش پائی۔ قبائل عرب کے انساب حالات اور سیاست سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ نبوت کے زمانہ میں بڑی عظیم و جلیل خدمات سرانجام دیں۔ تمام لڑائیوں میں حاضر رہے اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اور اپنے تمام مال اشارۃ نبوت پر صرف کر دیئے اور اپنی مدت خلافت جو کہ دو سال تین مہینے رہی۔ مرتدین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور شام کے علاقے کو فتح کیا اور عراق کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔ مدینہ منورہ میں ۱۳ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیالیس (۱۳۲) روایات آپ سے مروی ہیں۔ عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ بعض کہتے ہیں ابو بسر ہے۔ یہ بنی مازن بن منصور سے ہیں یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دو قلوب کی طرف نماز پڑھی۔ ۸۸ھ حمض میں وفات پائی۔ شام میں سب سے آخری صحابی وفات کے لحاظ سے یہی ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) روایات ان سے آئی ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی: یہ اپنے باپ سے قبل اسلام لائے۔ یہ بہت زیادہ عبادت اور علم والے صحابہ میں سے تھے۔ یہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے ارشادات لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ تمام غزوات و حروب میں شامل ہوتے اور دو تلوواروں سے لڑتے تھے۔ یرموک کے دن اپنے والد کا جھنڈا بلند کیا۔ صفین کی لڑائی میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تھوڑی مدت کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا۔ ان کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں سات صد (۷۰۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: یہ مزینہ قبیلہ سے تھے۔ یہ بیعت رضوان والے صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی پھر یہ ان دس میں سے ایک تھے۔ جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام سکھانے بھیجا۔ یہ بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ رسول ﷺ سے انہوں نے ۳۳ روایات بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: بن عوام قرشی اسدی ان کی کنیت ابو ضیب ہے۔ اپنے زمانہ میں قریش کے شہسوار تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں یہ پیدا ہوئے۔ افریقہ کی فتح میں شامل تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں ہوئی۔ ۶۳ھ میں ان سے بیعت خلافت لی گئی نو سال تک خلافت رہی۔ پھر ان کے اور حجاج بن یوسف کے درمیان کئی معرکے پیش آئے۔ جن میں بالآخر ۷۳ھ میں عبداللہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۳۳ روایات مروی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ الاسدی یہ اشراف قریش میں سے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ عبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران شہید ہو گئے۔ انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عبدالرحمن قرشی عدوی ہے۔ یہ عمر بن خطاب کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر اور انس اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے حدیث سنی خود ان کے بیٹے عبدالرحمان اور نجی انصاری اور سمیل اور ربیعہ رای اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم نے سنا۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ: بن عوف بن کعب عامری طحی جرش بصری ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۶ احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں بخاری سے منفر د ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: بن عاصم انصاری مدنی یہ صحابی ہیں۔ احد میں اور اس کے بعد والے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے انہوں نے مسیلہ کذاب کو یمامہ کے دن قتل کیا۔ بعض نے کہا یہ اور وحشی اس کے قتل میں شریک ہیں۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: بن حارث اسرائیلی ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف کے بعد اسلام لائے تو ان کا نام حصین تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ بیت المقدس کی فتح میں یہ فاروق اعظم کے ہم رکاب تھے اور جابیہ میں بھی شریک تھے۔ جب علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا تو انہوں نے علیہم السلام کی اختیار کی۔ ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پچیس (۲۵) احادیث روایات کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ: بن ابی طالب القرشی البہاشمی: ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خنسیہ ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ میں آئے۔ یہ اور محمد بن ابی بکر اور یحییٰ بن علی ماں کی طرف سے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزنی ان کی نسبت مزینہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بنی خزوم کے حلیف تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی احادیث کو صحاح ستہ والوں نے تخریج کیا۔ سترہ (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں اور ان سے عثمان بن حکیم اور عاصم الاحول اور قدادہ نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ: مازنی انصاری، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن اور محمد نے بیان کیا۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان سے بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبدالرحمن مخزومی ہے۔ یہ اہل مکہ کے قاری ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب سے پڑھا ان سے مجاہد عطاء نے روایت کی ان کی وفات قتال عبداللہ بن الزبیر کے دوران ہوئی۔ سات (۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما: چینی، انصار کے حلیف ہیں۔ یہ اوران کے والد صحابی ہیں۔ ان کو اہل مدینہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں معاذ اور عبداللہ نے روایت بیان کی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: ابن الصمہ انصاری ان کی کنیت ابو الجحیم ہے۔ یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں بیان کیں جو کہ دونوں بخاری و مسلم میں ہیں۔

عبدالرحمن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حمید ہے۔ اس سے یہ معروف ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے منذر بن سعد بتلایا۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عوف بن الحارث ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ القرشی الزہری ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ ان چھ افراد میں سے ہیں جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دائر فرمایا تھا۔ بدر احد اور تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ احد کے دن ۲۱ زخم آئے۔ یہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سال مال تھا۔ یہ بہت تخی تھے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں ۳۰ غلام آزاد کئے اور ایک دن وہ قافلہ جو ستر اونٹوں پر مشتمل تھا گندم آٹا، غلہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ ایک ہزار گھوڑے، پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راستہ میں صرف کئے جائیں۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالرحمن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو ہریرہ کے ساتھ معروف ہیں۔ یہ محبوب صحابی ہیں۔ خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت کو لازم کر لیا۔ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ صحابہ کرام میں بڑے حافظہ والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم اور حدیث کی طرف بہت راغب پایا اور اس کی اپنی زبان مبارک سے گواہی دی۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۵۳۷ روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن حبیب بن عبد شمس القرشی، کنیت ابو سعید ہے۔ قائدین امراء صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ موتہ میں حاضر تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ بختان اور کابل وغیرہ کے علاقے فتح کئے اور بختان کے گورنر رہے۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۳ روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن زید بن بجم بن مجدہ انصاری، ان کی کنیت ابو عیس ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں بدر میں موجود تھے۔ پانچ روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری مسلم سے منفرد ہیں۔ ان سے عبابہ بن رفاع نے روایت لی ہے۔ ۳۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عبدالرحمن بن شماسہ رحمۃ اللہ: مہری، ان کی کنیت ابو عمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت اور ابو ذر سے روایت لی ہے۔ ان کو علامہ بکلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ سو سال کی عمر کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

عبید اللہ بن زیاد: بن ابیہ یہ فاتح والی ہیں اور عرب کے بہادروں میں سے ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ہی تھے جب کہ وہ عراق میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۵۳ھ میں خراسان کا گورنر بنا دیا۔ یہ خراسان میں دو سال تک رہے۔ پھر ۶۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کو موصل کے علاقہ خازر میں ۶۷ھ میں ابن اشتر نے قتل کیا۔

عبید اللہ بن محسن انصاری عظمیٰ رضی اللہ عنہ: انہوں نے پیغمبر ﷺ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

عثمان بن مالک بن عمر بن عجلان انصاری کزرجی سلمی رضی اللہ عنہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔ ابن اسیر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ باقی تمام نے ان کو بدری شمار کیا۔ بخاری و مسلم نے ان کی روایت لی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ اپنی قوم کی دیتوں کے معاملے کے وفات تک ذمہ دار تھے۔

عتبہ بن غزو ان بن جابر وہیب حارثی مازنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بصرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ سابقین بالاسلام میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر بدر میں شرکت کی۔ پھر قادیسیہ میں شرکت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنا دیا۔ ۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اموی قرشی، خلفاء راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ ان بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو ظہور کے بعد عزت ملی۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جلد اسلام لائے۔ جاہلیت میں شریف اور مالدار تھے۔ ان کا عظیم الشان عمل اپنے خاص مال سے عیشِ عمرہ کی تیاری ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت سارے علاقے فتح ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کا باغیوں نے محاصرہ کیا اور قرآن پڑھنے کی حالت میں ۳۵ھ میں ان کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔ پیغمبر ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث نقل کی ہیں۔

عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں ۹ھ شعبان میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ارتداد کے زمانہ میں اپنی قوم کے صدقات لے کر حاضر ہوئے۔ یہ اپنی قوم میں شریف تھی اور قابل احترام تھے اور دوسرے بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ انہی سے ہی روایت ہے: ما دخل علی وقت صلوة الا نا مشتاق علیہا۔ کہ مجھ پر جب بھی نماز کا وقت آتا ہے تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا ہوں ان کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں چھیالیس (۶۶) روایتیں ان سے مروی ہیں۔

عدی بن عمیرہ بن فروہ کندی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زرارہ ہے۔ یہ کوفہ میں مقیم ہو گئے پھر وہاں سے حران میں منتقل ہو گئے۔ پھر ۴۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۰ روایتیں ان سے آئی ہیں۔

العرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نجیم ہے۔ ان سے عبد اللہ بن عمرو اور جبیر بن نفیل اور خالد بن معدان نے ان سے روایت لی ہیں۔ شام میں انہوں نے رہائش اختیار کی ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ: بن عوام اسدی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ مدنی ہے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور تابعین علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے والد والدہ سے روایت لی ہے اور اپنی خالہ عائشہ ام المؤمنین اور علی اور محمد بن مسلمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ابن سعد نے کہا یہ ثقہ عالم ہیں۔ بہت زیادہ احادیث جاننے والے فقیہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ہر رات قرآن کا چوتھا حصہ پڑھتے۔ ۹۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

عروہ بارتقی رضی اللہ عنہ: بن ابی جہد اسدی، یہ صحابی کوفہ میں مقیم ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی

رہے۔ یہ کوفہ کے اولین قاضی تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیاری کے طور پر گھوڑے پالنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) روایات نقل کی ہیں۔

عروہ بن عامر رحمۃ اللہ: یہ یکی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ ان کی (طیرہ) شگون کے متعلق روایات ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقہ تابعین میں کیا ہے۔ تمام اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ: یہ ابو محمد قرشی ہیں۔ یہ قریش کے مولیٰ ہیں، مکی ہیں۔ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ خود ان سے امام اوزاعی، ابن جریج، ابو حنیفہ اور لیث بن سعد نے روایت لی ہے۔ اصحاب ستہ نے ان سے حدیث نکالی ہے۔ ان کی عمر اسی (۸۰) برس ہوئی۔ وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ: یہ شام میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے محمد اور ربیعہ بن یزید نے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تین روایات لی ہیں۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خزرجی بدری: یہ عقبہ ثانیہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔ بدر میں رہائش اختیار کی اور بدر میں شرکت کی۔ اُحد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شرکت کی۔ پھر کوفہ میں اقامت اختیار کر کے وہیں مکان بنایا۔ ۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو مسعود مشہور ہے۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں ایک سو دو (۱۰۲) احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بن عامر قرشی نوفلی، ان کی کنیت ابو سروعہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

عقبہ بن عامر الجعفی رضی اللہ عنہ: بن عباس القضاعی یہ عظیم الشان صحابی ہیں۔ شریف امراء میں سے تھے۔ بڑے قاری فرائض کے ماہر اور شاعر تھے۔ غزوہ بجر کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ براہ راست فتح شام میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لے کر گئے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بن کر مضر منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں وہیں وفات پائی۔ پچپن (۵۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن عامر کنانی مذہبی عنسی قحطانی، ان کی کنیت ابو الیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے بہادر حکام میں سے تھے۔ یہ سابقین فی اسلام میں ہیں۔ انہوں نے اسلام کو اپنے والد یاسر اور والدہ سمیعہ کے ساتھ ظاہر کیا۔ پھر بدر اُحد خندق، بیعت رضوان میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ صفین میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے باسٹھ (۶۲) روایتیں نقل کی ہیں۔

عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ تھقی: یہ بن خشم بن ثقیف سے ہیں۔ ان کے بیٹے ابو بکر و ابواسحاق البعبی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: جزاعی کعمی، ان کی کنیت ابو نجر ہے۔ خیبر والے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں تعلیم دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے۔ فتنہ میں یکسو رہے۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو اسی (۱۸۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرظ بن زاح بن عدی بن کعب بن غالب قرشی عدوی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ یہ خلیفہ ثانی ہیں، امیر المؤمنین ان کا لقب ہوا۔ ان کا اسلام لانا کفار پر ہی کامیابی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی تنگیوں سے کشادگی دی۔ یہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ انہوں نے سرعام ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۱۳ھ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کے مطابق ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔ ۲۳ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ ابولولؤ مجوسی نے ان کو نیزہ مارا جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن عبد الاسد قرشی مخزومی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کی والدہ ام سلمہ ام المؤمنین ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین و فارس کا حاکم بنایا۔ ۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں بارہ (۱۲) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عمر و بن الاحوص رضی اللہ عنہ: بن جعفر بن کلاب الجعفی الکلابی۔ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بقول ابو عمر یہ جعفی کلابی ہیں۔ میں ان کو نہیں پہچانتا۔ ان کی نسبت کلاب جہم کی طرف نہیں اور نہ ہی کلاب کے بعد ثابت ہے۔ احوص بن جعفر بن کلاب نسب مشہور ہے۔ شاید کہ یہ جہم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے سلیمان سے روایت لی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی دو روایات ملتی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔

عمر و بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عاص وائل سہمی: ان کی کنیت ابو ابراہیم مدنی ہے۔ یہ طائف میں مقیم ہوئے۔ یہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ طاؤس اور ربیع بنت معوذ سے روایت بھی لیتے

ہیں۔ ان سے عمرو بن دینار اور قتادہ اور زہری اور ایوب وغیرہ نے روایت لی ہے۔ نسائی نے ان کو ثقہ کہا ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عبسی سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نوح ہے۔ یہ صالح صحابی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام لائے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ خندق کے بعد آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر شام میں منتقل ہو گئے۔ حمص میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے ازتیس (۳۸) روایات آپ سے نقل کی ہیں۔

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ: یہ بنی عامر بن توی کے معابد ہیں۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ان سے ایک روایت مروی ہے ان سے مسور بن محمد نے روایت نقل کی ہے۔

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ: بن ابی ضرار خزاعی مصطلعی، یہ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ یہ بہت کم بات کرنے والے تھے۔ ۵۰ھ تک باقی رہے۔ بخاری نے ان کی حدیث نکالی اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: مزنی، ان کی نسبت نمر بن قاسط کی طرف ہے۔ العبدی بعض نے کہا گویا عبدالقیس کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث انہوں نے روایت کی جن کو بخاری نے نکالا۔ ان کی صفات اس سے خود ظاہر ہوتی ہیں کہ زبان نبوت نے ان کی تعریف فرمائی۔ ان میں کامل ایمان، پختہ یقین، غناء نفس خیر کی خواہش کثرت سے پائی جاتی تھی جبکہ ان کے بارے میں کہا گیا واکمل اقواما الی ما جعل اللہ فی قلوبہم من المعنی الخیر فیہم عمرو بن تغلب۔

عمرو بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ یہ شامین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن کی علامہ مزنی نے ”الاطراف“ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

عمرو بن حدیث رضی اللہ عنہ: عمرو بن عثمان بن عبید اللہ بن عمر بن مخزوم کوفی، ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں۔ دو احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ بخاری نے کہا ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے معروف ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا۔ نووی کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو ہے۔ یہ مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مختلف غزوات کے مواقع پر تیرہ مرتبہ مدینہ



میں اپنا نائب بنایا۔ قادیسہ میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ یہی وہ نابینا ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَسَىٰ وَ تَوَلَّىٰ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمَىٰ﴾ ان سے تین روایات مروی ہیں۔

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ: بن ابی جواز یہ تابعی ہیں۔ صدوق ہیں۔ مسلم و ابوداؤد نے ان کی روایت لی ہے۔

عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو اخطب ہے۔ تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور عادی۔ ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ ان کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔ یہ آپ کی دعا کی برکت تھی۔ ”اللہم جملہ“ مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: بن وائل سہمی قرشی یہ عبداللہ کے والد ہیں۔ صحابی اور مصر کے فاتح ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دوران مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں ان کو امیر بنایا۔ پھر عمان کا ان کو والی بنایا۔ پھر یہ ان امراء میں سے تھے جنہوں نے شام میں حصہ لیا۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۳۸ھ میں مصر کا والی بنایا۔ وہیں ۴۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ کتب احادیث میں ۳۹ روایات ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن مرہ بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ: ان کو اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض ازدی کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اکثر معرکوں میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ سے ایک روایت مروی ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب ہاشمی قرشی کنیت ابوالحسن ہے۔ خلیفہ رابع ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور داماد ہیں۔ بڑے بہادر، عظیم الشان خطیب، قضاء کے ماہر۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی اور اس کو دار الخلافت بنایا۔ ۴۰ھ تک دار الخلافہ رہا۔ عبدالرحمن بن ملجم مرادی خارجی نے ان پر تلوار کا وار کیا جبکہ یہ صبح کی نماز کے لئے نکلے۔ وہ وار آپ کی پیشانی پر کاری ضرب سے لگا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن نھلہ ابوالہی ان کی کنیت ابو مغیرہ کوفی ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے علی و سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان سے حاکم اور ابواسحاق نے روایت کی ہے۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

عوف بن مالک طفیل رحمۃ اللہ: بن سخر زروی یہ وسط درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے رضيع ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ: غطفانی ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ صحابی ہیں، فتح مکہ میں شرکت کی۔ یہ اپنی قوم کا جند اٹھاتے تھے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سز سٹھ (۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔

عویمیر بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو درداء ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ تھوڑے سے بعد میں اسلام لائے جبکہ گھروالے پہلے اسلام لائے تھے۔ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہ عامل اور عقل مند تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عویمیر میری امت کا حکیم ہے۔ احد کے بعد والے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ خلافت عثمانی میں دمشق کے قاضی رہے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ایک سو نو اسی (۱۷۹) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ: یہ بصرہ میں مقیم ہونے والے صحابی ہیں۔ یہ بصرہ والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ۳۰ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

#### ( الفاء )

فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا: قرشی ہاشمیہ، یہ صحابیہ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی روایت کو جماعت نے کیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دو روایتیں ہیں۔ ان کے بیٹے جعد اور پوتے جعدہ اور عودہ نے روایت لی اور ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ: بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ فہری قرشی، یہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ اول مہاجرات صحابیات میں سے ہیں۔ یہ وافر عقل اور کمال والی ہیں۔ ان سے چونتیس (۳۳) احادیث مروی ہیں۔ ان سے کہا رتا بعین نے روایات نقل کی ہیں۔

فضالہ بن عبید انصاری: الاوسی ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ احد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے والی بنے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔

#### ( القاف )

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ: بن ابو بکر صدیق قرشی، یہ حافظ ابن حجر نے فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ مدینہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں۔ یہ کہا رتا بعین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

قیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن شداد عامری، یہ صحابی ہیں۔ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ ان سے چھ (۶) احادیث مروی ہیں۔ بصری میں رہائش اختیار کی اور مسلم ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

قنادہ بن ملحسان رضی اللہ عنہ: قیسی، بصرہ میں مقیم ہوئے ان کے بیٹے عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں کی ہیں۔

قنادہ بن عامر دوسی رحمۃ اللہ: کنیت ابو الخطاب ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ نابینا تھے۔ اسلام کے عظیم ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت لی ہے۔ ابن مسیب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قنادہ میں سے زیادہ حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔ ۷۱ھ میں وفات پائی۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ تغلمسی، یہ صحابی ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے بھتیجے زیادہ بن علاقہ نے فقط روایت لی ہے۔

قیس بن بشیر تغلمسی رحمۃ اللہ: یہ شامی ہیں۔ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مقبول ہیں۔ یہ صفارتا بعین کے ہم عصر تھے۔ ان سے ابو داؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ یہ اس کی روایت لینے میں حرج محسوس نہیں کرتا۔

قیس بن حازم رحمۃ اللہ: بجلی، احمسی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ کوفی ہے۔ کبارتا بعین میں سے ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؐ کی وفات ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ابن معین اور یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

قیسلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا: عنبریہ، یہ صحابیہ ہیں۔ مہاجرات سے ہیں۔ ان کی بھی روایت ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ یہ حبیب بن ازہر کی بیوی تھیں۔ اس کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ خاندان فوت ہو گیا تو ان کی بیٹیوں کو عمر بن ایوب بن ازہر نے چھین لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔

### ( الکاف )

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: بن کعب انصاری سلمی، بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ دیگر معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔ مگر بدر و جوک میں حاضر نہ تھے۔ احد میں گیارہ زخم کھائے۔ یہ پیغمبر ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے۔ زبان و ہاتھ سے جہاد کرنے والے مجاہدین ہیں۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ سے ایک

سواشی (۱۸۰) روایات نقل کی ہیں۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ: شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے جابر بن عبد اللہ نے روایت کی بعض نے کہا ان سے ام درداء رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔ ان سے ترمذی اور نسائی نے روایت لی ہے۔

کعب بن عمرہ رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عدی بن عبید بن حارث قضاعی بسلوی، یہ تو اقل کے حلیف ہیں۔ ابو محمد مدنی ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سینتالیس (۴۷) احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے بیٹے محمد اسحاق عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

کعبہ بنت ثابت رضی اللہ عنہما: یہ ام ثابت ہیں۔ حسان بن ثابت کی بہن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں سے یہ بھی ایک ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک روایت لی ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے روایت لی ہے۔ کلدہ بن ضبل رضی اللہ عنہ: یا ابن عبد اللہ بن ضبل یرمائی، یہ صفوان بن امیہ کے بھائی ہیں۔ ان کے بھتیجے نے ان سے روایت لی ہے اور عمرو بن عبد اللہ بن صفوان سے۔

کناز بن حصین رضی اللہ عنہ: ابو مرثد ان کی کنیت ہے۔ یہ ابن ربیع غنوی ہیں۔ بنو عبد المطلب کے حلیف ہیں۔ یہ بدری ہیں اپنی کنیت سے معروف ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ان سے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے روایت لی ہے۔

### ( اللہام )

لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ: بن صبرہ بن عبد اللہ بن منفق ابورزین، عقیلی ان کی کنیت ہے۔ بنو منفق کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم اور بھتیجے وکیع بن عدس، عمرو بن اوس وغیرہ سے روایت لی۔ ان کو لقیط بن صبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نسبت دادا کی طرف ہے۔

### ( المیم )

مالک بن ربیعہ ساعدی: ان کی کنیت ابو اسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں اٹھائیس (۲۸) روایات ان سے منقول ہیں۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: ان کو ابن حارث کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوسلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے

تھے۔ یہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔ ۵۹۴ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ پندرہ (۱۵) احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔

مالک بن ہمیرہ رضی اللہ عنہ: بن خالد بن مسلم کوئی کنڈی، یہ صحابی ہیں۔ مصر میں اقامت اختیار کی۔ حمص کے حاکم بنے۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

مالک بن عامر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عطیہ ہے یا ابن ابی عامر وداعی ہمدانی، یہ تابعی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابو اسحاق، عمش نے روایت نقل کی ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ۷۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی نے ان سے روایت لی ہے۔

محبیۃ باہلیہ رحمۃ اللہ: اس نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے چچا سے۔ اس کا نام مذکور نہیں۔ محبیہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نام مذکور ہے یا مونث کا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ: انصاری ان کے مولیٰ ہیں، ان کی کنیت ابو بکر بصری ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مولیٰ انس بن مالک، زید بن ثابت، عمران بن حصین، ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد نے کہا یہ ثقہ، مامون و محفوظ بلند و عالی، امام فقیہ بہت علم والے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن انظار فرماتے وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن زید رحمۃ اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم: یہ تابعی ثقہ، حافظ اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔

محمد بن عباد رحمۃ اللہ: بن جمعہ مخزومی کئی یہ ثقہ ہیں اوساط تابعین ان سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لی ہیں۔ جمرہ عبدی رحمۃ اللہ: عبد القیس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بن ربیعہ بن زرارہ حالات والی کتب میں ان کا تذکرہ نہیں۔ ان کے بارے میں وضاحت نہیں کہ صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔

مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بہت کم روایات بیان کرنے والے ہیں۔ بخاری میں ان کی ایک روایت ہے۔ ان سے صرف قیس بن حازم نے روایت لی ہے۔

مرشد بن عبد اللہ یزنی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو الخیر مصری ثقہ فقیہ ہیں۔ کبار تابعین سے ہیں وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ: بن مالک ہمدانی وداعی ابو عاکشہ کوفی ان کی کنیت ہے۔ ثقہ تابعی ہیں۔ یہ مختصری فقیہ عابد ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ضبل بن الاحب قرشی قہری ان کی والدہ وعد بنت جابر بن ضبل بن الاحب ہیں جو کہ کرز بن جابر کی بہن ہیں۔ بقول واقدی وفات نبوی کے وقت یہ بچے تھے۔ ان کے علاوہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کو محفوظ کیا۔ پہلے کوفہ اور پھر مصر میں اقامت اختیار کی۔ سات روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری کی بجائے مسلم منفرد ہے۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: زہری ان کی کنیت ابو زرارہ لمدنی ہے۔ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لی۔ ان سے ان کے بھتیجے اسماعیل بن محمد اور طلحہ بن مصرف اور ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور بہت روایات والے ہیں۔ وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ: جہنی یہ صحابی ہیں مصر میں رہائش اختیار کی۔ ان سے ان کے بیٹے سہل نے روایت کی ہے۔ اس کا بہت بڑا نسخہ ہے۔ اس سے احمد بن ضبل نے اپنی مسند میں روایات لی ہیں۔ اسی طرح ابو داؤد نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں روایات لی ہیں۔ انہوں نے ۳۰ روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی، کنیت ابو عبدالرحمن، امام مقدم ہیں حرام و حلال کے ماہر ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل، یہ خوبصورت نوجوان تھے۔ حوصلہ سخاوت، حیاء میں انصار کے افضل ترین نوجوانوں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ عقبہ بدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔ ۱۸ھ میں عین جوانی میں طاعون عمواس میں شہادت پائی۔ ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ستاون (۱۵۷) روایات مروی ہیں۔

معاذہ بن عدویہ رحمہما اللہ: بنت عبداللہ، یہ صلہ بن الیثم کی بیوی ہیں۔ یہ اہل بصرہ سے تھیں ان کی کنیت ام الصبہاء تھی۔ اوساط تابعین سے تھیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد و رفت تھی اور ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان کی روایات لی ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: صحر بن حرب بن امیہ قرشی اموی، شام میں دولت امویہ کے بانی ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸ھ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے۔ کتابت اور حساب کا علم سیکھا تو آپ نے اپنا کاتب ولی بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ اردن پھر دمشق کو جمع کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا علاقہ بھی سپرد کر دیا۔ ۴۱ھ میں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اختیار کی۔ پھر خلافت ۱۹ سال تک ان کے پاس رہی۔ دمشق میں ۶۰ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے۔ جو عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے تیرہ (۱۳) روایات مروی کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں۔ نووی کہتے ہیں ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

معاویہ بن حیدرہ رضی اللہ عنہ: بن معاویہ بن قشیر بن کعب القشیری بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ صحابی ہیں جن سے کئی روایات مروی ہیں۔ بہز بن حکیم کے یہ دادا ہیں۔ ان سے ابن حکیم نے روایت لی۔ ابوداؤد نے کہا بہز بن حکیم بن معاویہ کی احادیث صحیح ہیں۔

معروور بن سوید رحمۃ اللہ: اسدی ابوامیہ کوفی ان کی کنیت ہے۔ ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن مسعود اور صحابہ کی جماعت رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ان سے واصل احدب اعمش نے روایت لی اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔

معن بن یزید بن اخنس سلمی رضی اللہ عنہم: ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ یہ خود اور ان کے والد اور دادا تمام صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقام تھا فتح دمشق میں موجود تھے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی پھر مصر میں داخل ہوئے۔ پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور واقعہ راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔ اس وقت ۵۴ھ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ مزنی: ابو یعلیٰ کنیت ہے۔ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کندہ سے حاضر ہوئے جو شام میں ہے۔ ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چونتیس (۳۳) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

منغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: بن ابی عامر ثقفی ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے۔ یمامہ یرموک اور قادسیہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند ذہین و فطین، ادیب سمجھدار گہری سوچ والے تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔

مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کریمہ ہے۔ یہ کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شام کے مقام کندہ سے آئے تھے (کندہ درحقیقت قبیلے کا نام ہے) ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سو سینتالیس (۴۴۷) احادیث روایت کی ہیں۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ثعلبہ بہرائی کنندی، ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ نووی نے کہا یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری کی گود میں زیر پرورش تھے۔ اس نے ان کو منتمی بنا لیا۔ وہ سابقین فی الاسلام میں سے تھے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تمام لڑائیوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ یا لیس (۴۲) احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

میمون بن ابی حارث رحمۃ اللہ: ربیع، ان کی کنیت ابو نصر کوئی ہے۔ حافظ ابن حجر سے تقریب میں ان کو صدوق کہا اور کہا یہ بہت ارسال کرنے والے تھے۔ طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں۔ ۸۳ھ میں واقعہ حجاج میں وفات پائی۔

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بحیر بن ہرام بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال عامریہ ہلالیہ یہ ام المؤمنین ہیں۔ ان سے ابن عباس، یزید بن الاصم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ زہری نے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور بہہ پیش کیا۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) احادیث ان سے مروی ہیں۔

### ( النون )

نافع غدوی رحمۃ اللہ علیہ: ابو عبد اللہ مدنی، عظیم الشان تابعین سے ہیں۔ اپنے مولیٰ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابی لبابہ، ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب سے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ان کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر ان سے ان کے بیٹے ابو بکر اور عمر اور ایوب اور ابن جریج و مالک وغیرہم نے روایت لی ہے۔ وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ: بن مطعم، یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ شریف اور فتویٰ دینے والے ہیں۔ اصحاب کتب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔

نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ عامری: ہلالی، یہ جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں انہوں نے حضرت ابو بکر، عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے اور ان سے شععی اور ضحاک نے روایت لی ہے۔ عجل نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔



نسبہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام نسبہ تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے فعلیہ کا وزن مانا ہے۔ یہ مدینہ کی رہنے والی ہیں پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (بیات) میت عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔ ام عمارہ اور ان کا نسب ایک ہے۔ ام عطیہ لقب معروف ہے۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

نصلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو برزہ ہے۔ یہ اپنی کنیت میں منفرد ہیں۔ صحابہ میں اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔ شروع میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شرکت کی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی ان کے بیٹے وہیں تھے۔ پھر غزوہ خراساں میں شمولیت اختیار کی۔ بعض نے کہا یہ بصرہ واپس لوٹ آئے۔ ۶۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: انصاری خزر جی ہیں۔ ان کے والد اور والدہ بھی صحابہ ہیں۔ شام کے مقام نعمان میں رہائش اختیار کی۔ کوفہ کی امارت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کو حمص میں منتقل کر دیا۔ ۶۴ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو چودہ (۱۱۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: بن عائد مزنی، ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ بعض نے کہا ابو حکیم ہے۔ یہ معروف صحابی ہیں۔ ۳۱ھ میں نہادند کے مقام پر شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔

نضج بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ: یہ اہل طائف میں سے ہیں اور صحابی رسول ہیں۔ ان کو ابو بکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے طائف کے قلعہ سے ایک جوان اونٹ نبی اکرم ﷺ کی طرف لٹکایا۔ یہ یوم جمل وصفین میں الگ تھلگ رہے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو تیس (۱۳۲) روایات ان سے منقول ہیں۔

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ: بن خالد بن عمرو عامری کسلبانی، یہ صحابی ہیں۔ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نواس رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

### ( السہاء )

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد قرشی اسدی، یہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں معروف تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی بات پہنچی جو حکیم کو ناپسند ہوتی تو وہ فرماتے جب تک میں اور حکیم باقی ہیں یہ کام نہ ہوگا۔ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں منفرد ہے۔

ہند بن امیہ رضی اللہ عنہا: قرشیہ مخزومیہ، ان کی کنیت ام سلمہ ہے۔ یہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ۴ھ میں ان سے شادی ہوئی۔ یہ عورتوں میں اخلاق و عقل کے اعتبار سے کامل تھیں۔ ۶۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کئی

کتابوں میں تین سواٹھتر (۳۷۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ: بن قیس بن عمرو نضی کوئی، یہ عابد اور ثقہ عالم ہیں۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت لی ہے۔

### (الواثو)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہیدہ ہے یہ حضری ہیں۔ حضرموت کے سرداروں میں سے ہیں۔ ان کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہی اور اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھادی اور اپنے ساتھ بٹھایا اور دعا فرمائی: اللھم بارک فی وائل ولده "اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما" حضرموت کے سرداروں پر آپ نے ان کو نگران مقرر فرمایا اور ان کو قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ یہ فتوحات میں حاضر ہوتے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۰ھ میں وہاں وفات پائی۔ اکہتر (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ: بن مالک بن عبید اسدی، یہ صحابی ہیں۔ ۹ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے آنسو رکتے نہ تھے۔ رقبہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں وفات پائی۔ گیارہ (۱۱) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

واٹلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابواسقع ہے۔ یہ کنانی لیشی ہیں۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب آپ تبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ یہ آپ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر فتح دمشق و حمص میں شامل تھے۔ یہ مدینہ کے اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ ۸۶ھ میں دمشق کے مقام پر وفات ہوئی۔ ان سے ایک سو چھپن (۱۵۶) احادیث مروی ہیں۔

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ: یہ حبشی ہیں، کنیت ابوہسمہ ہے۔ بنی نوفل کے مولیٰ ہیں۔ یہ مکہ کے سیاہ قام لوگوں میں سے تھے۔ یہ جزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اہل طائف کے وفد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قتل مسیلمہ کذاب میں بھی شریک تھے۔ یرموک میں موجود رہے۔ پھر حمص میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵ھ میں وہاں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۳۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وہب بن عبد اللہ سواکی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو جحیفہ ہے۔ یہ صفار صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو نبیت المال کا نگران بنایا یہ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۳۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وارد کاتب مغیرہ رحمۃ اللہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ اور کاتب ہیں انہوں نے اپنے آقا حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے قاسم بن مغیرہ اور رجا بن حیوۃ سے روایت لی ہے۔ ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔

(الباء)

یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ: جمعی کوئی ہیں۔ یہ ثقہ تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ عبد الملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔ تمام نے ان سے روایات لی ہیں۔

یزید بن حیان رحمۃ اللہ: جمعی کوئی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ کے تابعین سے ہیں۔ تابعین میں ان کا درجہ درمیانہ ہے۔ ان سے مسلم ابوداؤد اور نسائی نے روایت لی ہے۔

یعیش بن طحہ رحمۃ اللہ علیہ: غفاری، ان کی نسبت بنو غفار کی طرف ہے۔ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ تابعی ہیں۔ اپنے والد طحہ سے انہوں نے پیٹ کے بل سونے کی ممانعت والی روایت نقل کی ہے۔

کنیت کے لحاظ سے جو تراجم ذکر کئے گئے وہ مندرجہ بالا ناموں کے تحت درج ہو چکے ہیں۔

#### فیس عرف بابن فلان

ابن شماسہ: ان کا نام عبدالرحمن بن شماسہ ہے۔ ترجمہ حرف ع میں دیکھیں۔

ابن الحظلیہ: ان کا نام ہبل بن عمرو ہے۔ ان کے حالات س میں دیکھیں۔

ابن عمر: ان کا نام عبد اللہ ہے۔ یہ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

ابن مسعود: نام عبد اللہ ہے، حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

#### تراجم المضربین

احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بکر تبتلی ہے۔ یہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ حرد و جرد میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور کے شہر تبتق کی ایک بستی ہے۔ سن ولادت ۳۵۸ھ ہے۔ پھر جہانہ جو ان کا شہر تھا وہاں منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں السنن الکبریٰ اور دلائل النبوة اور الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

احمد بن محمد بن احمد بن طالب ابو بکر المعروف بالبرقانی: یہ واکلی عالم ہیں۔ یہ مسلک حنبلی کے عالم تھے۔ یہ مرو کے رہنے والے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور طلب علم میں پرورش پائی۔ علم کے لئے بڑے سفر کئے۔ ۲۸ ماہ تک معتم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا کیونکہ یہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے حدیث میں مسند تصنیف کی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابو بکر المعروف بالبرقانی: یہ خوارزمی عالم حدیث ہیں۔ بغداد کو وطن بنایا اور وہاں

۳۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی بھی ایک مسند ہے۔ اس میں وہ احادیث بھی ہیں جو بخاری و مسلم میں ہیں۔ نیز انہوں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور ابوبکر اور دیگر ائمہ احادیث کی روایات جمع کی ہیں۔ وفات تک تصنیف میں مشغول رہے۔

احمد بن عمرو بن عبدالحق بزاز ابو بکر: اہل بصرہ میں سے حافظ الحدیث ہیں۔ رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی دو مسندیں ہیں۔ ایک کا نام البراء لڑا کر اور دوسرے کا نام البحر الصغیر ہے۔

حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابو سلیمان الخطابی: یہ بڑے فقیہ محدث ہیں۔ یہ اہل بست سے ہیں جو کابل کے علاقہ میں ہے۔ یہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ ان کی کتاب معارج السنن ہے جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔ وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر از دی بختانی ابو داؤد: اپنے زمانہ کے امام الحدیث ہیں۔ یہ بختان کے رہنے والے ہیں۔ وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ ان کی کتاب ابو داؤد صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں ۳۸۰۰ احادیث ذکر کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی اسدی ابو بکر المعروف حمیدی: حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ یہ اہل مکہ میں سے ہیں۔ وہاں سے امام شافعی کے ساتھ مصر کی طرف سفر کیا اور وفات تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر مکہ میں واپس آئے اور فتویٰ دینے لگے۔ یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ بخاری نے ان سے پچھتر (۷۵) روایات لی ہیں۔ مسلم نے ان کا تذکرہ اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ ۲۱۹ھ مکہ میں وفات ہوئی۔ ان کی مسند الحمیدی کے نام سے معروف ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی: یہ سمرقندی ہیں اور ابو محمد کنیت ہے۔ یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ عاقل، فاضل مفسر اور فقیہ ہیں۔ انہوں نے سمرقند میں علم حدیث و آثار کو نمایاں کیا۔ ان کی تصانیف میں السنن الدارمی ہے۔

علی بن عمر بن احمد بن مہدی ابو الحسن دارقطنی شافعی: یہ اپنے وقت کے امام حدیث ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے قراءت پر تصنیف کی اور اس کے ابواب بنائے۔ بغداد کے محلہ دارقطن میں ان کی پیدائش ہوئی۔ وفات ۸۳۵ھ میں پائی تصانیف میں سنن دارقطنی ہے۔

مالک بن انس بن مالک اصحی حمید امام مالک: ابو عبداللہ کنیت امام دارالہجرت ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ مالکیہ کی نسبت ان کی طرف ہے۔ ولادت و وفات مدینہ میں ہوئی۔ دین میں مضبوط اور امراء سے دور رہنے والے تھے۔ منصور نے ان سے سوال کیا کہ وہ ایک کتاب لکھ دیں جو لوگوں کو عمل پر آمادہ کرے۔ انہوں نے الموطا تصنیف فرمائی۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ بخاری: ابو عبداللہ کنیت ہے۔ یہ اسلام کے عالم ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث میں طول طویل اسفار کئے۔ خراسان، عراق، مصر، شام گئے۔ ایک ہزار مشائخ سے چھ لاکھ

احادیث سنی اور ان سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا اور جس روایت کو پختہ پایا۔ ان کی کتاب حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ بخاری نے خرتک جو سمرقند کی بستی ہے ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عیسیٰ بن سورہ اسلمی بوعلی ترمذی: ابو عیسیٰ کنیت حدیث میں جامع کتاب کے مصنف ہیں۔ علماء و حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ ترمذ کے رہنے والے ہیں جو نہر جیحوں پر واقع ہے۔ بخاری کے شاگرد ہیں۔ حفظ میں ضرب المثل تھے۔ ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن یزید ربیع قزوینی ابو عبد اللہ ابن ماجہ: علم حدیث کے ایک امام ہیں۔ اہل قزوین میں سے ہیں۔ انہوں نے بصرہ بغداد شام مصر اور حجاز اور رے کا سفر کیا تاکہ حدیث حاصل کریں۔ اپنی کتاب سنن ابن ماجہ تصنیف کی۔ یہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ابو حسین امام مسلم: ابو حسین کنیت ہے یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ائمہ محدثین سے ہیں۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور حجاز مصر شام عراق کے سفر کئے۔ نیشاپور کے مضافات میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس میں بارہ ہزار احادیث کو جمع کیا۔ حدیث میں جن کتابوں پر درود مدار ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ امام نووی اور دیگر بہت سے علماء نے اس کی شروع لکھی ہیں۔

یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن تمیمی حنظلی ابوزکریا حاکم نیشاپوری: حدیث کے امام ہیں۔ پرہیزگار ثقہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے عظیم علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار پختہ یقین والے تھے۔ وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

(العسر لیلۃ الایام)

تمت التراجم لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعیہم رحمہم اللہ علیہم

اللہم احشرونا فی زمربہم یوم القیامۃ لیلۃ الجمعۃ ۲۷ من شہر ذی الحجۃ ۱۴۲۱ھ آمین